Rah e Haq Ka Musafir

موضوعات کبیر

مترجم اردو

مصنف

ملا علی قاری حنفی

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب
قرآن محل اردو بازار کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موضوعاتِ کبیر

مترجم اردو

مصنف:- ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:- مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی

باہتمام:- محمد سعید اینڈ سنز

(ناشر)

قرآن محل، اردو بازار، کراچی

عرض ناشر!

ملا علی قاری کی شخصیت علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں احادیث کے پرکھنے اور جرح وتعدیل میں ان کے کارنامے سند کی حیثیت رکھتے ہیں علم حدیث کی تاریخ سے جو لوگ واقف ہیں ان سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ بدخواہاں ملت نے وضع احادیث کا فتنہ کھڑا کر دیا۔ یعنی بہت سے اقوال وافعال کا انتساب نبی کریم ﷺ کی طرف کر دیا کہ آپ نے یہ کیا یا یہ فرمایا۔ اس طریقہ کار کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ حضور کریم ﷺ کی سیرت طیبہ جو دراصل قرآن پاک کی عملی تفسیر ہے بالکلیہ مسخ ہو کر رہ جاتی اگر اس فتنہ کا مقابلہ کرنے والے علماء وجود میں نہ آتے چونکہ اللہ تعالیٰ کو اس ناسخِ ادیان دین کو قیامت تک باقی رکھنا تھا اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اس فتنہ کا مقابلہ کرنے والے علماء بھی موجود رہے ہیں جنہوں نے کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا۔ موضوع غیر موضوع، اصلی اور نقلی کا فرق ظاہر کر دیا۔

امت مسلمہ کی گردنیں ان کے احسان کے بوجھ سے گرانبار ہیں۔ اگر یہ حضرات میدان میں نہ آتے تو احادیث کی حیثیت اساطیر الاولین سے زیادہ نہ ہوتی۔ اور یہ ان ہی بزرگوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ کھوٹے سکے اس بازار میں رائج نہ ہو سکے۔

ان خدمات کی داستان بہت لمبی ہے۔ اور اس کا سلسلہ نہایت طویل ہے۔

ملاعلی قاری کی پیش نظر کتاب موضوعات کبیر مترجم اس سلسلہ کی آخری کڑی ہے۔
اس کی اہمیت کا تقاضہ تھا کہ اردو دان اصحاب بھی اس سے مستفید ہوں چنانچہ اسی غرض کے پیش نظر اصل کتاب مع ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔
امید ہے کہ قارئین میری اس کوشش کو بنظر استحسان دیکھیں گے۔

طالب دعا

عبدالاحد سعید عفی عنہ

تقریظ مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

امابعد! ائمہ محدثین حنفیہ میں ملاعلی قاری رحمہ اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ حدیث اور شروح حدیث میں شیخ موصوف کا گراں قدر ذخیرہ اہل علم کا بہترین سرمایہ ہے۔

پیش نظر کتاب ''موضوعات کبیر ملاعلی قاریؒ،، اپنی موضوع میں نہایت ہی عظیم المرتبت کتاب ہے۔ کہ جس میں احادیث موضوعہ کو جمع کر کے امت کو ان کے فتنہ اور ضرر رساں اثرات سے محفوظ و مامون کر دیا۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان ہے چونکہ عامتہ المسلمین اصل کتاب سے مستفیض نہیں ہو سکتے۔ اور ان کو احادیث صحیحہ و غیر صحیحہ کا امتیاز مشکل ہے۔ اس لئے اس ترجمہ کا مطالعہ امید ہے کہ ان میں اس امتیاز کی صلاحیت پیدا کر سکے گا۔

الحمد للہ کہ برادرم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب کاندھلوی نے اپنے ترجمہ سے اس ضرورت کو پورا فرما دیا۔ ناچیز نے متعدد مقامات سے ترجمہ کا مطالعہ کیا۔ ترجمہ مستند نہایت سلیس ہے۔ اور اس کے ساتھ مختلف موقعوں پر

مترجم موصوف نے فوائد کے اضافے سے کتاب کی افادیت کو بڑھانے کے ساتھ ان اشارات کو بھی واضح کردیا جو اصل کتاب میں صرف رمز کے درجہ میں تھے۔ اور بعض ان احادیث کی وجوہ صحت واعتبار کو بھی مستند حوالوں کے ساتھ جمع کردیا۔ کہ جن کو مصنفؒ نے بے اصل قرار دیا تھا۔

حق تعالے ترجمہ ہذا مقبول ونافع بنائے۔ آمین یارب العالمین

بندہ ناچیز

مولانا محمد مالک غفرلہ کاندھلوی

خادم حدیث دارالعلوم الاسلامیہ اشرفیہ (لاہور)

تقریظ مولانا لطافت الرحمن صاحب

نحمده وبه التكلان. وهو خير من اعان. ونصلى على افصح فصحاء عدنان. وابلغ بلغاء قحطان. سيدنا محمد خاتم الانبياء. التارك فينا القمر الملته البيضاء التى ليلها ونهارها سواء.

امابعد! یہ درست ہے کہ ملت مسلمہ میں نظریاتی اور تخیلاتی انتشار وتفریق کا سلسلہ چل رہا ہے مگر اس اختلاف وتحزب کے ہوتے ہوئے اس بات پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ قرآن وحدیث دین اسلام کے اصل الاصول ہیں۔

(اِلَّا مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّار) اب ظاہر ہے۔ کہ قرآن کی حفاظت کا وعدہ تو خود خدا نے فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا۔ (نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون)

البتہ احادیث رسول میں دجل وتلبیس کا سلسلہ کافی حد تک چل سکتا ہے۔ اور مخالفین اسلام نے اس قبیح سلسلہ کو چلایا ہے۔ مختلف متنوع حالات میں لوگوں کے اقوال کو احادیث ظاہر کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے احادیث صحیحہ کے ذخیرے کا تحفظ ضروری ٹھہرا ہے۔

موضوع اور غلط احادیث کے سلسلہ میں علماء امت میں سے علامہ ابن جوزی امام احمد ابن حنبل۔ امام نووی، علامہ ابن حجر عسقلانی وغیرہ محدثین نے سب سے زیادہ خدمت کی ہے۔ اور انہیں حضرات میں سے ایک ملا علی قاریؒ ہیں جنہوں

نے اس موضوع میں "الموضوعات الکبیر" کتاب لکھی ہے ملا علی قاریؒ موضوعات کی یہ کتاب ایک در گراں مایہ ہے حالات کا تقاضا تھا۔ کہ اس کتاب کا ترجمہ اردو میں کیا جائے جزائے خیر دے اللہ برادرم محترم مولانا حافظ حبیب الرحمٰن صاحب کاندھلوی کو کہ انہوں نے اس کتاب کا ترجمہ صاف اور سلیس اردو میں کیا۔ ترجمہ کا مسودہ اور اصل کتاب میرے سامنے ہیں جی چاہتا ہے۔ کہ بار بار دیکھوں اور غور سے دیکھوں مگر سہ

ما کل مایتمنی المرء یدرکه تجری الریاح بما لا تشتهی السفن

چنانچہ درس و اسباق کے ہجوم اور کثرت مشاغل کی وجہ سے یہ تمنا تو پوری نہ ہوئی لیکن چند مختلف مواضع کو دیکھا۔ اور بعض مقامات میں اصل کتاب اور ترجمہ کا مقابلہ بھی کیا ماشاء اللہ بہت خوب اور موزوں ہے۔

اس احقر کی حقیر دعائیں مولانا صاحب موصوف کے ہمراہ ہیں حق تعالےٰ ان کو مزید ہمت وقوت دے تاکہ ان کے علم وقلم سے علمی دنیا کو زیادہ تر فائدہ ہو۔

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

المذنب الخاطی الحیران

محمد لطافت الرحمٰن اسوادی کان اللہ لہ

استاذ دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	حرف الہمزہ	۹۰
۲	حرف الباء	۱۵۷
۳	حرف التاء	۱۶۷
۴	حرف الثاء	۱۸۱
۵	حرف الجیم	۱۸۲
۶	حرف الحاء	۱۸۶
۷	حرف الخاء	۲۰۴
۸	حرف الدال	۲۱۲
۹	حرف الذال	۲۱۶
۱۰	حرف الراء	۲۱۹
۱۱	حرف الزاء	۲۲۶
۱۲	حرف السین	۲۳۰
۱۳	حرف الشین	۲۴۰
۱۴	حرف الصاد	۲۴۹
۱۵	حرف الضاد	۲۵۸

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۶۰	حرف الطاء	۱۶
۲۶۲	حرف الظاء	۱۷
۲۶۴	حرف العین	۱۸
۲۷۳	حرف الغین	۱۹
۲۷۵	حرف الفاء	۲۰
۲۸۱	حرف القاف	۲۱
۲۸۶	حرف الکاف	۲۲
۲۳۹	حرف اللام	۲۳
۳۲۹	حرف المیم	۲۴
۴۱۳	حرف النون	۲۵
۴۲۵	حرف الواوَ	۲۶
۴۲۹	حرف الهاء	۲۷
=	حرف املام الف	۲۸
۴۴۳	حرف الیاء	۲۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ الْقَدِیْمَ وَبَیَّنَهٗ بِالْاَحَادِیْثِ الثَّابِتَةِ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ۔ بِنَقْلِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ وَاَتْبَاعِهِمْ مِنْ اَئِمَّةِ الدِّیْنِ الْمُجْتَهِدِیْنَ فِی الطَّرِیْقِ الْقَوِیْمِ۔ وَصَلَّی اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلَیْهِ وَشَرَّفَ وَکَرَّمَ لَدَیْهِ وَعَظَّمَ مَنِ انْتَسَبَ اِلَیْهِ۔

اَمَّا بَعْدُ! فَیَقُوْلُ خَادِمُ الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ وَلَازِمُ الْحَدِیْثِ الْقَوِیْمِ عَلِیُّ بْنُ سُلْطَانَ مُحَمَّدِ الْقَارِیُّ الرَّاجِیْ عَفْوَ رَبِّهِ الْبَارِیْ اَنَّ کَلَامَ اللّٰهِ مَحْفُوْظٌ بِفَضْلِهٖ وَکَرَمِهٖ عَنِ الْخَطَاءِ

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہیں جس نے قرآن عظیم کو جو قدیم ہے نازل فرمایا اور احادیث کے ذریعے اسے نبی کریم ﷺ پر واضح فرمایا جو صحابہ تابعین اور تبع تابعین میں سے آئمہ مجتہدین کے ذریعہ صحیح طور پر نقل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جو اللہ کے نزدیک صاحب شرف وکرم اور آپ کی نسبت اس ذات کبریا کی جانب بہت عظیم ہے۔

امابعد! یہ خادم کلام قدیم اور حدیث صحیح کو اختیار کرنے والا علیؒ بن سلطان محمد القاری جو اللہ تعالیٰ سے اس کے عفو کا امید دار ہے کہتا ہے کہ کلام اللہ اس کے فضل وکرم سے ہر خطاء سے محفوظ ہے چاہے وہ ایک نقطہ میں ہو یا رسم الخط میں۔

اور یہ حفاظت اس کے فرمان کے ذریعہ ثابت ہے "انا

فِیْ نُقْطِہٖ وَکَلِمِہٖ فِیْ رَسْمِہٖ	نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ،، ہم نے
وَذٰلِکَ لِقَوْلِہٖ سُبْحَانَہٗ اِنَّا	ہی ذکر اتارا ہے۔ اور ہم اس کی حفاظت
نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا	کرنے والے ہیں) اور ایک جماعت اس
لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ وَقَدْ اُقِیْمَ	کی حفاظت کے لئے قائم کر دی گئی اگرچہ
بِحِفْظِہٖ جَمْعٌ مُحَافِظُوْنَ	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک
مَعَ بُعْدِ الْعَہْدِ عَنْ زَمَانِہٖ	مدت مدید گذر گئی - لیکن یہ جماعت
عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی یَوْمِنَا وَ	آج تک قائم ہے - اگرچہ حضور صلی
ھٰذَا لْمُتَجَاوِزُ عَنِ الْاَلْفِ	اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ کی جانب
مِنَ الْھِجْرَۃِ اِلٰی مَدِیْنَۃِ	ہجرت کو ایک ہزار سال سے زائد
الْاِسْلَامِ لٰکِنَّ الْاَحَادِیْثَ	گذر چکے - لیکن احادیث رسول جو
الْمُبَیِّنَۃَ لِلْاَحْکَامِ صَارَتْ	احکام کو ظاہر کرنے والی ہیں - بعد
ظَنِّیَّۃً عِنْدَ الْاِمَامِ لِاَجْلِ	زمانہ کے باعث ظنی ہو گئی ہیں۔ اور اسی
بُعْدِ الْاَیَّامِ فَلِھٰذَا وَقَعَتْ	باعث عوام میں موضوع احادیث عام
اَحَادِیْثُ مَوْضُوْعَۃٌ بَیْنَ	ہو گئیں - لیکن علماء حقہ، حق کو قائم
الْعَوَامِ لٰکِنِ الْعُلَمَاءُ الْاَعْلَامُ	کرنے کے لئے کھڑے ہوئے
قَامُوْا بِحَقِّ الْقِیَامِ وَمَیَّزُوْا	اور انہوں نے صحیح - سقیم - حسن
بَیْنَ الصَّحِیْحِ وَالسَّقِیْمِ وَالْحَسَنِ	ضعیف - مرفوع - موقوف
وَالضَّعِیْفِ وَالْمَرْفُوْعِ وَالْمَوْقُوْفِ	مقطوع اور موضوع کو جدا جدا
وَالْمَقْطُوْعِ وَالْمَوْضُوْعِ ٭	بیان کیا۔

فقد روى الحافظ
ابو نعيم في الحلية عن
ابي هريرة مرفوعا ان لله
عند كل بدعة كيد بها
الاسلام وليا من اوليائه
يذب عن دينه يدفع
ما وضع بعض اعدائه
ثم مما تواتر عنه عليه
السلام معنى وكاد ان
يتواتر مبنى مما اخرجه
الشيخان والحاكم عن ابي
هريرة رضي الله عنه من
كذب على متعمدا فليتبوأ
مقعده من النار وفي
رواية لهما وللترمذي و
النسائي وابن ماجة والدارقطني
عن النبي انه قال انه
ليمنعني ان احدثكم
حديثا كثيرا ان النبي صلى

حافظ ابو نعیم رح نے اپنی حلیہ میں ابو
ہریرہ رض سے ایک روایت مرفوعاً نقل
کی ہے۔ اللہ تعالے ہر اس بدعت
کے اظہار کے وقت جس کے ذریعہ اسلام
میں مکر کیا جاتا ہو۔ اپنے اولیاء میں سے
ایک ولی متعین کرتا ہے۔ جو اس کے دین
کی مدافعت کرتا ہے۔ اور ان چیزوں کو
وہ رد کرتا ہے۔ جو بعض دشمنان خدا نے وضع
کی ہیں۔ اور اسی معنی کی روایتیں حضور م
سے مرفوعاً مروی ہیں۔ اور وہ حدیث بھی
متواتراً مروی ہے۔ کہ جو شیخین (بخاری رح
و مسلم رح) اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے۔ جو شخص مجھ پر
جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ
دوزخ میں تلاش کرے۔ نیز بخاری رح
و مسلم رح ترمذی رح و نسائی رح اور ابن ماجہ و
دار قطنی رح کی روایت میں حضرت انس رض
سے یہ مروی ہے۔ کہ مجھے جو شے کثرت
سے حدیثیں بیان کرنے سے روکتی ہے

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَلَهُمْ اَيْضًا عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ وَلِلشَّيْخَيْنِ وَالتِّرْمِذِيِّ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى اَحَدٍ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

وہ حضورؐ کا یہ فرمان ہے کہ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرے۔ اور ان تمام محدثین نے حضرت علیؓ سے بھی یہ روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔ کیونکہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا۔ وہ دوزخ میں داخل ہوگا شیخینؒ اور ترمذیؒ نے مغیرہؓ بن شعبہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضورؐ سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا مجھ پر جھوٹ بولنا اوروں پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے۔ جو مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرنا چاہیئے۔

وَلِلْبُخَارِيِّ وَاَبِيْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ وَالدَّارَقُطْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ اِنِّيْ لَا اَسْمَعُكَ

بخاریؒ۔ ابوداودؒ۔ نسائیؒ۔ ابن ماجہؒ اور دارقطنیؒ نے عبداللہؓ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے عرض کیا۔ کہ کیا

تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ كَمَا
يُحَدِّثُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ
قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اُفَارِقْهُ مُنْذُ
اَسْلَمْتُ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهُ
يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّاْ
مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ زَادَ
الدَّارَقُطْنِيُّ وَاللهِ مَا قَالَ
مُتَعَمِّدًا وَاَنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ
مُتَعَمِّدًا ۔

وجہ ہے۔ جو میں آپ کو حضورؐ سے روایات
کرتے نہیں سنتا۔ جیسے فلاں فلاں لوگ روایت
کرتے ہیں حضرت زبیرؓ نے فرمایا جب سے
میں اسلام لایا کبھی آپ سے جدا نہیں ہوا لیکن
میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے۔ کہ جو شخص مجھ
پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے
دارقطنی رحؒ میں راوی کے اتنے الفاظ اور زیادہ ہیں
کہ حضورؐ نے متعمداً نہیں فرمایا اور تم متعمداً
کی شرط لگاتے ہو۔

وَلِلْبُخَارِيِّ وَالدَّارَقُطْنِيِّ
عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ يَّقُلْ عَلَيَّ
مَالَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ
مِنَ النَّارِ وَلِلْبُخَارِيِّ وَالتِّرْمِذِيِّ
وَالدَّارَقُطْنِيِّ وَالْحَاكِمِ فِي
الْمَدْخَلِ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو
قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَدِّثُوْا
عَنِّيْ وَلَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَمَنْ
كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ

بخاریؒ اور دارقطنیؒ میں سلمۃ بن الاکوعؓ سے
روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر وہ بات کہے جو
میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ
میں بنالے۔ بخاریؒ، ترمذیؒ، دارقطنیؒ
اور حاکم نے اپنے مدخل میں عبداللہ بن
عمروؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھ سے حدیث
بیان کرو لیکن مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔ جو شخص
مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ

مِنَ النَّارِ۔

میں بنانا چاہیئے۔

وَلِاَحْمَدَ وَالدَّارِمِيِّ وَالتِّرْمِذِيِّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

احمدؒ۔ دارمیؒ۔ ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے (ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

وَلِاَحْمَدَ وَالدَّارِمِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رض قَالَ سَمِعْتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيْثِ عَنِّيْ فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ فَلَا يَقُوْلَنَّ اِلَّا حَقًّا وَصِدْقًا وَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

احمدؒ۔ دارمیؒ۔ ابن ماجہؒ نے ابو قتادہ سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے حضورؐ کو اس منبر پر فرماتے سنا ہے۔ مجھ سے زیادہ حدیثیں روایتیں کرنے سے احتراز کرو۔ جو شخص میری جانب کسی بات کی نسبت کرے اسے حق اور سچ کے علاوہ کچھ نہ کہنا چاہیئے۔ اور جو شخص مجھ سے ایسی بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی۔ اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے۔

وَلِابْنِ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

ابن ماجہؒ میں ابو سعیدؓ خدری سے مرفوعاً مروی ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اُسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے۔

وَلِمُسْلِمٍ وَالتِّرْمِذِيِّ	مسلم رح ترمذی رح اور نسائی رح نے ابو سعید رض
وَالنَّسَائِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ	سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ مجھ سے سوائے
مَرْفُوعًا لَا تَكْتُبُوا عَنِّي شَيْئًا	قرآن کے کچھ نہ لکھو۔ اور جس نے سوائے قرآن
سِوَى الْقُرْآنِ فَمَنْ كَتَبَ	کے کوئی شے لکھ رکھی ہے اسے چاہیے کہ اس
عَنِّي شَيْئًا غَيْرَ الْقُرْآنِ	تحریر کو مٹا دے۔ بنو اسرائیل سے روایتیں
فَلْيَمْحُهُ وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي	بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں مجھ سے
إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ وَحَدِّثُوا	بھی حدیثیں روایت کرو۔ لیکن مجھ
عَنِّي وَلَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَمَنْ	پر جھوٹ نہ بولو۔ جو شخص مجھ پر جان کر
كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ	جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ
مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔	میں بنا لینا چاہیے۔
وَلِأَبِي يَعْلَى وَالْعُقَيْلِيِّ	ابو یعلی رح۔ عقیلی رح۔ اور طبرانی رح
وَالطَّبَرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ	نے اوسط میں ابو بکر صدیق رضی اللہ
أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ	تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا
اللهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ	ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ
عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا أَوْ رَدَّ شَيْئًا	بولے۔ یا جس شے کا میں نے حکم کیا ہے اس
أَمَرْتُ بِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي	کا رد کرے۔ اسے اپنا گھر جہنم میں بنا
جَهَنَّمَ۔	لینا چاہیے۔
وَلِأَحْمَدَ وَأَبِي يَعْلَى	احمد رح اور ابو یعلی رح نے حضرت
عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ	عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت

مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَهُوَ فِي النَّارِ.

کیا ہے۔ جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ دوزخ میں ہے۔

وَلِأَحْمَدَ وَالْبَزَّارِ وَأَبِي يَعْلَى وَالدَّارَقُطْنِيِّ وَالْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا يَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُونَ أَوْعَى أَصْحَابِهِ عَنْهُ وَلٰكِنِّي أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ قَالَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي النَّارِ.

احمد رح۔ بزار رح۔ ابو یعلی رح۔ دار قطنی رح اور حاکم رح نے مدخل میں حضرت عثمان رض رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرمایا کرتے مجھے حضور ؐ سے حدیثیں بیان کرنے سے کوئی شے نہیں روکتی۔ سوائے اس کے کہ میں آپ کے صحابہ میں آپ سے روایت کرنے میں زیادہ محفوظ رکھنے والا نہ ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ جو مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا گھر دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِأَبِي يَعْلَى وَالطَّبَرَانِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ابو یعلی رح اور طبرانی نے طلحہ رض بن عبید اللہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِلْبَزَّارِ وَأَبِي يَعْلَى

بزار رح۔ ابو یعلی رح۔ دار قطنی اور حاکم

وَالدَّارَقُطْنِيّ وَالْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّ كِذْبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكِذْبٍ عَلٰى أَحَدٍ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

نے مدخل میں سعید رض بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر جھوٹ بولنا اوروں پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے۔ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِأَحْمَدَ وَهَنَّادِ بْنِ السَّرِيِّ فِي الزُّهْدِ وَالْبَزَّارِ وَالطَّبَرَانِيِّ وَالْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا إِنَّ الَّذِيْ يَكْذِبُ عَلَيَّ يُبْنٰى لَهٗ بَيْتٌ فِي النَّارِ۔

احمد رح اور ہناد رح بن السری نے اپنی کتاب الزہد میں۔ بزار رح طبرانی اور حاکم رح نے اپنی مدخل میں عبد اللہ رض بن عمر رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اس کے لئے دوزخ میں ایک گھر بنایا جائے گا۔

وَلِأَحْمَدَ وَالْحَارِثِ بْنِ أَبِيْ أُسَامَةَ فِي مُسْنَدِهِ وَالطَّبَرَانِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

احمد رح۔ حارث رح بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں اور طبرانی رح نے معاویہ رض بن ابی سفیان رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

ولاحمد والبزار و
ابی یعلی والطبرانی عن خالد
بن عرفطة مرفوعا من کذب
علی متعمدا ولفظ للدار قطنی
من قال علی مالم اقل
فلیتبوأ مقعده من النار۔

احمدؒ۔ بزارؒ۔ ابویعلیؒ اور طبرانیؒ نے
خالدؓ بن عرفطہ سے مرفوعاً روایت کیا
ہے۔ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اور
دار قطنی کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ جو مجھ پر وہ
بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا
ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

ولاحمد والحارث
بن ابی اسامة والبزار و
الطبرانی والحاکم فی المدخل
عن یحیی بن میمون الحضرمی
ان ابا موسی الغافقی سمع
عقبة بن عامر الجهنی
یحدث علی المنبر عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
احادیث فقال ابو موسی
ان صاحبکم ھذا الحافظ
او ھالک انہ علیہ السلام
کان اخر ما عھد الینا ان
قال علیکم بکتاب اللہ

احمدؒ۔ حارث بن ابی اسامہ، بزارؒ
طبرانیؒ اور حاکمؒ نے اپنے مدخل میں یحییٰؒ
بن میمون الحضرمی سے روایت کی
ہے۔ کہ ابو موسیٰؓ غافقی نے عقبہؓ بن عامر
الجہنی کو منبر پر حضورؐ کی چند احادیث بیان
کرتے سنا۔ ابوموسیٰؓ نے کہا یہ تمہارے
ساتھی یا تو حافظ ہیں یا ہلاک کرنے
والے ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو آخری عہد ہم سے
لیا تھا۔ وہ یہ تھا۔ اللہ کی کتاب
کو لازم پکڑ لو۔ اور تم ایسی قوم کی
طرف لوٹائے جاؤ گے۔ جو مجھ سے
حدیث کو زیادہ محبوب رکھے گی

وَسَيَرْجِعُونَ إِلَى قَوْمٍ يُحِبُّونَ الْحَدِيثَ عَنِّي فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ حَفِظَ شَيْئًا فَلْيُحَدِّثْ بِهِ۔

تو جو شخص مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی۔ اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے اور جس نے کسی شئے کو یاد رکھا اسے بیان کردینا چاہیئے۔

وَلِأَحْمَدَ وَأَبِي يَعْلَى وَالطَّبَرَانِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

احمدؒ۔ ابو یعلیؒ اور طبرانیؒ نے عقبہؒ بن عامر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے۔

وَلِأَحْمَدَ وَالْبَزَّارِ وَالطَّبَرَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

احمدؒ بزارؒ اور طبرانیؒ نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مرفوعاً یہی الفاظ روایت کیئے ہیں۔

وَلِأَحْمَدَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَضْجَعًا مِنَ النَّارِ أَوْ بَيْتًا فِي جَهَنَّمَ۔

احمدؒ نے قیسؒ بن عبادہ الانصاری سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنی آرام گاہ یا اپنا گھر دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِلْبَزَّارِ وَالْعُقَيْلِيِّ فِي الضُّعَفَاءِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

بزار رح اور عقیلی رح نے کتاب الضعفاء میں عمران رض بن حصین سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والے کی حکایت

وَلِلطَّبَرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا لَبِسَ حُلَّةً مِثْلَ حُلَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَتٰى اَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَرَنِيْ اَيَّ اَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ شِئْتُ اِسْتَطْلَعْتُ فَاَعِدُّوْا لَهُ بَيْتًا وَاَرْسَلُوْا رَسُوْلًا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ

طبرانی رح نے اوسط میں عبد اللہ رض بن عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حلہ پہنا۔ پھر مدینہ میں اہل بیت کے پاس گیا اور ان سے کہنے لگا حضور م نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اہل بیت میں سے جسے چاہے اس بات سے مطلع کر دوں کہ وہ آپ کے لئے ایک مکان تیار کریں اہل بیت نے حضور کے پاس قاصد بھیجا اور آپ کو اس بات کی اطلاع دی۔ آپ نے ابو بکر رض و عمر رض سے فرمایا جاؤ۔ اگر تم اسے زندہ پاؤ تو قتل کر دو

لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا انْطَلِقَا إِلَيْهِ فَإِنْ وَجَدْتُمَاهُ حَيًّا فَاقْتُلَاهُ ثُمَّ حَرِّقَاهُ بِالنَّارِ وَإِنْ وَجَدْتُمَاهُ قَدْ كُفِيتُمَاهُ وَلَا أَرَاكُمَا إِلَّا وَقَدْ كُفِيتُمَاهُ فَحَرِّقَاهُ فَأَتَيَاهُ فَوَجَدَاهُ قَدْ خَرَجَ مِنَ اللَّيْلِ يَبُولُ فَلَدَغَتْهُ حَيَّةٌ أَفْعَى فَمَاتَ فَحَرَّقَاهُ بِالنَّارِ ثُمَّ رَجَعَا إِلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَاهُ الْخَبَرَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

اور آگ میں جلا دو۔ اگر تم اسے اس حالت میں پاؤ کہ اسے موت کفایت کر چکی ہو۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ اسے موت ضرور کفایت کر چکی ہو گی۔ تو اسے آگ میں جلا دو۔ ابو بکرؓ و عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس آئے تو اسے اس حالت میں پایا۔ کہ وہ رات کو پیشاب کے لئے نکلا تھا اسے سانپ نے ڈس لیا جس سے وہ مر گیا۔ ابو بکرؓ و عمرؓ نے اسے آگ میں جلا دیا۔ اور آکر حضورؐ سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِابْنِ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ حَيٌّ مِنْ بَنِي لَيْثٍ عَلَى مِيلَيْنِ مِنَ الْمَدِينَةِ وَكَانَ رَجُلٌ قَدْ خَطَبَ مِنْهُمْ فِي

ابن عدیؒ نے کامل میں بریدہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ قبیلہ بنو لیث جو مدینہ سے دو میل پر واقع تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے زمانہ جاہلیت میں نکاح کا پیغام دیا تھا۔ لیکن لڑکی والوں نے

الجَاهِلِيَّةِ فَلَمْ يُزَوِّجُوهُ
فَأَتَاهُمْ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ فَقَالَ
اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَانِي هٰذَا
وَاَمَرَنِي اَنْ اَحْكُمَ فِي اَمْوَالِكُمْ
وَدِمَائِكُمْ ثُمَّ انْطَلَقَ فَنَزَلَ
عَلَى تِلْكَ الْمَرْاَةِ الَّتِي كَانَ
خَطَبَهَا فَاَرْسَلَ الْقَوْمُ اِلَى
رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ
اللهِ ثُمَّ اَرْسَلَ رَجُلًا فَقَالَ
اِنْ وَجَدْتَهُ حَيًّا فَاضْرِبْ
عُنُقَهُ وَاِنْ وَجَدْتَهُ مَيِّتًا
فَاحْرِقْهُ فَوَجَدَهُ قَدْ لَدَغَتْهُ
اَفْعَى فَمَاتَ فَحَرَقَهُ بِالنَّارِ
فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا
فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ
وَالطَّبَرَانِي عَنْ عَبْدِ اللهِ

اس سے نکاح نہ کیا۔ وہ ان کے پاس
ایک حلہ پہن کر آیا اور کہنے لگا۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حلہ
پہنایا ہے۔ اور تمہارے خون اور تمہارے
مالوں کا مجھے فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے
پھر وہ اس عورت کے پاس گیا جسے
اس نے پیغام دیا تھا۔ لوگوں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا
آپ نے فرمایا اس اللہ کے دشمن نے جھوٹ
بولا۔ پھر آپ نے ایک شخص کو روانہ کیا
اور فرمایا اگر اسے زندہ پاؤ تو قتل کر دو اور
اگر اسے مردہ پاؤ۔ تو آگ میں جلا دو۔ وہ
شخص جب اس کے پاس پہنچا۔ تو اسے
سانپ نے ڈس لیا تھا۔ اور وہ اس کے
زہر سے مر چکا تھا۔ اس شخص نے اسے
آگ میں جلا دیا۔ تو یہ تفسیر ہوئی حضورؐ کے اس
فرمان کی جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے
اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔
طبرانی بسلسلہ عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ

ابن محمد بن الحنفية قال
انطلقت مع ابي الى صهر لنا
من اسلم من اصحاب النبي
صلى الله عليه وسلم فسمعته
يقول سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول
ارحنا بها يا بلال يعني
الصلوة قلت اسمعت
هذا من رسول الله فغضب
واقبل يحدثهم انه عليه
السلام بعث رجلا الى
حي من احياء العرب فلما
اتاهم قال امرني عليه
السلام ان احكم في
نسائكم بما شئت فقالوا
سمعا وطاعة لامر رسول
الله و بعثوا رجلا اليه السلام
فقال ان فلانا جاءنا
فقال ان رسول الله امرني

سے روایت کیا ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ
بنو اسلم کی جانب گیا جو ہمارے داماد اور حضورؐ
کے صحابہ ہوتے تھے ہیں نے انہیں یہ فرماتے
سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اے بلال ہمیں نماز کے ذریعہ آرام پہنچا دیں
نے عرض کیا کہا آپ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہے اس پر وہ غضبناک
ہو گئے۔ اور یہ حدیث بیان فرمائی کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عرب
کے ایک قبیلہ کی جانب بھیجا جب وہ ان کے
پاس پہنچا۔ تو اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا۔ کہ میں تمہاری عورتوں
کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کر سکتا ہوں۔
انہوں نے جواب دیا ہم نے حضورؐ کے
حکم کو سنا اور اطاعت کی۔ اور ایک شخص
کو حضور صلعم کی خدمت میں بھیجا۔ اس نے
آکر عرض کیا۔ کہ فلاں شخص ہمارے پاس
آیا اور اس نے یہ کہا کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھے تمہاری عورتوں کے درمیان

اَنْ اَحْكُمَ فِیْ نِسَائِكُمْ فَاِنْ	فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اگر یہ آپ کا
كَانَ عَنْ اَمْرِكَ فَسَمْعًا وَ	حکم ہے تو ہم اسے سنتے ہیں اور اطاعت کرتے
طَاعَةً وَاِنْ كَانَ عَنْ غَيْرِ	ہیں اور اس کے علاوہ اگر کچھ اور ہے۔ تو
ذٰلِكَ فَاَحْبَبْنَا اَنْ نُعْلِمَكَ	ہم آپ سے معلوم کرنا پسند کرتے ہیں۔ نبی
فَغَضِبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ	کریم صلعم یہ سن کر سخت غصہ ہوئے اور
بَعَثَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ	ایک انصاری کو حکم دیا کہ جاؤ اسے جا کر
وَقَالَ اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ وَ	قتل کر دو۔ اور آگ میں جلا دو۔ جب وہ
اَحْرِقْهُ بِالنَّارِ فَانْتَهٰى اِلَيْهِ	انصاری اس کے پاس پہنچا تو وہ مر چکا
وَقَدْ مَاتَ وَقُبِرَ فَاَمَرَ بِهٖ	تھا اور دفنایا جا چکا تھا۔ آپ نے اس کی قبر
فَنُبِشَ ثُمَّ اَحْرَقَهٗ بِالنَّارِ	اکھاڑنے اور آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ صحابی
ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ عَلَيْهِ	کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
السَّلَامُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ	اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ جو شخص مجھ پر
مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ	جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ
مِنَ النَّارِ فَقَالَ اَتَرَانِیْ	میں بنانا چاہیئے۔ تو کیا اس واقعہ کے بعد
كَذَبْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ	میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ
بَعْدَ هٰذَا ٭	بول سکتا ہوں ٭
وَلِلطَّبْرَانِیِّ فِی الْاَوْسَطِ	طبرانی رح نے اوسط میں زید رض بن
عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَالْبَرَاءِ	ارقم اور براء رض بن عازب سے مرفوعاً
بْنِ عَازِبٍ رَفَعَاهُ مَنْ	روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان

كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔

کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے ۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔

نیز طبرانی رح نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے ۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔

اور طبرانی رح نے اوسط میں معاذ رض بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے ۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجُهَنِيِّ هٰذَا اللَّفْظَ وَكَذَا الطَّبَرَانِيُّ فِي الصَّغِيرِ عَنْ نُبَيْطِ بْنِ شُوَيْطٍ وَكَذَا لِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَكَذَا لَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَكَذَا لَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ

طبرانی رح نے انہی الفاظ کے ساتھ عمرو رض بن مرہ الجہنی، نبیط رض بن شویط، عمار رض بن یاسر، عمرو رض بن عبسہ اور عمرو بن حریث سے بھی روایت کی ہے اسی طرح طبرانی رح اور دارمی رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عتبہ رض بن غزوان سے بھی روایت کی ہے

وَكَذَا لَهُ وَلِلدَّارِمِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكَذَا لَهُ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ وَكَذَا لَهُ وَلِابْنِ عَدِيٍّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو وَكَذَا لَهُ وَلِلدَّارِمِي عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ وَكَذَا لَهُ وَلِلْبَزَّارِ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِي عَنْ أَبِيهِ وَاسْمُهُ طَارِقُ بْنُ أَشْيَمَ

اسی طرح طبرانی رح اور ابن عدی رح نے حارث بن عمرو رض اور اسی طرح طبرانی اور دارمی رح نے یعلی بن مرہ اور اسی طرح طبرانی رح اور بزار رح نے ابو مالک رح الاشجعی کے واسطے سے ان کے والد سے روایت کی ہے۔ اور ان کے والد کا نام طارق رضی اللہ عنہ بن اشیم ہے۔

وَلَهُ وَلِأَبِي نُعَيْمٍ وَالْإِسْمَاعِيلِي فِي مُعْجَمِهِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ خَالِدٍ الْخُزَاعِي مَرْفُوعًا بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي النَّارِ.

طبرانی رح، ابو نعیم رح اور اسمٰعیلی رح نے اپنی معجم میں سلمان رض بن خالد الخزاعی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے چاہیئے کہ اپنا گھر دوزخ میں بنائے۔

وَلِلطَّبَرَانِي عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّ بَنِي صُهَيْبٍ قَالُوا لِصُهَيْبٍ يَا أَبَانَا أَصْحَابُ النَّبِيِّ يُحَدِّثُونَ عَنْ آبَائِهِمْ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

طبرانی رح نے عمرو رض بن دینار سے روایت کیا ہے کہ بنو صہیب نے حضرت صہیب رض سے عرض کیا کہ اصحاب رسول اللہ اپنے آباء سے احادیث رسول بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَلِلطَّبَرَانِيِّ بِهٰذَا اللَّفْظِ عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيْدَ ٭

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔ انہی الفاظ کے ساتھ طبرانی ؒ نے سائب بن یزید ؓ سے بھی روایت کیا ہے ؛

وَلَهٗ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْ جَهَنَّمَ ٭

نیز طبرانی ؒ نے ابو امامۃ ؓ الباہلی سے بھی حدیث ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ کے سامنے بنانا چاہیئے ؛

وَلَهٗ عَنْ اَبِيْ قِرْصَافَةَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ حَدِّثُوْا عَنِّيْ بِمَا تَسْمَعُوْنَ وَلَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ اَوْ قَالَ عَلَيَّ غَيْرَ مَا قُلْتُ بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِيْ جَهَنَّمَ يُوْتَعُ فِيْهِ ٭

طبرانی ؒ نے ابو قرصافہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ سے جو تم سنتے ہو وہ بیان کیا کرو لیکن کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ مجھ پر جھوٹ بولے جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا۔ یا وہ بات کہیگا جو میں نے نہیں کہی اس کے لئے جہنم میں گھر بنایا جائے گا جس میں اسے ڈالا جائے گا ؛

وَلَهٗ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ مَرْفُوْعًا لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ لَيْسَ كَذِبٌ عَلَيَّ

طبرانی ؒ ہی میں رافع ؓ بن خدیج سے مرفوعاً مروی ہے۔ مجھ پر جھوٹ نہ بولو کیونکہ مجھ پر جھوٹ بولنا اوروں پر جھوٹ بولنے

تكذيب شيء حق.

کی طرح نہیں ہے۔

وله عن أوس بن أوس الثقفي مرفوعا من كذب على نبيه أو على عينيه أو على والديه لم يرح رائحة الجنة.

طبرانیؒ نے اوسؓ بن اوس الثقفی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص اپنے نبی پر جھوٹ بولے یا نبی کے سامنے جھوٹ بولے یا نبی کے والدین پر وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔

وله في الأوسط عن حذيفة بن اليمان لا تكذبوا علي إن الذي يكذب علي لجريء.

نیز طبرانیؒ نے اوسط میں حذیفہؓ بن الیمان سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔ جو مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ بہت جری ہے۔

وله في الأوسط عن أبي خلدة قال سمعت ميمون الكردي وهو عند مالك بن دينار وقال له مالك بن دينار ما للشيخ لا يحدث عن أبيه فإن أباك قد أدرك النبي عليه السلام وسمع منه فقال كان أبي لا يحدث شناعة عليه السلام

نیز طبرانیؒ نے اوسط میں ابوخلدہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ میمونؒ الکردی مالکؒ بن دینار کے پاس بیٹھے تھے مالکؒ نے عرض کیا شیخ کو کیا ہوا۔ کہ وہ اپنے والد سے حدیثیں روایت نہیں کرتے۔ حالانکہ آپ کے والد نے حضور کا زمانہ بھی پایا اور آپ سے احادیث بھی سنی۔ میمونؒ نے فرمایا میرے والد حضور سے حدیث اس خوف کے باعث بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ کہ

مخافۃ ان یزید او ینقص فی الکلام وقال سمعتہ علیہ السلام یقول من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار۔

کہیں کلام میں کمی یا زیادتی نہ ہو جائے اور وہ فرماتے ہیں نے حضورؐ سے سنا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

ولہ عن سعد بن المدخاش عنہ علیہ السلام من علم شیئا فلا یکتمہ و من کذب علی فلیتبوا بیتا فی جھنم۔

طبرانیؒ نے سعد بن مدخاش سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی بات کو جانتا ہوا سے نہ چھپائے اور جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا گھر جہنم میں بنا لینا چاہیئے۔

ولابی محمد الرامھرمزی فی کتاب المحدث الفاصل عن مالک بن عتاھیۃ انہ علیہ السلام عھد الینا فی حجۃ الوداع فقال علیکم بالقران وسترجعون الی اقوام یحدثون عنی فمن عقل شیئا فلیحدث بہ ومن قال علی مالم اقل

ابو محمدؒ الرامہرمزی کتاب المحدث الفاصل میں مالکؓ بن عتاہیہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور صلعم نے ہم سے حجۃ الوداع میں یہ عہد لیا تھا۔ کہ تم قرآن کو لازم پکڑ لو۔ اور عنقریب تم ایسی قوم کے پاس لوٹائے جاؤ گے۔ جو مجھ سے حدیثیں روایت کرے گی۔ جو کسی بات کو یاد رکھے اسے چاہیئے کہ وہ اسے بیان کردے اور جو مجھ پر ایسی بات کہے گا۔ جو میں نے نہیں کہی

فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي جَهَنَّمَ ۔

تو اسے اپنا گھر دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ۔

وَلِلطَّبَرَانِي وَالْإِمَامِ مَرْوَزِي عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَنَحْنُ نَتَحَدَّثُ فَقَالَ مَا تَحَدَّثُونَ فَقُلْنَا مَا سَمِعْنَا مِنْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ تَحَدَّثُوا وَلْيَتَبَوَّأْ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا مَقْعَدَهُ مِنْ جَهَنَّمَ ۔

طبرانیؒ اور امام مروزیؒ نے رافع بن خدیجؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ہمارے پاس سے گذرے اور ہم باہم گفتگو کر رہے تھے آپ نے دریافت فرمایا کیا باتیں کر رہے ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ جو ہم نے آپ سے سنی ہیں۔ آپ نے فرمایا حدیثیں بیان کیا کرو۔ اور جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ۔

وَلِابْنِ سَعْدٍ وَالطَّبَرَانِي عَنِ الْمُقَنَّعِ التَّمِيمِي قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةِ إِبِلِنَا فَأَمَرَ بِهَا فَقُبِضَتْ فَقُلْتُ إِنَّ فِيهَا نَاقَتَيْنِ هَدِيَّةً لَكَ فَأَمَرَ بِعَزْلِ الْهَدِيَّةِ مِنَ الصَّدَقَةِ فَمَكَثْتُ أَيَّامًا

ابن سعدؒ اور طبرانیؒ نے مقنعؓ التمیمی سے روایت کی ہے۔ کہ میں اپنے اونٹوں کا صدقہ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ان پر قبضہ کرنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس میں دو اونٹنیاں آپ کے لئے ہدیہ ہیں۔ آپ نے ہدیہ کو صدقہ سے جدا کرنے کا حکم دیا۔ میں چند روز مدینہ ٹھہرا۔ لوگوں سے یہ باتیں شروع

وَخَاضَ النَّاسُ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اِلٰى رَتِيْقِ مُضَرَ لِصَدَقَتِهِمْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ مَا عِنْدَ اَهْلِنَا مِنْ مَالٍ فَاَتَيْتُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ اَنَّ النَّاسَ خَاضُوْا فِيْ كَذَا فَرَفَعَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَدَيْهِ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى بَيَاضِ اِبْطَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا اُحِلُّ لَهُمْ اَنْ يَكْذِبُوْا عَلَيَّ قَالَ الْمُقَنَّعُ فَلَمْ اُحَدِّثْ بِحَدِيْثٍ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَّا حَدِيْثٌ نَطَقَ بِهٖ كِتَابٌ اَوْ جَرَتْ بِهٖ سُنَّةٌ يُكْذَبُ عَلَيْهِ فِيْ حَيَاتِهٖ فَكَيْفَ بَعْدَ مَمَاتِهٖ ۔

کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو مضر کی جانب صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ میں نے لوگوں سے کہا خدا کی قسم ہم لوگوں کے پاس کوئی مال نہیں۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے یہ بات بیان کی۔ آپ نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے حتیٰ کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی اور فرمایا اے اللہ میں ان لوگوں کے لئے اپنے اوپر جھوٹ بولنا حلال نہیں کرتا۔ مقنع رض کہتے ہیں۔ میں نے پھر حضور سے کوئی حدیث بیان نہیں کی سوائے دو قسم کی احادیث کے یا تو وہ حدیث جس کی مطابقت میں کتاب اللہ ہو یا وہ سنت جاریہ ہو۔ کیونکہ جب اس معاملہ میں آپ کی حیات میں جھوٹ نہیں بولا جا سکتا۔ تو آپ کی موت کے بعد کیسے جھوٹ بولا جا سکتا ہے ۔

وَلِلدَّارَقُطْنِيِّ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ

دارقطنی رحمہ نے رافع رض بن خدیج سے روایت کیا ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللهِ إِنَّ النَّاسَ يُحَدِّثُونَ
عَنْكَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مَا قُلْتُهُ
مَا أَقُولُ إِلَّا مَا يَنْزِلُ مِنَ
السَّمَاءِ وَيْحَكُمْ لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ
فَإِنَّهُ لَيْسَ كَذِبٌ عَلَيَّ كَكَذِبٍ
عَلَى غَيْرِي ۔

وَلِلْبَزَّارِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
مَرْفُوعًا مِنْ أَفْرَى الْفِرَى
مَا لَمْ تَرَ وَمِنْ أَفْرَى الْفِرَى
مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ ۔

وَلِلْعُقَيْلِيِّ فِي كِتَابِ
الضُّعَفَاءِ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ
الْأَنْمَارِيِّ بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ
عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ
مِنَ النَّارِ وَلِلْعُقَيْلِيِّ عَنْ غَزْوَانَ
بِهَذَا اللَّفْظِ ۔

وَلَهُ وَلِلطَّبَرَانِيِّ فِي

پاس موجود تھے۔ ایک شخص آپ کی خدمت
میں آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ
لوگ آپ سے فلاں فلاں بات
روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں سوائے
اس کے کچھ نہیں کہتا جو خدا نے آسمان سے
نازل فرمایا ہے۔ اور جس کا وہ حکم دیتا ہے
مجھ پر جھوٹ نہ بولو کیونکہ مجھ پر جھوٹ بولنا
اوروں کی طرح پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے

بزار نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ وہ شخص
تہمت لگانے میں کتنا قوی ہے جو مجھ پر وہ
بات کہے جو میں نے نہیں کہی ۔

عقیلی نے کتاب الضعفاء میں ابو کبشہ الانماری
سے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو روایت
کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے
اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے
نیز عقیلی نے انہی الفاظ کے ساتھ اسے
غزوان سے بھی روایت کیا ہے ۔

عقیلی اور طبرانی نے افراد میں ابو رافع

الْأَفْرَادِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ جَهَنَّمَ۔

سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِابْنِ عَسَاكِرَ فِي تَارِيخِهِ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مِنَ الْكَبَائِرِ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ وَلِابْنِ عَدِيٍّ وَالْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ مَرْفُوعًا إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفِرَى مَنْ تَقَوَّلَنِي مَا لَمْ أَقُلْهُ أَوْ مَنْ أَرَى عَيْنَيْهِ فِي الْمَنَامِ مَا لَمْ تَرَ۔

ابن عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں واثلہؓ بن الاسقع سے روایت کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ انسان وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی۔ ابن عدیؒ اور حاکمؒ نے مدخل میں واثلہ بن الاسقع سے مرفوعاً اس روایت کو دوسرے طریقہ سے روایت کیا ہے۔ سب سے بڑی تہمت میرے قول میں وہ ہے۔ کہ انسان وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی۔ یا یہ کہے۔ کہ اس نے خواب میں مجھے دیکھا ہے۔ حالانکہ اس نے نہ دیکھا ہو۔

وَلِلْخَطِيبِ فِي تَارِيخِهِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

خطیبؒ نے اپنی تاریخ میں نعمانؓ بن بشیر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

[illegible]

طبرانیؒ نے اسامہؓ بن زید سے ان الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے۔

وَرَوَاهُ [illegible] فِي الْمَدْخَلِ عَنْ جَابِرٍ [illegible] غَضَبُ اللهِ عَلَى مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا۔

حاکمؒ نے مدخل میں جابرؓ بن عبداللہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اللہ کا غضب اس شخص پر ثابت ہو۔ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے۔

وَالْحَاكِمُ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ۔

حاکمؒ نے مدخل میں بہزؒ بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اس پر اللہ، فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اس سے کسی قسم کا بدلہ نہ قبول کیا جائے گا۔

وَالْحَاكِمُ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ حُذَيْفَةَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

حاکمؒ نے مدخل میں حذیفہؓ بن الیمان سے روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں

وَلِلْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِلَفْظِ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

حاکم رحمہ نے مدخل میں عبداللہؓ بن زبیرؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص مجھ سے جھوٹ بیان کرے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیے۔

وَلِلْبَزَّارِ وَابْنِ عَدِيٍّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا ثَلَاثَةٌ لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ رَجُلٌ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَرَجُلٌ كَذَبَ عَلَى نَبِيِّهِ وَرَجُلٌ كَذَبَ عَلَى عَيْنَيْهِ۔

بزارؒ اور ابن عدیؒ نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے تین آدمی جنت کی خوشبو نہ پائیں گے ایک وہ شخص جو اپنے آپ کو باپ کے علاوہ دوسروں کی طرف منسوب کرے دوسرا وہ شخص جو اپنے نبی پر جھوٹ بولے تیسرا وہ شخص جو اپنے سامنے کے آدمی پر جھوٹ بولے۔

وَلِأَحْمَدَ وَهَنَّادٍ وَالْحَاكِمِ فِي مُسْتَدْرَكِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِلَفْظِ مَنْ يَقُولُ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَفِي لَفْظِهِ بَيْتًا فِي جَهَنَّمَ۔

احمد رحمہ ہناد رحمہ اور حاکم نے اپنی مستدرک میں ابوہریرہ رضہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو مجھ پر وہ بات کہے۔ جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔ اور ایک روایت میں گھر کا لفظ ہے۔

وَلِابْنِ صَاعِدٍ فِي جُمُوعِهِ لِطُرُقِ هٰذَا الْحَدِيثِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَ

ابن صاعد رحمہ نے اپنی جمع میں اس حدیث کو مختلف اسناد کے ذریعہ سعد بن ابی وقاصؓ سے انہی الفاظ سے روایت کیا ہے۔ جو مجھ

لَفْظُهُ مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی، اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔

وَلِلْخَطِيبِ فِي التَّارِيخِ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

خطیبؒ نے اپنی تاریخ میں ابوعبیدہؓ بن الجراح سے ان الفاظ کے ساتھ لیے روایت کیا ہے، جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔

وَلِابْنِ عَدِيٍّ عَنْ صُهَيْبٍ وَلَفْظُهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ فَذَلِكَ الَّذِي يَمْنَعُنِي مِنَ الْحَدِيثِ.

ابن عدیؒ نے صہیبؓ سے ان الفاظ سے روایت کیا ہے، جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا اسے قیامت کے روز دو جَو کے درمیان گرہ لگانے کا عذاب دیا جائے گا صہیبؓ کہتے ہیں یہی وجہ ہے جو مجھے حدیث بیان کرنے سے روکتی ہے

وَكَذَا الدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْأَفْرَادِ وَالْخَطِيبُ فِي التَّارِيخِ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ.

دار قطنیؒ نے افراد میں اور خطیبؒ نے سلمان فارسیؓ سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔

وَكَذَا ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَالْحَافِظُ يُوسُفُ بْنُ خَلِيلٍ الدِّمَشْقِيُّ فِي جُمُعَةٍ لِطُرُقِ هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ

اسی طرح ابن جوزیؒ اور حافظ یوسفؒ بن خلیل الدمشقی نے جمعہ میں مختلف طریقوں سے اسے ابوذرؓ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح

وَكَذَا لِابْنِ صَاعِدٍ وَغَيْرِهِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ ۔

ابن صاعد رح وغیرہ نے حذیفہ رض بن اسید سے ۔

وَلِابْنِ عَدِيٍّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ مَنْ أَحْدَثَ حَدِيثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَعَلَى مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا ۔

ابن عدی رح نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، جو نئی بات (دین میں) پیدا کرے۔ تو اس پر اللہ فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اسی طرح اس شخص پر بھی جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے ۔

وَلِابْنِ قَانِعٍ فِي مُعْجَمِهِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ بَعَثَ رَجُلًا فِي حَاجَةٍ فَكَذَبَ عَلَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِ فَوُجِدَ مَيِّتًا قَدِ انْشَقَّ بَطْنُهُ وَلَمْ تَقْبَلْهُ الْأَرْضُ ۔

ابن قانع رح نے اپنی معجم میں اسامہ بن زید رض سے روایت کیا ہے جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے اور اس کی تفسیر اس طرح ہے کہ حضور نے ایک شخص کو کسی کام کے لئے بھیجا اس نے آپ پر جھوٹ بولا۔ آپ نے اس کے لئے بددعا فرمائی تو وہ مردہ پایا گیا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا تھا۔ اور اسے زمین قبول نہ کرتی تھی ۔

وَلِلدَّارَقُطْنِيِّ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا

دارقطنی رح اور ابن جوزی رح نے عبد اللہ بن الزبیر رض سے روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ

فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

وَلِابْنِ الْجَوْزِيِّ مُرَجِّحِهِ
أَخْرَجَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ
أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا لِأَصْحَابِهِ
أَتَدْرُونَ مَا تَأْوِيلُ هٰذَا
الْحَدِيثِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ
مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ
مِنَ النَّارِ رَجُلٌ عَشِقَ امْرَأَةً
فَأَتَى إِلَى أَهْلِهَا مَسَاءً فَقَالَ
إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللهِ بَعَثَنِي
إِلَيْكُمْ أَنْ أَتَضَيَّفَ فِي أَيِّ
بُيُوتِكُمْ شِئْتُ وَكَانَ يَنْتَظِرُ
بُيُوتَهُ الْمَسَاءَ فَأَتَى رَجُلٌ
مِنْهُمُ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا أَتَانَا يَزْعَمُ
أَنَّكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَبِيتَ فِي
أَيِّ بُيُوتِنَا شَاءَ فَقَالَ كَذَبَ
يَا فُلَانُ انْطَلِقْ مَعَهُ فَإِنْ
أَمْكَنَكَ اللهُ مِنْهُ فَاضْرِبْ

میں بنالے۔

نیز ابن جوزی نے عبد اللہ بن زبیرؓ سے
روایت کیا ہے انہوں نے ایک روز اپنے
ساتھیوں سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس حدیث
کا کہ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا
ٹھکانا دوزخ میں بنالے، کیا مطلب ہے۔
ایک شخص کو ایک عورت سے عشق ہو گیا۔ وہ
ایک روز شام کے وقت اس عورت کے گھر
والوں کے پاس گیا اور کہنے لگا میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں آپ نے مجھے تمہارے
پاس اس لئے بھیجا ہے، کہ میں تمہارے گھروں میں سے
جس میں چاہے قیام کروں۔ اور وہ شام کا انتظار
کرتا رہا۔ ان میں سے ایک شخص حضورؐ کی خدمت
میں آیا اور عرض کیا فلاں شخص ہمارے پاس آیا
اور یہ کہتا ہے، کہ آپ نے اسے حکم دیا ہے، کہ وہ
ہمارے گھروں میں سے جس میں چاہے رات گزارے
آپ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا۔ اے فلاں تو اس
شخص کے ساتھ جا، اگر اللہ تعالے تجھے اس پر
قدرت دے تو اسے قتل کر دینا اور آگ میں جلا دینا

عُنُقَهُ وَاُحْرِقَهُ بِالنَّارِ وَلَا اَرَاكَ اِلَّا قَدْ كُفِيْتَهُ فَجَاءَتِ السَّمَاءُ فَصَبَّتْ فَخَرَجَ لِيَتَوَضَّأَ فَلَسَعَتْهُ اَفْعٰى فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ هُوَ فِي النَّارِ ۔

مگر میرا خیال ہے کہ اسے موت نے کفایت کی ہوگی۔ آسمان سے بارش شروع ہوئی وہ وضو کرنے کے لئے باہر نکلا۔ تو اسے سانپ نے ڈس لیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے۔

وَلِابْنِ قَانِعٍ فِي مُعْجَمِ الصَّحَابَةِ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔

ابن قانع رح نے معجم الصحابہ میں اور ابن جوزی رح نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔

وَكَذَا لَهُمَا عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَسَدٍ وَكَذَا لِلْحَاكِمِ عَنْ عَفَّانَ بْنِ حَبِيْبٍ وَلِلْجَوْزَقَانِيِّ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْنَ عَيْنَيْ جَهَنَّمَ مَقْعَدًا ۔

اسی طرح ان دونوں اصحاب نے یزید بن اسد سے اور حاکم نے عفان بن حبیب سے بھی اسے روایت کیا ہے جوزقانی اور ابن جوزی کے حضور کے ایک صحابی سے روایت کیا ہے، جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ کے سامنے بنانا چاہیے:

وَلِابْنِ صَاعِدٍ وَغَيْرِهِ

ابن صاعد وغیرہ نے حضرت عائشہ

عَنْ عَائِشَةَ بِلَفْظِ مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

سے روایت کیا ہے جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ سے بنانا چاہیئے۔

وَلِلدَّارَقُطْنِيِّ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ اُمِّ اَيْمَنَ وَلَفْظُهَا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

دارقطنی رح اور ابن الجوزی رح نے ام ایمن سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا آگ سے بنانا چاہیئے۔

وَلِابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ عَلِيٍّ وَلَفْظُهُ مَنْ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللهِ فَاِنَّمَا يَتَبَوَّأُ مَجْلِسَهُ مِنَ النَّارِ۔

ابن الجوزی رح نے حضرت علی رض سے موقوفاً روایت کیا ہے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولے وہ اپنے بیٹھنے کی جگہ آگ سے بناتا ہے۔

وَلِابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ عَرِيشًا تُكَلِّمُ النَّاسَ فَوْقَهُ وَيَسْمَعُونَ فَقَالَ لَا اَزَالُ هٰكَذَا يُصِيبُنِي غُبَارُهُمْ وَيَطَأُونَ عَقِبِي حَتّٰى يُرِيحَنِي اللهُ مِنْهُمْ

ابن جوزی رح نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے حضرت عباس رض نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم آپ کے لئے ایک چوبارہ بنادیں جس پر بیٹھ کر آپ لوگوں سے کلام فرمائیں اور لوگ آپ کی بات سنیں۔ آپ نے فرمایا میں ہمیشہ ایسے ہی رہنا چاہتا ہوں کہ ان کا غبار مجھے پہنچتا رہے۔ اور وہ میرے پیچھے چلتے رہیں (میری اتباع کرتے رہیں) حتی کہ اللہ

فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَمَقْعَدُهُ النَّارُ ۔

تعالیٰ مجھے ان سے آرام پہنچائے۔ جو مجھ پر جھوٹ بولے اس کا ٹھکانا دوزخ ہے ؛

وَلِابْنِ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔

ابن عدیؒ نے شعبہؒ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ؛

وَكَذَا لِابْنِ خَلِيلٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَكَذَا لَهُ عَنْ كَعْبِ بْنِ قُطْبَةَ وَكَذَا لَهُ عَنْ وَالِدِ أَبِي الشُّعَرَاءِ ۔

اسی طرح ابن خلیل رح نے زیدؓ بن ثابت، کعب رضؓ بن قطبہ اور ابو الشعراء رضؓ کے والد سے بھی روایت کیا ہے ؛

وَكَذَا لَهُ هٰذَا وَلِأَبِي نُعَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُغْبَ وَلِأَبِي نُعَيْمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ حَابِسٍ بِلَفْظِ مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔

ابن خلیلؒ اور ابو نعیمؒ نے عبداللہؓ بن زغب سے اور ابو نعیمؒ نے جابرؓ بن حابس سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی۔ اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے ؛

تنبیہ

قَالَ الْحَافِظُ السُّيُوطِيُّ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ أَكْثَرُ

حافظ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو سو سے زیادہ

مِنْ مِائَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَجَمَعَ طُرُقَهُ اِلَيْهِمْ جَمْعٌ
مِنْ اَهْلِ النَّجَابَةِ ٭

صحابہ نے روایت کیا ہے۔ اور ان
سے روایت کرنے والے سب کے سب
اہل نجابت ہیں ٭

وَقَدْ نَقَلَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ
عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ
بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْاَسْفَرَائِنِيْ
اَنَّهُ لَيْسَ فِي الدُّنْيَا حَدِيْثٌ
اِجْتَمَعَ عَلَيْهِ الْعَشَرَةُ الْمَشْهُوْدُ
لَهُمْ بِالْجَنَّةِ غَيْرَ حَدِيْثِ
مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ اِلٰى اٰخِرِهٖ ٭

اور ابن جوزی رح نے ابو بکر رح
بن احمد بن عبد الوہاب الاسفرائینی
سے نقل کیا ہے۔ کہ دنیا میں کوئی ایسی
حدیث نہیں کہ جسے تمام عشرہ مبشرہ
نے نقل کیا ہو۔ سوائے حدیث
من کذب علی الی آخرہ
کے ٭

قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ مَا
وَقَعَتْ لِيْ فِيْ رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
بْنِ عَوْفٍ اِلَى الْاٰنَ اِنْتَهٰى ٭

ابن جوزی رح فرماتے ہیں میں آج
تک عبد الرحمان رض بن عوف کی روایت
سے واقف نہ ہو سکا ٭

وَمِنْ لَطِيْفِ مَا يُذْكَرُ
فِيْ ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ الْعَلَّامَةُ
اَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ
مُحَمَّدِ نِ الْغَوْرَانِيْ صَاحِبُ
التَّصَانِيْفِ قَالَ حَدَّثَنَا
اَبُوْ بَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

اس حدیث میں ایک اور نکتہ بھی
ہے جو علامہ ابو القاسم عبد الرحمان بن
محمد ن الغورانی صاحب التصانیف
نے بیان کیا ہے۔ کہ ہم سے ابو بکر رح احمد
بن محمد بن علی بن المؤدب نے بیان
کیا ہے۔ اور انہوں نے ابو المظفر محمد بن

عَلِيّ بْنِ الْمُؤَدِّبِ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُظَفَّرِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحُسَامِ السَّمَرْقَنْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الْخِضَرَ وَالْيَاسَ يَقُوْلَانِ سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

عبداللہ بن الحسام السمرقندی سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے خضرؑ اور الیاسؑ علیہما السلام سے سنا ہے اور وہ فرماتے ہیں، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا تھا۔ جو شخص مجھ پر جھوٹ وہ بات کہے۔ جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانہ آگ سے بنانا چاہیئے۔

قَالَ الذَّهَبِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَمْلَاهُ اَبُوْ عَمْرِو بْنُ الصَّلَاحِ وَقَالَ هٰذَا وَقَعَ لَنَا فِيْ نُسْخَةِ الْخِضْرِ وَالْاِلْيَاسِ۔

امام ذہبی رحؒ فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو ابو عمرؒ بن الصلاح نے بیان کیا ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں۔ یہ نسخہ خضرؑ والیاسؑ میں موجود ہے۔

قَالَ الذَّهَبِيُّ هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مَا اَدْرِيْ مَنْ وَضَعَهَا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس نسخہ کا وضع کرنے والا کون ہے۔

فَائِدَةٌ

قَالَ شَيْخُ مَشَائِخِنَا

شیخ المشائخ حافظ جلال الدینؒ

اَلْحَافِظُ جَلَالُ الدِّیْنِ السُّیُوْطِیُّ لَا اَعْلَمُ شَیْئًا مِّنَ الْکَبَائِرِ قَالَ اَحَدٌ مِّنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ بِتَکْفِیْرِ مُرْتَکِبِہٖ اِلَّا الْکِذْبُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔	السیوطی فرماتے ہیں۔ میں کسی ایسے کبیرہ گناہ سے واقف نہیں ہوں جس کے مرتکب کو اہل سنت میں سے کسی نے کافر قرار دیا ہو۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولنے کے۔
فَاِنَّ الشَّیْخَ اَبَا مُحَمَّدٍ الْجُوَیْنِیَّ مِنْ اَصْحَابِ الشَّافِعِیِّ وَھُوَ وَالِدُ اِمَامِ الْحَرَمَیْنِ قَالَ اِنَّ مَنْ تَعَمَّدَ الْکِذْبَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَکْفُرُ کُفْرًا یُخْرِجُہٗ عَنِ الْمِلَّۃِ وَتَبِعَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ طَائِفَۃٌ مِّنْھُمُ الْاِمَامُ نَاصِرُ الدِّیْنِ بْنُ الْمُنِیْرِ مِنْ اَئِمَّۃِ الْمَالِکِیَّۃِ۔	شیخ ابو محمدؒ الجوینی جو امام الحرمین کے والد ہیں اور شوافع میں سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا۔ اسے کافر اور ملت سے خارج قرار دیا جائے گا۔ اور اس فتوی میں ان کا ایک جماعت نے ساتھ دیا ہے جس میں مالکیہ میں سے امام ناصر الدینؒ بن المنیر بھی ہیں۔
قُلْتُ وَیُؤَیِّدُھُمَا قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَیْسَ الْکِذْبُ عَلَیَّ کَکِذْبٍ عَلٰی غَیْرِیْ وَکَانَ اَمْرُہٗ بِقَتْلِ	ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں ان دونوں حضرات کی تائید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے مجھ پر جھوٹ بولنا اوروں پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے اسی طرح آپ نے اپنی ذات

مَنْ كَذَّبَ عَلَيْهِ وَاِحْرَاقِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَذٰلِكَ اِنَّ الْاِفْتِرَاءَ عَلَيْهِ اِفْتِرَاءٌ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى وَيُقَوِّيْهِ قَوْلُهٗ فِيْ مَا تَقَدَّمَ مَا اَقُوْلُ اِلَّا مَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَاِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَاِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اٰه الْكَذِبُ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّ الْكَذِبَ عَلٰى غَيْرِهِمَا لَا يُخْرِجُهٗ عَنِ الْاِيْمَانِ بِاِجْمَاعِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ۔

پر جھوٹ بولنے والے کو قتل کرنے اور آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ اور چونکہ آپ پر افتراء اللہ پر افتراء ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "آپ اپنی جانب سے کچھ نہیں فرماتے۔ آپ تو وہی فرماتے ہیں جو آپ پر وحی کی جاتی ہے" اور اس کی تائید میں وہ قول بھی ہے۔ جو اوپر گذرا ہے "کہ میں تو وہی کہتا ہوں جو آسمان سے نازل کیا جاتا ہے" اسی طرح اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "اس سے زیادہ ظالم کون شخص ہو سکتا ہے۔ جو اللہ پر افتراء کرے۔ اور اللہ پر جھوٹ وہی بولتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے" یعنی اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولنا۔ کیونکہ اللہ اور رسول کے علاوہ اوروں پر جھوٹ بولنا اسے ایمان سے خارج نہ کرے گا۔

فصل

اَخْرَجَ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ وَابْنُ مَاجَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ

مسلم رح، ترمذی رح اور ابن ماجہ رح نے مغیرہ رض بن شعبہ سے روایت کیا ہے۔ نبی کریم

بن شعبة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال من حدث عني حديثا وهو يرى انه كذب فهو احد الكاذبين يروى بصيغة الجمع والتثنية.

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص مجھ سے حدیث بیان کرے اور اس کا یہ خیال ہو۔ کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے۔

ولكن اخرج مسلم و ابن ماجة عن سمرة بن جندب مرفوعا ولابن ماجة عن علي بلفظ من روى عني حديثا وهو يرى انه كذب فهو احد الكاذبين.

اسی طرح مسلمؒ اور ابن ماجہؒ نے سمرۃ بن جندب اور ابن ماجہؒ نے علیؓ سے مرفوعاً اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ سے حدیث روایت کرے اور اس کا خیال یہ ہو کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔

وللبزار وابن عدي عن انس رضي الله عنه ولفظه من كذب علي في رواية حديث فليتبوأ مقعده من النار.

بزارؒ اور ابن عدیؒ نے انس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو روایت حدیث میں مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا آگ سے بنانا چاہیئے۔

ولابن شاهين عن انس رضي الله عنه بلفظ من

ابن شاہینؒ نے انسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو مجھ پر حدیث میں جھوٹ

كَذَبَ عَلَىَّ بِي حَدِيثٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْخَاسِرِينَ

بولے گا، وہ قیامت کے روز خاسرین کے ساتھ آئے گا۔

وَلِلدَّارَقُطْنِيِّ فِي الْأَفْرَادِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ لَا يَرْوِي عَنِّي أَحَدٌ مَا لَمْ أَقُلْهُ إِلَّا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

دارقطنیؒ نے افراد میں انسؓ سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابوالقاسم کی جان ہے جو شخص مجھ سے وہ بات روایت کرتا ہے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا آگ سے بناتا ہے۔

وَلِأَحْمَدَ وَابْنِ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِلَفْظِ اتَّقُوا الْحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَىَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

احمدؒ اور ابن عدیؒ نے ابن عباسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے مجھ سے حدیث بیان کرنے سے پرہیز کرو سوائے اس کے جسے تم جانتے ہو۔ کیونکہ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے گا۔ اسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا آگ سے بنا لے۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَلَفْظُهُ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا كَذِبًا مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

طبرانیؒ نے ابوامامہؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو مجھ سے جان کر ایک حدیث بھی جھوٹ بیان کرے اسے اپنا ٹھکانا آگ سے بنا لینا چاہیئے۔

قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ

امام نوویؒ شرح صحیح مسلمؒ میں فرماتے ہیں موضوع

مسلم يحرم رواية الحديث
الموضوع على من عرف كونه
موضوعا او غلب على ظنه
وضعه فمن روى حديثا
علم وضعه او ظن وضعه
فهو مندرج في الوعيد
قال ولا فرق في تحريم
الكذب عليه السلام بين
ما كان في الاحكام وما لا
حكم فيه كالترغيب و
الترهيب والوعظ وغيره
فذلك من انواع الكلام فكله
حرام من اكبر الكبائر وافحش
القبائح باجماع المسلمين
الذين يعتد بهم في الاجماع
الى ان قال وقد اجمع
اهل الحل والعقد على
تحريم الكذب على آحاد
الناس فكيف بمن قوله

حدیث کا اس شخص پر جو یہ جانتا ہو کہ
موضوع ہے یا اس کے موضوع ہونے
کا گمان غالب ہو۔ روایت کرنا حرام
ہے۔ تو جو شخص اس بات کو جانتا ہو
کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ یا اس کے
موضوع ہونے کا خیال ہو۔ وہ اس
وعید میں داخل شمار ہوگا۔ اور اس بات
میں کوئی فرق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا چاہے وہ احکام
میں ہو یا ترغیب وترہیب میں۔ یا وعظ
ونصیحت میں یا دیگر اور قسم کے کلام
میں سب حرام ہیں۔ اور یہ اجماع
مسلمین کے ساتھ سب سے بڑا گناہ
اور سب سے بڑی برائی ہے۔ حالانکہ
اہل حل وعقد اس امر پر متفق ہیں۔ کہ
عام لوگوں پر بھی جھوٹ بولنا حرام ہے
تو اس ذات پر جھوٹ بولنا جس
کا قول شرع اور کلام وحی ہو کیونکر
جائز ہو سکتا

شَرْعٌ وَكَلَامُهُ وَحْيٌ وَالْكِذْبُ عَلَيْهِ كِذْبٌ عَلَيْهِ تَعَالَىٰ قَالَ عَزَّ وَعَلَا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوْحٰى ۔	بولنا اللہ تعالےٰ پر جھوٹ بولنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالےٰ کا ارشاد ہے "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى"۔
قَالَ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّيْنِ السِّيُوْطِيُّ اِتَّفَقَ عُلَمَاءُ الْحَدِيْثِ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَحِلُّ رِوَايَةُ الْمَوْضُوْعِ فِيْ اَيِّ مَعْنًى كَانَ اِلَّا مَقْرُوْنًا بِبَيَانِ وَضْعِهٖ بِخِلَافِ الضَّعِيْفِ فَاِنَّهٗ يَجُوْزُ رِوَايَتُهٗ فِيْ غَيْرِ الْاَحْكَامِ وَالْعَقَائِدِ قَالَ وَمِمَّنْ جَزَمَ بِذٰلِكَ النَّوَوِيُّ وَابْنُ جَمَاعَةَ وَالطِّيْبِيُّ وَالْبُلْقِيْنِيُّ وَالْعِرَاقِيُّ ۔	حافظ جلال الدینؒ سیوطی فرماتے ہیں۔ علماء حدیث اس امر پر متفق ہیں۔ کہ موضوع حدیث روایت کرنا حلال نہیں ہے۔ چاہے وہ کسی معنیٰ کی ہو۔ ہاں اگر اس کا موضوع ہونا بیان کرنا مقصود ہو۔ لیکن ضعیف حدیث کی روایت احکام اور عقائد کے علاوہ جائز ہے یہی بات یقینی طور پر۔ نووی۔ ابن جماعہ۔ طیبی۔ بلقینی۔ اور عراقی نے تحریر کی ہے۔

فائدہ۔ ضعیف روایت کے بارے میں علماء حدیث کا اختلاف ہے۔ اس امر پر تو سب متفق ہیں۔ کہ احکام اور عقائد میں نہ تو ضعیف روایت قبول کی جائے گی۔ اور نہ اسے بیان کیا جائے گا۔ اور نہ اس

پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ فقہار متاخرین نے اس اصول کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ لیکن فضائل اور ترغیب وترہیب میں علماء کا اختلاف ہے۔ مذکورہ جماعت حدیث ضعیف کی روایت کی اجازت دیتی ہے۔ اور اکثر احناف کا بھی یہی مذہب ہے۔ لیکن کبار محدثین اسے جائز تصور نہیں کرتے۔ خود ائمہ میں امام ابوحنیفہؒ اور امام مالک رح روایت حدیث میں بہت شدید تھے۔ ان کے علاوہ بخاری رح۔ مسلم رح۔ ترمذی رح، نسائی رح روایت ضعیف کو قبول نہیں کرتے۔ امام ابن تیمیہ رح یہاں تک فرماتے ہیں۔ لا یقبل احادیث الفضائل الا ماروا ہ البخاری رح ومسلم رح والترمذی رح۔ فضائل کی کوئی روایت قبول نہ کی جائے سوائے اس کے جو بخاری رح، مسلم رح وترمذی رح نے روایت کی ہو۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔ احادیث الفضائل کلہا موضوعۃ اور ضعیفۃ الا ماروا ہ البخاری رح ومسلم رح والترمذی رح۔ بخاری رح مسلم رح اور ترمذی کے علاوہ تمام فضائل کی احادیث یا موضوع ہیں یا ضعیف۔ اور علی الخصوص موجودہ دور میں اہل بدع انہی ضعیف روایات کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کرتے اور انہی روایات کے ذریعہ منکرین احادیث اور دہریہ قسم کے لوگ دین پر معترض ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں علماء کا فرض ہے کہ وہ ضعیف روایات بیان کرنے سے احتیاط کریں۔ اور ضعیف بہر صورت ضعیف ہے چاہے وہ احکام میں ہو یا فضائل میں۔ عقائد میں ہو یا ترغیب وترہیب میں۔ اور پھر اس پر مسائل کی بنیاد

رکھنا. گویا کہ بالفاظ دیگر اسے صحیح تسلیم کرلے کے مترادف ہے تو یہ کیونکر جائز ہوگا۔

قُلْتُ وَقَدْ صَرَّحَ بِهِ حَافِظُ عَصْرِهِ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي شَرْحِ نُخْبَةٍ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ تَوَعُّدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالنَّارِ مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ بَعْدَ أَمْرِهِ بِالتَّبْلِيغِ عَنْهُ فَفِي ذٰلِكَ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ إِنَّمَا أَمَرَ أَنْ يُبَلَّغَ عَنْهُ الصَّحِيحُ دُونَ السَّقِيمِ وَالْحَقُّ دُونَ الْبَاطِلِ لَا أَنْ يُبَلَّغَ عَنْهُ جَمِيعُ مَا رُوِيَ عَنْهُ لِأَنَّهُ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ مَنْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَدِيثًا وَهُوَ شَاكٌّ فِيهِ أَصَحِيحٌ أَوْ غَيْرُ صَحِيحٍ

ملا علی قاری ؒ فرماتے ہیں حافظ ابن حجر ؒ العسقلانی نے شرح نخبۃ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ امام دارقطنی ؒ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر جھوٹ بولنے والے کو آگ سے ڈراتے تھے باوجود اس بات کے کہ آپ نے تبلیغ کا حکم دیا۔ اس سے یہ دلیل ثابت ہوئی کہ آپ نے اپنے بارے میں جو دوسروں تک پہنچانے کا حکم دیا ہے وہ صحیح اور حق کے پہنچانے کا حکم دیا ہے۔ نہ کہ ضعیف اور باطل۔ یہ حکم نہیں دیا گیا۔ کہ آپ سے ہمہ اقسام کی روایت پہنچا دی جائیں (چاہے وہ کسی حیثیت کی ہوں) کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے آدمی کے گناہ کے لئے یہی کافی ہے۔ کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کردے جیسا کہ مسلم ؒ نے اسے

يَكُوْنُ كَاَحَدِ الْكَاذِبِيْنَ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ حَدِيْثًا وَهُوَ يُرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ حَيْثُ لَمْ يَقُلْ وَهُوَ يَسْتَيْقِنُ اَنَّهٗ كَذِبٌ وَلِلتَّحَرُّزِ عَنْ مِثْلِ ذٰلِكَ كَانَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ وَالصَّحَابَةُ الْمُنْتَجَبُوْنَ يَتَّقُوْنَ كَثْرَةَ الْحَدِيْثِ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ يُطَالِبَانِ مَنْ رَوٰى لَهُمَا حَدِيْثًا عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَسْمَعَاهُ عَنْهُ بِاِقَامَةِ الْبَيِّنَةِ عَلَيْهِ وَتَوَعَّدَا اِلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ وَكَانَ عَلِيٌّ يَسْتَحْلِفُهٗ عَلَيْهِ وَكَانَ بَعْضُ الْمُحْتَاطِيْنَ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ كَانَ يَقُوْلُ قَرِيْبًا مِنْ هٰذَا اَوْ نَحْوَ هٰذَا اَوْ شِبْهَهٗ هٰذَا كُلُّ ذٰلِكَ خَوْفًا

ابوہریرہ رضؓ کے واسطے سے اسے روایت کیا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی حدیث روایت کرے اور اس کے صحیح یا غیر صحیح ہونے میں اسے شک ہو تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مجھ سے کوئی حدیث بیان کرے۔ اور وہ خیال کرتا ہو کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے اور آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اسے جھوٹ کا یقین ہو اور اسی باعث خلفاء راشدین اور صحابہ منتجبین حضور سے حدیث روایت کرنے میں پرہیز کرتے تھے۔ اور ابوبکرؓ و عمرؓ سے جب کوئی حدیث بیان کی جاتی۔ تو جب تک اس کے لئے کوئی گواہ نہ ہوتا اس حدیث کو نہ سنتے۔ اور اس معاملہ میں ڈانٹ ڈپٹ کرتے تھے۔ اور علیؓ حدیث کی روایت پر قسم لیتے۔ محتاط صحابہ اور تابعین بھی اس قسم کی رائے رکھتے

مِنَ الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ أَوِ السَّهْوِ وَالنِّسْيَانِ وَكَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْمُحْتَاطِينَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ وَالشَّأْنِ أَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ ۔

تھے۔ یا اس کے قریب قریب اس خوف کے باعث کہ کہیں حدیث میں کمی یا زیادتی اور بھول نہ ہو جائے۔ اور اس روایت حدیث کے معاملہ میں محتاط لوگوں میں سے ابو حنیفہ النعمان بھی ہیں۔

وَقَدْ أَخْبَرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَا يَقَعُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ فِي أُمَّتِهِ مِنَ الرِّوَايَاتِ الْكَاذِبَةِ وَالْأَحَادِيثِ الْبَاطِلَةِ فَحَذَّرَهُمْ عَنْ ذٰلِكَ خَوْفًا أَنْ يَقَعَ هَالِكٌ هُنَالِكَ فَقَالَ سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يُحَدِّثُونَكُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمِنْ هٰذَا قِيلَ الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ مَدَارُ الْمُجْتَهِدِينَ ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے۔ کہ آخیر زمانہ میں آپ کی امت میں روایات کاذبہ اور احادیث باطلہ عام ہو جائیں گی۔ تو ان سے احتراز کرو کہیں تم بھی اس ہلاکت میں واقع نہ ہو جاؤ۔ فرمایا آخر زمانہ میں میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے۔ جو تم سے ایسی حدثیں بیان کریں گے۔ جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباواجداد نے۔ تم ان سے احتراز کرو۔ یہ روایت مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اسی باعث کہا گیا کہ اسناد بھی دین میں داخل ہیں کیونکہ ان پر مجتہدین کا دارومدار ہے۔

فصل

قال الحافظ زين الدين العراقي في كتابه المسمى الباعث على الخلاص من حوادث القصاص ثم إنهم يعني القصاص ينقلون حديثه عليه التسليم من غير معرفة بالصحيح والسقيم قال وإن اتفق أنه نقل حديثا صحيحا كان آثما في ذلك لأنه ينقل ما لا علم له به وإن صادف الواقع كان آثما بإقدامه على ما لا يعلم.

حافظ زین الدین العراقی اپنی کتاب الباعث علی الخلاص من حوادث القصاص میں فرماتے ہیں پھر یہ لوگ یعنی قصہ گو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو نقل کرتے ہیں حالانکہ انہیں صحیح اور سقیم کی پہچان بھی نہیں ہوتی۔ فرماتے ہیں اگر وہ کسی صحیح حدیث کو اتفاقاً نقل بھی کریں تب بھی وہ اس میں گناہ گار رہیں گے۔ کیونکہ وہ تو وہ نقل کر رہے ہیں۔ جس کا انہیں علم نہیں۔ اگر وہ واقعہ کے مطابق ہو۔ تب بھی وہ گناہ گار رہیں گے۔ کیونکہ وہ تو ایک ایسے فعل کا اقدام کر رہے ہیں۔ جسے وہ جانتے بھی نہیں۔

قال وأيضا فلا يحل لأحد ممن هو بهذا الوصف أن ينقل حديثا من الكتب بل ولو من الصحيحين ما [illegible]

آگے چل کر فرماتے ہیں۔ جو لوگ اس وصف کے ساتھ موصوف ہوں ان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ کتابوں میں سے [illegible] چاہے وہ بخاری

لم يقرأه على من يعلم ذلك من أهل الحديث ۔

وسلم کی حدیث کیوں نہ ہو جب تک کسی محدث سے اس کی تعلیم حاصل نہ کریں ۔

وقد حكى الحافظ أبو بكر بن خير اتفاق العلماء على أنه لا يصح لمسلم أن يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا حتى يكون عنده ذلك القول مرويا ولو على أقل وجوه الروايات لقوله عليه السلام من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار وفي بعض الروايات من كذب علي مطلقا من غير تقييد

حافظ ابوبکر بن الخیر فرماتے ہیں علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ کسی مسلم کے لئے یہ کہنا جائز نہیں کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک یہ قول اس تک مروی نہ ہو چاہے اسناد کے لحاظ سے وہ کم درجہ کی روایت کیوں نہ ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھ پر جان کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے اور بعض روایات میں ہے من کذب علی اور ان میں متعمداً کا لفظ نہیں (یعنی اس میں یہ شرط نہیں کہ جان کر ہو یا بغیر جانے وہ ہر دو شکل کو عام ہے)

فصل

قال الجوزقاني بسنده إلى أبي العباس السراج يقول شهدت محمد بن

جوزقانی ابو العباس السراج سے سنداً روایت کرتے ہیں کہ میں امام محمد بن اسمٰعیل البخاری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کے

إسمٰعيل البخاري ودفع إليه كتاب من ابن كرام يسأله عن أحاديث منها حديث الزهري عن سالم عن أبيه مرفوعاً الإيمان لا يزيد ولا ينقص فكتب محمد بن إسمٰعيل البخاري على ظهر كتابه من حدث بهذا استوجب له الضرب الشديد والحبس الطويل. أورده الذهبي في الميزان أيضاً قال أبو داود سمعت يحيى بن معين يقول في سويد الأنباري هو حلال الدم.

وقال الحاكم أنكر على سويد حديث من عشق وعف وكتم وقال يحيى بن معين لما ذكر له هذا

سامنے ابن کرام کا خط پیش کیا گیا جس میں انہوں نے چند احادیث کے بارے میں سوال کیا تھا۔ ان احادیث میں سے ایک حدیث زہری کی تھی۔ جو عن سالم عن ابیہ کے واسطے سے مرفوعاً روایت کی گئی تھی کہ "ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم"۔ امام بخاری رح نے اس خط کی پشت پر یہ جواب لکھا جس نے یہ حدیث بیان کی ہے وہ سخت سزا اور لمبی قید کا مستحق ہے۔ اس واقعہ کو امام ذہبی رح نے اپنی میزان الاعتدال میں نقل کیا ہے نیز حافظ ذہبی رح اپنی میزان میں امام ابوداؤد کا قول نقل فرماتے ہیں۔ کہ میں نے یحییٰ رح بن معین سے سوید الانباری کے بارے میں سنا۔ کہ اس کا خون بھی حلال ہے۔

حاکم رح کہتے ہیں کہ انہوں نے سوید کی روایت "من عشق وعف وکتم مات شہیداً" کی بنا پر انکار فرمایا۔ یحییٰ رح بن معین کے سامنے جب اس حدیث کا ذکر کیا گیا تو

النَّبِيُّ لَوْكَانَ لِيْ فَرَسٌ وَ
رُمْحٌ غَزَوْتُ سُوَيْدًا وَفِي
الْمِيْزَانِ اَيْضًا قِيْلَ لِابْنِ عُتَيْبَةَ
رَوَى مُعَلَّى بْنُ هِلَالٍ عَنْ
ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ
عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ اَلتَّقَنُّعُ
مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِيَاءِ فَقَالَ
ابْنُ عُتَيْبَةَ اِنْ كَانَ الْمُعَلّٰى
يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ
اَبِيْ نَجِيْحٍ مَا اَخْرَجَهُ اَنْ
يُضْرَبَ عُنُقُهُ .

نے فرمایا کاش میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہوتا
تو میں سویدہ سے جہاد کرتا نیز میزان میں ہے
کہ ابن عتیبہ سے وہ روایت نقل کی گئی جو
معلی بن ہلال نے ابو نجیح عن مجاہد کے واسطے
سے عبد اللہ رض سے روایت کی ہے۔ "
بتکلف قناعت انبیاء کے اخلاق
میں سے ہے" ابن عتیبہ نے فرمایا
اگر معلی اسے ابو نجیح سے روایت
کرتا ہے۔ حالانکہ ابو نجیح نے
اسے روایت نہیں کیا تو اس کی گردن
ماردی جائے۔

وَاَخْرَجَ الْعُقَيْلِيُّ عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ
اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا اطَّلَعَ
عَلٰى اَحَدٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ
كَذَبَ كَذْبَةً لَمْ يَزَلْ مُعْرِضًا
عَنْهُ حَتّٰى يُحْدِثَ اللهُ تَوْبَةً .

عقیلی رح نے حضرت عائشہ رض سے
ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم جب اپنے گھر والوں میں سے
کسی کے جھوٹ پر مطلع ہوتے تو آپ
اس سے اعراض فرماتے حتی کہ اللہ تعالیٰ
اس کی توبہ بیان فرما دیتا۔

وَاَخْرَجَ اَيْضًا اَنَّهُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ اَبْطَلَ شَهَادَةَ رَجُلٍ

نیز عقیلی رح نے روایت کیا ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی

فِي كَذِبِهٖ قَالَ مَعْمَرٌ لَا أَدْرِي مَا بَلَّتِ الْكِذْبُ بِهٖ أَكَذِبٌ عَلَى اللّٰهِ أَمْ كَذِبٌ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کی شہادت کو جھوٹ کے اثبات میں قرار دیا۔ معمرؒ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ یہ اللہ پر جھوٹ تھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر؟

فَصْلٌ

قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ فَإِنْ تَوَهَّمَ مُتَوَهِّمٌ أَنَّ الْمُتَكَلِّمَ فِي مَنْ رَوٰى حَدِيْثًا مَرْدُوْدًا غِيْبَةٌ لَهٗ يُقَالُ لَهٗ لَيْسَ هٰذَا كَمَا تَوَهَّمْتَ وَذٰلِكَ أَنَّ إِجْمَاعَ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّ هٰذَا وَاجِبٌ دِيَانَةً لِلدِّيْنِ وَنَصِيْحَةً لِلْمُسْلِمِيْنَ وَقَدْ حَدَّثَنَا الْقَاضِيْ أَحْمَدُ بْنُ كَامِلٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَعِيْدٍ الْهَرَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ قُلْتُ لِيَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْقَطَّانِ أَمَا تَخْشٰى

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس راوی کے بارے میں جس نے حدیث مردود روایت کی ہے یہ شبہ کرے یہ تو غیبت ہے تو اسے یہ جواب دیا جائے گا۔ کہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم نے خیال کیا ہے بلکہ اہل علم کا اس امر پر اجماع ہے۔ کہ دین میں دیانت اور مسلمانوں کے لئے نصیحت واجب ہے اور ہم سے قاضی احمد بن کامل نے ابو سعید الہروی کے واسطے سے یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ ابو بکر بن الخلاد نے یحییٰؒ بن سعید القطان سے دریافت کیا کیا آپ کو یہ خوف نہیں معلوم ہوتا کہ جن لوگوں کی روایات کو آپ نے ترک کیا ہے وہ اللہ کے سامنے تمہارے دشمن ہوں۔ یحییٰؒ

أَنْ يَكُوْنَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ تَرَكْتَ
حَدِيْثَهُمْ خُصَمَاءَكَ عِنْدَ اللّٰهِ
تَعَالٰى فَقَالَ لَأَنْ يَكُوْنَ هٰؤُلَاءِ
خُصَمَائِيْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ
يَكُوْنَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
خَصْمِيْ يَقُوْلُ لِمَ لَمْ تَذُبَّ
الْكِذْبَ عَنْ حَدِيْثِيْ قَالَ وَ
إِذَا كَانَ الشَّاهِدُ بِالزُّوْرِ فِيْ
حَقٍّ يَسِيْرٍ فَإِنَّهُ حَقِيْقٌ يَجِبُ
كَشْفُ حَالِهِ فَالْكَاذِبُ عَلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ أَحَقُّ وَأَوْلٰى
لِأَنَّ الشَّاهِدَ إِذَا كَذَبَ فِيْ
شَهَادَتِهِ لَمْ يَعْدُ كِذْبُهُ الْمَشْهُوْدَ
عَلَيْهِ وَالْكَاذِبُ عَلٰى رَسُوْلِ
اللّٰهِ يُحِلُّ الْحَرَامَ وَيُحَرِّمُ الْحَلَالَ
وَيَتَبَوَّأُ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ
فَكَيْفَ لَا يَجُوْزُ الْوَقِيْعَةُ فِيْمَنْ
قَدْ تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ
بِكِذْبِهِ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ

نے فرمایا یہ دشمن مجھے زیادہ محبوب ہیں۔ بہ
نسبت اس بات کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم میرے دشمن ہوں اور آپ یہ فرمائیں کیوں
نہ تونے میری حدیث سے جھوٹ کو دور کیا
جب کہ جھوٹی گواہی دینے والے کا حال
ظاہر کرنا واجب ہے چاہے وہ معمولی سا
جھوٹ کیوں نہ ہو۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
پر جھوٹ بولنے والے کا حال ظاہر کرنا زیادہ
اولیٰ اور زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ جب شاہد
شہادت میں جھوٹ بولتا ہے تو اس کے کذب
کو مشہود علیہ (جس پر گواہی دے رہا ہے) پر نہیں
عائد کیا جا سکتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم پر جھوٹ بولنے والا حرام کو حلال
اور حلال کو حرام بناتا ہے۔ اور اپنا ٹھکانا آگ
سے تیار کرتا ہے۔ تو جو شخص رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بول
کر اپنا ٹھکانا آگ سے تیار
کر رہا ہو اس کے جھوٹ کو ظاہر کرنا

ثُمَّ رَوَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ اَنَّہٗ كَانَ يَقُوْلُ فُلَانٌ ضَعِيْفٌ وَفُلَانٌ قَوِيٌّ وَفُلَانٌ خُذُوْا عَنْہُ وَفُلَانٌ لَا تَاْخُذُوْا عَنْہُ وَكَانَ لَا يَرٰى ذٰلِكَ غِيْبَۃً ۔

امام سفیان ثوریؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ فلاں ضعیف ہے۔ اور فلاں قوی ہے فلاں سے روایات نقل کر لیا کرو اور فلاں کی روایات ترک کر دو۔ اور اس بات کے باوجود امام سفیان ثوری اسے غیبت شمار نہ فرماتے تھے۔

قَالَ وَسُئِلَ مَالِكٌ وَسَعْدٌ وَابْنُ عُيَيْنَۃَ عَنِ الرَّجُلِ لَا يَكُوْنُ ثَبْتًا فِي الْحَدِيْثِ فَقَالُوْا جَمِيْعًا بَيِّنْ اَمْرَہٗ ۔

امام مالکؒ۔ سعدؒ اور امام سفیانؒ ابن عیینہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی کو حدیث میں ملکہ نہ ہو انہوں نے فرمایا اس کا حال لوگوں سے بیان کر دو۔

فائدہ۔ غالباً کتابت میں غلطی کے باعث سعدؒ تحریر میں آگیا ہے۔ ورنہ یہ لیث رح بن سعد معلوم ہوتے ہیں۔ جو امام مالکؒ اور سفیانؒ بن عیینہ کے ہم عصر ہیں۔

قَالَ وَقِيْلَ لِشُعْبَۃَ هٰذَا الَّذِيْ تَكَلَّمَ فِي النَّاسِ اَلَيْسَ هُوَ غِيْبَۃً فَقَالَ يَا اَحْمَقُ هٰذَا دِيْنٌ وَتَرْكُہٗ مُحَابَاۃٌ ۔

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں۔ امام شعبۃؒ بن الحجاج سے دریافت کیا گیا وہ شخص جو لوگوں پر اعتراض کرتا ہو۔ کیا وہ غیبت نہیں ہے۔ امام شعبہؒ نے فرمایا اے احمق یہ تو دین میں داخل ہے اور اس کا چھوڑنا خلاف انصاف ہے۔

قَالَ وَقَدْ قَالَ مُحَمَّدُ

نیز دارقطنی فرماتے ہیں محمد بنؒ بندار نے

بنُ بُنْدَارِ الجُرجانيُّ لِاَحمدَ بنِ حنبلٍ اَنّهُ يشتدُّ عليَّ اَنْ اَقولَ فلانٌ ضعيفٌ وَ فلانٌ كذّابٌ فقالَ احمدُ اِذا سكتَّ اَنتَ فمتىٰ يَعرِفُ الجاهلُ الصحيحَ مِنَ السقيمِ ◆

احمد بن حنبلؒ سے دریافت کیا کہ مجھے یہ بہت سخت معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں یہ کہوں کہ فلاں ضعیف ہے۔ اور فلاں کذاب ہے۔ امام احمدؒ نے فرمایا۔ اگر تو خاموش ہو جائے گا۔ تو ایک جاہل صحیح اور سقیم کو کیسے پہچانے گا ◆

وَرُوِيَ اَنَّ سُفيانَ الثوريَّ مرَّ برجلٍ فقالَ كذّابٌ واللهِ لولا اَنّهُ لا يحلُّ لي اَنْ اَسكُتَ لسكتُّ ◆

سفیانؒ ثوری کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ وہ ایک شخص کے پاس سے گذرے تو فرمایا یہ جھوٹا ہے اور فرمایا میرے لئے خاموش رہنا حلال ہوتا تو میں خاموش ہو جاتا ◆

وَعَنِ الشافعيِّ اِذا عَلِمَ الرجلُ مِنْ محدّثٍ الكذبَ لمْ يَسَعْهُ السكوتُ عليهِ وَلا يكونُ ذلكَ غيبةً فاِنَّ مثلَ العلماءِ كالنقّادِ فلا يسعُ الناقدَ في دينهِ اَنْ لا يُبيِّنَ الزيوفَ مِنْ غيرهِ ◆

امام شافعیؒ سے مروی ہے کہ جب آدمی کسی محدث کے بارے میں جھوٹ کو جان لے۔ تو اس کے لئے خاموشی جائز نہیں۔ اور یہ غیبت شمار نہ ہوگی۔ کیونکہ علماء نقاد کی طرح ہوتے ہیں۔ اور ناقد کے لئے دین میں یہ جائز نہیں کہ وہ کھرے کو کھوٹے سے علیحدہ بیان نہ کردے ◆

وَكانَ شعبةُ بنُ الحجّاجِ يقولُ تعالوا نغتابُ في

شعبہؒ بن الحجاج فرمایا کرتے تھے آؤ ہم اللہ کے دین میں غیبت

دِیْنِ اللّٰہِ وَکَذَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُیَیْنَۃَ۔

کریں۔ ابن عیینہ رح سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

وَفِی الْمِیْزَانِ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ اَبَانَ الْمِصْرِیَّ یَقُوْلُ بِمَکَّۃَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا مَنْ سَرَّ الْمُؤْمِنَ فَقَدْ سَرَّنِیْ وَمَنْ سَرَّنِیْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰہَ الْحَدِیْثَ وَبِہٖ یُنَادِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَیْنَ بُغَضَاءُ اللّٰہِ فَیَقُوْمُ سُؤَّالُ الْمَسَاجِدِ فَقُلْتُ یَا شَیْخُ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تَکْذِبْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ فَقَالَ لَسْتَ مِنِّیْ فِیْ حِلٍّ اَنْتُمْ تَحْسُدُوْنَنِیْ لِاِسْنَادِیْ فَلَمْ اَزَلْ بِہٖ حَتّٰی حَلَفَ اَنْ لَّا یُحَدِّثَ بِمَکَّۃَ بَعْدَ اَنْ خَوَّفْتُہٗ بِالسُّلْطَانِ مَعَ جَمَاعَۃٍ۔

امام ذہبیؒ نے میزان میں ابن حبانؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے مکہ میں جعفر بن ابان المصری کو یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ ہم سے محمد بنؒ رمحؒ نے لیثؒ عن نافعؒ عن ابن عمرؓ کے واسطے سے یہ روایت مرفوعاً بیان کی ہے جس نے مومن کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا، اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا الحدیث اور اس کو قیامت کے روز آواز دی جائے گی اللہ کے دشمن کہاں ہیں تو مساجد میں سوال کرنے والے کھڑے ہوں گے میں نے کہا اے شیخ اللہ سے ڈرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہ بولو۔ انہوں نے جواب دیا اب تم مجھ سے اچھی جگہ میں نہیں ہو اس لئے کہ تم مجھ سے حسد کرتے ہو میں اس کی بات کا جواب دیتا رہا حتی کہ اس نے قسم کھائی کہ وہ مکہ میں حدیث بیان نہ کرے گا جب میں [illegible]

فَصْلٌ

رُوِيَ اَنَّهٗ صَلّٰى اَحْمَدُ
بْنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيٰى بْنُ مَعِيْنٍ
فِيْ مَسْجِدِ الرَّصَافَةِ فَقَامَ
بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ قَاصٌّ فَقَالَ
حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَ
يَحْيٰى بْنُ مَعِيْنٍ قَالَا حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ
قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ كُلِّ كَلِمَةٍ
مِنْهَا طَيْرًا مِنْقَارُهٗ مِنْ ذَهَبٍ
وَرِيْشُهٗ مِنْ مَرْجَانٍ وَاَخَذَ
فِي الْقِصَّةِ نَحْوًا مِنْ عِشْرِيْنَ
وَرَقَةً فَجَعَلَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ
يَنْظُرُ اِلٰى يَحْيٰى وَيَحْيٰى يَنْظُرُ
اِلٰى اَحْمَدَ فَقَالَ لَهٗ

امام احمدؒ بن حنبل اور یحییٰؒ بن معین
نے مسجد رصافہ میں نماز پڑھی۔ ایک
قصہ گو ان کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور کہنے
لگا، ہم سے احمدؒ بن حنبل اور یحییٰؒ
بن معین نے عبد الرزاقؒ عن معمر عن
قتادہؒ کے واسطے سے انس رضؓ سے
مرفوعاً یہ حدیث بیان کی ہے۔ جو شخص
لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس
کے ہر کلمہ سے ایک پرندہ پیدا فرماتا ہے
جس کی چونچ سونے کی اور پر مرجان کے
ہوتے ہیں، پھر اس نے ایک لمبا قصہ بیس
ورق کے قریب بیان کیا۔ احمدؒ بن حنبل یحییٰؒ
بن معین کی طرف دیکھنے لگے۔ اور احمدؒ یحییٰؒ
کی جانب یحییٰؒ بن معین نے امام احمدؒ
سے دریافت کیا کیا تم نے یہ حدیث بیان
کی ہے۔ امام احمدؒ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم
میں نے تو یہ حدیث سنی بھی اسی وقت

حَدَّثَتْهُ بِهٰذَا فَقَالَ وَاللهِ مَا
سَمِعْتُ بِهٰذَا اِلَّا السَّاعَةَ
فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِصَّتِهٖ اَخَذَ
الْقُطَيْعَاتِ ثُمَّ قَعَدَ يَنْتَظِرُ
بَقِيَّتَهَا قَالَ لَهٗ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ
بِيَدِهٖ تَعَالَ فَجَاءَ مُتَوَهِّمًا
لِنَوَالٍ فَقَالَ لَهٗ يَحْيَى مَنْ
حَدَّثَكَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ
اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنُ
مَعِيْنٍ فَقَالَ اَنَا يَحْيَى بْنُ
مَعِيْنٍ وَهٰذَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ
مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا قَطُّ فِيْ حَدِيْثِ
رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ فَاِنْ كَانَ لَابُدَّ وَالْكِذْبُ
فَعَلٰى غَيْرِنَا فَقَالَ لَهٗ اَنْتَ
يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ قَالَ نَعَمْ
قَالَ لَمْ اَزَلْ اَسْمَعُ اَنَّ يَحْيَى
بْنَ مَعِيْنٍ اَحْمَقُ مَا تَحَقَّقْتُهٗ
اِلَّا السَّاعَةَ فَقَالَ لَهٗ يَحْيَى [illegible]

ہے۔ جب وہ قصہ سے فارغ ہو چکا۔ اور
اپنے انعامات لے چکا۔ پھر باقی کا انتظار
کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ یحییٰ رح بن معین
نے اسے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ ادھر آ۔
وہ انعام کی امید میں ان کے پاس آیا
اس سے یحییٰ رح نے دریافت کیا یہ حدیث
تم سے کس نے بیان کی۔ اس نے جواب دیا
احمدؒ بن حنبل اور یحییٰؒ بن معین نے۔ یحییٰؒ
نے فرمایا میں یہ یحییٰ بن معین ہوں۔ اور
یہ احمدؒ بن حنبل ہیں۔ ہم نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں کہیں
یہ حدیث نہیں سنی۔ اگر تو نے جھوٹ بولنا
تھا تو ہمارے علاوہ کسی اور پر جھوٹ
بول لیا ہوتا۔ اس نے کہا کیا تم یحییٰؒ بن
معین ہو۔ یحییٰؒ نے جواب دیا ہاں۔ وہ
بولا کہ میں ہمیشہ سے سنا آیا تھا کہ یحییٰؒ
بن معین احمق ہے اور اس وقت اس کی
تصدیق [illegible] نے فرمایا۔ تو

كَيْفَ عَلِمْتَ اِنِّي اَحْمَقُ قَالَ
كَاَنَّهٗ لَيْسَ فِي الدُّنْيَا يَحْيَى
بْنُ مَعِيْنٍ وَاَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ
غَيْرُكُمَا قَدْ كَتَبْتُ عَنْ سَبْعَةَ
عَشَرَ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى
بْنَ مَعِيْنٍ فَوَضَعَ اَحْمَدُ
كُمَّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ وَقَالَ دَعْهُ
يَقُوْمُ فَقَامَ كَالْمُسْتَهْزِئِ
بِهِمَا ۔

نے جواب دیا گویا کہ دنیا میں تمہارے
علاوہ کوئی اور یحییٰ رح بن معین اور احمد
بن حنبل ہی نہیں۔ میں نے تو سترہ احمدؒ بن
حنبل اور یحییٰ رح بن معین سے روایت
لکھی ہے۔ امام احمدؒ نے (ہنسی کے مارے)
اپنی آستین اپنے منہ پر رکھ لی اور
اور امام یحییٰ رح بن معین سے فرمایا۔
اسے چھوڑ دو وہ کھڑا ان دونوں کا
مذاق اڑاتا رہا۔

وَعَنِ الطَّرْطُوْشِيِّ لَمَّا
دَخَلَ سُلَيْمَانُ بْنُ مِهْرَانَ
الْاَعْمَشُ الْبَصْرَةَ نَظَرَ اِلٰى
قَاصٍّ يَقُصُّ فِي الْمَسْجِدِ
فَقَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ
اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ
فَتَوَسَّطَ الْاَعْمَشُ الْحَلْقَةَ
وَجَعَلَ يَنْتِفُ شَعْرَ اِبْطِهٖ
فَقَالَ لَهُ الْقَاصُّ يَا شَيْخُ
اَلَا تَسْتَحْيِيْ نَحْنُ فِيْ عِلْمٍ

طرطوشیؒ نے روایت کیا ہے، کہ
جب امام سلیمانؒ بن مہران الاعمش
بصرہ تشریف لے گئے۔ تو مسجد میں
ایک قصہ گو کو قصہ بیان کرتے دیکھا
وہ کہہ رہا تھا۔ ہم سے اعمش نے
حدیث بیان کی۔ اعمش رح نے ابواسحٰقؒ
سے اور ابو اسحٰق رح نے ابو وائل رح سے
روایت کی ہے۔ امام اعمش رح حلقہ کے
درمیان بیٹھ گئے۔ اور اپنی بغلوں کے
بال اکھاڑنے لگے۔ اس قصہ گو نے کہا اے شیخ

وَاَنْتَ تَفْعَلُ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ الْاَعْمَشُ الَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِنَ الَّذِيْ اَنْتَ فِيْهِ قَالَ كَيْفَ قَالَ لِاَنِّيْ فِيْ سُنَّةٍ وَاَنْتَ فِيْ كِذْبٍ اَنَا الْاَعْمَشُ وَمَا حَدَّثْتُكَ مِمَّا تَقُوْلُ شَيْئًا۔

تجھے شرم نہیں آتی کہ ہم علم کی باتیں کر رہے ہیں اور تو اس قسم کی حرکت کر رہا ہے۔ امام اعمشؒ نے جواب دیا میں تجھ سے بہتر مقام میں ہوں اس نے سوال کیا کیسے امام اعمش نے جواب دیا میں سنت ادا کر رہا ہوں۔ اور تو جھوٹ بول رہا ہے۔ میں اعمش ہوں اور جو تو بیان کر رہا ہے۔ وہ میں نے حدیث بیان نہیں کی۔

وَقَالَ الذَّهَبِيُّ فِي الْمِيْزَانِ قَالَ جَعْفَرُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْمَوْصِلِيُّ قَدِمَ عَلَيْنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ السَّمَرْقَنْدِيُّ بِمَوْصِلَ وَحَدَّثَ بِاَحَادِيْثَ مَنَاكِيْرَ فَاجْتَمَعَ جَمَاعَةٌ مِنَ الشُّيُوْخِ وَصِرْنَا اِلَيْهِ لِنُنْكِرَ عَلَيْهِ فَاِذَا هُوَ فِيْ خَلْقٍ مِنَ الْعَامَّةِ فَلَمَّا اَبْصَرَنَا مِنْ بَعِيْدٍ عَلِمَ اَنَّا جِئْنَا لِنُنْكِرَ عَلَيْهِ فَقَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ

امام ذہبیؒ میزان میں فرماتے ہیں جعفرؒ بن الحجاج الموصلی فرمایا کرتے تھے ہمارے پاس موصل میں محمد بن عبداللہ سمرقندی آیا۔ اور بہت سی منکر حدیثیں بیان کیں تو شیوخ کی ایک جماعت جمع ہو کر اس کے پاس گئی۔ تاکہ اس کی ان روایات منکرہ کا انکار کیا جائے۔ وہ بہت سے عام لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس نے دور سے ہمیں آتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا۔ کہ ہم اس پر اعتراض کرنے کے لئے آئے ہیں۔ تو فوراً بولا ہم سے قتیبہ نے ابن لہیعہ سے ابو الزبیرؒ سے اور جابر

عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللهِ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ فَلَمْ نَجْسِرْ اَنْ نَقْدِمَ عَلَیْهِ خَوْفًا مِنَ الْعَامَّةِ وَرَجَعْنَا۔

(جابر) کے واسطے سے ہم سے مرفوعاً یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے۔ ہم عام آدمیوں کے خوف کی بنا پر اس کے پاس نہ جا سکے اور واپس لوٹ آئے۔

وَعَنِ الشَّعْبِیِّ دَخَلْتُ فِیْ مَسْجِدٍ اُصَلِّیْ فَاِذَا اِلٰی جَنْبِیْ شَیْخٌ عَظِیْمُ اللِّحْیَةِ قَدْ طَافَ بِهٖ قَوْمٌ یُحَدِّثُهُمْ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّ اللهَ خَلَقَ صُوْرَیْنِ لَهٗ فِیْ کُلِّ صُوْرٍ نَفْخَتَانِ نَفْخَةُ الصَّعْقِ وَنَفْخَةُ الْقِیٰمَةِ قَالَ الشَّعْبِیُّ فَلَمْ اَضْبِطْ نَفْسِیْ اَنْ خَفَّفْتُ صَلٰوتِیْ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَقُلْتُ یَا شَیْخُ اتَّقِ اللهَ وَلَا تُحَدِّثَنَّ بِالْخَطَاءِ اِنَّ اللهَ لَمْ یَخْلُقْ اِلَّا صُوْرًا

امام شعبیؒ فرماتے ہیں میں مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے داخل ہوا میرے ایک جانب ایک بڑی داڑھی والا شیخ بیٹھا ہوا تھا جسے لوگوں نے گھیر رکھا تھا اس نے لوگوں سے حدیث بیان کی اور کہنے لگا مجھ سے فلاں نے فلاں کے واسطے سے یہ روایت بیان کی ہے حتی کہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو صور پیدا فرمائے ہیں۔ اور ہر صور کو دو دفعہ پھونکا جائے گا۔ ایک صور تو کڑک کا ہوگا۔ اور دوسرا قیامت کا ہوگا۔ امام شعبی فرماتے ہیں مجھ سے ضبط نہ ہو سکا۔ میں نے نماز ہلکی کی اور سلام پھیرنے کے بعد اس سے کہا اے شیخ اللہ سے ڈر اور غلط حدیث بیان نہ کر اللہ تعالیٰ نے ایک ہی صور پیدا فرمایا ہے اور اسے دو دفعہ پھونکا

وَاحِدًا وَاِنَّمَا هِيَ نَفْخَتَانِ	جائے گا۔ ایک دفعہ تو چیخ کی پھونک ہوگی
نَفْخَةُ الصَّعْقِ وَنَفْخَةُ الْقِيَامَةِ	اور دوبارہ قیامت کی اس نے مجھ سے
فَقَالَ لِيْ يَا فَاجِرُ اِنَّمَا يُحَدِّثُنِيْ	کہا۔ اے فاجر مجھ سے فلاں نے حدیث
فُلَانٌ وَتَرُدُّ عَلَيَّ ثُمَّ رَفَعَ	بیان کی ہے۔ اور تو مجھ پر اعتراض کرتا
نَعْلَهٗ فَضَرَبَنِيْ بِهَا وَتَتَابَعَ	ہے پھر اس نے اپنا جوتا نکال کر میرے مارا اور
الْقَوْمُ عَلَيَّ ضَرْبًا مَعَهٗ فَوَاللّٰهِ	لوگ بھی مجھے مارنے لگے۔ خدا کی قسم انہوں نے
مَا اَقْلَعُوْا عَنِّيْ حَتّٰى حَلَفْتُ	مجھے اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک
لَهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ	میں نے قسم کھا کر یہ نہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے
ثَلٰثِيْنَ صُوْرًا اِلَىٰ فِيْ كُلِّ	تیس صور پیدا کئے ہیں اور ہر صور میں ایک دفعہ
صُوْرٍ نَفْخَةٌ فَاَقْلَعُوْا عَنِّيْ ؎	پھونکا جائے گا۔ تب انہوں نے مجھے چھوڑا۔
وَقَالَ الْحَافِظُ اَبُوْبَكْرٍ	حافظ ابوبکر الخطیب رح البغدادی
الْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ بِاِسْنَادِهٖ	نے باسند محمد بن یونس الکدیمی سے
اِلٰى مُحَمَّدِ بْنِ يُوْنُسَ الْكُدَيْمِيِّ	روایت کیا ہے۔ کہ میں اہواز میں مقیم
قَالَ كُنْتُ بِالْاَهْوَازِ فَسَمِعْتُ	تھا۔ میں نے ایک شیخ کو قصہ بیان کرتے
شَيْخًا يَقُصُّ فَقَالَ لَمَّا	سنا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
زَوَّجَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ	علی رض سے فاطمہ رض کا نکاح کیا۔ اللہ تعالیٰ
عَلِيًّا فَاطِمَةَ اَمَرَ اللّٰهُ شَجَرَةَ	نے طوبیٰ درخت کو حکم دیا کہ وہ تازہ
طُوْبٰى اَنْ تَنْثُرَ اللُّؤْلُؤَ	موتی نچھاور کرے۔ تاکہ اہل جنت طباقوں
الرَّطْبَ بِمَا دَاهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ	میں بھر کر ایک دوسرے کو ہدیہ میں

بَيْنَهُمْ فِي الْأَطْبَاقِ فَقُلْتُ
لَهُ يَا شَيْخُ هٰذَا كَذِبٌ عَلَىٰ
رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَقَالَ وَيْحَكَ اُسْكُتْ
حَدِيْثَةُ النَّاسِ ۔

وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ
وَقَدْ صَنَّفَ بَعْضُ قُصَّاصِ
زَمَانِنَا كِتَابًا فَذَكَرَ فِيْهِ
اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ دَخَلَا
عَلَىٰ عُمَرَ وَهُوَ مَشْغُوْلٌ ثُمَّ
انْتَبَهَ لَهُمَا فَقَامَ وَقَبَّلَهُمَا
وَوَهَبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا
اَلْفًا فَرَجَعَا فَاَخْبَرَا اَبَاهُمَا
فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ عُمَرُ نُوْرُ
الْاِسْلَامِ فِي الدُّنْيَا وَسِرَاجُ
اَهْلِ الْجَنَّةِ فِي الْعُقْبٰى فَرَجَعَا
اِلٰى عُمَرَ فَحَدَّثَاهُ فَاسْتَدْعٰى
دَوَاتًا وَقِرْطَاسًا وَكَتَبَ

دیں ۔ میں نے اس سے کہا اے شیخ
یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ
ہے ۔ اس نے کہا تجھ پر افسوس ہے
تو خاموش کیوں نہیں رہتا یہ تو لوگوں
کے قصے ہیں ؛

ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں ہمارے زمانے
کے بعض قصہ گوؤں نے ایک کتاب
لکھی ہے اس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت حسنؓ
اور حسینؓ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور وہ مشغول
تھے جب وہ دونوں کی جانب متوجہ ہوئے
تو اٹھ کر دونوں کو پیار کیا اور ہر ایک کو ایک
ایک ہزار درہم دیئے تو انہوں نے لوٹ کر
اپنے والد کو بتایا حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ
فرماتے تھے کہ عمرؓ دنیا میں اسلام کا نور ہیں،
اور عقبیٰ میں اہل جنت کے چراغ ہوں گے ۔ وہ
دونوں حضرت عمرؓ کے پاس لوٹ کر آئے اور
عمرؓ سے یہ حدیث بیان کی حضرت عمرؓ نے
دوات اور کاغذ منگا کر یہ حدیث لکھی کہ مجھ

حَدَّثَنِیْ سَیِّدُ شُبَّانِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عَنْ اَبِیْھِمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ کَذَا وَکَذَا فَاَوْصٰی اَنْ یُّجْعَلَ فِیْ کَفَنِہٖ فَفُعِلَ ذٰلِکَ فَاَصْبَحُوْا وَاِذَا الْقِرْطَاسُ عَلَی الْقَبْرِ وَفِیْہِ صَدَقَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَصَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالُوْا الْعَجَبُ مِنْ ھٰذَا الَّذِیْ بَلَغَتْ بِہِ الْوَقَاحَۃُ اِلٰی اَنْ یُّصَنِّفَ ھٰذَا وَمَا کَفَاہُ حَتّٰی عَرَضَہٗ عَلٰی کُتَّابِ الْفُقَھَاءِ فَکَتَبُوْا عَلَیْہِ تَصْوِیْبُ ھٰذَا التَّصْنِیْفِ۔

سے جنتی جوانوں کے سرداروں نے اپنے والد کے واسطے سے حضور سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ کہ حضورؐ نے ایسا ایسا فرمایا۔ پھر وصیت کی کہ اسے میرے کفن میں رکھا جائے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ جب دفن ہونے کے بعد صبح آئی۔ تو قبر پر ایک کاغذ رکھا ہوا تھا جس میں تحریر تھا حسنؓ وحسینؓ نے بھی سچ کہا اور رسول اللہ صلعم نے بھی سچ فرمایا۔ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں۔ تعجب تو اس شخص پر جو اتنی بے حیائی کے درجہ کو پہنچ چکا ہو۔ کہ اس قسم کی کتاب لکھے۔ اور اس سے زیادہ بے حیائی کیا ہوگی۔ کہ جب اسے فقہ کی کتابیں لکھنے والوں کے سامنے اس نے پیش کیا۔ تو انہوں نے اسے صحیح قرار دیا۔

وَقَالَ ابْنُ عُقَیْلٍ اَخَذَ بَعْضُ الْوُعَّاظِ یَقُوْلُ اللّٰہُ یَا مُوْسٰی مَنْ تُرِیْدُ قَالَ اَخِیْ ھَارُوْنَ یَا مُحَمَّدُ

ابن عقیلؒ کہتے ہیں۔ بعض واعظوں نے یہ وطیرہ اختیار کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے موسیٰؑ تو کس کا طالب ہے وہ جواب دیں گے اپنے بھائی ہارون کا۔ اے محمدؐ تم کس

مَنْ تُرِيْدُ قَالَ عَمِّيْ وَ اُمِّيْ يَا نُوْحُ مَنْ تُرِيْدُ قَالَ اِبْنِيْ يَا يَعْقُوْبُ مَنْ تُرِيْدُ قَالَ يُوْسُفَ قَالَ كُلُّكُمْ تُرِيْدُ مِنِّيْ اَيْنَ مَنْ يُرِيْدُنِيْ ثُمَّ احْتَدَّ وَصَكَّ الْكُرْسِيَّ صَكَّةً وَقَالَ يَا قَارِئُ اقْرَأْ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ فَقَرَأَ الْقَارِئُ وَصَجَّ الْمَجْلِسُ وَصَعِقَ قَوْمٌ وَ خَرَقَتْ ثِيَابُ قَوْمٍ بِشَعْبَذَةِ ذٰلِكَ فَاعْتَقَدَ قَوْمٌ اَنَّ مَا ذَكَرَهٗ لُبَابُ الْحَقِّ وَعَيْنُ الْعِلْمِ۔

کے طالب ہو جواب دیں گے اپنے چچا اور اپنے ماں کا۔ اے نوح تو کس کا طالب ہے جواب دیں گے اپنے بیٹے کا۔ اے یعقوبؑ تو کس کا طالب ہے جواب دیں گے یوسفؑ کا خدا تعالیٰ فرمائیں گے۔ تم میں ہر ایک مجھ سے کسی نہ کسی شئے کا طالب ہے تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو میرا طالب ہو۔ پھر وہ واعظ غضبناک ہوا اور کرسی ہلنے لگی۔ اور بولا اے قاری کھڑا ہو اور قرآن پڑھ تم اس کے طالب ہو۔ قاری نے قرآن پڑھا مجلس گھبرا گئی۔ لوگ چیخیں مارنے لگے اور اس کے شعبدہ کی بنا پر لوگوں نے کپڑے پھاڑ لئے اور لوگوں کو یہ یقین ہو گیا کہ جو کچھ اس نے ذکر کیا ہے وہ حق اور عین علم ہے۔

وَفِيْ بَعْضِ الْمَجَامِعِ اَنَّ قَاصًّا جَلَسَ بِبَغْدَادَ فَرَوٰى فِيْ تَفْسِيْرِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اِنَّهٗ يُجْلِسُهٗ مَعَهٗ عَلٰى عَرْشِهٖ فَبَلَغَ ذٰلِكَ

بعض مجامع میں ہے کہ ایک قصہ گو نے بغداد میں قرآن کی اس آیت عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا کی یہ تفسیر بیان کی۔ کہ خداوند تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔ تو یہ خبر محمد بن جریر الطبری کو معلوم

الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيْرِ الطَّبَرِيُّ	ہوئی۔ انہیں سخت ناگوار گذری۔ اور انہوں
فَاحْتَدَّ مِنْ ذٰلِكَ وَبَالَغَ فِيْ	نے سخت انکار کیا اور اپنے دروازے پر لکھ کر
إِنْكَارِهٖ وَكَتَبَ عَلٰى بَابِ دَارِهٖ	لگا دیا۔ پاک ہے وہ ذات جس کا نہ کوئی
سُبْحَانَ مَنْ لَيْسَ لَهٗ أَنِيْسٌ	ساتھی ہے۔ اور نہ کوئی ساتھ میں عرش
وَلَا لَهٗ فِيْ عَرْشِهٖ جَلِيْسٌ	پر بیٹھنے والا۔ لہذا دکے عوام ان
فَثَارَتْ عَلَيْهِ عَوَامُّ بَغْدَادَ	پر چڑھ آئے۔ ان کے گھر پر پتھر
وَرَجَمُوْا بَيْتَهٗ بِالْحِجَارَةِ حَتّٰى	برسانے شروع کئے۔ حتیٰ کہ دروازہ
انْسَدَّ بَابُهٗ بِالْحِجَارَةِ وَعَلَتْ	پتھروں سے بند ہو گیا۔ اور آپ
عَلَيْهِ ؎	زخمی ہو گئے ؎

فَصْلٌ

قَالَ الْعُقَيْلِيُّ بِسَنَدِهٖ	عقیلی رح نے بالسند حماد رح بن زید
إِلٰى حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ يَقُوْلُ	سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے
وَضَعَتِ الزَّنَادِقَةُ عَلٰى	تھے۔ کہ زنادقہ نے رسول اللہ
رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بارہ
اِثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ حَدِيْثٍ	ہزار حدیثیں وضع کیں۔ ابن عدی
قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ بِإِسْنَادِهٖ	رحمہ اللہ تعالےٰ نے جعفر بن سلیمان
إِلٰى جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ	سے روایت کیا ہے۔ کہ مہدی کہا
سَمِعْتُ الْمَهْدِيَّ يَقُوْلُ أَقَرَّ	کرتا تھا۔ کہ میرے سامنے ایک زندیق

عِنْدِیْ رَجُلٌ مِّنَ الزَّنَادِقَةِ اَنَّهٗ وَضَعَ اَرْبَعَمِائَةِ حَدِیْثٍ فَهِیَ تَجُوْلُ فِیْ اَیْدِی النَّاسِ

نے اقرار کیا ہے۔ اس نے چار سو حدیثیں وضع کی ہیں۔ جو لوگوں میں رائج ہیں ؛

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرٍ عَنِ الرَّشِیْدِ اَنَّهٗ جِیْئَ اِلَیْهِ بِزِنْدِیْقٍ فَاَمَرَ بِقَتْلِهٖ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیْنَ اَنْتَ عَنْ اَرْبَعَةِ اٰلَافِ حَدِیْثٍ وَضَعْتُهَا فِیْکُمْ اُحَرِّمُ فِیْهَا الْحَلَالَ وَاُحِلُّ فِیْهَا الْحَرَامَ مَا قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْهَا حَرْفًا فَقَالَ لَهُ الرَّشِیْدُ اَیْنَ اَنْتَ یَا زِنْدِیْقُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَکِ وَابْنِ اِسْحٰقَ الْغَوَارِیْ یَنْخُلَانِهَا فَیُخْرِجَانِهَا حَرْفًا حَرْفًا۔

ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ ہارون الرشید کے سامنے ایک زندیق لایا گیا۔ اس نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے کہا اے امیر المومنین آپ ان چار ہزار حدیث کا کیا کریں گے جو میں نے وضع کی ہیں اور جس میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا ہے، حالانکہ اس میں سے حضورؐ کا ایک حرف بھی نہیں۔ رشید نے جواب دیا اے زندیق کیا تو عبداللہ بن المبارک اور ابن اسحٰق الغواری کو بھول گیا وہ اس کا ایک ایک حرف نکال کر باہر پھینکیں گے ؛

وَفِیْ کِتَابِ الْعُقَیْلِیْ عَنْ یَعْلَی بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْوَاسِطِیْ اَنَّهٗ قَالَ عِنْدَ مَوْتِهٖ

کتاب العقیلیؒ میں یعلیؒ بن عبدالرحمٰن الواسطی سے مروی ہے کہ اس نے اپنی موت کے وقت اس

وَضَعْتُ فِي فَضْلِ عَلِيٍّ رض سَبْعِينَ حَدِيثًا۔

بات کا اقرار کیا کہ اس نے ستر حدیثیں حضرت علی کی فضیلت میں وضع کی ہیں۔

وَاَخْرَجَ الْخَطِيبُ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ اَنَّ مِنَ الْحَدِيثِ حَدِيثًا لَهُ ضَوْءٌ كَضَوْءِ النَّهَارِ تَعْرِفُهُ وَاِنَّ مِنَ الْحَدِيثِ حَدِيثًا لَهُ ظُلْمَةٌ كَظُلْمَةِ اللَّيْلِ تُنْكِرُهُ۔

خطیب نے ربیع رح بن خیثم سے روایت کیا۔ کہ بعض احادیث روز روشن کی طرح روشن ہوتی ہیں۔ کہ تو خود انہیں پہچان لے گا۔ اور بعض احادیث رات کی طرح اندھیری ہوتی ہیں جن کا تو خود انکار کردے گا۔

فصل

وَلَمَّا كَانَ اَكْثَرُ الْقُصَّاصِ وَالْوُعَّاظِ جَاهِلِينَ بِالتَّفْسِيرِ وَرِوَايَتِهِ وَبِالْحَدِيثِ وَمَرَاتِبِهِ وَرَدَ لَا يَقُصُّ عَلَى النَّاسِ اِلَّا اَمِيرٌ اَوْ مَامُورٌ اَوْ مُرَاءٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ وَلِاَبِي دَاوُدَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ

چونکہ اکثر قصہ گو اور واعظ لوگ تفسیر اور اس کی روایت سے ناواقف اور ایسے ہی حدیث اور اس کے مراتب سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ اسی واسطے حدیث میں وارد ہے کہ لوگوں کے سامنے تین آدمی قصے بیان کرتے ہیں۔ امیر یا جسے حکم دیا جائے۔ اور ریاکار۔ ابن ماجہ رح نے سند صحیح کے ساتھ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے واسطے سے اسے روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے عمدہ سند کے ساتھ عوف بن مالک رض سے روایت کیا ہے

مَالِكٍ بِلَفْظِ مُخْتَالٍ بَدَلَ مُرَاءٍ وَلِلطَّبْرَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ بِلَفْظِ مُتَكَلِّفٍ

اور اس میں ریاکار کی بجائے مغرور کا ذکر ہے۔ اور طبرانی میں بروایت عبادہ بن الصامت سے مروی ہے اور اس میں متکلف یعنی تکلف کرنے والے کا ذکر ہے

وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ مَرْفُوعًا إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلَكُوا لَمَّا قَصُّوا۔

طبرانی رح نے خباب رض بن الارت سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ بنو اسرائیل قصہ گوئی کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

قَالَ الزَّيْنُ الْعِرَاقِيُّ وَمِنْ آفَاتِ الْقُصَّاصِ أَنْ يُحَدِّثُوا كَثِيرًا مِنَ الْعَوَامِّ مَا لَا يَبْلُغُهُ الْعُقُولُ وَالْأَفْهَامُ فَيَبْلُغُوا فِي الْاعْتِقَادِ السَّيِّئَةِ هَذَا لَوْ كَانَ صَحِيحًا فَكَيْفَ إِذَا كَانَ بَاطِلًا۔

زین الدین رح العراقی فرماتی ہیں اور قصہ گو کی آفتوں میں سے ایک آفت یہ بھی ہے کہ وہ عوام سے اکثر ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جہانتک تو عقل پہنچ سکتی ہے اور نہ فہم اس کا ادراک کر سکتا ہے۔ تو عوام برے عقائد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ اگر روایات صحیح ہوتیں تو لوگ اعتقادات باطل میں کیوں مبتلا ہوتے؟

وَقَدْ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ مَا أَنْتَ مُحَدِّثٌ قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُهُمْ إِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي مُقَدِّمَةِ صَحِيحِهِ۔

ابن مسعود رض فرمایا کرتے تھے۔ اگر تو لوگوں سے ایسی حدیثیں بیان کرے۔ جن تک عقلیں نہ پہنچ سکیں تو وہ بعضوں کے لئے فتنہ ثابت ہوں گی۔ اس حدیث کو امام مسلم نے اپنے مقدمہ میں روایت کیا ہے۔

قُلْتُ وَمِنْ آفَاتِهِمْ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِمُ الْعُجْبُ وَالْغُرُورُ فِي سَائِرِ الْأُمُورِ ۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں اور ان لوگوں کی آفتوں میں سے ایک آفت یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں میں ہر کام میں بڑائی اور غرور پیدا کر دیتے ہیں

فَرَوَى الْإِمَامُ أَحْمَدُ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ رَكِبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَأَلَهُ عَنِ الْقَصَصِ قَالَ مَا شِئْتَ قَالَ أَنَا أَرَدْتُ أَنْ أَنْتَهِيَ إِلَى قَوْلِكَ قَالَ أَخْشَى عَلَيْكَ أَنْ تَقُصَّ فَتَرْتَفِعَ فِي نَفْسِكَ ثُمَّ تَقُصَّ فَتَرْتَفِعَ فِي نَفْسِكَ حَتَّى تَخَيَّلَ لَكَ أَنَّكَ فَوْقَهُمْ بِمَنْزِلَةِ الثُّرَيَّا فَيَضَعَكَ اللّٰهُ تَحْتَ أَقْدَامِهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقَدْرِ ذٰلِكَ ۔

امام احمدؒ نے سند صحیح کے ساتھ حارث بن معاویہ سے روایت کیا ہے۔ کہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور ان سے قصوں کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے۔ حارث نے جواب دیا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے قول کو اختیار کروں۔ انہوں نے فرمایا مجھے یہ خطرہ ہے کہ جب تو قصہ بیان کرے گا تو تیرے دل میں بلندی کا خیال پیدا ہوگا۔ پھر جب تو دوبارہ قصہ بیان کرے گا۔ تو تیرے دل میں اور بلندی پیدا ہوگی حتی کہ تو یہ خیال کرے گا کہ تو لوگوں سے ثریا کے برابر بلند ہے۔ تو اللہ تعالے تجھے اس غرور کے باعث قیامت کے روز ان کے قدموں میں ڈالے گا۔

وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ اسْتَأْذَنَ

طبرانیؒ نے عمدہ سند کے ساتھ عمروؒ بن دینار سے روایت کیا ہے۔ کہ تمیمؒ داری نے حضرت عمرؓ سے قصہ گوئی کی اجازت

عُمَرَ فِي الْقَصَصِ فَأَبَى أَنْ يَأْذَنَ لَهُ ثُمَّ اسْتَأْذَنَهُ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ الذَّبْحَ۔

طلب کی۔ انہوں نے اس سے انکار فرمادیا۔ انہوں نے دوبارہ اجازت طلب کی۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا اگر تم خود کو ذبح کرنا چاہو۔

قَالَ الْعِرَاقِيُّ فَانْظُرْ تَوَقُّفَ عُمَرَ فِي إِذْنِهٖ فِي حَقِّ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ عَدْلٌ مُؤْتَمَنٌ وَأَيْنَ مِثْلُ تَمِيْمٍ فِي التَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ۔

امام عراقی رح فرماتے ہیں غور کرو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک صحابی کو اجازت دینے میں تامل فرمایا۔ حالانکہ ہر صحابی عادل اور امین ہے۔ اور تمیم جیسا تابعین اور ان کے بعد کے دور میں کون ہو سکتا ہے۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّ تَمِيْمًا الدَّارِيَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرَ فِي الْقَصَصِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَتَدْرِي إِنَّكَ تُرِيْدُ الذَّبْحَ مَا يُؤْمِنُكَ أَنْ تَرْفَعَ نَفْسَكَ حَتّٰى تَبْلُغَ السَّمَاءَ ثُمَّ يَضَعُكَ اللّٰهُ۔

ابن عساکرؒ نے بکیرؒ سے روایت کیا ہے کہ تمیمؒ داری نے قصہ گوئی کے معاملہ میں حضرت عمرؓ سے اجازت طلب کی انہوں نے فرمایا کیا تو یہ چاہتا ہے۔ کہ اپنے آپ کو ذبح کرے۔ کہ تیرا نفس بلند ہو کر آسمان تک پہنچ جائے پھر اللہ تعالیٰ تجھے گرادے۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ

نیز ابن عساکر نے حمیدؒ بن عبدالرحمان

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
اَنَّ تَمِيْمًا الدَّارِيَّ اسْتَأْذَنَ
عُمَرَ فِي الْقَصَصِ سِنِيْنَ فَاَبٰى
اَنْ يَّأْذَنَ لَهٗ فَاسْتَأْذَنَهٗ
فِيْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ فَلَمَّا اَكْثَرَ
عَلَيْهِ قَالَ لَهٗ مَا تَقُوْلُ قَالَ
اَقْرَأُ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ وَاٰمُرُهُمْ
بِالْخَيْرِ وَاَنْهَاهُمْ عَنِ الشَّرِّ
قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ الذَّبْحُ ثُمَّ
قَالَ عِظْ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ
فِي الْجُمُعَةِ فَكَانَ يَفْعَلُ
ذٰلِكَ يَوْمًا وَّاحِدًا فِي الْجُمُعَةِ
وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ
عَنْ اَبِيْ سَهْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ
اَبِيْهِ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ اَنَّهٗ
اِسْتَأْذَنَ عُمَرَ فِي الْقَصَصِ
فَاَذِنَ لَهٗ ثُمَّ مَرَّ عَلَيْهِ بَعْدُ
فَضَرَبَهٗ بِالدِّرَّةِ ۔
قُلْتُ وَلَعَلَّهٗ زَادَ عَلٰى

بن عوف سے روایت کی ہے کہ تمیم داری حضرت
عمرؓ سے قصہ گوئی کے بارے میں کئی سال
تک اجازت طلب کرتے رہے۔ وہ اجازت
دینے سے انکار کرتے رہے مجبور ہو کر ایک
روز انہیں اجازت دیدی۔ جب ان کی قصہ
گوئی میں لوگوں کی کثرت ہونے لگی حضرت
عمرؓ نے فرمایا۔ تم ان سے کیا بیان کرتے ہو
تمیم نے جواب دیا ان کے سامنے قرآن پڑھتا
ہوں انہیں بھلائی کا حکم دیتا ہوں۔ برائی سے روکتا
ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ بھی ذبح ہے۔ پھر فرمایا اچھا
جمعہ کے روز میرے آنے سے قبل وعظ کر لیا کرو۔ وہ پورے
ہفتہ میں ایک دن یعنی جمعہ کے روز وعظ کرتے۔
ابن عساکرؒ نے ابو سہل بن مالک عن ابیہ
کے واسطے سے تمیم داری سے یہ روایت کی ہے
کہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے قصہ گوئی کی اجازت
طلب کی حضرت عمرؓ نے انہیں اجازت دے دی
پھر ایک دن ان کے پاس حضرت عمرؓ گذرے تو
انہیں کوڑے سے مارا۔
ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ انہیں ہفتہ میں

جُلُوْسِ الْمَرَّةَ ۔ ایک دفعہ کی اجازت دی گئی تھی اور انہوں نے

وَرَوَى ابْنُ مَاجَۃَ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ يَكُنِ الْقَصَصُ فِي زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا زَمَنِ اَبِي بَكْرٍ وَلَا زَمَنِ عُمَرَ وَلٰكِنْ اَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ ۔

ابن ماجہ رح نے سند حسن کے ساتھ عبد اللہ بن عمر رض سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قصہ گوئی نہ تھی۔ ایسے ہی امام احمد رح اور طبرانی رح نے سائب رح بن یزید سے بھی یہی روایت کی ہے ۔

وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ مِنْ طَرِيْقِ مُجَاهِدٍ يَرْوِيْ هٰذَا عَنِ الْعَبَادِلَةِ اَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقَاصُّ يَنْتَظِرُ الْمَقْتَ فَهٰذَا اِخْبَارٌ عَنِ الْغَيْبِ فَيُعَدُّ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ وَخَرْقِ الْعَادَاتِ ۔

طبرانی رح نے مجاہد رح کے واسطے سے عبادلہ یعنی عبد اللہ رض بن عمر رض، عبد اللہ رح بن عباس رض۔ عبد اللہ رض بن الزبیر رض اور عبد اللہ رض بن عمرو رض بن العاص سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قصہ گو بغض اور غضب کا انتظار کرتا ہے یہ غیب کی خبر ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور خرق عادت میں شمار کی جائے گی ۔

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ امام احمد رح بن حنبل نے اپنی زہد میں

م ۱۵ سمرہ یار اہل قرآن تمیم درانی تھی

عَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ قَالَ ذُکِرَ مَیْمُوْنُ الْقُصَّاصُ فَقَالَ لَا یُخْطِئُ الْقَاصُّ ثَلٰثًا اَمَّا اَنْ یُسَمِّنَ قَوْلَہٗ بِمَا یُهْزِلُ دِیْنَہٗ وَاَمَّا اَنْ یُعْجَبَ بِنَفْسِہٖ وَاَمَّا اَنْ یَّاْمُرَ بِمَا لَا یَفْعَلُ فَلِهٰذَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْقَاصُّ یَنْتَظِرُ الْمَقْتَ ۔

ابو الملیح رح سے روایت کیا ہے کہ میمون رح کے سامنے قصہ گوؤں کا ذکر کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا قصہ گو تین باتوں سے خالی نہیں ہوگا۔ یا تو اپنی باتوں سے دین کا مذاق اڑا اڑا کر موٹا ہو جائے گا۔ یا اس کا نفس غرور میں مبتلا ہوگا یا ان باتوں کا حکم دے گا۔ جو خود نہ کرے گا۔ اسی واسطے حضور صلعم نے ارشاد فرمایا ہے قصہ گو غضب کا انتظار کرتا ہے:

ثُمَّ مِنْ جُمْلَةِ الْاٰفَاتِ فِیْ مَجْلِسِ الْقَاصِّ مَا اَخْرَجَ الْمَرْوَزِیُّ فِیْ کِتَابِ الْعِلْمِ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ مَا اَمَاتَ الْعِلْمَ اِلَّا الْقُصَّاصُ یُجَالِسُ الرَّجُلُ الْقَاصَّ سَنَةً فَلَا یَتَعَلَّقُ مِنْہُ بِشَیْءٍ ۔

سب سے بڑی آفت قصہ گو کی مجلس میں یہ ہے۔ جو مروزی رح نے کتاب العلم میں اور ابو نعیم رح نے حلیہ میں ابو قلابہ رح سے روایت کی ہے۔ کہ قصہ گو علم کو فنا کر دیتا ہے اگر کوئی شخص کسی قصہ گو کے ساتھ ایک سال بیٹھ جائے۔ تو پھر وہ کسی کام کا نہیں رہتا:

وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ کَانَ قَاصٌّ یَجْلِسُ قَرِیْبًا مِنْ مَسْجِدِ

ابو نعیم رح نے سعید رح بن عاصم سے روایت کیا ہے۔ ایک قصہ گو محمد رح بن الواسع کی مسجد کے قریب بیٹھا کرتا تھا۔ ایک روز وہ اپنے

مُحَمَّدِ بْنِ الْوَاسِعِ فَقَالَ يَوْمًا وَهُوَ لَوْيَنَحْ جَالِسًا ثُمَّ مَالِيَ أَرَى الْقُلُوبَ لَا تَخْشَعُ وَمَا لِيَ أَرَى الْعُيُونَ لَا تَدْمَعُ وَمَالِيَ أَرَى الْجُلُودَ لَا تَقْشَعِرُّ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ يَا عَبْدَ اللهِ مَا أَرَى الْقَوْمَ أُتُوا إِلَّا مِنْ قِبَلِكَ أَيِ الذِّكْرُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْقَلْبِ وَقَعَ عَلَى الْقَلْبِ ۔

سامعین کو تنبیہ کر رہا تھا۔ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ کہ میں دلوں کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ ان پر خشوع طاری نہیں ہوتا۔ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ کہ میں آنکھوں سے کوئی آنسو بہتے نہیں دیکھتا اور کھالوں پر لرزہ طاری نہیں ہوتا محمد رحمہ اللہ تعالےٰ بن واسع نے کہا میں تجھ سے پہلے لوگوں کے ذکر کو دیکھتا ہوں کہ جب وہ دل سے نکلتی تو دل پر اثر بھی کرتی ۔

وَأَخْرَجَ الْمَرْوَزِيُّ فِي كِتَابِ الْعِلْمِ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيَّ يَقُولُ مَا أَحَدٌ يَنْبَغِي بِقَصَصِهِ وَجْهَ اللهِ غَيْرَ إِبْرَاهِيمَ وَلَوَدِدْتُ أَنِّي انْفَلَتُّ مِنْهُ كَفَافًا لَا عَلَيَّ وَلَا لِيَ ۔

مروزی ؒ (کتاب العلم میں) اور ابو نعیم ؒ نے اعمش ؒ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں، میں نے ابراہیم ؒ نخعی سے سنا کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اپنے قصوں کے ذریعے اللہ کی رضامندی کا متلاشی ہو۔ سوائے حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ اور میں تو یہ پسند کرتا ہوں۔ کہ اس سے اتنا فائدہ حاصل کر لوں کہ نہ تو گناہ ہو اور نہ ثواب ہو ۔

وَأَخْرَجَ أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ

ابو نعیم ؒ نے ابراہیم نخعی سے روایت

إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ مَنْ جَلَسَ لِيُجْلَسَ إِلَيْهِ فَلَا تَجْلِسُوا إِلَيْهِ ۔

کیا ہے۔ کہ جو اس غرض سے بیٹھے۔ کہ لوگ اس کے پاس آکر بیٹھا کریں۔ تو اس کے پاس نہ بیٹھا کرو۔

وَأَخْرَجَ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ إِذَا طَالَ الْمَجْلِسُ كَانَ لِلشَّيْطَانِ فِيهِ نَصِيبٌ ۔

ابو نعیمؒ نے حلیہ میں زہریؒ سے روایت کیا ہے۔ جب مجلس طویل ہو جاتی ہے۔ تو اس میں شیطان کا حصہ بھی داخل ہو جاتا ہے۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْمُسْلِمِ قَالَ الْحَدِيثُ يَجْمَعُ الرَّجُلَ وَالرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ وَالْأَرْبَعَةَ وَإِذَا عَظُمَتِ الْحَلْقَةُ فَأَنْصِتْ أَوِ انْتَشِرْ ۔

ابن المبارکؒ نے عقبہؒ بن مسلم کا قول نقل کیا ہے۔ کہ باہمی گفتگو ایک آدمی یا دو یا تین یا چار کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور جب حلقہ وسیع ہو جائے۔ تو تم خاموش رہو یا اٹھ جاؤ۔

وَأَخْرَجَ الْمَرْوَزِيُّ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْقَى خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ فَيَقُولُ مَا أَخْرَجَنِي إِلَّا صَوْتُ قَاصِّكُمْ هَذَا ۔

نیز مروزیؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسجد سے باہر کوئی شور سنتے تو فرماتے مجھے تمہارے اس قصہ گو کی آواز نے باہر نکالا ہے۔

وَأَخْرَجَ أَيْضًا عَنْ مُجَاهِدٍ

نیز مروزیؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے

جَاءَ رَجُلٌ قَاصٌّ فَجَلَسَ قَرِيْبًا مِنَ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ قُمْ فَاَبٰى اَنْ يَّقُوْمَ فَاَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبِ الشُّرْطِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ شُرْطِيًّا فَاَقَامَهُ ۔

کہ ایک قصہ گو آکر ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قریب بیٹھ گیا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا یہاں سے اٹھو۔ اس نے انکار کیا۔ ابن عمرؓ نے پولیس آفیسر کے پاس آدمی بھیجا اور پولیس کے ذریعہ اسے اٹھوا دیا ۔

وَرُوِیَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ الْقَصَصَ بِدْعَةٌ وَاَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالدُّعَاءِ بِدْعَةٌ وَاَنَّ مَدَّ الْاَيْدِیْ بِالدُّعَاءِ بِدْعَةٌ وَاَنَّ اِجْتِمَاعَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ بِدْعَةٌ ۔

حسن رح سے روایت ہے۔ کہ قصہ گوئی بھی بدعت ہے۔ بلند آواز سے دعا مانگنا بھی بدعت ہے۔ دعا میں ہاتھ پھیلانا بھی بدعت ہے اور عورتوں اور مردوں کا ایک جگہ اکٹھا ہونا بھی بدعت ہے ۔

فائدہ ۔ بلند آواز سے دعا مانگنے کا جہاں تک تعلق ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے اوقات میں بلند آواز سے دعا مانگنا بھی ثابت ہے۔ تو جن مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے دعا مانگی ۔ وہاں بلند آواز سے دعا مانگنا مسنون اور جہاں آہستہ دعا مانگی تو وہاں بلند آواز سے دعا مانگنا ناجائز ہے۔ فرضوں کے بعد بلند آواز سے دعا مانگنے کو اگرچہ اکثر علماء نے ناجائز اور بدعت لکھا ہے۔ لیکن بہت سی روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ نے بلند آواز سے بھی دعا مانگی۔ ورنہ وہ حضور کی وہ دعائیں ۔ جو آپ نے فرضوں کے بعد مانگی ہیں ہم تک کیسے پہنچتیں ۔

رہا ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنا۔ اتنا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ دعا کے وقت چہرے کے سامنے اور بازو بغلوں سے علیحدہ رہتے۔ تو شاید حسن بصری کا مقصود اس میں افراط ہے:۔

وَمِنَ اللَّطَائِفِ أَنَّهُ	لطائف میں سے ایک لطیفہ یہ بھی ہے
كَانَ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ قَاصٌّ	کہ کوفہ کی مسجد میں ایک قصہ گو تھا جس کا نام
يُقَالُ لَهُ زُرْعَةُ فَأَرَادَتْ أُمُّ	زرعہ تھا۔ امام ابوحنیفہؒ کی والدہ نے اس سے
أَبِي حَنِيفَةَ أَنْ تَسْتَفْتِيَ فِي	کوئی مسئلہ معلوم کرانا چاہا۔ امام صاحب نے خود
شَيْءٍ فَأَفْتَاهَا أَبُو حَنِيفَةَ فَلَمْ	فتوی دیا۔ لیکن ان کی والدہ نے اسے قبول نہ کیا
تَقْبَلْ وَقَالَتْ مَا أَقْبَلُ إِلَّا	اور فرمایا میں سوائے زرعہ کے کسی کا فتوی قبول
مَا يَقُولُ زُرْعَةُ الْقَاصُّ فَجَاءَ	نہ کروں گی۔ امام ابوحنیفہ اپنی والدہ کو لے کر زرعہ
بِهَا أَبُو حَنِيفَةَ إِلَى زُرْعَةَ	کے پاس گئے۔ اور فرمایا یہ میری والدہ ہیں جو تجھ سے
فَقَالَ هٰذِهِ أُمِّي تَسْتَفْتِيكَ	فلاں فلاں مسئلہ میں فتوی لینے آئی ہیں اسے جواب
فِي كَذَا وَكَذَا فَقَالَ أَنْتَ	دیا۔ اس نے کہا آپ مجھ سے زیادہ عالم اور زیادہ
أَعْلَمُ مِنِّي وَأَفْقَهُ فَأَفْتِهَا	فقیہ ہیں۔ آپ انہیں خود فتوی دیجیے۔ امام صاحب
أَنْتَ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ قَدْ	نے فرمایا۔ میں نے فلاں فلاں فتوی دیا ہے
أَفْتَيْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا فَقَالَ	زرعہ بولا۔ فتوی ویسے ہی ہے۔ جیسے ابو
زُرْعَةُ الْقَوْلُ كَمَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ	حنیفہؒ نے فرمایا۔ امام صاحب کی والدہ اس پہ
فَرَضِيَتْ وَانْصَرَفَتْ ۔	راضی ہو گئیں اور واپس لوٹ آئیں ۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ عَدِيٍّ عَنِ
الْحُسَيْنِ الْكَرَابِيسِيِّ قَالَ كَانَ
بِبَغْدَادَ قَاصٌّ يُقَالُ لَهُ
أَبُو مَرْحُومٍ الْقَاصُّ يَجْتَمِعُ
النَّاسُ إِلَيْهِ فَقَالَ يَوْمًا سَلُونِي
عَنِ التَّفْسِيرِ وَتَفْسِيرِ التَّفْسِيرِ.
فَقَامَ رَجُلٌ وَرَاءَ دَارِ الزَّيْنِ
فَقَالَ يَا أَبَا مَرْحُومٍ أَصْلَحَكَ
اللهُ فَقَالَ أَطْعَنَهُ يَا ابْنَ الْفَاعِلَةِ
فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ دَعَاكَ ثُمَّ
تَقُولُ لَهُ مِثْلَ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ
فَقَالَ نَعَمْ أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ
اللهِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِيْنَ
يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ
أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ فَقَالَ
مَاذَا تَقُوْلُ فِي الْمُزَابَنَةِ
وَالْمُحَاقَلَةِ قَالَ الْمُحَاقَلَةُ
حَلْقُ الثِّيَابِ عِنْدَ التِّمَارِ
وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ تُسَمِّيَ أَخَاكَ

ابن عدی نے حسین الکرابیسی سے روایت کیا
ہے۔ کہ بغداد میں ایک قصہ گو تھا جس کا نام ابو
مرحوم تھا۔ لوگ اس کے پاس آکر جمع ہوتے۔
ایک روز کہنے لگا تم مجھ سے قرآن کی تفسیر بھی پوچھ
سکتے ہو اور تفسیر کی تفسیر بھی۔ دار الزین کے
پیچھے سے ایک آدمی نے کھڑے ہوکر کہا اے
ابو مرحوم اللہ تیری اصلاح کرے۔ اس ابو مرحوم
نے معترض جان کر تہمت لگائی اور بولا اے زانیہ
کے بیٹے۔ ایک شخص نے اس سے کہا وہ تو تجھے دعا دے
رہا ہے اور تو اسے اس قسم کی باتیں کہہ رہا ہے۔ اس
جواب دیا ہاں لیکن کیا تم نے اللہ کا قول نہیں سنا
وہ لوگ جو یا رسول اللہ آپ کو پردوں کے پیچھے
سے آواز دیتے ہیں وہ اکثر بے عقل ہیں اس شخص نے
دریافت کیا مزابنہ اور محاقلہ کا کیا مطلب ہے۔ تو
ابو مرحوم نے جواب دیا محاقلہ تو یہ ہے کہ تجارت
کے وقت کپڑا پھاڑا کرنا اور مزابنہ اپنے مسلم
بھائی کا برا نام رکھنا۔ محاقلہ کہا جاتا ہے پھل
کو درخت پر لگے لگے پکنے سے قبل بیچنا۔ اور مزابنہ
کسی شے کو جس کی مقدار معلوم نہ ہو مقدار معینہ

الْمُسْلِمِ زُبُونًا۔ کے بدلے میں بیچنا اور یہ دونوں حرام ہیں۔

فَصْلٌ

وَلَمَّا رَأَيْتُ جَمَاعَةً مِنَ الْحُفَّاظِ لِلسُّنَّةِ جَمَعُوا الْأَحَادِيثَ الْمُشْتَهِرَةَ عَلَى الْأَلْسِنَةِ بَيَّنُوا الصَّحِيحَ وَالْحَسَنَ وَالضَّعِيفَ وَمَيَّزُوا الْمَوْقُوفَ وَالْمَرْفُوعَ وَالْمَوْضُوعَ بِالْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ سَنَحَ بِالْبَالِ الْفَاتِرِ اخْتِصَارُ تِلْكَ الدَّفَاتِرِ بِالْاِقْتِصَارِ عَلَى مَا قِيلَ فِيهِ أَنَّهُ لَا أَصْلَ لَهُ أَوْ مَوْضُوعٌ بِأَصْلِهِ لِيَكُونَ مُبَيِّنًا لِلضَّبْطِ عَلَى أَحْسَنِ مَصْنُوعٍ فِي فَصْلِهِ فَإِنَّ الْأَحَادِيثَ الثَّابِتَةَ لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰى وَلَا يُمْكِنُ أَنْ جَمِيعَ مَا يُسْتَقْصٰى ثُمَّ مَا اخْتَلَفُوا فِي أَنَّهُ مَوْضُوعٌ

ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ جب میں نے حفاظ حدیث کو دیکھا کہ انہوں نے ان احادیث کو جو لوگوں میں مشہور ہیں جمع کیا۔ اور ان میں سے صحیح حسن اور ضعیف کو صاف صاف بیان کیا۔ اور اعلیٰ مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ موقوف، مرفوع۔ اور موضوع کو جدا جدا بیان کر دیا تو دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ان دفاتر کو مختصر طور پر بیان کر دیا جائے اور ان روایات کو جمع کیا جائے جن کی کوئی اصل نہ ہو یا موضوع ہو۔ تاکہ یہ عمدہ طریقہ پر ان احادیث کو ضبط کر لینے کا ذریعہ بن سکے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ کی نہ تو کوئی حد ہے۔ اور نہ ان کا شمار کیا جا سکتا ہے۔ اور سب کا استقصا

تَرَكْتُ ذِكْرَهٗ لِلْحَذَرِ مِنَ الْخَطَرِ لِاحْتِمَالِ اَنْ يَكُوْنَ مَوْضُوْعًا مِنْ طَرِيْقٍ وَصَحِيْحًا مِنْ وَجْهٍ اٰخَرَ فَاِنَّ هٰذَا كُلَّهٗ بِحَسَبِ مَا يَظْهَرُ لِلْمُحَدِّثِيْنَ مِنْ حَيْثُ نَظَرِهِمْ اِلَى الْاِسْنَادِ وَاِلَّا فَلَا مَطْمَعَ لِلْقَطْعِ فِيْ مَقَامِ الْاِسْنَادِ لِتَجْوِيْزِ الْعَقْلِ اَنْ يَكُوْنَ الصَّحِيْحُ فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ ضَعِيْفًا اَوْ مَوْضُوْعًا وَالْمَوْضُوْعُ صَحِيْحًا مَرْفُوْعًا اِلَّا الْحَدِيْثَ الْمُتَوَاتِرَ فَاِنَّهٗ فِيْ اِفَادَةِ الْعِلْمِ الْيَقِيْنِيْ يَكُوْنُ مَقْطُوْعًا۔

ممکن نہیں۔ پھر میں نے اس امر میں جو روایات ایک سند سے موضوع اور ایک سند سے صحیح تھیں۔ انہیں بھی اس خطرہ کی بنا پر چھوڑ دیا۔ کہ وہ موضوع نہ ہوں۔ اور یہ تمام امور محدثین کے سامنے سندوں پر غور کرنے سے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ورنہ مقام اسناد میں باعتبار عقل یہ خیال باقی رہتا ہے کہ جو روایت صحیح ہے وہ نفس الامر میں ضعیف ہو یا موضوع ہو۔ اور ایسے ہی موضوع صحیح اور مرفوع ہو۔ سوائے حدیث متواتر کے۔ کیونکہ اس سے تو علم یقینی حاصل ہوتا ہے چاہے وہ مقطوع کیوں نہ ہو۔

وَلِذَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ بَيْنَ قَوْلِنَا لَمْ يَصِحَّ وَقَوْلِنَا مَوْضُوْعٌ بَوْنٌ بَيِّنٌ فَاِنَّ الْوَضْعَ اِثْبَاتُ الْكِذْبِ وَقَوْلَنَا لَمْ يَصِحَّ اِنَّمَا هُوَ اِخْبَارٌ عَنْ عَدَمِ الثُّبُوْتِ وَلَا يَلْزَمُ مِنْهُ

زرکشی رح فرماتے ہیں ہمارے اس قول کہ "یہ روایت صحیح نہیں" اور ہمارے اس قول کہ "یہ روایت موضوع ہے" میں بہت زبردست فرق ہے۔ کیونکہ وضع کذب کے اثبات سے ہوتا ہے۔ اور ہمارا یہ کہنا کہ یہ صحیح نہیں یہ عدم ثبوت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سے کسی شئے کا

إِثْبَاتُ الْعَدَمِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ ۔	عدم وجود لازم نہیں آتا ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم ؛
ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّهُ قَدْ يَكُونُ الْحَدِيثُ مَوْضُوعًا بِحَسْبِ الْمَبْنٰى وَإِنْ كَانَ صَحِيحًا مُطَابِقًا لِلْكِتَابِ أَوِ السُّنَّةِ بِحَسْبِ الْمَعْنٰى وَأَسْأَلُ اللّٰهَ التَّوْفِيقَ عَلٰى كَمَالِ التَّحْقِيقِ وَهُوَ الْهَادِي إِلٰى سَوَاءِ الطَّرِيقِ	پھر یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ حدیث موضوع کا اطلاق مبنی (جس مقصد کے لئے وضع کی گئی ہے) کے اعتبار سے ہوتا ہے چاہے وہ باعتبار معنی قرآن وسنت کے مطابق کیوں نہ ہو ۔ میں اللہ سے اس تحقیق میں توفیق کا سوال کرتا ہوں ۔ کیونکہ وہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے ۔ میں
وَهَا أَنَا أَذْكُرُ الْأَحَادِيثَ عَلٰى تَرْتِيبِ حُرُوفِ الْهِجَاءِ مِنَ الْأَفْعَالِ وَالْحُرُوفِ وَالْأَسْمَاءِ ۔	اب ان احادیث کا ذکر حروف تہجی کے لحاظ سے کروں گا ۔ چاہے وہ افعال ہوں یا اسماء یا حروف ؛

حَرْفُ الْهَمْزَةِ !

١ ـ حَدِيثُ آخِرُ الطِّبِّ الْكَيُّ كَلَامٌ وَلَيْسَ بِحَدِيثٍ قَالَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ الْيَمَانِيُّ تِلْمِيذُ السَّخَاوِيِّ فِي مُخْتَصَرِ مَقَاصِدِهِ وَالْمَشْهُورُ كَمَا	آخری علاج (طب میں) داغ لگانا ہے یہ حدیث نہیں بلکہ اہل عرب کا قول ہے جیسا کہ ابن الدیبع الیمانی امام سخاویؒ کے شاگرد نے اپنی مختصر المقاصد میں بیان کیا ہے اور مشہور وہ ہے جو امام عسقلانی نے امثلۃ العرب

قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ فِیْ اَمْثِلَۃِ الْعَرَبِ اٰخِرُ الدَّوَاءِ الْکَیُّ ۔

ہیں بیان کیا ہے۔ آخری دوا داغ لگانا ہے۔

۲۔ حَدِیْثُ اٰیَۃٌ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ ۔

کتاب اللہ کی ایک آیت (کا درجہ) محمد رسول اللہ اور ان کی اولاد سے بہتر ہے۔ امام عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔ میں اس حدیث سے واقف نہیں۔

۳۔ حَدِیْثُ الْاَنْبِیَاءُ قَادَۃٌ وَالْفُقَہَاءُ سَادَۃٌ وَمَجَالِسُھُمْ زِیَادَۃٌ مَوْضُوْعٌ عَلٰی مَا فِی الْخُلَاصَۃِ ۔

انبیاء کرام رہبر ہیں فقہاء سردار ہیں۔ اور ان کی مجلسیں اس کے علاوہ ہیں۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ جیسا کہ خلاصہ میں مروی ہے۔

۴۔ حَدِیْثُ اَبُوْحَنِیْفَۃَ رح سِرَاجُ اُمَّتِیْ مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِیْنَ ۔

ابوحنیفہ رح میری امت کے چراغ ہیں۔ یہ حدیث باتفاق محدثین موضوع ہے۔

۵۔ حَدِیْثُ اَبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یَّصِحَّ کِتَابَہٗ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْرِفُہٗ ۔

اللہ نے انکار کیا ہے بجز اس کے کہ اپنی کتاب صحیح کرے۔ امام سخاویؒ فرماتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا۔

۶۔ حَدِیْثُ الْاَبْدَالُ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ لَہٗ طُرُقٌ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا بِاَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَۃٍ کُلُّھَا

ابدال اولیاء رہے ہوں گے۔ یہ مختلف سندات اور مختلف الفاظ کے ساتھ حضرت انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے اور سب سندیں

ضَعِيفٌ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ
وَعَنِ ابْنِ الصَّلَاحِ أَقْوَى مَا
رُوِّينَا فِي الْأَبْدَالِ قَوْلُ عَلِيٍّ
أَنَّهُ بِالشَّامِ يَكُونُ الْأَبْدَالُ
وَأَمَّا الْأُدَبَاءُ وَالنُّجَبَاءُ وَالنُّقَبَاءُ
فَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُ مَشَائِخِ
الطَّرِيقَةِ وَلَا يَثْبُتُ ذٰلِكَ
قُلْتُ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ فِي مُسْنَدِ
أَحْمَدَ مِنْ حَدِيثِ عُبَادَةَ
بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوعًا الْأَبْدَالُ
فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ ثَلٰثُونَ مِثْلُ
إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الرَّحْمٰنِ كُلَّمَا
مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ
رَجُلًا وَهُوَ حَسَنٌ وَلَهُ شَاهِدٌ
مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي
الْحِلْيَةِ قَالَ السُّيُوطِيُّ وَلَهُ
شَوَاهِدُ كَثِيرَةٌ بَيَّنْتُهَا
فِي التَّعَقُّبَاتِ عَلَى الْمَوْضُوعَاتِ
ثُمَّ أَفْرَدْتُهَا بِتَأْلِيفٍ مُسْتَقِلٍّ

ضعیف ہیں جیسا کہ ابن الدیبع نے ذکر کیا
ہے۔ ابن الصلاح رح فرماتے ہیں ابدال کے
بارے میں جو کچھ روایت کیا جاتا ہے اس میں
سب سے قوی روایت حضرت علیؓ کا قول ہے
انہوں نے فرمایا کہ شام میں ابدال ہوں گے
لیکن ندبا، نجبا اور نقباء کے متعلق بعض اہل
طریقت نے ذکر کیا ہے۔ مگر یہ ثابت نہیں ہے
ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ زرکشی کا قول ہے
کہ مسند احمدؒ میں یہ حدیث عبادۃ بن الصامت
سے مرفوعاً مروی ہے کہ اس امت میں تیس ابدال
ہوں گے جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے
ہوں گے۔ جب ان میں سے ایک مر جائیگا
تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا کھڑا کر دے گا
یہ روایت حسن ہے۔ اور حلیہ میں بھی عبداللہ
بن مسعود کی حدیث بطور شاہد موجود
ہے۔ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں اس کے بہت
سے شاہد ہیں جو میں نے التعقبات علی
الموضوعات میں بیان کئے ہیں۔ پھر میں نے
علیحدہ ایک اس کے لئے مستقل تالیف لکھی ہے،

فائدہ۔ میرے نزدیک عبادہؓ بن صامت کی روایت میں کہ وہ ابراہیمؑ خلیل اللہ جیسے ہوں گے یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اور اس کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے۔ جو حضرت علیؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔ جو صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب میں مسند احمدؒ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں عن شریح بن عبید قال ذکر اہل الشام عند علی رضی اللہ عنہ وقیل العنہم یا امیر المومنین قال لا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الابدال یکونون بالشام وہم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدال اللہ مکانہ رجلاً یسقی بہم الغیث وینتصر بہم علی الاعداء ویصرف عن اہل الشام بہم العذاب ۔ حضرت علیؓ کے سامنے اہل شام کا ذکر کیا اور ان سے کہا گیا کہ آپ ان پر لعنت بھیجئے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے شام میں ابدال ہوں گے جن کی تعداد چالیس ہوگی۔ جب ان میں سے ایک مر جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا بھیج دے گا۔ ان کی برکت سے بارش نازل ہوگی ان ہی کی برکت سے دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا جائے گا۔ اور انہی کی برکت سے اہل شام سے عذاب دور کیا جائے گا۔

۷۔ حَدِیْثُ اِتَّخِذُوْا عِنْدَ الْفُقَرَاءِ اَیَادِیَ فَاِنَّ لَهُمْ دَوْلَةً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ نَادٰی مُنَادٍ سِیْرُوْا اِلَی الْفُقَرَاءِ فَیَعْتَذِرُ

فقراء کے پاس سے نعمتیں حاصل کیا کرو۔ کیونکہ قیامت کے روز ان کے پاس دولت ہوگی جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو ایک منادی آواز دے گا۔ کہ فقراء کے پاس جاؤ۔ اور ان سے معذرت کرو جیسے تم دنیا میں اپنے

اِلَيْهِمْ كَمَا يَعْتَذِرُ اَحَدُكُمْ اِلٰى اَخِيْهِ فِي الدُّنْيَا قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَصْلَ لَهُ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ بَعْدَ اِيْرَادِ اَحَادِيْثَ بِمَعْنَاهُ وَكُلُّ هٰذَا بَاطِلٌ وَسَبَقَ الْحُكْمُ بِذٰلِكَ لِلذَّهَبِيِّ وَابْنِ تَيْمِيَّةَ وَغَيْرِهِمَا ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ قُلْتُ قَالَ شَيْخُ مَشَايِخِنَا الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ رَوَى اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى صَدْرَ الْحَدِيْثِ وَهُوَ اتَّخِذُوْا عِنْدَ الْفُقَرَاءِ اَيَادِيَ فَاِنَّ لَهُمْ دَوْلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔

بھائی سے معذرت کیا کرتے تھے۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ امام سخاویؒ اس معنی کی حدیثیں لانے کے بعد فرماتے ہیں۔ یہ سب کی سب باطل ہیں۔ امام ذہبیؒ اور امام ابن تیمیہؒ بھی اسی قسم کا حکم لگا چکے ہیں۔ جیسا کہ ابن الدیبع رح نے ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ہمارے شیخ المشائخ حافظ جلال الدین سیوطی رح فرماتے ہیں۔ ابو نعیم رح نے حلیہ میں ابو موسیٰ اشعری سے اس حدیث کا شروع حصہ روایت کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ فقراء سے نعمت حاصل کیا کرو کیونکہ قیامت کے روز ان کے پاس دولت ہوگی۔

۸۔ حَدِيْثُ اِتَّقُوا الْبَرْدَ فَاِنَّهُ قَتَلَ اَخَاكُمْ اَبَا الدَّرْدَاءِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَصْلَ لَهُ فَاِنْ كَانَ وَارِدًا يَحْتَاجُ اِلَى التَّاوِيْلِ فَاِنَّ اَبَا الدَّرْدَاءِ

سردی سے بچو۔ کیونکہ اس نے تمہارے بھائی ابو الدرداء کو قتل کیا ہے۔ امام سخاویؒ فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں اگر یہ حدیث بھی ہوتی تب بھی تاویل کی محتاج ہوتی۔ کیونکہ ابو الدرداءؓ حضورؐ کے بعد کافی عرصہ تک

عَاشَ بَعْدَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَهْرًا قَالَ الْمَنُوْفِيُّ وَيُمْكِنُ تَاوِيْلُهٗ فَاِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَبَّرَ عَنِ الْمُضَارِعِ بِالْمَاضِيْ لِتَحَقُّقِ لُوْقُوْعِهٖ بِاَخْبَارِ الصَّادِقِ ۔

حیات رہے۔ منوفی کہتے ہیں۔ اس کی تاویل ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مضارع کو ماضی سے تعبیر کیا ہو۔ واقعہ کی صداقت اور تحقق کو ملحوظ رکھتے ہوئے (لیکن یہ تاویل بھی غلط ہے اس لئے کہ ایسا وقوع میں نہیں آیا) ۔

۹۔ حَدِيْثُ اِتَّقُوا الْعَاهَاتِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ ۔

مصیبتوں سے بچو۔ امام سخاوی فرماتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث سے واقف نہیں ۔

۱۰۔ حَدِيْثُ اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمِ هُوَ مَعْنٰى قَوْلُ عُمَرَ مَنْ سَلَكَ مَسَالِكَ التُّهَمِ اُتُّهِمَ رَوَاهُ الْخَرَائِطِيُّ فِيْ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ عَنْ عُمَرَ مَوْقُوْفًا بِلَفْظِ مَنْ اَقَامَ نَفْسَهٗ مَقَامَ التُّهَمِ فَلَا يَلُوْمَنَّ مَنْ اَسَاءَ الظَّنَّ بِهٖ ۔

تہمتوں کی جگہوں سے بچو۔ اس معنی میں حضرت عمرؓ کا یہ قول ہے۔ جو تہمتوں کی راہ پر چلا اسے تہمت لگائی گئی۔ خرائطی نے مکارم الاخلاق میں اسے حضرت عمرؓ سے موقوفاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جس نے اپنے آپ کو تہمتوں کے مقام پر کھڑا کیا تو اگر کوئی اس کے بارے میں برا خیال کرے تو اسے ملامت نہ کرے ۔

۱۱۔ حَدِيْثُ اِتَّقِ شَرَّ مَنْ اَحْسَنْتَ اِلَيْهِ قَالَ السَّخَاوِيُّ

اس شخص کی شرارت سے بچ جس پر تو نے احسان کیا ہے۔ امام سخاوی

لا اعرفه ويشبه ان يكون من كلام بعض السلف وفي المجالسة الدينوري عن علي رضي الله تعالى عنه موقوفا الكريم يلين اذا استعطف واللئيم يقسو اذا الطف.

فرماتے ہیں میں اس حدیث کو نہیں پہچانتا۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ یہ بعض سلف کا کلام ہو۔ مجالستہ الدینوری میں حضرت علیؓ سے موقوفاً مروی ہے۔ شریف وہ ہے جب اس سے کوئی مہربانی کا طالب ہو تو وہ نرمی کرے اور بدبخت وہ ہے۔ کہ جب مہربانی کرے تو سختی کرے۔

۱۲ - حديث احذروا صفر الوجوه فانه ان لم يكن من علة او سهر فانه من غل في قلوبهم للمسلمين اورده الديلمي في مسنده عن ابن عباس قال العسقلاني لم اقف له على اصل وان ذكره ابن القيم في الطب النبوي له فذلك بغير سند.

زرد چہرے والوں سے بچو۔ کیونکہ وہ کسی بیماری یا بدخوابی کی بنا پر نہیں بلکہ ایسا شخص اپنے دل میں مسلمانوں سے کینہ رکھتا ہے۔ دیلمی رح نے اسے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے عسقلانی کہتے ہیں میں اس کی اصل پر واقف نہیں امام ابن القیم الجوزی نے اسے طب النبوی میں بغیر سند کے ذکر کیا ہے۔

۱۳ - حديث اجتماع الخضر والياس عليهما السلام في

خضر اور الیاس علیہما السلام ہر سال کے موسم میں جمع ہوتے

الموسم كل عام قال الحافظ
العسقلاني لا يثبت فيه شئ
أقول لعله أراد به عدم
الصحة وإلا فقد أخرج
العقيلي والدارقطني في
الأفراد وابن عساكر عن ابن
عباس عن النبي عليه السلام
قال يلتقي الخضر والياس
كل عام في الموسم فيحلق
كل واحد منهما رأس
صاحبه ويتفرقان عن
هؤلاء الكلمات بسم الله ما
شاء الله لا يسوق الخير إلا
الله ما شاء الله لا يصرف
السوء إلا الله ما شاء الله
ما كان من نعمة فمن الله
ما شاء الله لا حول ولا قوة
إلا بالله الحديث ذكره
السيوطي .

ہیں۔ حافظ عسقلانی رح فرماتے ہیں
اس بارے میں کوئی شئے ثابت نہیں
میرے نزدیک حافظ صاحب کی
مراد یہ ہے کہ صحیح طور پر ثابت نہیں
ورنہ عقیلی۔ دار قطنی (افراد) اور
ابن عساکر رح نے ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے مرفوعًا روایت کیا ہے
کہ خضرؑ اور الیاسؑ ہر سال ایک
موسم میں ملتے ہیں۔ اور ہر ایک
ایک دوسرے کا سر مونڈتا ہے۔ اور
پھر یہ کلمات پڑھ کر جدا ہو جاتے
ہیں۔ بسم اللہ ما شاء اللہ لا
یسوق الخیر الا اللہ ما شاء اللہ
لا یصرف السوء الا اللہ ما شاء
اللہ ما کان من نعمۃ فمن اللہ۔ ما
شاء اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ الحدیث
اسے سیوطی نے ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری نے
نہ تو اس کی اسناد بیان کی ہیں اور نہ سند
پر کچھ اظہار فرمایا واللہ اعلم۔

۱۴۔ حدیث اجتمعوا و ارفعوا ایدیکم فاجتمعنا و رفعنا ایدینا ثم قال اللھم اغفر للمسلمین ثلثا کیلا یذھب القرآن و اعز العلماء کیلا یذھب الدین موضوع و کذا اللھم اغفر للمسلمین و اطل اعمارھم و بارک لھم فی کسبھم موضوع کذا فی اللآلی۔

جمع ہو جاؤ اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ ہم جمع ہوئے اور اپنے ہاتھ اٹھائے۔ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ مسلمانوں کی مغفرت فرما یہ تین بار فرمایا کہیں قرآن نہ جاتا رہے اور علماء کو عزت بخش کہیں دین نہ جاتا رہے یہ حدیث موضوع ہے۔ ایسے ہی یہ حدیث اے اللہ مسلمانوں کی مغفرت فرما۔ ان کی عمریں لمبی فرما۔ اور ان کی کمائی میں برکت عطا فرما۔ یہ بھی موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں موجود ہے۔

۱۵۔ حدیث احیاء ابویہ علیہ السلام موضوع کما قال ابن دحیۃ و قد وضعت فی ھذہ المسئلۃ رسالۃ مستقلۃ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کا زندہ ہونا۔ یہ حدیث بھی موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن دحیہ کا قول ہے اور میں نے اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔

۱۶۔ حدیث اختلاف امتی رحمۃ زعم کثیر من الائمۃ انہ لا اصل لہ لکن ذکرہ القرطبی فی غریبہ

میری امت کا اختلاف بھی رحمت ہے اکثر ائمہ کا خیال ہے اس حدیث کی کوئی اصلیت نہیں لیکن [illegible]
[redacted] سے یہ

الحدیث مستظرف واشعر
بان لہ اصلاً عندہ وقال
السیوطی اخرجہ نصر المقدسی
فی الحجۃ والبیھقی فی الرسالۃ
الاشعریۃ بغیر سند واوردہ
الحلیمی والقاضی حسین و
امام الحرمین وغیرھم و
لعلہ خرج فی بعض کتب
الحفاظ التی لم یصل الینا
واللہ اعلم انتہی وقال
الزرکشی اخرجہ نصر
المقدسی فی کتاب الحجۃ
مرفوعا والبیھقی فی المدخل
عن القاسم بن محمد قولہ
وعن عمر بن عبد العزیز قال
قال ما سرنی لو ان اصحاب
محمد لم یختلفوا لانھم لو
لم یختلفوا لم یکن رخصۃ
قال السیوطی وھذا یدل

خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک ان کی
کچھ نہ کچھ اصل ہے۔ جلال الدین سیوطی رح
فرماتے ہیں۔ نصر المقدسی نے حجت میں
اور بیہقی نے رسالہ اشعریہ میں بغیر سند
کے اسے روایت کیا ہے۔ نیز حلیمی رح
قاضی حسین رح اور امام الحرمین وغیرہ نے
بھی اسے روایت کیا ہے اور شاید یہ
روایت بعض ان حفاظ کی کتابوں میں تھی
جو ہم تک نہ پہنچ سکیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے
زرکشی رح کہتے ہیں۔ اسے نصر المقدسی رح نے
کتاب الحجت میں مرفوعاً اور بیہقی رح نے
مدخل میں قاسم بن محمد بن ابی بکر کا قول
نقل کیا ہے، عمر بن عبد العزیز سے روایت
ہے۔ وہ فرماتے تھے مجھے کوئی خوشی
حاصل نہ ہوتی۔ اگر اصحاب محمد
اختلاف نہ کرتے۔ کیونکہ اگر وہ اختلاف
نہ کرتے رخصت ثابت نہ ہوتی سیوطی رح
کہتے ہیں اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ
ان کی مراد اختلاف سے اختلاف فی الاحکام

عَلٰی اِنَّ الْمُرَادَ اِخْتِلَافُهُمْ فِی	تھی۔ اور ہو سکتا ہے۔ اختلاف سے
الْاَحْکَامِ وَقِیْلَ الْمُرَادُ اِخْتِلَافُهُمْ	مراد اختلاف فی الحروف اور اختلاف
فِی الْحُرُوْفِ وَالصَّنَائِعِ ذَکَرَهٗ	فی الصنائع ہو۔ جیسا کہ ایک جماعت
جَمَاعَةٌ فَسُبْحَانَ مَنْ اَقَامَ	نے اس کا ذکر کیا ہے۔ پس پاک ہے
الْعِبَادَ فِیْمَا اَرَادَ وَفِیْ مُسْنَدِ	وہ ذات جس نے بندوں کو اپنے
الْفِرْدَوْسِ مِنْ طَرِیْقِ جُوَیْبِرٍ	ارادے کے مطابق قائم فرمایا مسند
عَنِ الضَّحَّاکِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ	فردوس میں جویبر عن الضحاک کے
مَرْفُوْعًا اِخْتِلَافُ اَصْحَابِیْ	ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
لَکُمْ رَحْمَةٌ وَذَکَرَ ابْنُ سَعْدٍ	مرفوعًا مروی ہے۔ کہ میرے صحابہ
فِیْ طَبَقَاتِهٖ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ	کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے۔ ابن
مُحَمَّدٍ قَالَ کَانَ اِخْتِلَافُ	سعد رح نے طبقات میں قاسم بن محمد
اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ	سے روایت کیا ہے۔ کہ حضورؐ کے صحابہ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحْمَةً لِّلنَّاسِ	کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے
قُلْتُ وَمَفْهُوْمُهٗ اِنَّ اِخْتِلَافَ	میری رائے یہ ہے کہ اس امت کے
غَیْرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ رَحْمَةٌ وَ	علاوہ دوسروں کا اختلاف زحمت اور
نِقْمَةٌ وَمِمَّا یُؤَیِّدُهٗ مَعْنًی وَ	مصیبت تھی۔ اور اس کی تائید بلحاظ معنی
اِنِ اخْتَلَفَ مَعْنًی حَدِیْثُ	یہ حدیث کرتی ہے۔ کہ میری امت گمراہی
لَا یَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَةٍ	پر کبھی جمع نہ ہوگی۔ اسے ابن ابی عاصم نے
رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ عَاصِمٍ فِی السُّنَّةِ	السنۃ میں انس سے روایت کیا ہے۔

مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ عَلٰى ضَلَالَةٍ اَبَدًا وَفِيْ مُسْتَدْرَكِ الْحَاكِمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ الْغِفَارِيِّ مَرْفُوْعًا فِيْ حَدِيْثٍ فِيْهِ سَاَلْتُ رَبِّيْ اَنْ لَا يَجْمَعَ اُمَّتِيْ عَلٰى ضَلَالَةٍ فَاَعْطَانِيْهَا

ترمذی رح نے ابن عمرؓ سے اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا۔ اور مستدرک للحاکم میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے اللہ تعالیٰ اس امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے۔ امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور طبرانیؒ نے کبیر میں ابو نضرہ الغفاری سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ میں نے خدا تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمانا۔ خدا تعالیٰ نے یہ سوال مجھے عطا فرمایا۔

فائدہ۔ ملا علی قاری کا مقصد ہر دو قسم کی روایات جمع کرنے سے مقصد یہ ہے کہ اگر میری امت کا اختلاف رحمت نہ ہوتا تو خدشہ تھا کہ سب کے سب گمراہی پر جمع ہو جاتے جیسا کہ سابقہ امتوں میں ہوا اس لحاظ سے آپ کی امت کا اختلاف رحمت ہوا اور اس معنیٰ کے لحاظ سے بھی رحمت ہے کہ اگر صحابہ اختلاف نہ کرتے اور ایک امر پر متفق ہو جاتے تو جو وسعت ہمیں خدا نے اس اختلاف کی بنا پر عطا فرمائی وہ حاصل نہ ہوتی۔ کیونکہ بایہم اقتدیتم اہتدیتم جس صحابی کی بھی تم اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

۱۷- حَدِيثُ اَخِّرُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللهُ يَعْنِي النِّسَاءَ فَفِي الْهِدَايَةِ حَدِيثٌ مَشْهُورٌ قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ لَا يَثْبُتُ رَفْعُهُ فَضْلًا عَنْ شُهْرَتِهِ وَالصَّحِيحُ اَنَّهُ مَوْقُوفٌ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ۔

انہیں موخر رکھو جنہیں اللہ نے موخر کیا ہے۔ ہدایہ میں ہے۔ کہ یہ حدیث مشہور ہے۔ ابن الہمام رح کہتے ہیں۔ باوجود شہرت کے یہ مرفوعاً ثابت نہیں اور صحیح ہے کہ یہ عبد اللہ بن مسعودؓ کا قول ہے۔

۱۸- حَدِيثُ اِخْفُوا الْخِتَانَ وَاَعْلِنُوا النِّكَاحَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَصْلَ لِلْاَوَّلِ وَقَدْ وَرَدَتْ اَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ لِلْاِعْلَانِ بِالْخِتَانِ۔

ختنوں کو چھپایا کرو اور نکاح کا اعلان کیا کرو۔ امام سخاوی فرماتے ہیں۔ اس کا پہلا جزو ثابت نہیں۔ اور میں نے ختنوں کے اعلان کی احادیث ایک جگہ بیان کی ہیں۔

۱۹- حَدِيثُ اِذَا اَرَدْتُ اَنْ اُخَرِّبَ الدُّنْيَا بَدَأْتُ بِبَيْتِي فَخَرَّبْتُهُ ثُمَّ اُخَرِّبُ الدُّنْيَا قَالَ الْعِرَاقِيُّ فِي تَخْرِيجِ الْاِحْيَاءِ لَا اَصْلَ لَهُ۔

جب میں دنیا کے خراب کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ تو پہلے اپنے گھر سے ابتدا کرتا ہوں جب گھر کو خراب کر لیتا ہوں تو پھر دنیا کو خراب کرتا ہوں۔ عراقی رح اپنی تخریج الاحیاء میں فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔

۲۰- حَدِيثُ اِذَا اَرَادَ اللهُ اَنْ يَنْزِلَ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا نَزَلَ عَنْ عَرْشِهِ بِذَاتِهِ

جب اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول کا ارادہ فرماتے ہیں تو عرش سے خود بذاتہ نزول فرماتے ہیں۔ اس کا بیان کرنے

مُحَدِّثُہٗ دَجَّالٌ ۔

والا کوئی دجال ہے ۔

۲۱- حَدِيْثُ اِذَا اَكَلْتُمْ فَافْضِلُوْا تَرْجَمَ لَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ وَمَا فِي صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ مِنْ شُرْبِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْفُضْلَةَ مِنَ اللَّبَنِ وَكَذَا سَلْتُ الْقَصْعَةِ فِي الصَّحِيْحِ يَرُدُّهٗ قُلْتُ لٰكِنْ يُوَافِقُهٗ حَدِيْثُ لَا خَيْرَ فِي طَعَامٍ وَلَا شَرَابٍ لَيْسَ لَهٗ سُؤْرٌ وَحَدِيْثُ اِذَا شَرِبْتُمْ فَاسْئَرُوْا ذَكَرَهَا عِيَاضٌ وَابْنُ الْاَثِيْرِ الثَّانِيْ فَالْجَمْعُ بِاَنَّهٗ يَجُوْزُ اِسْتِقَاؤُهٗ وَالْاَفْضَلُ اِبْقَاؤُهٗ بِقَدْرِ مَا يَنْتَفِعُ بِهٖ غَيْرُهٗ وَاِلَّا فَالْاَفْضَلُ اِنْفَادُهٗ كَمَا يُقَالُ بَقُّوْا اَوْ نَقُّوْا ۔

جب تم کھاؤ تو چھوڑ دیا کرو ۔ امام سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے ۔ لیکن کوئی کلام نہیں فرمایا ۔ اور صحیح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پینے کے بارے میں ذکر ہے کہ بچا ہوا دودھ ہے ۔ اور ایسے ہی صحیح بخاری میں پیالہ کا صاف کرنا بھی مروی ہے اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جس کھانے یا پینے میں جھوٹا شامل نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں ۔ اور ایک حدیث میں ہے جب تم پیا کرو تو جھوٹا چھوڑ دیا کرو اس حدیث کا قاضی عیاض اور ابن الاثیر نے ذکر کیا ہے ۔ ان دونوں میں جمع بایں صورت ممکن ہے ۔ کہ صاف کرنا جائز ہے ۔ اور اتنی مقدار کا چھوڑ دینا جس سے دوسرا فائدہ حاصل کرسکے یہ افضل ہے ۔ ورنہ صاف کرنا افضل ہے جیسا کہ بولا جاتا ہے باقی چھوڑ دو یا صاف کرلو ۔

۲۲- حَدِيْثُ اِذَا جِئْتَ يَا

اے معاذ جب تو ارض الحبیب

مُعَاذًا اَرْضَ الْحَصِيْبِ يَعْنِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَهَرْوِلْ فَاِنَّ فِيْهَا الْحُوْرَ الْعِيْنَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهٗ وَقَالَ الْمَنُوْفِيُّ بَلِ الْحُكْمُ عَلَيْهِ بِالْوَضْعِ ظَاهِرٌ +

یعنی یمن پہنچے۔ تو تیز دوڑو۔ کیونکہ اس میں حور العین ہے۔ امام سخاوی رحمہ فرماتے ہیں۔ میں اسے نہیں پہچانتا۔ منوفی کہتے ہیں۔ اس پر وضع کا حکم ظاہر ہے ؛

۲۳ - حَدِيْثُ اِذَا جَلَسَ الْمُتَعَلِّمُ بَيْنَ يَدَيِ الْعَالِمِ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَبْعِيْنَ بَابًا مِنَ الرَّحْمَةِ وَلَا يَقُوْمُ مِنْ عِنْدِهٖ اِلَّا كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ وَاَعْطَاهُ اللّٰهُ بِكُلِّ حَرْفٍ ثَوَابَ سِتِّيْنَ شَهِيْدًا وَكَتَبَ اللّٰهُ بِكُلِّ حَدِيْثٍ عِبَادَةَ سَنَةٍ مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي الذَّيْلِ ۔

جب متعلم معلم کے سامنے بیٹھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔ اور جب وہ اس کے پاس سے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ایسا پاک صاف ہوتا ہے جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر حرف کے بدلے ساٹھ شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر حدیث کے بدلے ایک سال کا ثواب لکھتا ہے۔ یہ حدیث موضوع ہے جیسا کہ ذیل میں اسکا ذکر ہے ؛

۲۴ - حَدِيْثُ اِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ وَالْعَشَاءُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَا اَصْلَ لَهٗ فِيْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَاَصْلُ الْحَدِيْثِ فِيْ

جب نماز اور کھانا دونوں حاضر ہوں تو پہلے کھانا شروع کرو۔ عراقی رحمہ کہتے ہیں۔ کتب حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور اصل حدیث بخاری رحمہ و مسلم رحمہ میں ان الفاظ کے ساتھ مروی

الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ بِلَفْظِ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ وَ قَالَ السُّيُوطِيُّ وَوَهِمَ مَنْ عَزَاهُ إِلَى مُصَنَّفِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَ سَبَقَ بِهِ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي فَتْحِ الْبَارِي حَيْثُ قَالَ لَفْظُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ كَمَا أَخْرَجَهُ فِي مُسْنَدِهِ لَا أَنَّهُ فِي الْمُصَنَّفِ بِلَفْظِ حَضَرَتِ الْعَشَاءُ كَمَا تَوَهَّمَ.

ہے جب کھانا چن دیا جائے اور نماز کی تکبیر شروع ہو جائے تو کھانے سے ابتدا کیا کرو۔ سیوطی فرماتے ہیں۔ ان لوگوں کو وہم ہوا ہے جنہوں نے اس روایت کو مصنف ابن ابی شیبہؒ کی جانب منسوب کیا حافظ ابن حجر العسقلانیؒ نے فتح الباری میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ ابن ابی شیبہؒ کے الفاظ یہ ہیں اور نماز حاضر ہو گئی ہو۔ لیکن یہ روایت ابن ابی شیبہ نے ان الفاظ کے ساتھ مسند میں بیان کی ہے نہ کہ مصنف میں جیسا کہ لوگوں کو وہم ہوا ہے۔

۲۵۔ حَدِيْثُ إِذَا ذُكِرَ الصّٰلِحُوْنَ تَحِيَّتُهَا لَا يُعْمَرُ ذَكَرَهُ عِيَاضٌ فِي الْإِكْمَالِ مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَكَذَا الْقُرْطُبِيُّ وَابْنُ الْأَثِيْرِ وَظَاهِرُ كَلَامِ الْعِرَاقِيِّ فِي الذَّخِيْرَةِ فِي بَابِ الْأَذَانِ أَنَّهُ حَدِيْثٌ وَلَعَلَّهُ أَرَادَ بِهِ حَدِيْثًا مَوْقُوْفًا.

جب صلحاء کا ذکر کیا جائے تو عمر میں برکت ہوتی ہے۔ قاضی عیاض نے اکمال میں اسے ابن مسعودؓ کا قول نقل کیا ہے اسی طرح قرطبیؒ اور ابن اثیرؒ نے بھی عراقیؒ کے ظاہر کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ہے جیسا کہ انہوں نے کتاب الذخیرہ باب الاذان میں تحریر فرمایا ہے تو ہو سکتا ہے کہ ان کی مراد حدیث موقوف سے ہو۔

۲۲ - حدیث اِذا رأیتَ
القارئ یلوذ بالسلطان فاعلم
انہ لص واذا رأیتہ یلوذ
بالاغنیاء فاعلم انہ مراءٍ
وایاک ان تخدع ویقال یرد
مظلمۃ ویدفع عن مظلوم
فان ھذہ خدعۃ ابلیس
اتخذھا القراء سلّما من
قول الثوری وکذا قولہ انی
لالقی الرجل ابغضہ فیقول
لی کیف اصبحت فیلین لہ
قلبی فکیف بمن اکل ثریدھم
ووطئ بساطھم ومن ثم
ورد اللھم لا تجعل للفاجر
عندی نعمۃ یرعاہ قلبی
وقیل ما اقبح ان یطلب العالم
فیقال ھو بباب الامیر وقد
قیل بئس الفقیر علی باب
الامیر ونعم الامیر علی

جب تم قاری کو دیکھو کہ وہ بادشاہ کی
چاپلوسی کرتا ہے۔ تو یہ سمجھ لو کہ وہ چور ہے اور جب
تم یہ دیکھو کہ قاری امرا کی چاپلوسی کرتا پھرتا ہے
تو سمجھ لو کہ وہ دہوکہ باز ہے۔ اور تجھے اس کے دہوکہ
سے بچنا چاہیئے۔ اور اس کے بارے میں یہ بھی کہا
جائیگا کہ یہ ظلم کو دور کرتا اور مظلوم سے مصائب
رفع کرتا ہے۔ تو یہ ایک شیطان کا دہوکہ ہے جسے
قرا نے اپنی حفاظت کے لئے اختیار کر لیا ہے
یہ سفیان ثوری کا قول ہے۔ ایسے ہی سفیان کا یہ بھی
قول ہے۔ کہ اگر میں کسی شخص کو غصہ دلاؤں اور وہ مجھ
سے یہ کہے کہ تو نے صبح کیسے کی ہے۔ اور میرا دل اس
کے لئے نرم ہو جائے۔ تو وہ شخص کیا ہوگا کہ جس نے
امرا کا کھانا کھایا اور ان کے بستروں پر لیٹا۔ ایسے
ہی ان کا یہ بھی قول ہے کہ اے اللہ میرے پاس کسی
فاجر کے لئے نعمت نہ بنا کہ میں اس سے اپنے دل میں خطرہ
محسوس کروں۔ ان سے پوچھا گیا کہ سب سے بدترین
شئے کونسی ہے جسے عالم تلاش کرتا ہے۔ فرمایا جو
عالم امیر کے دروازے پہ ہو اور یہ بھی کہا جاتا
ہے۔ کہ فقیر امیر کے دروازے پر برا ہے۔ اور امیر

باب الفقیر۔ — فقیر کے دعا لئے بڑا اچھا ہے۔

۲۷۔ حَدِیْثُ اِذَا صَدَقَتِ الْمَحَبَّۃُ سَقَطَتْ شُرُوْطُ الْاَدَبِ قَالَ ابْنُ الدَّیْبَعِ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ بَلْ ھُوَ مِنْ کَلَامِ الْجُنَیْدِ کَمَا فِی الرِّسَالَۃِ الْقُشَیْرِیَّۃِ بِلَفْظِ سَقَطَتْ شُرُوْطُ الْاَدَبِ وَیُقَالُ سَقَطَ الْاَدَبُ۔

جب محبت سچی ہو جائے تو شرائط ادب ختم ہو جاتی ہیں۔ ابن الدیبعؒ کہتے ہیں یہ حدیث نہیں ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ جنیدؒ کا قول ہے جیسا کہ رسالہ القشیریہ میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ شرائط ادب ختم ہو چکیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے اب ادب ختم ہو چکا۔

۲۸۔ حَدِیْثُ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَعَمِّمُوْا اَیْ اَدْخِلُوا الْاَنْبِیَاءَ مَعِیَ آلِیْ وَاَصْحَابِیْ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ بِھٰذَا اللَّفْظِ۔

جب تم درود پڑھو تو اسے عام کر دو یعنی میرے ساتھ اس میں انبیاء، آل اور اصحاب کو بھی داخل کرو۔ امام سخاویؒ فرماتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ میں اس حدیث سے واقف نہیں ہوں۔

۲۹۔ حَدِیْثُ اِذَا کَانَ الْفَیْءُ ذِرَاعًا وَنِصْفًا اِلٰی ذِرَاعَیْنِ فَصَلُّوا الظُّھْرَ بَاطِلٌ۔

جب سایہ ڈیڑھ ذراع سے لے کر دو ذراع تک ہو، تو ظہر کی نماز پڑھو۔ یہ حدیث باطل ہے۔

۳۰۔ حَدِیْثُ اِذَا کَبُرَ وَلَدُکَ فَآخِہٖ لَمْ یَرِدْ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَھُوَ مَعْنٰی حَدِیْثٍ اَوْرَدَہٗ

جب تیرا لڑکا بڑا ہو جائے، تو اسے بھائی بنا لے۔ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی نہیں ہاں اس معنے میں وہ حدیث ہے

الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَاَبُوْنُعَیْمٍ وَالدَّارَقُطْنِیُّ مَرْفُوْعًا اَلْوَلَدُ سَبْعَ سِنِیْنَ سَیِّدٌ وَاَمِیْرٌ وَ سَبْعَ سِنِیْنَ عَبْدٌ وَاَسِیْرٌ وَسَبْعَ سِنِیْنَ اَخٌ وَوَزِیْرٌ فَاِنْ رَضِیْتَ مَکَانَتَہٗ وَاِلَّا فَاضْرِبْ عَلٰی جَنْبِہٖ فَقَدْ اَعْذَرْتُ فِیْمَا بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ وَسَنَدُہٗ ضَعِیْفٌ۔

جو طبرانی رح نے اوسط میں ابو نعیم اور دار قطنی نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ لڑکا سات سال تک سردار بھی ہوتا ہے۔ اور امیر بھی سات سال تک غلام اور قیدی ہوتا ہے۔ اور سات سال تک بھائی اور وزیر ہوتا ہے۔ اگر تو اس کے مقام سے راضی ہو تو خیر ورنہ اس کے پہلو پر مار۔ میں تیرے اور اس کے درمیان عذر کردوں گا اس کی سند ضعیف ہے۔

۳۱۔ حَدِیْثُ اِذَا کَتَبَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَکْتُبْ عَلَیْہِ بَلَغَ فَاِنَّہٗ اِسْمُ شَیْطَانٍ وَلٰکِنْ یَکْتُبُ عَلَیْہِ اللّٰہُ مَوْضُوْعٌ کَمَا فِی اللَّآلِیْ۔

جب کوئی کچھ لکھے۔ تو بلغ کا لفظ نہ لکھے۔ کیوں کہ یہ شیطان کا نام ہے۔ بلکہ اس پر اللہ تعالےٰ لکھے یہ حدیث بھی موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں ہے۔

۳۲۔ حَدِیْثُ اِذَا کُنْتَ عَلَی الْمَاءِ فَلَا تَبْخَلْ بِالْمَاءِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ۔

جب تو پانی پر بیٹھا ہو۔ تو پانی میں بخل نہ کر۔ امام سخاوی رح فرماتے ہیں میں اس حدیث سے واقف نہیں۔

۳۳۔ حَدِیْثُ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَامْقُلُوْہُ

جب مکھی برتن میں گر جائے۔ تو اسے ڈبو دو۔ یہ تو صحیح ہے۔ لیکن یہ

مُنْتِجٌ وَأَمَّا فَامْقُلُوهُ ثُمَّ انْقُلُوهُ
مَصْنُوعٌ وَمَوْضُوعٌ عَلَى مَا
فِي الْمَغْرِبِ۔

روایت کہ اسے ڈبو کر پلٹ دو
یہ مصنوع ہے۔ اور موضوع
ہے۔

۴۴۔ حَدِيثُ أَرْبَعٌ لَا
يَشْبَعْنَ مِنْ أَرْبَعٍ أَرْضٌ مِنْ
مَطَرٍ وَأُنْثَى مِنْ ذَكَرٍ وَعَيْنٌ
مِنْ نَظَرٍ وَعَالِمٌ مِنْ عِلْمٍ
مَوْضُوعٌ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ
قَالَ السَّخَاوِيُّ وَذَكَرَهُ الْحَاكِمُ
فِي تَارِيخِ نَيْسَابُورَ وَأَبُو نُعَيْمٍ
فِي الْحِلْيَةِ مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ
التَّيْمِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ
بْنِ عَطِيَّةَ اتُّهِمَ بِالْوَضْعِ وَ
الْكَذِبِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ رَوَاهُ
ابْنُ عَدِيٍّ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ
وَقَالَ مُنْكَرٌ وَقَالَ الْمَنُوفِيُّ
الْأَشْبَهُ مَا فِي الْمَشْهُورِ أَنَّهُ
كَلَامُ الْحُكَمَاءِ۔

چار چیزوں کا چار چیزوں سے
پیٹ نہیں بھرتا۔ زمین کا بارش سے
عورت کا مرد سے۔ آنکھ کا دیکھنے
سے اور عالم کا علم سے۔ یہ حدیث
موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن جوزیؒ نے ذکر
کیا ہے۔ امام سخاویؒ فرماتے ہیں۔ اس
روایت کو حاکم نے تاریخ نیشاپور میں
اور ابو نعیمؒ نے حلیہ میں سلیمان التیمیؒ کے
واسطے سے محمد بن الفضل بن عطیہ سے
روایت کیا ہے۔ لیکن اس پر وضع
حدیث اور کذب کا اتہام ہے۔ ابن
عدی نے اسے حضرت عائشہؓ سے روایت
کیا ہے اور وہ اسے منکر فرماتے ہیں۔
منوفیؒ کہتے ہیں کہ مشہور یہ حکماء کا قول
ہے اور یہی بہتر ہے۔

۴۵۔ حَدِيثُ الْأَرُزِّ لَيْسَ

چاول والی حدیث صحیح نہیں ہے

بِشَايِبٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ قُلْتُ قَدْ اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ النَّبَوِيِّ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا سَيِّدُ طَعَامِ الدُّنْيَا اللَّحْمُ ثُمَّ الْاُرْزُ وَكَذَا رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ ۔

جیسا کہ ابن الدبیع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ ابونعیم رح نے اسے طب نبوی میں اسے حضرت علی رض سے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے دنیا کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ پھر چاول اسی طرح اسے دیلمی رح نے بھی روایت کیا ہے۔

۳۶ - حَدِيْثُ الْاَرْضُ فِي الْبَحْرِ كَالْاِصْطَبْلِ فِي الْبَرِّ لَمْ يُوْجَدْ لَهُ اَصْلٌ ۔

زمین سمندر میں ایسی ہی ہے جیسے کہ خشکی میں اصطبل۔ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

۳۷ - حَدِيْثُ الْاَرْضُوْنَ سَبْعٌ فِي كُلِّ اَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ يُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ بَعْدَ عَزْوِهٖ لِابْنِ جَرِيْرٍ وَهُوَ مَحْمُوْلٌ اِنْ صَحَّ نَقْلُهُ اَيْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ اَخَذَهُ مِنَ الْاِسْرَائِيْلِيَّاتِ وَذٰلِكَ وَاَمْثَالُهُ اِذَا لَمْ يَصِحَّ سَنَدُهُ اِلٰى مَعْصُوْمٍ فَهُوَ مَرْدُوْدٌ

زمینیں سات ہیں اور ہر زمین میں نبی کی طرح نبی ہیں۔ ابن کثیر رض نے اسے ابن جریر رح کی جانب منسوب کر کے لکھا ہے کہ اگر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی نقل صحت کے ساتھ ثابت بھی ہو جائے، تب بھی یہ چیز انہوں نے اسرائیلیات سے لی ہے اس کی اور اس جیسے امور کی حضور صلعم کی جانب نسبت صحیح نہیں۔ وہ اس کے کہنے والے پر

عَلٰی قَائِلِہٖ۔ لوٹائی جائے گی۔

۳۸۔ حَدِیْثُ اَلْاَرْضُ الْمُقَدَّسَۃُ لَا تُقَدِّسُ اَحَدًا اِنَّمَا یُقَدِّسُ الْاِنْسَانَ عَمَلُہٗ اَوْرَدَہٗ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ اَبَا الدَّرْدَاءِ کَتَبَ اِلٰی سَلْمَانَ اَنْ هَلُمَّ اِلَی الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ فَکَتَبَ اِلَیْہِ سَلْمَانُ اَنَّ الْاَرْضَ الخ وَذَکَرَہٗ وَھُوَ مَعَ کَوْنِہٖ مَوْقُوْفًا مُنْقَطِعٌ وَقَدْ ذَکَرَ ابْنُ الْمَلَکِ فِیْ شَرْحِہٖ خُطْبَۃِ الْمَشَارِقِ کَانَ وَالِدِیْ یَقُوْلُ حَاکِیًا عَنْ مَشَائِخِہٖ اَنَّ مَنْ دُفِنَ فِیْ مَکَّۃَ وَلَمْ یَکُنْ لَا یَلِیْقُ بِھَا یَنْقُلُہُ الْمَلٰئِکَۃُ وَلٰکِنِّیْ لَمْ اَجِدْ فِیْہِ رِوَایَۃً۔

پاک زمین کسی کو پاک نہیں کر سکتی انسان کا عمل اسے پاک کرتا ہے۔ امام مالکؒ نے موطا میں یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے کہ ابو الدرداءؓ نے سلمانؓ کو خط لکھا۔ کہ تم ارض مقدس آ جاؤ۔ تو سلمانؓ نے اس کے جواب میں یہ بات لکھی۔ امام مالکؒ نے اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ باوجودیکہ یہ روایت موقوف بھی ہے منقطع بھی ہے۔ ابن الملکؒ نے شرح خطبۃ المشارق میں بیان کیا ہے۔ کہ میرے والد بعض مشائخ کا قول نقل کیا کرتے تھے۔ کہ جو شخص مکہ میں دفن کیا جاتے۔ اور وہ مکہ کے قابل نہ ہو۔ تو فرشتے اسے تبدیل کر دیتے ہیں لیکن میں نے اس بارے میں کوئی روایت نہیں پائی۔

۳۹۔ حَدِیْثُ اِسْتَفْتِحُوْا بِالصَّدَقَاتِ اَوْ بِقَضَاءِ الدَّیْنِ صدقوں یا ادائیگی قرض کے ذریعہ فتح حاصل کیا کرو۔ کیونکہ یہ باتیں لوگوں کی زبان پر جاری

يَدُورُ عَلَى الْأَلْسِنَةِ وَلَمْ أَرَهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ •

رہتی ہیں میں نے یہ الفاظ کہیں نہیں پائے جیسا کہ ابن الدیبع کا قول ہے؛

۴۰۔ حَدِيثُ اُسْجُدْ لِلْقِرْدِ فِي زَمَانِهِ رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ كَانَ يُقَالُ فَذَكَرَهُ انْتَهَى أَوْرَدَهُ السُّيُوطِيُّ •

اپنے زمانہ کے سردار کو سجدہ کیا کرو۔ ابو نعیم رح نے حلیہ میں اسے طاؤس سے نقل کیا ہے۔ کہ عرب یہ کہا کرتے تھے۔ سیوطی رح نے اسے نقل کیا ہے؛

۴۱۔ حَدِيثُ اِسْمَعِي يَا جَارَةُ قَالَهُ الْحَجَّاجُ لِأَنَسٍ حِينَ شَكَا مِنْهُ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكَ كَمَثَلِ الَّذِي قَالَ إِيَّاكِ أَعْنِي وَاسْمَعِي يَا جَارَةُ •

اے پڑوسی سن۔ یہ حجاج کا قول ہے جو اس نے حضرت انس رض سے شکایت کے طور پر کہا تھا۔ کہ میری اور تیری مثال اس شخص کی طرح ہے جو کہا کرتا تھا۔ تو میری خاص طور پر مدد کر اور اے پڑوسی میری بات سن،

۴۲۔ حَدِيثُ أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ قَالَ الرَّافِعِيُّ الْمَنْقُولُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي تَشَهُّدِهِ أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي تَلْخِيصِ تَخْرِيجِهِ لَا أَصْلَ لِذٰلِكَ بَلْ أَلْفَاظُ التَّشَهُّدِ مُتَوَاتِرَةٌ عَنْهُ

حدیث اشہد انی رسول اللہ۔ رافعی فرماتے ہیں منقول یہ ہے۔ کہ اسے آپ اپنی التحیات میں پڑھا کرتے تھے امام عسقلانی رح اپنی تلخیص التخریج میں فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ الفاظ تشہد آپ سے متواترا مروی ہیں۔ اور آپ یہ فرمایا کرتے

فَاِنَّہٗ یَقُوْلُ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ
وَرَسُوْلُہٗ وَاَمَّا فِیْ غَیْرِ التَّشَہُّدِ
فَقَدْ وَرَدَ فِیْ حَدِیْثِ سَلَمَۃَ
بْنِ الْاَکْوَعِ لَمَّا خَفَّتْ اَزْوَادُ
الْقَوْمِ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ ثُمَّ
قَالَ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَذَا حِیْنَ
بَشَّرَہٗ جَابِرٌ بِوَفَاءِ دَیْنِ اَبِیْہِ
وَبِالْفَضْلِ لِبَرَکَۃِ دُعَائِہٖ
قَالَ اَشْہَدُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

تھے۔ اشہدان محمداً رسول اللہ وان محمداً
عبدہ ورسولہ۔ اور التحیات کے علاوہ سلمۃ رض
بن الاکوع کی روایت میں ہے۔ جب مجھے
قوم کے کھانوں کے ختم ہونے کا خوف
ہوا۔ پھر انہوں نے آگے حدیث
نقل کی ہے، اور اخیر حدیث میں ہے حضورؐ
نے ارشاد فرمایا، اشہدان لا الہ الا اللہ و
انی رسول اللہ۔ اسی طرح جب جابر
نے اپنے والد کا قرض ادا ہونے اور آپ
کی دعا کی برکت کا حال سنایا تب آپ نے
فرمایا گواہ رہو انی رسول اللہ۔

۳۴۔ حَدِیْثُ اِکْرَامُ الْمَیِّتِ
دَفْنُہٗ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ
عَلَیْہِ مَرْفُوْعًا وَاِنَّمَا اَخْرَجَہٗ
اِبْنُ اَبِی الدُّنْیَا مِنْ جِہَۃِ
اَیُّوْبَ السَّخْتِیَانِیِّ قَالَ کَانَ
یُقَالُ مِنْ کَرَامَۃِ الْمَیِّتِ
عَلٰی اَہْلِہٖ تَعْجِیْلُہٗ اِلٰی حُفْرَتِہٖ
وَیَشْہَدُ لَہٗ حَدِیْثُ اَسْرِعُوْا

مردے کی عزت اس کا دفنانا ہے سخاوی
کہتے ہیں میں اس حدیث کے رفع سے
واقف نہیں۔ ابن ابی الدنیا نے اسے
ایوبؒ سختیانی سے نقل کیا ہے
وہ کہا کرتے تھے۔ یہ کہا جاتا تھا مردے
کی عزت اس کے گھر والوں پر یہ ہے۔ کہ
اسے اس کے گڑھے تک جلد پہنچا دیں
اور اس قول کی شہادت یہ حدیث

بِالْجِنَازَةِ قَالَ وَقَدْ عَقَدَ
الْبَيْهَقِيُّ بَابًا لِاسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ
تَجْهِيزِ الْمَيِّتِ إِذَا بَانَ مَوْتُهُ
وَأَوْرَدَ فِيهِ مَا رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ
بِسَنَدِهِ مَرْفُوعًا لَا يَنْبَغِي لِجِيفَةِ
مُسْلِمٍ أَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ
أَهْلِهِ الْحَدِيثَ وَلِلطَّبَرَانِيِّ
مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا
إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوا
وَأَسْرِعُوا بِهِ إِلَى قَبْرِهِ وَفِي
لَفْظٍ مَنْ مَاتَ فِي بُكْرَةٍ فَلَا
يَقِيلَنَّ إِلَّا فِي قَبْرِهِ وَمَنْ مَاتَ
عَشِيَّةً فَلَا يَبِيتَنَّ إِلَّا فِي
قَبْرِهِ ثُمَّ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَ
أَهْلُ مَكَّةَ فِي غَفْلَةٍ عَنْ هٰذَا
فَإِنَّهُمْ غَالِبًا يَحْبِسُونَ مَيِّتَهُمْ
بُعَيْدَ الظُّهْرِ أَوْ وَقْتَ التَّسْبِيحِ
فِي السَّحَرِ وَقَدْ يَكُونُ مَاتَ قَبْلَ
الْوَقْتَيْنِ بِكَثِيرٍ فَيَضَعُونَهُ

دیتی ہے کہ جنازوں کو جلدی لے جایا کرو
امام بیہقی نے ایک باب باندھا ہے. کہ
جب آدمی کی موت ظاہر ہو چکی ہو۔ تو
جنازے کا جلد تیار کرنا مستحب ہے اور
اس میں وہ روایت نقل کی جو طبرانی رح نے
سند مرفوع کے ساتھ روایت کی ہے کہ مسلم
کے جنازے کے لئے یہ بات پسندیدہ نہیں
کہ وہ لوگوں کے درمیان رکھا رہے الحدیث
اور طبرانی رح میں ابن عمر رض سے مرفوعاً مروی ہے
جب تم میں سے کوئی مرجائے. تو اسے روکے
نہ رکھو۔ اور اسے قبر تک جلدی لے جاؤ اور
ایک روایت میں ہے. کہ جو صبح کے وقت
مرے اس کی دوپہر قبر میں ہونی چاہیئے
اور جو شام کو مرے اس کی رات قبر
میں گذرنی چاہیئے. سخاوی رح کہتے ہیں
اہل مکہ اس سے غفلت برتتے ہیں. کیونکہ
وہ اکثر مردے کو ظہر کے بعد یا صبح کو لے
کرجاتے ہیں. چاہے وہ دو وقت پہلے مرچکا
ہو۔ اسے کعبہ کے قریب لاکر رکھ دیتے ہیں

عِنْدَ الْكَعْبَةِ حَتّٰى يُصَلِّيَ الصُّبْحَ اَوِ الْعَصْرَ ثُمَّ يُصَلّٰى عَلَيْهِ قَالَ الْخَطَّابِيُّ وَلَقَدْ صَدَقَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِىْ اِنْكَارِ ذٰلِكَ وَقَدْ كَانَ يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ شَيْخُنَا الْعَارِفُ بِاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عِرَاقٍ قُلْتُ وَقَدْ يُعْتَذَرُ لِاَهْلِ مَكَّةَ فِىْ تَاخِيْرِهِمْ لِاَنَّهُ لِاَجْلِ اِجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ فِى الصَّلٰوةِ وَتَشْيِيْعِ الْجَنَازَةِ لَاسِيَّمَا فِى الْاَزْمِنَةِ الْحَارَّةِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ الْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ وَالْبِدَعِ الْمُسْتَحْسَنَةِ وَقَدْ صَحَّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا وَمَوْقُوْفًا مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ ۔

جب صبح کی نماز یا نماز عصر پڑھ لی جاتی ہے۔ تب نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ خطابی رح کہتے ہیں امام سخاوی رح نے اس طرز عمل کا صحیح انکار فرمایا ہمارے شیخ عارف باللہ محمد بن عراق بھی اس کا انکار کیا کرتے تھے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ اہل مکہ کے لئے اس تاخیر کا باعث یہ ہے۔ کہ یہ اوقات نماز میں جمع ہونے اور جنازے کی متابعت کے لئے بہتر ہیں۔ اور مخصوصاً گرمی کے زمانہ میں یہ بہت ضروری ہوتا ہے۔ اور چونکہ ان کا مقصد نیک اور یہ بدعت مستحسنہ ہے اور عبداللہ بن مسعود رض سے موقوفاً اور مرفوعاً یہ صحیح طور پر مروی ہے جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی شے ہے۔

فائدہ ۔ یہ ملا علی قاری کا ایک قیاس ہے۔ اور ان کے قیاس کی بنا پر احادیث صحیحہ کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ رہا عبداللہ بن مسعود رض کی روایت تو وہ مرفوعاً ہرگز مروی نہیں۔ صرف موقوفاً مروی ہے۔ اور اس روایت کے صحیح

الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہاں عامۃ المسلمین مراد نہیں بلکہ صحابہ کرام مراد ہیں۔ اور صحابہ کی سنت بھی دین میں داخل ہے۔ جیسا کہ مسند احمد میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ قال احمد نا ابوبکر نا عاصم عن زر بن حبیش عن عبداللہ بن مسعود قال ان اللہ عزوجل نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلہم وزراء نبیہ یقاتلون علی دینہ فما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وما راٰہ سیئا فہو عند اللہ سیئی۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی۔ تو آپ کے صحابہ کے دلوں کو بندوں میں سب سے بہتر پایا تو اپنے نبی کا وزیر بنایا۔ کہ جو اس کے دین کے لئے لڑتے ہیں۔ تو جس شے کو یہ مسلمان اچھا سمجھیں۔ وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے۔ اور جسے یہ برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بری ہے۔

۴۴۔ حدیث اکرموا الخبز لہ طرق کلہا ضعیفۃ مضطربۃ وبعضہا اشد فی الضعف من بعض قال السخاوی و لا یتہیأ علیہ الحکم بالوضع لا سیما وفی المستدرک للحاکم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی علیہ الصلوٰۃ و

روٹی کی عزت کرو۔ یہ بہت سے طریقوں سے مروی ہے۔ اور سب کے سب ضعیف اور مضطرب ہیں۔ اور ایک دوسرے سے زیادہ ضعیف ہیں۔ امام سخاوی فرماتے ہیں۔ اس پر وضع کا یقیناً حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ المستدرک للحاکم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے حضور صلعم نے ارشاد فرمایا روٹی کی عزت

السَّلَامُ اَكْرِمُوا الْخُبْزَ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ فَرُمْنَ اشَاهِدٌ صَالِحٌ قُلْتُ وَقَدْ اَخْرَجَهُ الْبَغَوِيُّ فِي مُعْجَمِ الصَّحَابَةِ بِزِيَادَةٍ فَاِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَهٗ مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَاءِ ٭

کرو۔ حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں۔ یہ ایک عمدہ شاہد ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں بغوی نے معجم الصحابہ میں اس حدیث کو کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے۔ روٹی کی عزت کرو۔ کیونکہ اللہ نے اسے آسمان کی برکتوں سے نازل فرمایا ہے۔

۵۴۔ حَدِيْثُ اَكْرِمُوا الشُّهُوْدَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَسْتَخْرِجُ بِهِمُ الْحُقُوْقَ وَيَدْفَعُ بِهِمُ الظُّلْمَ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ اَنَّهٗ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ بَلْ صَرَّحَ الصَّغَانِيُّ بِاَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ وَلَمْ يَسْتَدْرِكْ ذٰلِكَ الْعِرَاقِيُّ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قُلْتُ وَقَدْ قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ ذَكَرَهٗ عَنْهُ الْعِرَاقِيُّ فِي تَخْرِيْجِ اَحَادِيْثِ الْاِحْيَاءِ وَالسُّيُوْطِيُّ فِي الْاَحَادِيْثِ الَّتِيْ رَدَّ عَلَى ابْنِ الْجَوْزِيِّ فِي

گواہوں کی عزت کرو۔ کیونکہ اللہ ان کے ذریعہ حق نکلواتا اور ظلم دور کرتا ہے عقیلی رح کہتے ہیں۔ یہ غیر محفوظ ہے بلکہ صغانی نے اس کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہے۔ سیوطی رح کہتے ہیں اسے دیلمی رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ اسے حاکم نے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ حاکم رح کا یہ قول عراقی رح نے تخریج الاحادیث الاحیاء میں نقل کیا ہے۔ اور سیوطی رح نے ابن جوزی رح کی موضوعات کے رد میں جو احادیث روایت کی ہے

الموضوعات قال وسكت عنه الذهبي اي لم يتعقبه على الحاكم.

اسے اس میں لیا ہے۔ ذہبی رحمہ نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے اور حاکم پر کوئی اعتراض نہیں کیا ۔

۴۶ - حديث اكل الطين حرام على كل مسلم قال البيهقي روى في تخريجه احاديث لا يصح منها شيء وتبعه غيره في ذلك وهو كذلك ذكره السخاوي وقال الزركشي حديث اكل الطين وتحريمه صنف فيه جزء واحاديثه لا تصح قلت لا يلزم من عدم صحته نفي وجود حسنه وضعفه فقد ذكره السيوطي في الموضوعات في جامع الصغير من رواية الطبراني عن ابي هريرة رضي الله عنه مرفوعا من اكل الطين فانما اعان على

مٹی کھانا ہر مسلمان پر حرام ہے۔ بیہقی رحمہ نے اپنی تخریج میں بہت سی احادیث اسی موضوع کی روایت کی ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں۔ اور دوسروں نے اس معاملہ میں بیہقی کی متابعت کی ہے۔ سخاوی رحمہ نے اس کا ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ زرکشی رحمہ کہتے ہیں مٹی کھانے کی حرمت کے بارے میں ایک جزو تصنیف کیا گیا ہے۔ اور اس کی احادیث صحیح نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں صحیح نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ وہ حسن بھی نہ ہو اور ضعیف بھی نہ ہو۔ سیوطی رحمہ نے اپنی جامع الصغیر میں طبرانی کے حوالے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس نے مٹی کھائی گویا اس نے خودکشی

قَتْلَ نَفْسِہٖ۔

٧٤. حَدِيْثُ اَكْلِ الْهَرِيْسَةِ
فِي الْمُخْتَصَرِ شَكَوْتُ اِلٰى
جِبْرِيْلَ ضُعْفِيْ مِنَ الْوِقَاعِ
فَدَلَّنِيْ عَلَى الْهَرِيْسَةِ وَفِيْ
رِوَايَةٍ فَاَمَرَنِيْ بِاَكْلِ الْهَرِيْسَةِ
طُرُقُهٗ مَوْضُوْعَةٌ وَقِيْلَ
ضَعِيْفَةٌ وَاَمَّا قَوْلُ مُعَاذٍ
هَلْ اَتَيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِطَعَامٍ
مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ اُتِيْتُ
بِهَرِيْسَةٍ فَاَكَلْتُهَا فَزَادَتْ
فِيْ قُوَّتِيْ قُوَّةَ اَرْبَعِيْنَ وَفِيْ
نِكَاحِيْ نِكَاحَ اَرْبَعِيْنَ وَكَانَ
مُعَاذٌ لَا يَعْمَلُ طَعَامًا اِلَّا
بَدَاَ بِالْهَرِيْسَةِ فَقَدْ وَضَعَهٗ
مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّامِ اللَّخْمِيُّ وَ
كَانَ صَاحِبُ هَرِيْسَةٍ وَغَالِبُ
طُرُقِ الْحَدِيْثِ يَدُوْرُ عَلَيْهِ
وَسَرَقَهٗ مِنْهُ كَذَّابُوْنَ قِيْلَ

کی کوشش کی۔

ہریسہ کھانے کی حدیث مختصر میں اس
طرح ہے میں نے جبرئیل سے اپنی کمزوری کی
جو زخموں سے واقع ہوگئی تھی شکایت کی۔ انہوں
نے مجھے ہریسہ کھانے کو بتایا اور ایک روایت
میں ہے ہریسہ کھانے کا حکم دیا۔ اس کے سب
طریقے موضوع ہیں یا ضعیف ہیں اور معاذ کا
یہ قول کہ یا رسول اللہ کیا آپ کے پاس جنت
کا کھانا بھی آیا ہے آپ نے فرمایا ہاں میرے
پاس ہریسہ لایا گیا۔ میں نے اسے کھایا اس سے
میری قوت میں چالیس گنا اضافہ ہوا۔ اور
میری قوت باہ میں چالیس آدمیوں کا اضافہ
ہوا۔ اور معاذ جب بھی کھانا کھاتے تو ہریسہ
سے شروع کرتے اس حدیث کو محمد بن الحجام
اللخمی نے وضع کیا تھا کیونکہ وہ ہریسہ
بیچا کرتا تھا۔ اور اس حدیث کی اکثر اسناد اسی
پر ختم ہوتی ہیں۔ اور جھوٹوں نے اس سے
اس حدیث کو چرالیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ
اس کی ایک اور بھی سند ہے جس میں محمد بن الحجام

لَهُ طَرِيقٌ آخَرُ فِيهِ إِبْرَاهِيمُ قَالَ الأَزْدِيُّ هُوَ سَاقِطٌ عَنْهُ وَفِي شَرْحِ ابْنِ حَجَرٍ الْمَكِّيِّ لِشَمَائِلِ التِّرْمِذِيِّ أَنَّ الطَّبَرَانِيَّ رَوَى فِي الأَوْسَطِ أَنَّ جِبْرَائِيلَ أَطْعَمَنِي الْهَرِيسَةَ يَشُدُّ بِهَا ظَهْرِي لِقِيَامِ اللَّيْلِ وَرَدَّ بِأَنَّهُ مَوْضُوعٌ۔

کی بجائے ابراہیم ہے۔ وہ اس سے بھی ساقط الاعتبار ہے۔ ابن حجر المکی نے شمائل الترمذی کی شرح میں تحریر کیا ہے کہ طبرانی نے اوسط میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جبرئیل نے مجھے ہریسہ کھلایا جس سے میری کمر رات کے قیام کے لئے مضبوط ہو گئی۔ ابن حجر المکی فرماتے ہیں۔ یہ روایت موضوع ہے۔

٤٨۔ حَدِيثُ أَصْفِ النِّيَّةَ وَنَمْ فِي الْكَرِيَّةِ لَيْسَ بِحَدِيثٍ كَمَا ذَكَرَهُ الدَّيْبَعُ۔

نیت کو صاف کر اور مخلوق میں آرام سے سو جا۔ یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ دیبع نے اس کا ذکر کیا ہے۔

٤٩۔ حَدِيثُ أَصْلُ كُلِّ دَاءٍ الرِّضَاءُ عَنِ النَّفْسِ مِنْ كَلَامِ السَّلَفِ وَلَيْسَ بِحَدِيثٍ كَمَا قَالَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ۔

ہر بیماری کی جڑ نفس سے راضی ہو جانا ہے۔ یہ سلف کا کلام ہے۔ حدیث نہیں ہے جیسا کہ ابن الدیبع کا قول ہے۔

٥٠۔ حَدِيثُ أَعِينُوا الشَّارِيَ لَا أَصْلَ لَهُ بِهَذَا اللَّفْظِ وَكَذَا قَوْلُهُ الْمُشْتَرِي مُعَانٌ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ۔

بیچنے والے کی مدد کرو۔ ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں اور ایسے ہی یہ قول کہ مشتری کی مدد کی جائے ابن الدیبع نے اس کا ذکر کیا ہے۔

٥١- حَدِيثُ أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ عَامَّةٍ صَمَّاءَ لَا أَصْلَ لَهُ كَمَا قَالَهُ السُّيُوطِيُّ ۔

میں اللہ سے عام بہروں سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ سیوطیؒ کا قول ہے۔

٥٢- حَدِيثُ اِنْتَصِحُوا وَاصْطَلِحُوا هُوَ مِنَ الْأَمْثَالِ السَّائِرَةِ وَلَيْسَ بِحَدِيثٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ ۔

نصیحت پکڑو اور اصلاح حاصل کرو۔ یہ محاورات میں سے ہے حدیث نہیں۔ جیسا کہ ابن الدیبع رحؒ کا قول ہے۔

٥٣- حَدِيثُ الْإِعَادَةُ سَعَادَةٌ لَمْ أَرَهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ قُلْتُ وَالْمَشْهُورُ عَلَى الْأَلْسِنَةِ إِنَّ الْإِفَادَةَ خَيْرٌ مِنَ الْإِعَادَةِ لٰكِنْ فِي الشَّمَائِلِ لِلتِّرْمِذِيِّ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يُعِيدُ الْكَلَامَ ثَلٰثًا لِمَزِيدِ الْاِسْتِفَادَةِ ۔

اعادہ کرنا نیک بختی ہے۔ ابن الدیبعؒ کہتے ہیں میں نے ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت کہیں نہیں سنی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں لوگوں کی زبان پر یہ بات کہ فائدہ پہنچانا بات کے بار بار لوٹانے سے بہتر ہے لیکن شمائل ترمذی میں یہ حدیث موجود ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کلام کو تین بار لوٹاتے۔ تاکہ لوگ اچھی طرح فائدہ حاصل کرسکیں۔

٥٤- حَدِيثُ أَفْضَلُ الْعِبَادَاتِ أَحْمَزُهَا وَأَتْعَبُهَا وَأَصْعَبُهَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا

عبادات میں سب سے زیادہ افضل جس میں زیادہ تعب اور تکلیف ہو۔ زرکشی کہتے ہیں۔ یہ حدیث معلوم نہیں سیوطیؒ نے اس حدیث سے

يُعْرَفُ وَسَكَتَ عَلَيْهِ السُّيُوطِيُّ	سکوت اختیار کیا ہے۔ ابن القیم جوزی شرح المنازل
وَقَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي شَرْحِ	میں فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملا علی
الْمَنَازِلِ لَا أَصْلَ لَهُ قُلْتُ وَ	قاری فرماتے ہیں اس معنی کی ایک حدیث صحیحین
مَعْنَاهُ صَحِيحٌ لِمَا فِي الصَّحِيحَيْنِ	میں حضرت عائشہ رض سے مروی ہے۔ کہ اجر تکلیف
عَنْ عَائِشَةَ الْأَجْرُ عَلَى قَدْرِ	کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اور یہ حدیث ابن
التَّعَبِ وَهُوَ فِي النِّهَايَةِ	الاثیر رح کی نہایہ میں ابن عباس رض کی جانب
لِابْنِ الْأَثِيرِ مَنْسُوبٌ إِلَى ابْنِ	منسوب ہے۔ اور وہ مہلت اور بعد کے
عَبَّاسٍ وَهُوَ بِالْمُهْمَلَةِ وَالنَّائِي	ساتھ ہے۔
۵۵ - حَدِيثُ الْأَقْرَبُونَ	قریبی بھلائی کے زیادہ حق دار ہیں۔ سخاوی
أَوْلَى بِالْمَعْرُوفِ قَالَ السَّخَاوِيُّ	فرماتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث
مَا عَلِمْتُهُ بِهَذَا اللَّفْظِ وَلَكِنْ	کو نہیں جانتا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَبِي طَلْحَةَ	نے ابو طلحہ رض سے فرمایا تھا میرا خیال ہے کہ تو
أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ	اسے (باغ کو) اقربا میں تقسیم کر دے اسے
أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ۔	شیخین رض نے روایت کیا ہے۔
۵۶ - حَدِيثُ أَقْضَاكُمْ عَلِيٌّ	تم میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی ہیں
قَالَ السَّخَاوِيُّ مَا عَلِمْتُهُ بِهَذَا	سخاوی کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اسے
اللَّفْظِ مَرْفُوعًا بَلْ صَحَّحَهُ	مرفوعاً نہیں جانتا۔ حاکم نے اپنی مستدرک میں
فِي مُسْتَدْرَكِ الْحَاكِمِ وَصَحَّحَهُ	عبداللہ بن مسعود کا قول نقل کیا ہے اور اسے
عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ	صحیح قرار دیا ہے کہ ہم یہ کہا کرتے تھے کہ اہل

قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَقْضَى اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيٌّ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَمِثْلُ هٰذِهِ الصِّفَةِ حُكْمُهَا الْمَرْفُوْعُ عَلَى الصَّحِيْحِ قُلْتُ وَفِيْهِ نَظَرٌ صَرِيْحٌ وَفِيْ شَرْحِ الْمَشَارِقِ لِابْنِ الْفِرِشْتَهْ رُوِيَ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ اَقْرَأُنَا اُبَيٌّ وَاَقْضَانَا عَلِيٌّ قُلْتُ وَاَصْرَحُ مِنْهُ مَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ كَمَا اَخْرَجَهُ السُّيُوْطِيُّ ۔

مدینہ میں اچھا فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں سخاوی فرماتے ہیں اس قسم کی روایات صحیح طور پر مرفوع کے حکم میں ہوتی ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس پر اعتراض ہے۔ اس لئے کہ ابن الفرشتہ نے شرح المشارق میں حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے ہم میں سب سے زیادہ قاری ابیؓ اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔ نیز اس سے زیادہ صاف روایت وہ ہے جو ترمذی نے روایت کی ہے اور جس کا حوالہ سیوطی نے دیا ہے میری امت میں سب سے زیادہ رحم دل ابوبکرؓ اللہ کے کام میں سب سے سخت عمرؓ سب سے زیادہ باحیا عثمانؓ۔ اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی ہیں ؏

فائدہ یہ حدیث مشکوۃ میں بھی موجود ہے۔ جو انہوں نے مسند احمد اور ترمذی کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں ارحم امتی بامتی ابوبکرؓ واشدہم فی امر اللہ عمرؓ واصدقہم حیاء عثمانؓ وافرضہم زید بن ثابتؓ واقراہم ابی بن کعبؓ واعلمہم بالحلال والحرام معاذؓ بن جبلؓ ولکل امۃ امین وامین ہذہ الامۃ ابوعبیدہؓ بن

الجراح - رواہ احمد رح والترمذی رح وقال ہذا حدیث حسن صحیح وروی عن معمر عن قتادہ مرسلاً وفیہ واقضاہم علی رض - مسند امام احمد بن حنبل رح تو میری نظر سے نہیں گزرا لیکن جامع الترمذی میں یہ الفاظ موجود نہیں اور امام ترمذی رح نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں "ہذا حدیث غریب لا نعرفہ من حدیث قتادۃ الا من ہذا الوجہ وقد رواہ ابو قلابہ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ - ہاں ابن ماجہ میں ابو قلابہ کی روایت میں ہے۔ واقضاہم علی رض کے الفاظ ضرور موجود ہیں - حاصل کلام یہ ہے کہ یہ الفاظ تو ثابت ہیں اور صحیح ہیں - لیکن ان الفاظ کی ترمذی کی جانب نسبت صحیح نہیں۔

وَمِنَا الْغَرَائِبِ قَالَ الْحَافِظُ السَّخَاوِيُّ فِيْ فَتَاوَاهُ سُئِلْتُ عَنِ الْمَوْطِنِ الَّذِيْ اسْتَحْيَتْهُ مِنْهُ مَلٰئِكَةُ الرَّحْمٰنِ مِنْ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ فَكَتَبْتُ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ فِيْ حَدِيْثٍ مُعْتَمَدٍ لٰكِنْ اَفَادَ شَيْخُنَا الْبَدْرُ النَّسَّابَةُ فِيْ بَعْضِ مَجَامِيْعِهِ عَنِ الْجَمَالِ الْكَازَرُوْنِيْ اَنَّهُ لَمَّا اٰخٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

اور اس حدیث میں جو فوائد ہیں ان میں سے ایک وہ بھی ہے جو سخاوی رح نے اپنے فتاوی میں تحریر کیا ہے مجھ سے اس مقام کے بارے میں سوال کیا گیا جس سے فرشتے بھی شرماتے ہوں میں اس کا جواب دیتے ہوئے اس لئے فرمایا کہ میں کسی قابل اعتماد حدیث سے اس مضمون پر واقف نہ تھا لیکن ہمارے شیخ بدر النسابہ نے اپنے بعض مجامع میں جمال الکازرونی سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے مابین مواخات کرائی جو انس بن مالک کی غیب

فِي الْمُوَاخَاةِ فِي غَيْبَةِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَتَقَدَّمَ عُثْمَانُ لِذَلِكَ كَانَ صَدْرُهُ مَكْشُوفًا فَتَأَخَّرَتِ الْمَلَائِكَةُ حَيَاءً فَأَمَرَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِتَغْطِيَةِ صَدْرِهِ فَعَادُوا إِلَى مَكَانِهِمْ فَسَأَلَهُمْ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ سَبَبِ تَأَخُّرِهِمْ فَقَالُوا حَيَاءً مِنْ عُثْمَانَ ؓ

میں واقع ہوئی تھی تو عثمان ؓ حضور ؐ کے پاس اس حالت میں آئے کہ ان کا سینہ کھلا ہوا تھا۔ تو فرشتے حیا سے پیچھے ہٹ گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سینہ ڈھانکنے کا حکم دیا تو فرشتے اپنے مقام پر لوٹ آئے۔ آپ نے ان سے پیچھے ہٹنے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے کہا۔ عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حیا سے ہم پیچھے ہٹ گئے تھے۔

۵۷۔ حَدِيثُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ رَوَاهُ الْبَزَّارُ مُضَعِّفًا وَالْقُرْطُبِيُّ مُصَحِّحًا كَذَا فِي الْمَقَاصِدِ وَرُوِيَ بِزِيَادَةِ وَعِلِّيُّونَ لِذَوِي الْأَلْبَابِ وَهِيَ لَيْسَ لَهَا أَصْلٌ كَمَا قَالَهُ الْعِرَاقِيُّ بَلْ هِيَ مُدْرَجَةٌ مِنْ كَلَامِ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي الْحَوَارِيِّ قَالَ الْعِرَاقِيُّ أَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ وَضَعَّفَهُ وَصَحَّحَهُ الْقُرْطُبِيُّ فِي التَّذْكِرَةِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ فَقَدْ

جنت میں اکثر بے وقوف جائیں گے اسے بزار نے ضعیف طریق پر روایت کیا ہے قرطبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ جیسا کہ مقاصد میں ہے۔ اور اسے کچھ زیادتی کے ساتھ بھی روایت کیا جاتا ہے۔ کہ علیین عقل والے ہوں گے۔ اور اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ عراقی کا خیال ہے بلکہ یہ احمد بن ابی الحواری کا قول ہے جو حدیث میں داخل ہو گیا۔ عراقی ؒ کہتے ہیں اس حدیث کو بزار ؒ نے روایت کرکے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور قرطبی ؒ نے اسے

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ اَنَّهُ مُنْكَرٌ ثُمَّ
قِيْلَ الْمُرَادُ الْاَبْلَهُ فِيْ دُنْيَاهُ
وَالْفَقِيْهُ فِيْ دِيْنِ مَوْلَاهُ عَكْسَ
اَرْبَابِ الدُّنْيَا يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا
مِنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ
الْاٰخِرَةِ هُمْ غَافِلُوْنَ وَفَسَّرَ
سَهْلُ التُّسْتَرِيُّ بِاَنَّهُمُ
الَّذِيْنَ وَلِهَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ
شُغِلَتْ بِاللّٰهِ اِنْتَهٰى وَلَا يَخْفٰى
اَنَّهُ لَا يُنَاسِبُ الْاَكْثَرِيَّةَ
وَالْاَظْهَرُ مَا قَالَ بَعْضُهُمْ مِنْ
اَنَّ الْبُلْهَ كَالْعَجَائِزِ وَالْبُلْهَ وَ
اَمْثَالُهُمْ مِمَّنْ صُلِبُوْا فِيْ
دِيْنِهِمْ وَثَبَتُوْا وَلَمْ يَتَزَلْزَلُوْا
عَلٰى يَقِيْنِهِمْ وَقَالَ بَعْضُ
الْمُحَقِّقِيْنَ مِنَ الصُّوْفِيَّةِ هُمُ
الَّذِيْنَ قَنَعُوْا بِالْجَنَّةِ وَمَا فِيْهَا
مِنَ الْحُوْرِ وَالْقُصُوْرِ وَاَنْوَاعِ
السُّرُوْرِ وَالْحُبُوْرِ عَنِ اللِّقَاءِ

تذکرہ میں صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں۔ یہ روایت منکر ہے۔ اور ابلہ سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے دنیاوی معاملات میں بیوقوف ہوں۔ لیکن دین میں سمجھ دار ہوں۔ اہل دنیا کے بالکل برعکس (یہ ظاہری حیات دنیا کو تو خوب جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں) سہل تستری نے اس کی یہ تفسیر کی ہے۔ کہ جن لوگوں کے دل اللہ سے مشغول رہتے ہوں۔ لیکن یہ تفسیر اکثریت کے مناسب نہیں ہے۔ اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ بیوقوفوں سے مراد مجبور لوگ ہیں۔ جو کہ اس کے دین کے پیچھے پھانسی بھی دیئے گئے۔ لیکن ان کے یقین میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہوئی۔ اور بعض محققین صوفیاء کا خیال ہے۔ کہ بے وقوفوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو جنت پر اور جو اشیاء جنت میں انہیں ملیں گی مثلاً حوریں، محلات، مختلف اقسام کی لذتیں اور جلوہ خداوندی ان پر

فِي مَقَامِ الشَّاهِدَةِ وَالْحُضُورِ، وَفِي النِّهَايَةِ إِنَّ الْبُلْهَ جَمْعُ الْأَبْلَهِ وَهُوَ الْغَافِلُ عَنِ الشَّرِّ الْمَطْبُوعُ عَلَى الْخَيْرِ وَقِيلَ هُمُ الَّذِينَ غَلَبَتْ عَلَيْهِمْ سَلَامَةُ الصَّدْرِ وَحُسْنُ الظَّنِّ بِالنَّاسِ لِأَنَّهُمْ غَفَلُوا أَمْرَ دُنْيَاهُمْ فَجَهِلُوا حِذْقَ التَّصَرُّفِ فِيهَا وَأَقْبَلُوا عَلَى آخِرَتِهِمْ فَشَغَلُوا أَنْفُسَهُمْ بِهَا فَاسْتَحَقُّوا أَنْ يَكُونُوا أَكْثَرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَمَّا الْأَبْلَهُ وَهُوَ الَّذِي لَا عَقْلَ لَهُ فَغَيْرُ مُرَادٍ فِي الْحَدِيثِ.

قانع ہوں۔ نہایہ میں ہے کہ بلہ، ابلہ کی جمع ہے اور وہ وہ شخص ہوتا ہے جو بھلائی کو ختم کرنے والی شرارت سے غافل ہو اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر سلامتی قلب اور لوگوں کے ساتھ حسن ظن غالب آچکا ہو، اس طرح وہ اپنے دنیا کے کاموں سے غافل ہو گئے اور دنیا میں مہارت پیدا کرنے سے جاہل اور اپنے نفسوں کو آخرت سے مشغول کر لیا۔ تو وہ اس بات کے مستحق قرار پائے کہ وہ اکثر جنت میں جائیں۔ ورنہ ابلہ اس شخص کو بولا جاتا ہے جس کے پاس عقل نہ ہو۔ تو یہ حدیث کی مراد کے خلاف نہیں۔

٥٨۔ حَدِيثُ أَكْرِمُوا ظُهُورَكُمْ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ مَوْضُوعٌ وَفِي الذَّيْلِ هُوَ كَمَا قَالَ.

اپنی پیٹھ کی عزت کرو۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں یہ روایت موضوع ہے۔ اور ذیل میں بھی اسی قسم کا قول ہے۔

٥٩۔ حَدِيثُ أَلْسِنَةُ الْخَلْقِ أَقْلَامُ الْحَقِّ لَا أَصْلَ لَهُ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ.

مخلوق کی زبانیں خلق کا قلم ہیں (زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو) ابن الدیبع کہتے ہیں اس کوئی اصل نہیں۔

۶۰۔ حَدِیْثُ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحِ الرَّاعِیَ وَالرَّعِیَّۃَ قَالَ الْعِرَاقِیُّ لَا اَصْلَ لَہٗ۔

اے اللہ راعی (حاکم) اور رعیت کی اصلاح فرما۔ بقول عراقیؒ اس کی بھی کوئی اصل نہیں:

۶۱۔ حَدِیْثُ اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَحَدِ الْعُمَرَیْنِ لَا اَصْلَ لَہٗ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَالْمُرَادُ تَغْلِیْبُ عُمَرَ عَلٰی عَمْرِو بْنِ الْھِشَامِ الْمُلَقَّبِ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ بِاَبِی الْحَکَمِ فَغَیَّرَہُ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاَبِیْ جَھْلٍ وَمَعْنَی الْحَدِیْثِ صَحِیْحٌ ثَابِتٌ فَقَدْ رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ فِیْ جَامِعِہٖ وَغَیْرُھُمَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوْفًا بِلَفْظِ اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ ھٰذَیْنِ الرَّجُلَیْنِ اِلَیْکَ بِاَبِیْ جَھْلٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ فِیْ رِوَایَۃٍ

اے اللہ اسلام کی دو عمروں میں سے ایک عمرؓ کے ساتھ تائید فرما۔ ان الفاظ کے ساتھ اس کی بھی کوئی اصل نہیں اور عمران سے مراد عمر بن الخطاب اور عمرو بن الہشام ہے جس کی کنیت زمانہ جہالت میں ابوالحکم تھی حضورؐ نے اس کنیت کو ابوجہل میں تبدیل فرما دیا تھا۔ حدیث کے معنی صحیح اور ثابت ہیں، کیونکہ امام احمد اور ترمذی نے اپنی جامع میں ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے اے اللہ ان دونوں میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہو اس کے ذریعے اسلام کی تائید فرما۔ ابوجہل یا عمر بن الخطاب۔ اور بعض روایات کے یہ الفاظ ہیں اے اللہ اسلام کو عمرؓ کے ذریعہ عزت عطا فرما۔ تو اس روایت میں یہ دعا حضرت عمرؓ کے ساتھ خاص ہے ہو سکتا ہے کہ آپ نے اولاً دونوں کے لئے

زِيَادَةٌ خَاصَّةٌ تَجْمَعُ بَيْنَ اللَّفْظَيْنِ أَنَّهُ دَعَا بِالْأَوَّلِ أَوَّلًا فَلَمَّا أُوحِيَ اللّٰهُ أَنَّ أَبَا جَهْلٍ لَنْ يُسْلِمَ خَصَّ عُمَرَ بِدُعَائِهِ فَأُجِيبَ فِيهِ۔

دعا فرمائی ہو جب اللہ تعالیٰ آپ کو بذریعہ وحی اس امر سے مطلع فرمایا کہ ابوجہل ایمان نہ لائیگا۔ تو آپ نے عمر کو دعا کے لئے مخصوص فرمایا۔ اور یہ دعا عمرؓ کے حق میں قبول فرمائی۔

۶۲ - حَدِيثُ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيٍّ قَبْلَكَ يَقُولُهُ الْعَامَّةُ عِنْدَ تَقْبِيلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَلَا أَصْلَ لَهُ وَلَا يُتَصَوَّرُ أَنْ يَكُونَ أَصْلٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَالْمَبْنَى فَإِنَّهُ كُفْرٌ بِحَسَبِ الْمَعْنَى وَقَدْ صَنَّفَ الْعَلَّامَةُ عَبْدُ النَّبِيِّ الْمَغْرِبِيُّ عَالِمُ الشَّامِ فِي زَمَانِهِ تَصْنِيفًا فِي ذٰلِكَ وَكَفَّرَ قَائِلَهُ قُلْتُ وَأَصْلُ هٰذَا الْخَطَأِ رُبَّمَا نَشَأَ مِنَ الْعَوَامِّ حَيْثُ أَنَّهُمْ سَمِعُوا مِنْ بَعْضِ الْأَعْلَامِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيٍّ قَبْلَهُ وَهُوَ

اے اللہ اپنے قبل کے نبی پر رحمت نازل فرما۔ اسے عام لوگ حجر اسود چومتے وقت بولتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور ان الفاظ کے ساتھ اس کی اصلیت کو تصور میں بھی نہیں لایا جا سکتا۔ کیونکہ یہ باعتبار معنی کفر ہوگا۔ علامہ عبد النبی المغربی جو اپنے زمانہ میں شام کے سب سے بڑے عالم تھے انہوں نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی اور اس کے قائل کو کافر قرار دیا۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ عوام سے یہ خطا اس وقت پیدا ہوئی جب انہوں نے بعض بڑے لوگوں سے یہ سنا کہ اللہ نبی قبلہ پر رحمت نازل فرما اور یہ صحیح ہے اور بعضوں نے یہ کہا اللہ تعالےٰ سے

ضعيف ومن بعضهم صلى الله
على نبي قبلك وهو صحيح
ايضا فخلطوا الكلمتين و
جمعوا بين الصلوتين فحصل
من الثاني اختل هذا الفساد
والله رؤف بالعباد وينبغي
ان يحمل على الالتفات عند
من قال به على حسن الظن
بالمسلم حيث لا يريد به
ما يتبادر الى الفهم فانه
كفر صريح فنجعل قبلك
جملة مستانفة نحو قوله
عليه السلام في خطبة حجة
الوداع هل بلغت قالوا نعم
قال اللهم فاشهد فالتفت
عنهم في اثناء كلامه وتوجه
الى الله لتمام مرامه ولا نجعل
صفة نبي لما قيل من ان
شرط الالتفات ان يكون

تیرے قبلہ کے نبی پر رحمت نازل فرمائی یہ بھی صحیح تھا۔ عوام نے دونوں کلموں کو مخلوط کردیا۔ اور دونوں دعاؤں کو ایک جا جمع کردیا جس سے یہ فساد واقع ہوا۔ اور اللہ بندوں کے ساتھ مہربان ہے اور یہ زیادہ مناسب ہے کہ کہنے والا جب یہ الفاظ کہے۔ تو ہم ایک مسلم کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے یہ کہیں کہ وہ اصل مفہوم مراد نہیں لے رہا ہے۔ ورنہ وہ کفر صریح ہوگا۔ اور لفظ قبلک کو ہم جملہ مستانفہ قرار دیں۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا۔ کیا میں نے پہنچا دیا۔ لوگوں نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اے اللہ پس تو بھی گواہ ہوجا۔ آپ نے اثناء کلام میں مخالفین سے توجہ ہٹا کر اپنی تمام تر توجہ اللہ کی طرف منعطف فرمادی۔ اور ایسے ہی ہم قبلک کو نبی کی صفت قرار نہ

الْمُحَدَّثُ عَنْهُ وَاحِدًا فَتَأَمَّلْ فَإِنَّهُ مَوْضِعُ زَلَلٍ وَالْأَظْهَرُ فِي دَفْعِ الْخَلَلِ أَنْ يُقَدَّرَ مُضَافٌ فَيُقَالُ قَبْلَ نَبِيِّكَ۔

دیکھے ہو سکتا ہے بولنے والا اپنی توجہ کسی اور نئے کی جانب متوجہ کر رہا ہو سو اندیشہ یہ ہے کہ دفع خلل کے لئے ہم مضاف مقدر مانیں اور یہ کہا جائے کہ قبل نبیک:

۶۳۔ حَدِيثُ أَمَانُ الْعَبْدِ أَمَانٌ قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ لَا يُعْرَفُ لَهُ أَصْلٌ۔

غلام کی امان بھی امان ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی۔

۶۴۔ حَدِيثُ أُمِرْتُ أَنْ أَحْكُمَ بِالظَّاهِرِ وَاللّٰهُ يَتَوَلَّى السَّرَائِرَ اشْتَهَرَ بَيْنَ الْأُصُولِيِّينَ وَالْفُقَهَاءِ الْأَكَابِرِ بَلْ وَقَعَ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ لِلنَّوَوِيِّ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ الْحَدِيثَ أَيْ أُفَتِّشَ وَلَا وُجُودَ لَهُ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ الْمَشْهُورَةِ وَلَا الْأَجْزَاءِ الْمَنْثُورَةِ وَجَزَمَ الْعِرَاقِيُّ بِأَنَّهُ لَا أَصْلَ لَهُ وَكَذَا أَنْكَرَهُ الْمُزَنِيُّ وَغَيْرُهُ

مجھے ظاہر کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ بھیدوں کا خود ذمہ دار ہے یہ حدیث اصولیین اور فقہاء اکابر کے درمیان بہت مشہور ہے حتیٰ کہ صحیح مسلم کی شرح نووی میں بھی یہ اس طرح پر موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے لوگوں کے دلوں پر نقب لگانے کا حکم نہیں دیا گیا الحدیث یعنی دلوں کی حالت معلوم کرنے کا۔ اور اس حدیث کا حدیث کی مشہور کتابوں میں کہیں وجود نہیں اور نہ اجزائے منثورہ میں۔ عراقی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ایسے ہی مزنی نے بھی اس سے انکار کیا ہے۔ تخریج

وممن انکرہ الحافظ ابن الملقن فی تخریج البیضاوی وقال الزرکشی لا یعرف بھذا اللفظ وقال السیوطی ھذا من کلام الشافعی فی الرسالۃ وقال الحافظ عماد الدین بن کثیر فی تخریج احادیث المختصر لم اقف لہ علی سند۔

بیضاوی میں حافظ ابن ملقن بھی اس کے منکر ہیں۔ زرکشیؒ کہتے ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث پہچانی نہیں جاتی سیوطیؒ کہتے ہیں، یہ امام شافعیؒ کا قول ہے جو رسالہ میں موجود ہے، حافظ عماد الدین بن کثیر تخریج احادیث المختصر میں فرماتے ہیں۔ میں اس کی سند سے واقف نہیں۔

٦٥۔ حدیث امرنا بتصغیر اللقمۃ فی الاکل وتدقیق المضغ قال النووی لا یصح۔

ہمیں کھانے میں چھوٹا لقمہ بنانے اور اچھی طرح چبانے کا حکم دیا گیا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں۔

٦٦۔ حدیث امیر النحل علی لا اصل لہ ذکرہ ابن الدیبع وفیہ ان الدیلمی رواہ عن الحسن بن علی قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انا یعسوب المؤمنین ورفعہ الی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ قال یا علی انک لسید

شہد کی مکھیوں کے امیر علیؓ ہیں اس کی بھی کوئی اصل نہیں جیسا کہ ابن الدیبع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے۔ کہ دیلمیؒ نے اسے حسنؓ بن علیؓ کے واسطے سے روایت کیا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا ہم مومنین کے یعسوب ہیں اور اسے مرفوعاً حضورؐ سے بھی روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے

الْمُسْلِمِيْنَ وَيَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْيَعْسُوْبُ اَمِيْرُ النَّحْلِ عَلٰى مَا فِي الْقَامُوْسِ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ ذَرٍّ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ مِنْ حَدِيْثِ سَلْمَانَ قَالَهُ السُّيُوْطِيُّ ۔

علی رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا سردار اور مومنین کا یعسوب ہے۔ قاموس میں ہے، کہ یعسوب مکھیوں کے سردار کو بولتے ہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں اسے طبرانی رح نے ابوذر رض سے بھی روایت کیا ہے۔ ابن عساکر رض نے اسے سلمان سے روایت کیا ہے۔

٦٧۔ حَدِيْثُ اَنَا اَفْصَحُ مَنْ نَطَقَ بِالضَّادِ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ وَلٰكِنْ لَا اَصْلَ لَهٗ فِيْ مَبْنَاهُ كَمَا قَالَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَنَصُّهُ وَالْحَدِيْثُ الْمَشْهُوْرُ عَلَى الْاَلْسِنَةِ اَنَا اَفْصَحُ مَنْ نَطَقَ بِالضَّادِ لَا اَصْلَ لَهٗ وَلَا يَصِحُّ قُلْتُ وَالْعَجَبُ مِنَ الْجَلَالِ الْمُحَلِّيِّ مَعَ جَلَالِ مَحَلِّهٖ ذَكَرَهُ فِيْ شَرْحِ جَمْعِ الْجَوَامِعِ مِنْ غَيْرِ تَنْبِيْهٍ وَكَذَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ زَكَرِيَّا فِيْ شَرْحِ الْمُقَدِّمَةِ

میں ضاد بولنے والوں میں زیادہ فصیح ہوں معنی تو اس کے صحیح ہیں لیکن لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ ابن کثیر رح کا قول ہے۔ ابن الجوزی رح کہتے ہیں وہ حدیث جو لوگوں کی زبان پر مشہور ہے۔ کہ انا افصح من نطق اس کی نہ کوئی اصل ہے۔ اور نہ یہ صحیح ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ تعجب تو جلال المحلی سے ہے کہ انہوں نے باوجود جلالت علمیت کے اس کا اپنی شرح جمع الجوامع میں بغیر تنبیہ کے ذکر کیا ہے ایسے ہی شیخ زکریا نے شرح مقدمہ

الْجَزَرِيَّةِ۔ | الجزریہ میں ذکر کیا ہے۔

۶۸۔ حَدِیْثُ اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ بَیْدَ اَنِّیْ مِنْ قُرَیْشٍ قَالَ السُّیُوْطِیُّ اَوْرَدَہٗ اَصْحَابُ الْغَرَائِبِ وَلَا یُعْلَمُ مَنْ خَرَّجَہٗ وَلَا اِسْنَادَہٗ۔

میں عرب میں سب سے زیادہ فصیح ہوں باوجودیکہ قریش سے ہوں۔ سیوطیؒ کہتے ہیں اسے اصحاب الغرائب نے نقل کیا ہے۔ نہ توہم اس کے مخرج کو جانتے ہیں اور نہ اس کی سند سے واقف ہیں۔

۶۹۔ حَدِیْثُ اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُہُمْ مِنْ اَجْلِیْ قَالَ السَّخَاوِیُّ ذَکَرَہُ الْغَزَالِیُّ فِی الْبِدَایَۃِ اِنْتَہٰی وَلَا یَخْفٰی اِنَّ الْکَلَامَ فِیْ ھٰذَا الْمَقَامِ لَمْ یَبْلُغْ اِلٰی غَایَتِہٖ قُلْتُ وَتَمَامُہٗ اَنَا عِنْدَ الْمُنْدَرِسَۃِ قُبُوْرُھُمْ لِاَجْلِیْ وَلَا اَصْلَ لَھُمَا فِی الْمَرْفُوْعِ۔

میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہوتا ہوں جن کے دل میرے باعث ٹوٹے ہیں سخاویؒ کہتے ہیں غزالی نے اس کا بدایہ میں ذکر کیا ہے لیکن یہ بات مخفی نہیں، کہ کلام اپنے مقصد کو ظاہر نہیں کرتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس روایت کا تتمہ یہ ہے۔ میں قبروں کے نشانوں کے قریب ہوتا ہوں جن کی قبریں میری وجہ سے ٹوٹی ہیں۔ اور یہ دو حدیث کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں۔

۷۰۔ حَدِیْثُ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ جَامِعِہٖ وَقَالَ اِنَّہٗ مُنْکَرٌ وَکَذَا قَالَ السَّخَاوِیُّ وَقَالَ اِنَّہٗ

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں اسے ترمذی نے اپنی جامع میں نقل کرکے لکھا ہے یہ حدیث منکر ہے۔ سخاوی کہتے ہیں۔ اس کی صحت کی کوئی وجہ موجود نہیں یحییٰ بن معینؒ

لیس له وجه صحیح وقال ابن
معین انه کذب لا اصل له
وکذا قال ابو حاتم ویحیی
بن سعید واورده ابن الجوزی
فی الموضوعات ووقفه الذهبی
وغیره علی ذلک وقال ابن
دقیق العید هذا الحدیث لم
یثبتوه وقیل انه باطل و
قال الدارقطنی غیر ثابت و
سئل عنه الحافظ العسقلانی
فاجاب بانه حسن لا صحیح
کما قال الحاکم ولا موضوع کما
قال ابن الجوزی ذکره السیوطی
وقال الحافظ ابو سعید العلائی
الصواب انه حسن باعتبار
طرقه لا صحیح ولا ضعیف
فضلا عن ان یکون موضوعا
علی ما ذکره الزرکشی ۔

فرماتے ہیں ۔ یہ بالکل جھوٹ ہے ۔
اس کی کوئی اصل نہیں ۔ ابو حاتم رح
اور یحیی بن سعید القطان کی بھی یہی
رائے ہے ۔ ابن الجوزی رح نے اسے
موضوعات میں نقل کیا ہے ۔ ذہبی وغیرہ نے
اسے موقوف قرار دیا ہے ابن دقیق العید
کہتے ہیں ۔ یہ حدیث ثابت نہیں اور
یہ بھی کہا جاتا ہے ۔ کہ یہ باطل ہے ۔
سیوطی کہتے ہیں ۔ حافظ ابن حجر سے اس
بارے میں دریافت کیا گیا ۔ تو انہوں
نے فرمایا یہ حسن ہے ۔ نہ تو صحیح ہے جیسا
کہ حاکم کا خیال ہے ۔ اور نہ یہ موضوع
ہے ۔ جیسا کہ ابن الجوزی رح کا خیال
ہے ۔ حافظ ابو سعید رح العلائی کہتے
ہیں ۔ یہ باعتبار طرق حسن ہے
نہ صحیح ہے اور نہ ضعیف کجا کہ
موضوع ہو ۔ جیسا کہ زرکشی رح کا
خیال ہے ۔

فائدہ ۔ ترمذی رح میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی

نہیں۔ بلکہ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی رضہ اس کا دروازہ ہیں۔

۷۰۔ حدیث اَنَا مِنَ اللهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ قَالَ الْعَسْقَلَانِیْ اَنَّہٗ کِذْبٌ مُخْتَلِفٌ فِیْہِ وَقَالَ الزَّرْکَشِیْ لَا یُعْرَفُ وَقَالَ ابْنُ تَیْمِیَۃَ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ السَّخَاوِیْ ھُوَ عِنْدَ الدَّیْلَمِیْ بِلَا اِسْنَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَرَادٍ مَرْفُوْعًا اَنَا مِنَ اللهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ فَمَنْ اٰذٰی مُؤْمِنًا فَقَدْ اٰذَانِیْ۔

میں اللہ سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں۔ حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں یہ جھوٹ ہے اور اس میں اختلاف ہے زرکشی رح کہتے ہیں یہ حدیث معلوم نہیں امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ سخاوی کہتے ہیں اسے دیلمی نے بغیر سند کے عبداللہ بن جراد سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ میں اللہ سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں جس نے مومن کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا دی۔

۷۱۔ حدیث اَنْصِفْ بِالْحَقِّ مَنِ اعْتَرَفَ قَالَ السَّخَاوِیْ لَا اَعْرِفُہٗ۔

جو شخص اعتراف کرے۔ اس کے ساتھ صحیح انصاف کرو۔ سخاوی فرماتے ہیں میں اس حدیث کو نہیں جانتا۔

۷۲۔ حدیث اَنْفِقْ مَا فِی الْجَیْبِ یَاْتِکَ مَا فِی الْغَیْبِ لَا اَصْلَ لِمَبْنَاہُ وَلٰکِنْ صَحِیْحٌ مَعْنَاہُ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ وَالْحَدِیْثُ

جو کچھ تیری جیب میں ہو اسے خرچ کر غیب میں وہ تجھے دستیاب ہو جائے گی۔ ان الفاظ کے لحاظ سے اس روایت کی کوئی اصل نہیں اور بلحاظ معنی قرآن کہتا ہے جو کچھ بھی تم خرچ کروگے وہ تمہارے پیچھے آئے گا۔ اور ایک متفق علیہ

الْمُنْفَقِ عَلَيْهِ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ وَاَمَّا قَوْلُهُمْ اَنْفَقَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا مَعَهُ حَتّٰى تَخَلَّلَ بِالْعَبَاءِ فَلَيْسَ فِي الْمَرْفُوْعِ لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ ۔

حدیث میں ہے خرچ کر تجھ پر بھی خرچ کیا جائیگا لیکن لوگوں کا یہ قول کہ ابوبکرؓ نے جو کچھ ان کے پاس تھا سب کچھ خرچ کردیا حتی کہ عبا سے بھی بجالی رہ گئے تو یہ الفاظ مرفوع روایت میں نہیں ہیں لیکن اس کے معنی صحیح ہیں ۔

۷۴۔ حَدِيْثُ اِنَّ الْاَرْضَ لَتَنْجُسُ مِنْ بَوْلِ الْاَبْعَرِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْهِ دَاوُدُ الْوَضَّاعُ ۔

اونٹوں کے پیشاب سے زمین چالیس روز تک ناپاک ہو جاتی ہے۔ اس میں داود وضاع موجود ہے ۔

۷۵۔ حَدِيْثُ اَنَّ بِلَالًا كَانَ يُبَدِّلُ الشِّيْنَ فِي الْاَذَانِ سِيْنًا قَالَ الْمِزِّيُّ فِيْمَا نَقَلَهُ عَنْهُ الْبُرْهَانُ السَّفَاقِسِيُّ اَنَّهُ اشْتَهَرَ عَلٰى اَلْسِنَةِ الْعَوَامِّ وَلَمْ نَرَهُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْكُتُبِ ۔

بلالؓ اذان میں شین کو سین سے بدل دیا کرتے تھے ۔ برہان السفاقسی نے مزی سے نقل کیا ہے ۔ کہ یہ لوگوں کی زبان پر بہت مشہور ہے لیکن کتب حدیث میں اس کا کہیں وجود نہیں ۔

۷۶۔ حَدِيْثُ اِنَّ الشَّمْسَ رُدَّتْ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ اَحْمَدُ لَا اَصْلَ لَهُ وَادَّعَى ابْنُ الْجَوْزِيِّ اَنَّهُ مَوْضُوْعٌ لٰكِنْ قَالَ السُّيُوْطِيُّ اَخْرَجَهُ ابْنُ مَنْدَةَ

علیؓ بن ابی طالب کے لئے سورج لوٹا دیا گیا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ ابن الجوزی نے اس کے موضوع ہونے کا دعوی کیا ہے۔ لیکن سیوطی کہتے ہیں کہ ابن مندہ۔ ابن شاہینؒ ابن مردویہؒ نے اسے روایت کیا ہے

وَابْنُ شَاهِيْنَ وَابْنُ مَرْدُوَيَه وَصَحَّحَهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْقَاضِيْ عِيَاضٌ أَقُوْلُ وَلَعَلَّ الْمُنْفِيَّ رَدُّهَا بِأَمْرِ عَلِيٍّ وَالْمُثْبِتُ بِدُعَاءِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَفْصِيْلُهُ فِي السِّيَرِ۔

طحاویؒ اور قاضی عیاضؒ نے اس کی تصحیح کی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ جن علماء نے انکار کیا ہے۔ انہوں نے اس بنا پر کیا ہو کہ حضرت علیؓ کے حکم سے سورج لوٹا اور جنہوں نے صحیح قرار دیا انہوں نے حضور کی دعا کو اس کا اثر سمجھا اور اس کی تفصیل کریں

۷۷۔ حَدِيْثُ أَنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ فَضَيِّقُوْا مَجَارِيَهُ بِالْجُوْعِ يَعْنِيْ ذَكَرَهُ فِي الْإِحْيَاءِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِ صَفِيَّةَ دُوْنَ قَوْلِهِ فَضَيِّقُوْا مَجَارِيَهُ بِالْجُوْعِ يَعْنِيْ فَإِنَّهُ مُدْرَجٌ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ الصُّوْفِيَّةِ۔

شیطان آدمی کے خون کے جاری ہونے کی جگہ پر چلتا ہے تو اس کے جاری ہونے کی جگہ کو بھوک سے تنگ کر دو امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اس کا ذکر کیا ہے۔ عراقیؒ کہتے ہیں یہ حدیث حضرت صفیہ سے مروی ہے اور متفق علیہ ہے۔ اخیر کے الفاظ کہ اس کے جاری ہونے کی جگہ کو بھوک سے تنگ کر دو۔ یہ بعض صوفیاء کا کلام ہے۔ جو حدیث میں داخل ہو گیا۔

۷۸۔ حَدِيْثُ أَنَّ شَيْطَانًا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ يُقَالُ لَهُ الْوَلْهَانُ مَعَهُ ثَمَانِيَةُ أَمْثَالِ وُلْدِ آدَمَ مِنَ الْجُنُوْدِ وَلَهُ خَلِيْفَةٌ يُقَالُ لَهُ حَزْبٌ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ

زمین و آسمان کے مابین ایک شیطان ہے جسے ولہان کہا جاتا ہے۔ اس کے آٹھ ساتھی ہوتے ہیں۔ جو انسانوں جیسے ہوتے ہیں اور اس کا ایک خلیفہ ہے جسے حزب کہا جاتا ہے۔ ابن الجوزی کہتے ہیں۔ یہ موضوع

موضوع ۔ ہے ۔

۷۹۔ حَدِیْثُ اِنَّ الْعَالِمَ وَ الْمُتَعَلِّمَ اِذَا مَرَّا عَلٰی قَرْیَۃٍ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرْفَعُ الْعَذَابَ عَنْ مَقْبَرَۃِ تِلْکَ الْقَرْیَۃِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فَقَالَ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّیْنِ لَا اَصْلَ لَہٗ ۔

عالم اور متعلم جب کسی گاؤں پر سے گذرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس گاؤں کے قبرستان سے چالیس روز کا عذاب اٹھا لیتا ہے حافظ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں ۔

۸۰۔ حَدِیْثُ اِنَّ الْعَبْدَ لَیُنْشَرُ لَہٗ مِنَ الثَّنَاءِ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا یَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ کَذَا فِی الْاِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ اَجِدْہُ ھٰکَذَا وَفِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ لَیَاْتِی الرَّجُلُ الْعَظِیْمُ السَّمِیْنُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لَا یَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ ۔

بندے کی ثنا مشرق و مغرب کے مابین مشہور کردی جاتی ہے۔ اور اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اس کا گناہ نہ ہوگا۔ یہ روایت احیاء العلوم میں ہے۔ عراقی کہتے ہیں میں نے اس طرح اس حدیث کو کہیں نہیں پایا صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مروی ہے۔ کہ قیامت کے روز ایک موٹا تازہ آدمی آئے گا جس کا اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی وزن نہ ہوگا ۔

۸۱۔ حَدِیْثُ اِنَّ الْقَصِیْرَۃَ

چھوٹی عورت لمبی ہوتی ہے ۔ یعنی

فَمَا تَطِيلُ اَیْ تَلِدُ وَلَدًا طَوِيْلًا وَ ذَكَرَهُ الْجَوْهَرِيُّ فِي صِحَاحِهِ وَ قَالَ صَاحِبُ الْقَامُوْسِ اَنَّهُ مَثَلٌ وَلَيْسَ بِحَدِيْثٍ كَمَا وَهِمَ فِيْهِ الْجَوْهَرِيُّ ۔

اولاد لمبی پیدا کرتی ہے۔ جوہری نے اپنی صحاح میں اسے نقل کیا ہے صاحب قاموس کہتے ہیں۔ یہ مثل ہے حدیث نہیں۔ جیسا کہ جوہری کو وہم پیدا ہوا ہے۔

۸۲۔ حَدِيْثُ اِنَّ لِاِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ وَلِاَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ لِحْيَةً فِي الْجَنَّةِ لَمْ يَصِحَّ وَلَا اَعْرِفُ ذٰلِكَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ الْمَشْهُوْرَةِ وَلَا الْاَجْزَاءِ الْمَنْثُوْرَةِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ قَالَ شَيْخُنَا وَكَذَا مَا وَرَدَ فِي الطَّبَرَانِيِّ مِنْ اَنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ اِلَّا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّ لَهُ لِحْيَةً تَضْرِبُ اِلٰى سُرَّتِهِ وَكَذَا مَا ذَكَرَهُ الْقُرْطُبِيُّ اَنَّ ذٰلِكَ وَرَدَ فِيْ حَقِّ هَارُوْنَ اَخِيْهِ وَرَاَيْتُ بِخَطِّ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهُ وَرَدَ فِيْ حَقِّ اٰدَمَ

ابراہیم علیہ السلام اور ابوبکر صدیق کی جنت میں ڈاڑھی ہوگی۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ میں نے حدیث کی کسی مشہور کتاب یا کسی رسالہ میں اس حدیث کو نہیں پایا۔ حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں ہمارے شیخ کہا کرتے تھے۔ کہ ایسے ہی طبرانی میں ایک حدیث ہے۔ کہ اہل جنت سب کے سب امرد ہونگے سوائے موسیٰ علیہ السلام کے ان کی ڈاڑھی ہوگی۔ ایسے ہی قرطبی نے ذکر کیا ہے کہ ایسی ہی حدیث موسیٰ کے بھائی ہارون کے بارے میں بھی وارد ہے۔ اور میں نے بعض علماء کے خطوط میں دیکھا کہ حضرت آدم کے بارے میں بھی اسی قسم کی روایت ہے۔ لیکن میں ان میں سے

وَلَا أَعْلَمُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ ثَابِتًا۔

کسی روایت کو بھی صحیح نہیں سمجھتا۔

۸۳۔ حَدِيْثُ إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا خَلَقَ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ فَقَالَ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَشْرَفَ مِنْكَ فَبِكَ آخُذُ وَبِكَ أُعْطِيْ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ وَتَبِعَهُ غَيْرُهُ أَنَّهُ كَذِبٌ مَوْضُوْعٌ بِالْاِتِّفَاقِ كَذَا فِي الْمَقَاصِدِ لٰكِنْ ذَكَرَهُ فِي الْإِحْيَاءِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ أَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْأَوْسَطِ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ بِإِسْنَادَيْنِ ضَعِيْفَيْنِ

اللہ تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا فرمایا تو اس سے کہا آگے آ وہ آگے آئی پھر اس سے کہا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسم ہے میری عزت اور جلال کی میں نے کوئی مخلوق تجھ سے اشرف پیدا نہیں کی میں تیرے ہی ذریعہ لیتا ہوں اور تیرے ہی ذریعہ دیتا ہوں۔ ابن تیمیہؒ اور دیگر ائمہ فرماتے ہیں۔ یہ بالاتفاق جھوٹ ہے اور موضوع ہے جیسا کہ مقاصد میں ہے۔ لیکن غزالی نے احیاء میں اس کا ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں طبرانی نے کبیر و اوسط میں اور ابونعیم نے دو ضعیف سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۸۴۔ حَدِيْثُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ دُعَاءً مَلْحُوْنًا أَثْبَتَ وَرَدَّهُ التَّقِيُّ السُّبْكِيُّ وَالْأَظْهَرُ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْمَلْحُوْنِ الْخَطَأُ فِي الْإِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِهِ الدُّعَاءُ بِغَيْرِ حَقٍّ۔

اللہ تعالیٰ غلط دعا کو قبول نہیں فرماتا۔ تقی السبکی نے اس حدیث کو رد کیا ہے۔ اور غلط سے مراد ظاہراً اعراب اور بناء میں غلطی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باطل دعا قبول نہیں فرماتا۔

۸۵ - حَدِیْثُ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ لَذَّةَ الْاَغْنِیَاءِ فِیْ طَعَامِ الْفُقَرَاءِ حَكَمَ عَلَیْهِ الْعَسْقَلَانِیُّ بِالْوَضْعِ وَذَكَرَ جَلَالُ السُّیُوْطِیُّ فِیْ اٰخِرِ كِتَابِ الْمَوْضُوْعَاتِ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ حَدِیْثِ اَنَّ اللّٰهَ نَقَلَ لَذَّةَ طَعَامِ الْاَغْنِیَاءِ اِلٰی طَعَامِ الْفُقَرَاءِ فَاَجَابَ بِاَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ۔

اللہ تعالیٰ نے اغنیار کی لذت فقرار کے کھانے میں رکھی ہے۔ حافظ العسقلانی نے اس کے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الموضوعات کے آخیر میں ذکر کیا ہے۔ کہ ان سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اغنیار کے کھانے کی لذت فقرار کے کھانے میں منتقل کردی۔ انہوں نے جواب دیا یہ موضوع ہے۔

۸۶ - حَدِیْثُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَخَذَ الْمِیْثَاقَ عَلٰی كُلِّ مُؤْمِنٍ اَنْ یُّبْغِضَ كُلَّ مُنَافِقٍ وَعَلٰی كُلِّ مُنَافِقٍ اَنْ یُّبْغِضَ كُلَّ مُؤْمِنٍ لَمْ یُوْجَدْ۔

اللہ تعالیٰ نے ہر مومن سے یہ عہد لیا ہے۔ کہ وہ منافق سے بغض رکھے گا۔ اور منافق سے یہ عہد لیا ہے۔ کہ وہ مومن سے بغض رکھے گا۔ یہ حدیث کہیں نہیں پائی جاتی۔

۸۷ - حَدِیْثُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی وَعَدَ هٰذَا الْبَیْتَ اَنْ یَّحُجَّهٗ فِیْ كُلِّ سَنَةٍ سِتُّمِائَةِ اَلْفٍ فَاِنْ نَقَصَ اَكْمَلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِالْمَلٰٓئِكَةِ وَاِنَّ الْكَعْبَةَ تُحْشَرُ

اللہ تعالیٰ نے اس گھر یعنی بیت اللہ کے لئے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ اس کا ہر سال چھ لاکھ آدمی حج کریں گے اگر اس میں کمی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس تعداد کو فرشتوں کے ذریعے پورا فرما دیگا کعبہ قیامت کے روز سجی ہوئی دلہن کی طرح اٹھایا

كالعروس المزفوفة كل من حجها يتعلق باستارها يسعون حولها حتى تدخل الجنة فيدخلوا معها كذا في الاحياء وقال العراقي لم اجد له اصلا۔

جائیگا، تمام اس کا حج کرنے والے اس کے پردوں سے چمٹے ہوئے ہونگے، اس کے گرد دوڑتے رہیں گے حتی کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ تو یہ بھی اس کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اس کا ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی۔

۸۸۔ حديث ان الله يحب الرجل الشعراني ويكره المرأة الشعرانية قال عبد الغافر الفارسي في مجمع الغرائب في الحديث ان الله يحب الرجل الازب ويبغض المرأة الازباء والازب الكثير الشعر ذكره السيوطي وسكت عليه۔

اللہ تعالیٰ بالوں والے مرد کو پسند کرتا اور بالوں والی عورت کو ناپسند کرتا ہے۔ عبد الغافر الفارسی نے مجمع الغرائب میں الحدیث میں روایت کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ زیادہ بالوں والے مرد کو پسند کرتا اور زیادہ بالوں والی عورت کو ناپسند کرتا ہے۔ سیوطی نے ذکر کیا ہے۔ اور خاموشی اختیار کی ہے۔

۸۹۔ حديث ان الله يكره الرجل البطال قال الزركشي لم اجده وقال السيوطي فعند ابن عدي من حديث ابن عمر بسند فيه متروك

اللہ تعالیٰ بیکار شخص کو ناپسند فرماتا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں میں نے اس حدیث کو کہیں نہیں پایا۔ سیوطیؒ کہتے ہیں۔ ابن عدی نے ابن عمر سے ایک روایت ایسی سند کے ساتھ کی ہے جس میں متروک

إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ وَلِلدَّيْلَمِيِّ مِنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ أَنْ يَرَى عَبْدَهُ تَعَبًا فِيْ طَلَبِ الْحَلَالِ انْتَهَى وَلَا يَخْفَى أَنَّ هٰذَا أُخِذَ مِنْ مَفْهُوْمِ الْمَعْنَى لِصِحَّةِ الْمَبْنَى وَلَا يُظَنُّ أَنَّ أَحَدًا يَقُوْلُ بِهِ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ إِلَّا أَنْ يُقَالَ مُرَادُ السُّيُوْطِيِّ أَنَّهُ صَحِيْحٌ مَعْنَاهُ وَأَقْوَى فِيْ صِحَّةِ مَبْنَاهُ مَا فِيْ سُنَنِ سَعِيْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَوْقُوْفًا إِنِّيْ لَأَكْرَهُ أَنْ أَرَى الرَّجُلَ فَارِغًا لَا فِيْ عَمَلِ الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ .

راوی بھی موجود ہے۔ اللہ تعالی کاریگر مومن کو پسند فرماتا ہے۔ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے اللہ تعالی یہ بات پسند فرماتا ہے۔ کہ بندے کو طلب حلال میں تکلیف اٹھاتے دیکھے اور یہ بات مخفی نہیں ہے۔ کہ یہ بات مفہوم اور معنی صحیح ہونے کی بنا پر اخذ کر لی گئی، ورنہ سیوطی کے علاوہ کسی محدث نے یہ بات نہیں کہی۔ ہو سکتا ہے کہ سیوطی کی مراد معنی کی صحت اور درستگی ہو جیسا کہ سنن سعیدؒ بن منصور میں ابن مسعودؓ سے موقوفاً مروی ہے۔ میں آدمی کے فارغ ہونے کو برا سمجھتا ہوں کہ نہ وہ دنیا کے کام میں مشغول ہو نہ آخرت کے۔

۹۰ - حَدِيْثُ إِنَّ اللهَ يَكْرَهُ الرَّجُلَ الْمِطْلَاقَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْرِفُهُ كَذٰلِكَ لٰكِنْ ثَبَتَ حَدِيْثُ أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى

اللہ تعالی زیادہ طلاق دینے والے آدمی کو ناپسند فرماتا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں میں اسے اس طرح نہیں پہچانتا لیکن حدیث سے یہ ثابت ہے۔ کہ اللہ کو حلال چیزوں میں سب سے زیادہ

اللہِ الطَّلَاقُ وَحَدِیْثُ لَا اُحِبُّ الذَّوَّاقِیْنَ وَالذَّوَّاقَاتِ ۔

مبغوض طلاق ہے اور دوسری حدیث ہے میں صاحب ذوقی مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا

۹۱۔ حَدِیْثُ اَنَّ اللّٰہَ یَکْرَہُ الْعَبْدَ الْمُتَمَیِّزَ عَلٰی اَخِیْہِ قَالَ ابْنُ الدَّیْبَعِ لَا اَعْرِفُہٗ قُلْتُ وَفِیْ جُزْءٍ تِمْثَالِ الْعَقْلِ الشَّرِیْفِ لِاَبِی الْیُمْنِ بْنِ عَسَاکِرَ یُرْوٰی اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ وَذَکَرَ قِصَّۃً اِنَّ اللّٰہَ یَکْرَہُ مِنْ عَبْدِہٖ اَنْ یَّرَاہُ مُتَمَیِّزًا عَلٰی اَصْحَابِہٖ ۔

اللہ تعالیٰ اس بندے کو ناپسند فرماتا ہے جو اپنے بھائی کے مقابلہ پر ممتاز رہنا چاہتا ہے ابن الدیبع کہتے ہیں۔ میں اسے نہیں پہچانتا ملا علی قاری فرماتے ہیں ابوالیمن بن عساکر کی کتاب جزء تمثال العقل الشریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قصہ بیان کر کے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو ناپسند فرماتا ہے۔ جو اس بات کا خواہاں ہو کہ اپنے ساتھیوں میں ممتاز بن کر رہے۔

۹۲۔ حَدِیْثُ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰئِکَۃً تَنْقُلُ بِالْاَمْوَاتِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَصْلَ لَہٗ وَقَدْ تَقَدَّمَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ مِثْلُہٗ ۔

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے مردوں کو بدلتے رہتے ہیں سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں اور اس سے پہلے عبدالملک سے بھی ایک ایسی روایت گذر چکی۔

۹۳۔ حَدِیْثُ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا مَا بَیْنَ شُفْرَیْ عَیْنَیْہِ مَسِیْرَۃُ خَمْسِ مِائَۃِ عَامٍ لَمْ یُوْجَدْ لَہٗ اَصْلٌ ۔

اللہ کا ایک فرشتہ اس کی آنکھوں کے سامنے پانسو سال کی مسافت کی حد پر رہتا ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی۔

٩٤ - حَدِيثُ إِنَّكُمْ فِي زَمَانٍ أُلْهِمْتُمْ فِيهِ الْعَمَلَ وَسَيَأْتِي قَوْمٌ يُلْهَمُونَ الْجَدَلَ ذَكَرَهُ فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْهُ.

تم ایسے زمانے میں ہو کہ تمہیں عمل کا الہام کیا جاتا ہے اور ایک قوم ایسی آئے گی۔ جسے جنگ وجدل کا الہام ہوا کرے گا۔ غزالی نے اسے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں میں نے اس حدیث کو کہیں نہیں پایا۔

٩٥ - حَدِيثُ إِنَّ مِنْ أَقَلِّ مَا أُوتِيتُمُ الْيَقِينَ وَعَزِيمَةَ الصَّبْرِ وَمَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْهُمَا لَمْ يُبَالِ مَا فَاتَهُ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ وَصِيَامِ النَّهَارِ كَذَا فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَقِفْ لَهُ عَلَى أَصْلٍ وَرَوَى عَبْدُ الْبَرِّ مِنْ حَدِيثِ مُعَاذٍ مَا أَنْزَلَ اللهُ شَيْئًا أَقَلَّ مِنَ الْيَقِينِ قُلْتُ وَهُوَ مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا وَأَمَّا عَزِيمَةُ الصَّبْرِ فِي الْعَمَلِ فَكَذَا قَلِيلٌ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى إِلَّا الَّذِينَ

تم تھوڑا بہت جو کچھ دیئے گئے ہو۔ وہ یقین اور صبر ہے اور جسے ان چیزوں میں سے کچھ حصہ مل جائے۔ تو اس سے اگر رات کا قیام اور دن کے روزے فوت ہو جائیں۔ تو کچھ حرج نہیں۔ یہ حدیث احیاء میں ہے عراقی کہتے ہیں۔ میں اس کی اصلیت سے واقف نہیں۔ عبد البر نے معاذ سے روایت کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے یقین سے کم کوئی شے نازل نہیں فرمائی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں میرے نزدیک خدا تعالےٰ کے قول سے اخذ کیا گیا ہے اور تم بہت تھوڑا علم دیئے گئے ہو۔ اور عمل میں صبر بھی کم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات وقلیل ما ہم۔ جو لوگ

آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَ قَلِيلٌ مَّا هُمْ •	ایمان لائے اور نیک کام کرتے اور ایسے لوگ کم ہیں ؛
۹۶ - حَدِیْثُ اِنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ ذُنُوْبًا لَا یُكَفِّرُهَا اِلَّا الْوُقُوْفُ بِعَرَفَةَ ذَكَرَهُ فِی الْاِحْيَاءِ وَقَالَ اَسْنَدَهُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ اَجِدْ لَهٗ اَصْلًا •	گناہوں میں بہت سے گناہ ایسے ہیں جنہیں کوئی نیکی نہیں مٹا سکتی سوائے عرفہ میں قیام کے غزالی نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں اسے جعفر بن محمد باقر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالسند روایت کیا ہے، عراقیؒ کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ؛
۹۷ - حَدِیْثُ اِنَّ مِنَ الْعِصْمَةِ اَنْ لَّا یَقْدِرَ مِنْ کَلَامِ الصُّوْفِيَّةِ وَهِیَ مِنْ جُمْلَةِ مَا اَعْجَبَ الشَّافِعِیَّ مِنْ کَلِمَاتِهِمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَحْمَدَ فِیْ زَوَائِدِ الزُّهْدِ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ اِنَّ مِنَ الْعِصْمَةِ اَنْ تَطْلُبَ الشَّیْءَ مِنَ الدُّنْیَا فَلَا تَجِدُهٗ ذَکَرَهُ السُّیُوْطِیُّ •	عصمت میں سے یہ بھی ہے کہ قدرت نہ ہو۔ یہ صوفیا کے ان کلمات میں سے ہے۔ کہ جن سے امام شافعیؒ نے تعجب کیا تھا۔ عبد اللہ بن محمد بن حنبل زوائد الزہد میں فرماتے ہیں۔ کہ عوف بن عبد اللہ کہا کرتے تھے، کہ عصمت میں سے یہ بھی ہے کہ تو دنیا طلب کرے، اور پھر اسے نہ پا سکے سیوطی نے اس کا ذکر کیا ہے ؛
۹۸ - حَدِیْثُ اِنَّ الْمُسَافِرَ وَمَالَهٗ عَلٰی قَلَتٍ بِفَتْحِ الْقَافِ	مسافر اور اس کا مال ہلاکت پر ہوتا ہے۔ امام نوویؒ تہذیب میں فرماتے

وَاللَّامِ وَبِالْمُثَنَّاةِ الْفَوْقِيَّةِ
اَيْ هَلَاكٍ قَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ
تَهْذِيْبِهٖ لَيْسَ هٰذَا خَبَرًا عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاِنَّمَا هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ
فَقِيْلَ اَنَّهٗ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ
وَجْهَهٗ وَذَكَرَ ابْنُ السِّكِّيْتِ وَ
الْجَوْهَرِيُّ اَنَّهٗ عَنْ بَعْضِ الْاَعْرَابِ
اِنْتَهٰى وَقَدْ وَرَدَ لَوْ عَلِمَ النَّاسُ
رَحْمَةَ اللّٰهِ بِالْمُسَافِرِ لَاَصْبَحَ
النَّاسُ وَهُمْ عَلٰى سَفَرٍ اِنَّ
الْمُسَافِرَ وَرَحْلَهٗ عَلٰى قَلَتٍ اِلَّا
مَا وَقَى اللّٰهُ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ
اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا بِلَا سَنَدٍ وَ
كَذَا ابْنُ الْاَثِيْرِ فِي النِّهَايَةِ
وَهُوَ ضَعِيْفٌ وَالدَّيْلَمِيُّ بِسَنَدٍ
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهٗ لَوْ عَلِمَ
النَّاسُ مَا لِلْمُسَافِرِ لَاَصْبَحُوْا
وَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِ سَفَرٍ اِنَّ اللّٰهَ

ہیں، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث نہیں۔ بلکہ بعض سلف کا
قول ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ یہ
حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا
قول ہے۔ ابن السکیت اور جوہری کا
خیال ہے۔ کہ یہ بعض اعراب کا کلام
ہے۔ اور یہ بھی وارد ہے۔ کہ لوگ اگر اللہ
کی رحمت کو جو مسافروں پر نازل ہوتی ہے
جان لیں تو ہر ایک سفر میں ہو۔ حالانکہ
مسافر اور اس کی سواری ہلاکت پر ہوتی
ہے ہاں جسے خدا چاہے بچالے۔ دیلمی رح نے
اسے ابو ہریرہ رض سے مرفوعاً بلا سند نقل
کیا ہے۔ اور اسی طرح ابن الاثیر رح نے
نہایہ میں حالانکہ یہ روایت ضعیف ہے
دیلمی رح نے ابو ہریرہ رض سے مرفوعاً سند کے
ساتھ یہ بھی روایت کیا ہے۔ اگر لوگ اس
بات کو جان لیں۔ کہ مسافر کے لئے کیا
اجر ہے تو سب کے سب سفر میں مبتلا ہو جائیں
اللہ تعالےٰ مسافر کے ساتھ بہت رحیم

بِالْمُسَافِرِ كَرِيْمٌ وَهُوَ ضَعِيْفٌ اَيْضًا فَفِي الْجُمْلَةِ ثَابِتٌ غَيْرُ مَوْضُوْعٍ۔

ہے۔ یہ بھی ضعیف ہے فی الجملہ یہ بات ثابت ہے۔ کہ یہ روایت موضوع نہیں۔

۹۹۔ حَدِيْثُ اِنَّ مِنْ تَمَامِ اِيْمَانِ الْعَبْدِ اَنْ يَسْتَثْنِيَ فِي كُلِّ حَدِيْثِهِ مُنْكَرٌ۔

بندے کے کامل مومن ہونے کی دلیل یہ ہے۔ کہ وہ ہر بات میں استثناء سے کام لے یہ حدیث منکر ہے۔

۱۰۰۔ حَدِيْثُ اِنَّ الْمَيِّتَ يَرَى النَّاسَ فِي بَيْتِهِ سَبْعَةَ اَيَّامٍ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِي مَنَاقِبِ اَحْمَدَ سُئِلَ عَنْهُ اَحْمَدُ فَقَالَ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهُ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَيُنْظَرُ مَعْنَاهُ قَالَ النَّوَوِيُّ فِي مَتْنِهِ كَلَامٌ مُظْلِمٌ وَوَاضِعُهُ مُجْرِمٌ قَبَّحَ اللّٰهُ مَنْ وَضَعَهُ وَلَا بَرَّدَ مَضْجَعَهُ۔

مردہ اپنے گھر میں لوگوں کو سات دن تک دیکھتا ہے۔ امام بیہقیؒ مناقب احمد میں فرماتے ہیں۔ امام احمد سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ سخاوی کہتے ہیں۔ اس کے معنی کو دیکھ لیا جائے۔ نووی اپنے متن میں فرماتے ہیں۔ یہ ایک اندھیرا کلام ہے۔ اس کا گھڑنے والا مجرم ہے جس نے اس کو وضع کیا ہے اللہ اس کی صورت بگاڑے۔ اور اس کی قبر میں ٹھنڈک نہ ہو۔

۱۰۱۔ حَدِيْثُ اِنَّ نِسْبَةَ الْفَائِدَةِ اِلَى مُفِيْدِهَا مِنَ الصِّدْقِ فِي الْعِلْمِ وَشُكْرِهِ وَاِنَّ السُّكُوْتَ عَنْ ذٰلِكَ مِنَ الْكِذْبِ فِي الْعِلْمِ

فائدہ کی فائدہ پہنچانے والے کی جانب نسبت یہ ہے کہ وہ علم میں سچ بولے اور اس کا شکر کرے۔ اور اس سے خاموش رہنا علم میں جھوٹ اور

وَكُفْرِهِ مِنْ كَلَامِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ جَمَاعَةَ مِنْ مَنْسَكِهِ الْكَبِيرِ قُلْتُ وَمِنَ الْفَائِدَةِ فِي الْإِسْنَادِ وَإِلَى صَاحِبِ الْفَائِدَةِ مِنْ زِيَادَةِ الْفَائِدَةِ مَا قِيلَ عِلْمَانِ خَيْرٌ مِنْ عِلْمٍ وَاحِدٍ مَعَ مَا فِي الْإِضَافَةِ بَرَاءَةٌ مِنَ الْمَخَافَةِ.

اس کی ناشکری ہے۔ ابن الجماعہ نے منسک الکبیر سے نقل کیا ہے۔ کہ یہ سفیان ثوری کا قول ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ فائدہ کی صاحب فائدہ کی نسبت ایسی ہی جیسے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ دو علم ایک علم سے بہتر ہیں۔

۱۰۲ - حَدِيثُ إِنَّ الْوَرْدَ خُلِقَ مِنْ عَرَقِ النَّبِيِّ أَوْ مِنْ عَرَقِ الْبُرَاقِ قَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَصِحُّ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ مَوْضُوعٌ وَسَبَقَهُ لِذَالِكَ ابْنُ عَسَاكِرٍ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَهُ طُرُقٌ فِي مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ وَكِتَابِ الرَّيْحَانِ لِابْنِ فَارِسٍ.

گلاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا براق کے عرق سے پیدا کیا گیا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں یہ موضوع ہے۔ ان سے پہلے اس حدیث پر وضع کا حکم ابن عساکر رح نے لگایا ہے۔ جیسا کہ سخاوی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں۔ کہ مسند اور ابن فارس کی کتاب الریحان میں کئی سندیں ہیں۔

۱۰۳ - حَدِيثُ إِنْ كَانَ الْكَلَامُ مِنْ فِضَّةٍ فَالصَّمْتُ مِنْ ذَهَبٍ هُوَ مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ أَوْ لُقْمَانَ

اگر بولنا چاندی ہے۔ تو خاموش رہنا سونا ہے۔ یہ سلیمان علیہ السلام کا قول ہے، یا لقمان کی اپنے بیٹے

لأنه كما ذكره ابن الديبع قال الخطابي وهذا محمول على ما ليس فيه فائدة شرعية وإلا فقد يكون النطق في بعض المواضع واجبا وفي بعضها مندوبا أقول فيحمل حديث من صمت نجا على الأول كما يشير إليه حديث من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيرا أو ليصمت وفيه تنبيه نبيه على أن كلام الخير خير من السكوت عن الشر فإن نفع الأول متعد والثاني قاصر كما في النهي عن المنكر.

کے لئے نصیحت ہے۔ جیسا کہ ابن الدیبع ؒ کا خیال ہے خطابی کہتے ہیں۔ یہ ان امور کے لئے ہے جن میں کوئی فائدہ شرعیہ نہ ہو۔ ورنہ بولنا واجب اور بعض مقامات پر مستحب ہوگا۔ ملا علی قاری ؒ فرماتے ہیں جو شخص خاموش رہا۔ اس نے نجات پائی۔ الخ اول پر محمول کیا جائے گا۔ جیسا کہ اس کی جانب دوسری حدیث، و جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ نیک بات کہے یا خاموش رہے، اشارہ کرتی ہے۔ اس حدیث میں اس بات کی طرف تنبیہ ہے کہ اچھا کلام شر پر خاموش رہنے سے بہتر ہے کیونکہ کلام کا نفع جاری رہنے والا ہے۔ اور سکوت اس سے خالی ہے۔ جیسا کہ نہی عن المنکر۔

۱۳۱- حديث إن لم يكن العلماء أولياء الله فليس لله ولي قاله أبو حنيفة والشافعي وقد قيل من أطلق لسانه

اگر علماء اللہ کے ولی نہیں تو پھر اللہ کا کوئی بھی ولی نہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ رح اور امام شافعی رح کا قول ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس نے اپنی زبان کو علماء کی عیب

فِي الْعُلَمَاءِ بِالثَّلْبِ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ بِمَوْتِ الْقَلْبِ وَالثَّلْبُ الْعَيْبُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ غِيْبَةُ الْعُلَمَاءِ كَبِيْرَةٌ وَقِيْلَ لَحْمُ الْعُلَمَاءِ سَمٌّ قَاطِعٌ۔

جوئی میں لگایا۔ تو اللہ تعالے اس کے دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں علمار کی غیبت کبیرہ گناہ ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ علمار کا گوشت (یعنی غیبت) سم قاتل ہے۔

۱۰۵۔ حَدِيْثُ اِنِّيْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ اَوْ مِنْ جَانِبِ الْيَمَنِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ اَجِدْ لَهٗ اَصْلًا۔

میں رحمت یمن کی جانب سے پاتا ہوں۔ عراقی رحمہ اللہ تعالے کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۱۰۶۔ حَدِيْثُ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ تَقَدَّمَ فِيْ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا خَلَقَ الْعَقْلَ الْحَدِيْثَ رَوَاهُ ابْنُ دَاوُدَ الْمُحَبَّرِ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَلَيْسَ ابْنُ الْمُحَبَّرِ بِكَذَّابٍ وَقَدْ قَالَ شَيْخُنَا يَعْنِي الْعَسْقَلَانِيَّ وَالْوَارِدُ فِيْ اَوَّلِ مَا خَلَقَ اللّٰهُ حَدِيْثُ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمُ وَهُوَ اَثْبَتُ مِنْ حَدِيْثِ الْعَقْلِ۔

سب سے پہلے اللہ نے عقل کو پیدا فرمایا یہ بات پہلے اس حدیث کے تحت گذر چکی کہ اللہ تعالی نے جب عقل کو پیدا فرمایا الخ اس حدیث کو ابن داؤد المحبر نے روایت کیا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں ابن المحبر کذاب نہیں، ہمارے شیخ یعنی حافظ ابن حجر العسقلانی فرمایا کرتے تھے کہ اس موضوع پر کہ اللہ تعالی نے اولاً کیا شئے پیدا فرمائی ایک حدیث ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالی نے قلم کو پیدا فرمایا یہ حدیث عقل سے زیادہ ثابت ہے۔

۱۰۷۔ حَدِيْثُ اِيَّاكُمْ وَخَضْرَاءَ

کوڑے کی سبزی سے بچو۔ اسے دار قطنی نے

الدِّمَنِ اَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ فِي
الْاَفْرَادِ وَالْعَسْكَرِيُّ مِنْ حَدِيْثِ
الْوَاقِدِيِّ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ لَا
يَصِحُّ مِنْ وَجْهٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ
وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ
عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قُلْتُ فَلَا يَكُوْنُ
مَوْضُوْعًا سَوَاءٌ يَكُوْنُ مَوْقُوْفًا
اَوْ مَرْفُوْعًا ذَكَرَهُ صَاحِبُ
تُحْفَةِ الْعَرُوْسِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
مَوْقُوْفًا وَلَفْظُهُ اِيَّاكُمْ وَخَضْرَاءَ
الدِّمَنِ فَاِنَّهَا تَلِدُ مِثْلَ اَصْلِهَا
وَعَلَيْكُمْ بِبَنَاتِ الْاَعْرَاقِ فَاِنَّهَا
تَلِدُ مِثْلَ اَبِيْهَا وَعَمِّهَا وَاَخِيْهَا
ثُمَّ الدِّمَنُ بِفَتْحٍ وَكَسْرٍ جَمْعُ
دِمْنَةٍ بِكَسْرِ الدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَهِيَ
الْبَعْرُ شُبِّهَتِ الْمَرْاَةُ الْحَسْنَاءُ
الْفَاسِدَةُ بِالنَّبَاتِ يَنْبُتُ
عَلَى الْبَعْرِ فِي الْمَوْضِعِ الْخَبِيْثِ
فَاِنَّ ظَاهِرَهُ حَسَنٌ وَبَاطِنَهُ

افراد میں اور ابن عساکر نے واقدی سے
روایت کیا ہے۔ امام دارقطنی رح فرماتے
ہیں۔ یہ کسی طریقہ سے صحیح نہیں۔ جیسا کہ
ابن الدیبع نے ذکر کیا ہے۔ سیوطی کہتے
ہیں۔ اسے دیلمی نے ابو سعید سے بھی
روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں میرے نزدیک یہ موضوع نہیں۔
یہ دوسری بات ہے کہ یہ موقوف ہو یا مرفوع
صاحب تحفۃ العروس نے حضرت عمر رض سے
موقوفاً روایت کیا ہے کوڑے کی سرسبزی
سے بچو۔ کیونکہ وہ اپنی اصل کے مطابق بچے
دیتی ہے۔ اور اچھے نسب والی لڑکیوں سے
نکاح کیا کرو۔ کیونکہ وہ اپنے باپ، چچا اور
بھائی جیسی اولاد جنتی ہے دمن دمنہ کی جمع ہے
اور دمنہ مینگنی کو بولتے ہیں۔ حسین
عورت کو بیکار گھاس سے جو کوڑا
کرکٹ پر اگتا ہے۔ تشبیہ دی گئی
ہے۔ کیونکہ اس کا ظاہر عمدہ اور باطن
خراب ہے۔ اعراق عرق کی

فَاسِدٌ وَالْأَعْرَاقُ جَمْعُ عِرْقٍ
وَالْمُرَادُ بِهِ الْأَصْلُ۔

۱۰۸۔ حَدِيثُ إِيَّاكَ وَالسَّجْعَ
يَا ابْنَ رَوَاحَةَ كَذَا فِي الْإِحْيَاءِ
وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْهُ هٰكَذَا
وَفِي كِتَابِ الرِّيَاضَةِ لِابْنِ السُّنِّيِّ
وَأَبِي نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ
حَدِيثِ عَائِشَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ
أَنَّهَا قَالَتْ لِلسَّائِبِ إِيَّاكَ وَ
السَّجْعَ فَإِنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَأَصْحَابَهُ كَانُوا لَا يَسْجَعُونَ وَ
لِابْنِ حِبَّانَ وَاجْتَنِبِ السَّجْعَ
وَفِي الْبُخَارِيِّ نَحْوُهُ مِنْ قَوْلِ
ابْنِ عَبَّاسٍ وَالسَّجْعُ الْمَذْمُومُ
هُوَ الْمُتَكَلَّفُ الصَّادِرُ مِنْ نَحْوِ
الْكِهَانَةِ وَأَمَّا السَّجْعُ الْوَارِدُ مِنَ
الْمَوْزُونِ الطَّبِيعِ فَلَا مَنْعَ لَهُ
بَلْ وَرَدَ فِي الشَّرْعِ نَحْوُ اللّٰهُمَّ
أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَ

جمع ہے۔ اس سے مراد اصل اور نسب
ہے۔

اے ابن رواحہ قافیہ بندی سے بچ۔
یہ حدیث احیاء العلوم میں ہے۔ عراقیؒ کہتے
ہیں میں نے اسے کہیں نہیں پایا۔ ابن السنی
نے کتاب الریاضہ اور ابن نعیم نے حلیہ میں
حضرت عائشہ رضؓ سے صحیح سند کے ساتھ
روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے سائب
سے فرمایا اے سائب قافیہ بندی سے
احتراز کیا کرو۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم اور آپ کے صحابہ قافیہ بندی
نہیں کرتے تھے۔ ابن حبان کی روایت
میں یہ الفاظ ہیں قافیہ بندی سے بچ۔
بخاریؒ میں ابن عباس رضؓ سے بھی اسی قسم
کا قول مروی ہے اور وہ سجع بندی مذموم
ہے۔ جو تکلفاً صادر ہو۔ جیسے کہانت
اور وہ سجع بندی جو موزونیٔ طبع کی بنا
پر وارد ہو وہ منع نہیں۔ بلکہ شریعت
میں سجع بند عبارات موجود ہیں جیسے۔

قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَمِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ ۔

اللّٰھم اعوذ بک من علم لاینفع ۔ وقلب لایخشع ۔ ونفس لاتشبع ۔ ودعاء لایسمع اور اسی قسم کی دیگر روایات ۔

۱۰۹۔ حَدِيثُ اَيُّ شَيْءٍ لَا يَخْفٰى قَالَ مَا يَكُوْنُ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَعْرِفُ لَهٗ اَصْلًا قَالَ وَنَحْوُهُ ۔

ایسی کون سی شے ہے جو مخفی نہیں رہتی چاہے کچھ بھی ہو ۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں میں اس کی اصل کو نہیں جانتا ۔ اور اسی قسم کا حسب ذیل روایات بھی ہے ۔

۱۱۰۔ حَدِيثُ مَنْ اَخْفٰى سَرِيْرَةً صَالِحَةً اَوْ سَيِّئَةً اَلْبَسَهُ اللّٰهُ مِنْهَا رِدَاءً بَيْنَ النَّاسِ يُعْرَفُ بِهٖ وَلَوْ دَخَلَ الْمُؤْمِنُ كُرَةَ حَائِطٍ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا اَصْبَحَ النَّاسُ يَتَحَدَّثُوْنَ بِهٖ قُلْتُ وَيُقَوِّيْ مَعْنَاهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ وَقَدْ فُسِّرَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى اَيْ مَا فِي الْبَاطِنِ وَقِيْلَ مَا لَا يَكُوْنُ فَاِنَّهٗ عَالِمٌ بِالْمَوْجُوْدَاتِ وَالْمَعْدُوْمَاتِ

جس نے اپنا راز چھپایا وہ اچھا ہو یا برا اللہ تعالیٰ اسے ایک چادر پہنا دیتا ہے جس سے وہ لوگوں میں پہچان لیا جاتا ہے اگرچہ مومن کسی کوٹھڑی میں داخل ہو کر نیک عمل کرے لیکن لوگ صبح کو اسی کی بات کرتے ہوں گے ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی تائید میں قرآن کی یہ آیت بھی ہے کہ جو کچھ تم چھپاتے ہو ۔ اللہ اسے ظاہر کرنے والا ہے اور اس کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں فرمائی ہے کہ وہ ظاہر اور مخفی باتوں کو جانتا ہے ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کوئی ایسی شے نہیں جو عالم میں موجود ہو یا معدوم ہو ۔ کوئی سی شے ہو ۔ جس کا وجود ہو یا نہ ہو ۔ چاہے وہ کسی طرح کیوں نہ ہو

وَاَنَّہٗ اَیُّ شَیْءٍ یَکُوْنُ وَاَیُّ شَیْءٍ لَا یَکُوْنُ وَلَوْ کَانَ کَیْفَ یَکُوْنُ وَاَنَّہٗ اِذَا قَالَ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ ۔

وہ اسے جانتا ہے جبھی تو اس نے شے معدوم کو حکم دیا تھا۔ کہ ہو جا۔ یعنی وجود میں آجا۔ پس وہ ہو گئی (یعنی وجود میں آگئی)۔

۱۱۱۔ حَدِیْثُ اَلْاِیْمَانُ عَقْدٌ بِالْقَلْبِ وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ قَالَ السَّخَاوِیُّ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ بِسَنَدِہٖ مِنْ طَرِیْقِ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ صَالِحٍ اِلٰی عَلِیٍّ رَفَعَہٗ بِھٰذَا وَحَکَمَ عَلَیْہِ ابْنُ الْجَوْزِیِّ بِالْوَضْعِ وَلٰکِنْ قَالَ السُّیُوْطِیُّ اَوْرَدَہُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ وَلَمْ یُصِبْ قُلْتُ قَالَ الْفَیْرُوْزَآبَادِیُّ فِیْ کِتَابِہٖ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ اَلْحَدِیْثُ الْمَشْہُوْرُ اَنَّ الْاِیْمَانَ قَوْلٌ وَعَمَلٌ وَیَزِیْدُ وَیَنْقُصُ الْاِیْمَانُ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ کُلُّہٗ غَیْرُ صَحِیْحٍ وَذَکَرَ الزَّرْکَشِیُّ فِیْ اَوَّلِ کِتَابِہٖ عَنِ الْبُخَارِیِّ اَنَّہٗ

ایمان قلب سے یقین۔ زبان سے اقرار اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے سخاوی کہتے ہیں اسے ابن ماجہ نے عبدالسلام بن صالح کے واسطے سے حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابن جوزیؒ نے اس حدیث پر وضع کا حکم لگایا ہے سیوطیؒ کہتے ہیں اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں نقل کیا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ فیروزآبادی نے اپنی کتاب صراط المستقیم میں تحریر کیا ہے۔ کہ حدیث مشہور الایمان قول وعمل کا نام ہے۔ کم اور زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ یا کم اور زیادہ نہیں ہوتا۔ اس قسم کی کوئی روایت بھی صحیح نہیں۔ زرکشی نے اپنی ابتداء کتاب میں بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ ان سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا۔

سُئِلَ عَنْ حَدِيْثِ الْاِيْمَانُ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ فَكَتَبَ مَنْ حَدَّثَ بِهٰذَا اسْتَوْجَبَ الضَّرْبَ الشَّدِيْدَ وَالْحَبْسَ الطَّوِيْلَ ◦

کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے۔ تو انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا۔ کہ جو شخص اس حدیث کو بیان کرے وہ ضرب شدید اور لمبی قید کا مستحق ہے

فائدہ۔ اس حدیث کا راوی عبد السلام بن صالح ابو صلت الہروی ہے جس کے بارے میں عقیلی فرماتے ہیں وہ کذاب ہے ابن الجوزی اپنی موضوعات میں فرماتے ہیں۔ ابو الصلت عبد السلام بن صالح متہم ہے۔ اس کی حدیث حجت نہیں ہو سکتی۔ ذہبیؒ نے میزان میں دارقطنی سے نقل کیا ہے۔ کہ وہ رافضی ہے خبیث ہے اور حدیث بالا کی وضع کے ساتھ متہم ہے۔ ایسے ہی حافظ ابن حجر نے تہذیب میں دارقطنی سے روایت کیا ہے۔ دمیری نے اپنے دیباچہ میں اور ابن رجب زبیری نے اپنی شرح ابن ماجہؒ میں اسے موضوع قرار دیا ہے۔ سندھی اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس کے ضعف پر تمام محدثین متفق ہیں۔ موضوعات ابن ماجہؒ میں سے یہ اول روایت ہے جس پر محدثین نے وضع کا حکم لگایا ہے ◦

حَرْفُ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ!

۱۱۲۔ حَدِيْثُ الْبَاذِنْجَانُ لِمَا اُكِلَ لَهٗ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ اَقِفْ

بینگن کھانے کے لئے ہے۔ یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں۔ میں اس سے واقف نہیں بعض

عَلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ اَنَّهٗ
مِنْ وَضْعِ الزَّنَادِقَةِ وَقَالَ
الزَّرْكَشِيُّ وَقَدْ لَهِجَ بِهِ الْعَوَامُّ
حَتّٰى سَمِعْتُ قَائِلًا مِنْهُمْ يَقُوْلُ
هُوَ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مَاءِ
زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ وَهٰذَا
خَطَأٌ قَبِيْحٌ وَكُلُّ مَا يُرْوٰى فِيْهِ
بَاطِلٌ قَالَ السُّيُوْطِيُّ وَلَمْ اَقِفْ
لَهٗ عَلٰى اِسْنَادٍ اِلَّا فِيْ تَارِيْخِ
بَلْخٍ وَهُوَ مَوْضُوْعٌ وَفِي الْفَتَاوٰى
الْحَدِيْثِيَّةِ لَهٗ اَنَّ هٰذَا الْقَائِلَ
مُخْطِئٌ اَشَدَّ الْخَطَاءِ فَاِنَّ حَدِيْثَ
الْبَاذِنْجَانِ كَذِبٌ بَاطِلٌ
مَوْضُوْعٌ بِاِجْمَاعِ اَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ
نَبَّهَ عَلٰى ذٰلِكَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي
الْمَوْضُوْعَاتِ وَالذَّهَبِيُّ فِي
الْمِيْزَانِ وَغَيْرُهُمَا وَحَدِيْثُ
مَاءِ زَمْزَمَ مُخْتَلَفٌ فِيْهِ فَقِيْلَ
صَحِيْحٌ وَقِيْلَ حَسَنٌ وَقِيْلَ ضَعِيْفٌ

حفاظ کا قول ہے کہ یہ زنادقہ کی وضع
کردہ ہے۔ زرکشی کہتے ہیں سارے عوام
بہت بیان کرتے ہیں حتیٰ کہ میں نے
ایک شخص کو کہتے سنا کہ یہ حدیث ماء
زمزم کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے کہ زمزم
کا پانی پینے کے لئے ہے۔ یہ بہت بڑی
غلطی ہے۔ اور اس کے بارے میں جتنی
روایات ہیں سب باطل ہیں۔ سیوطی کہتے ہیں
مجھے اس روایت کی سند سوائے تاریخ بلخ
کے کہیں نظر نہیں۔ اور وہ سند موضوع ہے
فتاوی حدیثیہ میں ہے کہ اس کا بیان کرنے والا
بہت بڑا خطا کار ہے۔ کیونکہ حدیث۔ ذبجان
جھوٹ ہے باطل ہے۔ اور باتفاق محدثین
موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن الجوزی نے
موضوعات اور امام ذہبی رحمہ اللہ
تعالےٰ نے میزان میں تحریر کیا ہے
اور زمزم والی روایت مختلف
فیہ ہے۔ بعض صحیح۔ بعض حسن
اور بعض ضعیف کہتے ہیں اور کسی محدث

وَلَمْ يَقُلْ اَحَدٌ اَنَّهُ مَوْضُوْعٌ۔

۱۱۳- حَدِيْثُ بَاعِدُوْا بَيْنَ اَنْفَاسِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ غَيْرُ رِوَايَتٍ وَاِنَّمَا ذَكَرَهُ ابْنُ الْحَاجِ فِيْ مَدْخَلِ فِيْ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ وَذَكَرَهُ ابْنُ جَمَاعَةَ فِيْ مَنْسَكِهٖ فِيْ طَوَافِ النِّسَاءِ وَلَفْظُهُ وَيُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَاعِدُوْا بَيْنَ النَّاسِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ۔

۱۱۴- حَدِيْثُ الْبَاقْلَاءِ لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ حَدِيْثُ الْبَاقِلَاءِ وَالْعَدَسِ بَاطِلَةٌ۔

۱۱۵- حَدِيْثُ بَاكِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ هُوَ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لٰكِنْ لَا يَتَبَيَّنُ لِيْ اَنَّهُ كَذٰلِكَ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ

نے بھی اسے موضوع قرار نہیں دیا۔

عورتوں اور مردوں کے سانسوں میں دوری کردو۔ یہ روایت ثابت نہیں۔ ابن الحاج نے مدخل میں صلوٰۃ العیدین میں اور ابن جماعہ رحمہ نے منسک میں طواف النساء میں اسے روایت کیا ہے۔ اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ حضورؐ سے یہ بھی روایت کیا جاتا ہے۔ لوگوں میں یعنی مردوں اور عورتوں میں دور رکھو۔

باقلا والی روایت کی بھی کوئی اصل نہیں جیسا کہ ابن الدیبع نے ذکر کیا ہے زرکشی کہتے ہیں باقلا اور مسور کی دال کی حدیثیں باطل ہیں۔

صدقہ میں جلدی کیا کرو۔ کیونکہ بلائیں اس پر نہیں چل سکتیں۔ ابن الجوزی رحمہ کہتے ہیں۔ یہ موضوع ہے ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں۔ مجھ پر اس کی کیفیت ظاہر نہ ہو سکی۔ سیوطی رحمہ کہتے ہیں اسے طبرانی رحمہ نے اوسط میں

حَدِیْثُ عَلِیٍّ وَاَبُوالشَّیْخِ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ ٭

حضرت علی رضؓ سے اور ابوالشیخ رح نے انس سے روایت کیا ہے ٭

۱۱۶ - حَدِیْثُ بُخَلَاءُ اُمَّتِیْ الْخَیَّاطُوْنَ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ قَالَ ابْنُ الدَّیْبَعِ بَلْ لَا اَصْلَ لَہٗ فَاِنَّ حَدِیْثَ عَمَلِ الْاَبْرَارِ مِنَ الرِّجَالِ الْخِیَاطَۃُ وَعَمَلُ الْاَبْرَارِ مِنَ النِّسَاءِ الْغَزْلُ الَّذِیْ رَوَاہُ تَمَّامٌ فِیْ فَوَائِدِہٖ وَغَیْرُہٗ عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ یَرُدُّہٗ حَدِیْثُ اَلْبَخِیْلُ عَدُوُّ اللّٰہِ وَلَوْ کَانَ رَاہِبًا لَا اَصْلَ لَہٗ وَلٰکِنْ اَللَّفْظُ اَلْبَخِیْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ وَلَوْ کَانَ عَابِدًا وَالسَّخِیُّ لَا یَدْخُلُ النَّارَ وَلَوْ کَانَ فَاسِقًا ٭

میری امت کے بخیل درزی ہیں سخاوی کہتے ہیں۔ میں اس حدیث کا واقف نہیں ابن الدیبع کہتے ہیں بلکہ اس کی کوئی اصل نہیں۔ کیونکہ حدیث ہے۔ کہ نیک مردوں کا عمل سلائی اور نیک عورتوں کا عمل کاتنا ہے۔ اسے تمام نے فوائد میں سہل بن سعد سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث پہلی روایت کی تردید کرتی ہے۔ اور یہ حدیث کہ بخیل اللہ کا دشمن ہے چاہے راہب کیوں نہ ہو اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ ایسے ہی یہ روایت کہ بخیل جنت میں داخل نہ ہوگا۔ چاہے عابد کیوں نہ ہو۔ اور سخی دوزخ میں داخل نہ ہوگا چاہے فاسق کیوں نہ ہو ٭

۱۱۷ حَدِیْثُ اَلْبَرْدُ عَدُوُّ الدِّیْنِ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ بَلْ ہُوَ مِنْ کَلَامِ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ

سردی دین کی دشمن ہے یہ حدیث نہیں بلکہ سعید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالٰی الدمشقی امام الکبیر

الا مشتق الامام الکبیر۔

۱۱۸۔ حدیث البر ابر باھلہ من کلام العامۃ ولعلہ ماخوذ من تقدیمہ علی البحر فی قولہ تعالی ھو الذی یسیرکم فی البر والبحر ومن قولہ سبحانہ وتعالی الم نجعل الارض کفاتا احیاء وامواتا ای ضامۃ کضم الام اولادھا کما یشیر الیھا قولہ تعالی منھا خلقناکم۔

۱۱۹۔ حدیث البرکۃ فی البنات قال السخاوی عن ابن عباس ان رجلا دعا علی بناتہ بالموت فقال علیہ السلام لا تدع فان البرکۃ فی البنات وفی سندہ من اتھم بالوضع وھو لا ینافی من ان موت البنات من

کا کلام ہے۔

خشکی اپنے رہنے والوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرتی ہے یہ عوام کا کلام ہے اور شاید اللہ تعالی کے اس کلام سے ماخوذ ہے جس میں اللہ تعالی نے خشکی کو سمندر پر مقدم فرمایا ہے "وہ وہ ذات ہے جو تمہیں خشکی اور دریا میں چلاتا ہے" اور اللہ تعالی کا قول "کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کے لئے گود کی طرح نہیں بنا دیا، جیسے ماں اپنی اولاد کو لوٹتی ہے۔ اسی کی جانب اللہ تعالی کا یہ قول بھی اشارہ کرتا ہے "ہم نے تمہیں اسی زمین سے پیدا کیا ہے"

برکت لڑکیوں میں ہے سخاوی کہتے ہیں ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی لڑکیوں کے لئے بددعا کی آپ نے فرمایا بددعا نہ کرو کیونکہ برکت لڑکیوں میں ہے اس کا راوی وضع کے ساتھ متہم ہے۔ اور یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ لڑکیوں کی موت عزت میں سے ہے۔ کیونکہ حالات مقامات کے تفاوت سے مختلف ہوتے رہتے

المكرمات فإن المحالات تختلف
بتفاوت المقامات فقد روى
الطبراني في الكبير والأوسط
وغيرهما عن ابن عباس رضي
الله عنهما أن النبي عليه السلام
لما عزي بابنته رقية قال
الحمد لله دفن البنات من
المكرمات وفي رواية البزار
موت البنات وهو غريب
ولابن أبي الدنيا عن ابن
عباس رضي الله عنهما أنه
ماتت له ابنة فأتاه الناس
يعزونه فقال لهم عورة
سترها الله ومؤنة كفاها
الله وأجر ساقه الله واجترأ من
المتأخرون أن يزيدوا فيها
حرفا فما قدروا كما في
المقاصد وأقول ويمكن أن
يقال إن الرابع أمر قضاه

ہیں۔ کیونکہ طبرانی نے کبیر اور اوسط میں
ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب
اپنی بیٹی رقیہ کی تعزیت کی تو فرمایا سب
تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے لڑکیوں
کو عزت سے دفن کر دیا۔ بزار کی روایت میں
ہے۔ کہ لڑکیوں کی موت مکرمات میں سے
ہے اور یہ غریب ہے۔ ابن ابی الدنیا نے ابن عباس ؓ
سے روایت کیا ہے۔ کہ ان کی ایک صاحبزادی
کا انتقال ہو گیا۔ لوگ ان کے پاس تعزیت
کے لئے آئے تو انہوں نے فرمایا۔ یہ ایک عورت تھی
جس کا اللہ نے پردہ ڈھانپ لیا۔ ایک امانت تھی
جسے اللہ نے پورا کیا اور ایک اجر تھا جسے اللہ
نے جاری رکھا۔ متاخرین نے اس میں
کچھ زیادتی کرنی چاہی۔ لیکن اس پر قادر
نہ ہو سکے۔ جیسا کہ مقاصد میں ہے ملا علی
قاری فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ممکن
ہے کہ چوتھا کلمہ یہ کہا جائے ایک حکم
تھا جسے اللہ نے پورا کیا۔ اور اللہ کے سوا

اللهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ ۔

کسی میں طاقت نہیں۔

۱۲۰۔ حَدِيْثُ الْبَرَكَةُ فِيْ صِغَرِ الْقُرْصِ وَطُوْلِ الرِّشَاءِ وَصِغَرِ الْجَدْوَلِ وَالْمُرَادُ بِالْجَدْوَلِ نَهْرُ الْمَاءِ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ فِي الْمَقَاصِدِ فِيْ حَدِيْثِ صَغِّرُوا الْخُبْزَ وَقَالَ اِنَّهُ بَاطِلٌ وَكَاَنَّهُ تَبِعَ النَّسَائِيَّ فِيْمَا نَقَلَ عَنْهُ اَنَّهُ كَذِبٌ قُلْتُ وَاِلَّا فَحَدِيْثُ الْبَرَكَةِ قَدْ ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ فِيْ جَامِعِ الصَّغِيْرِ عَنْ اَبِي الشَّيْخِ فِي الثَّوَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَالسِّلَفِيُّ فِي الطُّيُوْرِيَّاتِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَمَّا حَدِيْثُ صَغِّرُوْا فَسَيَاْتِيْ الْكَلَامُ فِيْ مَحَلِّهِ ۔

برکت چھوٹی روٹی، لمبی رسی اور چھوٹی گول میں ہے۔ اور جدول سے مراد پانی کی نہر ہے۔ سخاوی رحمہ نے اس روایت کو مقاصد میں اس حدیث کے تحت تحریر کیا ہے۔ کہ روٹی چھوٹی بنایا کرو۔ سخاوی رحمہ کہتے ہیں یہ باطل ہے۔ اور انہوں نے اس معاملہ میں امام نسائی رحمہ کی اتباع کی ہے۔ کیونکہ وہ اس حدیث کو کذب قرار دیتے ہیں۔ ملا علی قاری رحمہ فرماتے ہیں۔ اسے سیوطی رحمہ نے جامع الصغیر میں ابو الشیخ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور سلفی رحمہ نے طیوریات میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور حدیث صغروا اپنے موقع پر آئے گی۔

۱۲۱۔ حَدِيْثُ بَرَكَةُ الشِّرْكِ لَا تَفُوْرُ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ كَمَا

شرکت کی مقدار جاری نہیں ہوتی یہ حدیث نہیں ہے۔ جیسا کہ ابن الدیبع

قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ ۔ | کا خیال ہے ۔

۱۲۲ - حَدِيْثُ اَلْبَشَاشَةُ خَيْرٌ مِنَ الْقِرٰى اَىِ الضِّيَافَةُ قَالَ السَّخَاوِىُّ لَا اَعْرِفُهُ ۔

خوشی مہمان داری سے بہتر ہے سخاوی رح فرماتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا ۔

۱۲۳ - حَدِيْثُ بَشِّرِ الْقَاتِلَ بِالْقَتْلِ قَالَ السَّخَاوِىُّ لَا اَصْلَ لَهُ ۔

قاتل کو قتل کی بشارت دے دو۔ سخاوی رح فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ۔

۱۲۴ - حَدِيْثُ اَلْبِطِّيْخُ وَفَضَائِلِهِ صَنَّفَ فِيْهِ اَبُوْ عُمَرَ النُّوْقَانِىُّ جُزْءًا وَاَحَادِيْثُهُ بَاطِلَةٌ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ وَكَذَا قَالَ الزَّرْكَشِىُّ قُلْتُ اَمَّا فَضَائِلُهُ فَكَذٰلِكَ وَاَمَّا مَا وَرَدَ فِيْهِ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَكَلَهُ فَثَابِتٌ لَا سِيَّمَا مَعَ الرُّطَبِ كَمَا فِىْ شَمَائِلِ التِّرْمِذِىِّ وَغَيْرِهِ ۔

خربوزہ اور اس کے فضائل ، ابوعمر والنوقانی نے اس بارے میں ایک جزو تصنیف کیا ہے ابن الدیبع اور زرکشی کہتے ہیں اس کی سب حدیثیں باطل ہیں ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ۔ اس کے فضائل تو باطل ہیں ۔ اور جہاں تک اس امر کا تعلق ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ کھایا ۔ اور وہ بھی کھجوروں کے ساتھ یہ ثابت ہے ۔ اور شمائل الترمذی رح میں موجود ہے ۔

۱۲۵ - حَدِيْثُ اَلْبِطْنَةُ تُذْهِبُ الْفِطْنَةَ لَيْسَ لَهُ اَصْلٌ فِىْ مَبْنَاهُ وَهُوَ عَنْ عَمْرٍو

سخت سیری ذہانت کو دور کر دیتی ہے ۔ اس کی لفظاً کوئی اصل نہیں صحابہ میں عمرو بن العاص رح وغیرہ سے اور

بن العاص وغيره من الصحابة فمن بعدهم بمعناه ٭

١٢٦۔ حديث بني الدين على النظافة ذكره في الاحياء وقال مخرجه لم اجده ذكره ابن الديبع قلت لفظه لم اجد هكذا وفي الضعفاء لابن حبان من حديث عائشة تنظفوا فان الاسلام نظيف وللطبراني بسند ضعيف جدا من حديث ابن مسعود النظافة تدعوا الى الايمان انتهى قال السيوطي واقرب منه ما اخرجه الترمذي من حديث سعد بن ابي وقاص مرفوعا ان الله نظيف يحب النظافة فنظفوا افنيتكم انتهى وروى الترمذي من حديث سعد بن ابي وقاص

تابعین سے اس کے معنی مروی ہیں ٭

دین صفائی پر بنایا گیا ہے۔ غزالیؒ نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے میں اس کا مخرج نہیں جانتا۔ ابن الدیبعؒ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ میں نے اس حدیث کو کہیں نہیں پایا۔ ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے صفائی اختیار کرو، کیونکہ اسلام بھی پاکیزہ ہے طبرانی میں عبداللہ بن مسعودؓ سے موقوفاً انتہائی کمزور سند کے ساتھ مروی ہے۔ پاکیزگی ایمان کی جانب بلاتی ہے۔ سیوطی کہتے ہیں اس میں سب سے عمدہ وہ روایت ہے جو ترمذی میں سعدؓ بن ابی وقاص سے مرفوعاً مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے پاکیزگی کو پسند کرتا ہے تو تم اپنے مکانوں کو پاکیزہ رکھا کرو۔ نیز ترمذی نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ پاکی کو پسند کرتا ہے صاف ہے صفائی کو پسند کرتا ہے۔ مہربان ہے

إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ فَنَظِّفُوا قَالَ أَرَاهُ أَفْنِيَتَكُمْ وَفِي رِوَايَةٍ أَخْبِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَذَكَرَ الْقُرْطُبِيُّ فِي شَرْحِ أَسْمَاءِ الْحُسْنَى أَنَّهُ رَوَاهُ الْبَزَّارُ فِي مُسْنَدِهِ وَأَخْرَجَ الرَّافِعِيُّ بِسَنَدِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَنَظَّفُوا بِكُلِّ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّ اللهَ بَنَى الْإِسْلَامَ عَلَى النَّظَافَةِ وَلَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا نَظِيفٌ.

مہربانی کو پسند کرتا ہے سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے تم بھی صاف رکھا کرو۔ سعدؓ کہتے ہیں میرا خیال ہے اپنے گھروں کو اور اور ایک روایت میں ہے اپنے خیموں کو صاف رکھا کرو۔ اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔ قرطبی نے اپنی شرح اسمار الحسنیٰ میں لکھا ہے۔ اسے بزارہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے رافعیؒ نے سنداً ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہر شے میں جہاں تک تم میں طاقت ہو صفائی رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کو صفائی پر بنایا ہے۔ اور جنت میں بجز صاف آدمی کے کوئی داخل نہ ہوگا۔

۱۲۷ - حَدِيثُ الْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْقَوْلِ أَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ الرَّبِيعُ وَهُوَ عِنْدَ الْخَطِيبِ فِي تَارِيخِهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ بِلَفْظِ

بلا قول کے ساتھ لگی ہوئی ہے ابن الجوزیؒ نے اس حدیث کو ابو الدرداءؓ اور ابن مسعودؓ سے روایت کرکے موضوعات میں شامل کیا ہے۔ ربیع کہتے ہیں اسے خطیبؒ نے اپنی تاریخ میں ابن مسعودؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ بلا بولنے کے

الْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا عَيَّرَ رَجُلًا بِرَضَاعِ كَلْبَةٍ لَرَضَعَهَا قَالَ السَّخَاوِيُّ وَهُوَ ضَعِيْفٌ قُلْتُ وَلَفْظُ الزَّرْكَشِيِّ بِالنُّطْقِ وَقَالَ رَوَاهُ ابْنُ لَالٍ فِي مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالدَّيْلَمِيُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ السُّيُوْطِيُّ وَالدَّيْلَمِيُّ اَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا وَاَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ عَنْهُ مَوْقُوْفًا وَابْنُ السَّمْعَانِيِّ فِي تَارِيْخِهِ مِنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا

ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اگر کوئی شخص دوسرے کو یہ عیب لگائے کہ اس نے کتیا کا دودھ پیا ہے۔ تو وہ خود بھی اسے پیئے گا۔ سخاوی رح کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ زرکشی کی روایت میں بولنے کا لفظ ہے۔ ابن لال رح نے مکارم الاخلاق میں ابن عباس رض سے اور دیلمی نے ابوالدرداء سے روایت کیا ہے۔ سیوطی کہتے ہیں! اس روایت کو دیلمی نے ابن مسعود رض سے مرفوعاً امام احمد رح نے زہد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً۔ اور ابن سمعانی رح نے علی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۱۲۸۔ حَدِيْثُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ طَسْتٌ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوٌّ عَقَارِبَ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ بَلْ هُوَ مِمَّا يُنْسَبُ اِلَى التَّوْرَاةِ ۔

بیت المقدس سونے کا ایک طشت ہے جو سختیوں سے بھرا ہوا ہے۔ یہ حدیث نہیں ہے بلکہ ان امور میں سے ہے۔ جو تورات کی جانب منسوب ہیں۔

حَرْفُ التَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقٍ

۱۲۹۔ حَدِيْثُ تَحِيَّةُ الْبَيْتِ — گھر کا سلام طواف ہے۔ سخاوی رح

الطَّوافُ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أرَهُ
بِهٰذَا اللَّفْظِ قُلْتُ الْمُرَادُ بِالْبَيْتِ
هُوَ الْكَعْبَةُ وَهُوَ الْبَيْتُ الْحَرَامُ
وَمَعْنَاهُ صَحِيحٌ كَمَا فِي الصَّحِيحِ
عَنْ عَائِشَةَ أوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ أنَّهُ تَوَضَّأَ
ثُمَّ طَافَ الْحَدِيْثَ وَذٰلِكَ
لِأنَّ كُلَّ مَنْ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ
الْحَرَامَ يُسَنُّ لَهُ أنْ يَبْدَأَ
بِالطَّوَافِ فَرْضًا أوْ نَفْلًا وَلَا
يَأتِي بِصَلٰوةِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ
إلَّا إذَا لَمْ يَكُنْ فِي نِيَّتِهِ أنْ
يَطُوفَ لِعُذْرٍ أوْ لِغَيْرِهِ وَلَيْسَ
مَعْنَاهُ أنَّ تَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ سَاقِطَةٌ
عَنْ هٰذَا الْمَسْجِدِ كَمَا تَوَهَّمَ
بَعْضُ الْأغْنِيَاءِ مِنْ مَفْهُوْمِ
هٰذِهِ الْعِبَارَةِ الصَّادِرَةِ عَنِ
الْفُقَهَاءِ وَغَيْرِهِمْ۔

کہتے ہیں۔ میں نے اس حدیث کو ان الفاظ
کے ساتھ نہیں پایا۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں۔ بیت سے کعبہ یعنی بیت الحرام
ہے۔ اور مفہوم اس کا صحیح ہے۔ جیسا
کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے مروی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد سب سے
پہلے وضو فرمایا۔ اور پھر طواف کیا۔
الحدیث۔ اور اسی باعث جو شخص بھی
مسجد حرام میں داخل ہو۔ اس کے لئے
سنت یہ ہے کہ وہ پہلے طواف کرے
چاہے وہ فرض ہو یا نفل۔ اور وہاں
تحیۃ المسجد نہیں پڑھے گا۔ ہاں اگر کسی
عذر کی بنا پر اس کا ارادہ طواف کا نہ ہو
اور یہ مقصد نہیں ہے۔ کہ تحیۃ المسجد اس
سے ساقط ہو جائے گی۔ جیسا کہ بعض اغرار
نے خیال کیا ہے۔ فقہاء وغیرہ کی اس
عبارت سے وہ غلط فہمی میں مبتلا
ہو گئے۔

١٣٠- حدیث تَخَتَّمُوا بِالزَّبَرْجَدِ فَإِنَّهُ يُسْرٌ لَا عُسْرَ فِيهِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ مَوْضُوعٌ وَأَمَّا التَّخَتُّمُ بِالْيَاقُوتِ يَنْفِي الْفَقْرَ يُرِيدُ أَنَّهُ إِذَا ذَهَبَ مَالُهُ بَاعَهُ فَوَجَدَ فِيهِ غِنًى وَالْأَشْبَهُ إِنْ صَحَّ الْحَدِيثُ أَنْ يَكُونَ لِخَاصَّةٍ فِيهِ كَمَا ذَكَرَهُ السُّيُوطِيُّ فِي مُخْتَصَرِ النِّهَايَةِ ۔

زبرجد کی انگوٹھی پہنا کرو۔ کیونکہ وہ آسانی پیدا کرتی ہے۔ اور اس میں کوئی تکلیف نہیں امام عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ یہ روایت موضوع ہے۔ اور یہ حدیث کہ یاقوت فقر کو دور کرتا ہے مقصد اس سے یہ ہے کہ اگر اس کے پاس مال نہ رہے تو اسے بیچ کر غنی ہو سکتا ہے اور بہتر یہ ہے۔ کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو۔ تو یہ یاقوت کی خاصیت ہو گی۔ جیسا کہ سیوطی نے مختصر النہایہ میں ذکر کیا ہے۔

١٣١- حدیث تَخَتَّمُوا بِالزَّبَرْجَدِ فَإِنَّهُ يَنْفِي الْفَقْرَ أَوْرَدَهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَلَا يَصِحُّ أَيْضًا كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ ۔

زبرجد کی انگوٹھی پہنو۔ کیونکہ وہ فقر کو دور کرتا ہے۔ دیلمی نے اسے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث بھی صحیح نہیں۔ جیسا کہ ابن الدیبع کا قول ہے۔

١٣٢- حدیث تَخَتَّمُوا بِالْعَقِيقِ لَهُ طُرُقٌ كُلُّهَا وَاهِيَةٌ كَمَا قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ لَكِنْ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ وَعُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ

عقیق کی انگوٹھی پہنا کرو۔ ابن الدیبع کہتے ہیں۔ اس کی تمام سندات واہیات ہیں۔ دیلمی نے اسے انس رض۔ عمر رض۔ علی رض اور اور عائشہ رض سے متعدد سندات کے ساتھ روایت کیا ہے جس سے معلوم ہو

بِأَسَانِيدَ مُتَعَدِّدَةٍ فَيَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْحَدِيثَ لَهُ أَصْلٌ وَفِي الْيَوَاقِيتِ لِلْمُطَرِّزِيِّ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ الْحَرْبِيَّ سُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ صَحِيحٌ قَالَ وَيُرْوَى أَيْضًا بِالْيَاءِ التَّحْتِيَّةِ أَيْ اُسْكُنُوا بِالْعَقِيقِ وَأَقِيمُوا بِهِ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ عِنْدَ ابْنِ عَدِيٍّ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا تَخَتَّمُوا بِالْعَقِيقِ فَإِنَّهُ مُبَارَكٌ.

ہے کہ اس کی کچھ اصل نہیں یواقیت مطرزی میں ہے کہ ابراہیم رحمہ حربی سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا انہوں نے فرمایا صحیح ہے۔ اور یہ حدیث یاء سے بھی روایت کی جاتی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ عقیق کے ساتھ سکون حاصل کرو۔ اور اسے قائم رکھو۔ سیوطی رح کہتے ہیں۔ ابن عدی رح نے حضرت عائشہ رض سے مرفوعاً سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ عقیق کی انگوٹھی پہنا کرو کیونکہ وہ مبارک ہے۔

۱۳۳ - حَدِيثُ تَارِكُ الْوَرْدِ مَلْعُونٌ وَصَاحِبُ الْوَرْدِ مَلْعُونٌ بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهُ

گلاب کو ترک کرنے والا اور گلاب والا دونوں ملعون ہیں اور اگر یہ واؤ کے زیر کے ساتھ ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ ورد کرنے والا اور ورد چھوڑنے والا دونوں ملعون ہیں یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں

۱۳۴ - حَدِيثُ تَرْكُ الْعَادَةِ عَدَاوَةٌ لَا أَصْلَ لَهُ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ.

عادت کو ترک کرنا دشمنی ہے۔ ابن الدبیع رض کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۱۳۵ - حَدِيثُ تَرْكُ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ أَيْ مَظِنَّةٌ لِلْهَرَمِ

رات کا کھانا چھوڑنا بڑھاپے کی طرف لے جاتا ہے قتیبی رح کہتے ہیں یہ کلمہ عام

قَالَ الْقُتَیْبِیُّ هٰذِهِ الْکَلِمَۃُ جَارِیَۃٌ عَلٰی اَلْسِنَۃِ النَّاسِ وَ لَسْتُ اَدْرِیْ اَرَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ ابْتَدَاَھَا اَمْ کَانَتْ تُقَالُ قَبْلَہٗ کَذَا فِی النِّہَایَۃِ وَکَاَنَّہٗ غَفْلَۃٌ عَنْ حَدِیْثِ تَعَشُّوْا وَلَوْ بِکَفٍّ مِّنْ حَشَفٍ فَاِنَّ تَرْکَ الْعَشَاءِ مَھْرَمَۃٌ اَخْرَجَہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا مُنْکَرٌ اِنْتَہٰی فَفِی الْجُمْلَۃِ لَہٗ اَصْلٌ کَمَا لَا یَخْفٰی۔

آدمیوں کی زبان پر جاری ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ابتدا فرمائی یا پہلے ہی سے بولا جاتا تھا۔ اور یہ اس حدیث سے غفلت کی بنا پر کہا گیا ہے۔ رات کو کھانا ضرور کھاؤ۔ چاہے ردی کھجور کی ایک مٹھی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ رات کا کھانا چھوڑنا بڑھاپا پیدا کرتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی میں ہے۔ اور امام ترمذی نے اسے منکر کہا ہے۔ فی الجملہ یہ بات ثابت ہوئی کہ اس کی کچھ نہ کچھ اصل موجود ہے۔

فائدہ ۔ پہلی حدیث ترمذی کی اس روایت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور امام ترمذی کے نزدیک یہ حدیث صرف منکر نہیں۔ بلکہ انہیں اس حدیث پر تین اعتراضات ہیں۔ اول یہ کہ یہ منکر ہے۔ ثانیاً یہ مجہول ہے کیونکہ عبدالملک بن علاق مجہول ہے۔ روایت منکر اور مجہول قابل قبول نہیں ہوتی۔ ثالثاً یہ روایت ضعیف بھی ہے۔ کیونکہ عنبسہ بن عبدالرحمان القرشی ضعیف ہے۔ تو گویا ایک حدیث میں بیک وقت یہ تین عیوب موجود ہوں۔ لیکن یہ روایت ابن ماجہ میں جابر بن عبداللہ سے بھی مروی ہے جس کے رواۃ سوائے ابراہیم بن عبدالسلام بن باباہ المخزومی کے سب ثقہ ہیں۔ اور عبدالسلام ضعیف ہے نتیجۃً روایت کو ہم ضعیف تو کہہ سکتے ہیں لیکن

موضوع ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

۱۳۶۔ حدیث تسلیم الغزالۃ اشتہر علی الالسنۃ وفی المدائح النبویۃ قال ابن کثیر ولیس لہ اصل ومن نسبہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقد کذب ذکرہ ابن الدیبع وذکر القسطلانی مقول ابن کثیر ثم قال لکنہ ورد فی الجملۃ فی عدۃ احادیث یتقوی بعضہا ببعض اوردہ شیخ الاسلام العسقلانی وذکرہ ابن السبکی ان تسلیم الغزالۃ رواہ الحافظ ابو نعیم الاصفہانی والبیہقی فی دلائل النبوۃ قلت وکذا رواہ الدارقطنی والحاکم وشیخہ ابن عدی کما ذکرہ الدمیری فی حیوۃ الحیوان واللہ المستعان۔

ہرنی کو سالم رکھنا۔ یہ روایت بھی لوگوں میں مشہور ہے۔ مدائح النبویۃ میں ہے کہ ابن کثیر کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور جس نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کیا۔ اس نے جھوٹ بولا۔ جیسا کہ ابن الدیبع رح کا خیال ہے۔ عسقلانی رح نے ابن کثیر رح کا قول نقل کرکے لکھا ہے۔ کہ متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ جو ایک دوسرے کی تقویت کرتا ہے۔ ان تمام روایات کو حافظ عسقلانی رح نے جمع فرمایا ہے۔ ابن سبکی کہتے ہیں۔ اس حدیث کو حافظ ابو نعیم اصفہانی اور بیہقی رح نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ دمیری نے اپنی حیوۃ الحیوان میں تحریر کیا ہے۔ کہ اس حدیث کو دارقطنی رح حاکم رح اور ابن عدی رح نے روایت کیا ہے۔

۱۲۷۔ حَدِیْثُ تُعَادُ الصَّلٰوۃُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْھَمِ یَعْنِیْ مِنَ الدَّمِ قَالَ النَّوَوِیُّ فِیْ شَرْحِ خُطْبَۃِ مُسْلِمٍ اَنَّہٗ حَدِیْثٌ ذَکَرَہٗ الْبُخَارِیُّ فِیْ تَارِیْخِہٖ وَھُوَ حَدِیْثٌ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ عِنْدَ اَھْلِ الْحَدِیْثِ۔

ایک درہم (خون) کی مقدار سے نماز کا اعادہ کیا جائے۔ امام نووی رح شرح خطبۃ المسلم رح میں فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث باطل ہے بلکہ محدثین کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں:

۱۳۸۔ حَدِیْثُ یَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی الْجَنَّۃِ اِلَّا فِرْقَۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ ھُمْ قَالَ الزَّنَادِقَۃُ وَھُمُ الْقَدَرِیَّۃُ قَالَ فِی اللَّآلِیْ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَ الْاَحَدِیْثُ یَفْتَرِقُ الْاُمَّۃُ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَابْنُ مَاجَۃَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ فِیْ صَحِیْحِھِمَا وَقَالَ الْحَاکِمُ اَنَّہٗ حَدِیْثٌ کَبِیْرٌ فِی

میری امت ستر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سب کے سب سوائے ایک فرقے کے جنتی ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ ایک فرقہ کون سا ہوگا۔ آپ نے فرمایا زندیق اور قدریہ سیوطی نے لآلی میں انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ورنہ یہ حدیث موجود ہے۔ کہ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ یہ حدیث ابوداؤد رح اور ترمذی رح میں موجود ہے۔ نیز ترمذی رح نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اور اسے ابن ماجہ، ابن حبان رح اور حاکم نے اپنی صحیحین میں روایت کیا

الاصول قال الزركشي ورواه
البيهقي وصححوه من حديث
ابي هريرة وغيره قلت رواه
الاربعة عن ابي هريرة رضي
الله عنه ولفظه افترقت
اليهود على احدى وسبعين
فرقة وتفرقت النصارى
على اثنين وسبعين فرقة
وتفرقت امتي على ثلاث و
سبعين فرقة كما في الجامع
الصغير للسيوطي وفي رواية
للترمذي عن ابن عمر بلفظه
ان بني اسرائيل تفرقت
على ثنتين وسبعين ملة
وتفرق امتي على ثلاث و
سبعين ملة كلهم في النار
الا ملة واحدة قالوا من هي
يا رسول الله قال ما انا عليه
واصحابي وفي رواية احمد و

ہے۔ حاکم رح کہتے ہیں۔ یہ اصول میں
بہت بڑی حدیث ہے۔ زرکشی رح کہتے
ہیں۔ اسے بیہقی رح نے ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ وغیرہ سے روایت کرکے صحیح قرار
دیا ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ اس
حدیث کو اربعہ نے ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت
کیا ہے۔ کہ یہود کے اکہتر فرقے ہوئے
نصاریٰ کے بہتر اور میری امت تہتر
فرقوں پر منقسم ہوگی۔ جیسا کہ سیوطی رح نے
جامع الصغیر میں نقل کیا ہے۔ ترمذی رح
کی ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ
سے یہ الفاظ مروی ہیں۔ کہ بنو اسرائیل
بہتر فرقوں پر منقسم ہوئے۔ اور میری امت
تہتر فرقوں پر منقسم ہوگی۔ سوائے ایک
فرقہ کے سب کے سب دوزخ میں ہوں گے
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کونسا
فرقہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا جس پر میں اور میرے
صحابہ ہیں۔ احمد رح اور ابوداؤد رح کی ایک

أَبِي دَاوُدَ عَنْ مُعَاوِيَةَ اِثْنَتَانِ
وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ
فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ وَالْحَدِيْثُ
فِي الْمِشْكٰوةِ وَشَرْحِهِ الْمِرْقَاةِ ۔

روایت میں امیر معاویہؓ سے یہ الفاظ ہیں کہ بہتر
دوزخ میں اور ایک جنت میں ہوگا۔ اور وہ
جماعت ہوگی۔ یہ حدیث مشکوۃ میں ہے اور اس
کی شرح مرقاۃ میں ہے۔

۱۳۹ - حَدِيْثُ تَفَقَّهُوْا قَبْلَ
أَنْ تُسَوَّدُوْا مِنْ قَوْلِ عُمَرَ قِيْلَ
مَعْنَاهُ قَبْلَ أَنْ تَزَوَّجُوْا
فَتَصِيْرُوْا أَرْبَابَ بُيُوْتٍ وَ
خَدَمٍ وَلِذَا قِيْلَ ضَاعَ الْعِلْمُ
فِي أَفْخَاذِ النِّسَاءِ وَقَالَ الثَّوْرِيُّ
مَنْ أَسْرَعَ الرِّيَاسَةَ أَضَرَّ
بِكَثِيْرٍ مِنَ الْعِلْمِ وَمَنْ لَمْ يُسْرِعْ
كُتِبَ ثُمَّ كُتِبَ فَهٰذَا
الْمَعْنٰى أَعَمُّ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ ۔

بوڑھے ہونے سے قبل فقیہ بن جاؤ۔
حضرت عمرؓ کا قول ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے
کہ شادی سے قبل کیونکہ اس کے بعد تم گھر
والے اور خادموں والے بن جاؤ گے۔ اسی
لئے کہا جاتا ہے۔ کہ علم عورتوں کی رانوں میں
ضائع ہو جاتا ہے۔ ثوری رح کہا کرتے
تھے جس نے ریاست میں جلدی کی اس نے
علم کے بڑے حصے کو نقصان پہنچایا۔ اور
جس نے جلدی نہیں کی۔ اس کے لئے اتنا اتنا
ہے۔ اور یہ معنی بہت عام ہے۔

۱۴۰ - حَدِيْثُ تَفَكُّرُ سَاعَةٍ
خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ ذَكَرَهُ
الْفَاكِهَانِيُّ بِلَفْظِ فِكْرُ سَاعَةٍ
وَقَالَ إِنَّهُ مِنْ كَلَامِ السَّرِيِّ
السَّقَطِيِّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض

ایک ساعت سوچنا ایک سال کی عبادت سے بہتر
ہے۔ فاکہانی نے لفظ فکر کے ساتھ اسے نقل کیا ہے
اور کہا ہے کہ یہ سری سقطی کا کلام ہے۔ ابن عباسؓ
اور ابو الدرداءؓ فرمایا کرتے تھے۔ ایک ساعت کی فکر رات
کے قیام سے بہتر ہے۔ ان روایات کو خطابی نے نقل کیا

وَ ابو الدَّرْدَاءِ فِكْرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ
مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً ۔

۱۴۱۔ حَدِيْثُ اَلتَّكَبُّرُ عَلَى
الْمُتَكَبِّرِ صَدَقَةٌ قَالَ الرَّازِيُّ
هُوَ كَلَامٌ مَشْهُوْرٌ قُلْتُ لٰكِنْ مَعْنَاهُ
مَاثُوْرٌ ۔

۱۴۲۔ حَدِيْثُ اَلتَّكْبِيْرُ جَزْمٌ
قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَصْلَ لَهُ فِي
الْمَرْفُوْعِ مَعَ وُقُوْعِهِ فِي الرَّافِعِيِّ
وَاِنَّمَا هُوَ مِنْ كَلَامِ اِبْرَاهِيْمَ
النَّخَعِيِّ حَكَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي
جَامِعِهِ عَنْهُ فَقَالَ رُوِيَ عَنْ
اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ اَنَّهُ قَالَ التَّكْبِيْرُ
جَزْمٌ وَالتَّسْلِيْمُ جَزْمٌ وَقَالَ
السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ
فِي سُنَنِهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ
قَوْلُهُ التَّكْبِيْرُ جَزْمٌ وَالْقِرَاءَةُ
جَزْمٌ وَاَخْرَجَ مِنْ وَجْهٍ اٰخَرَ
عَنْهُ قَالَ كَانُوْا يَجْزِمُوْنَ

ہے سیوطی نے جامع میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا
ہے۔ ایک ساعت کی فکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے

متکبر کے سامنے تکبر کرنا بھی صدقہ
ہے۔ رازی رح کہتے ہیں۔ یہ مشہور کلام
ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ اس کے
معنی منقول ہیں ۔

تکبیر یقینی ہے۔ سخاوی رح کہتے
ہیں۔ اگرچہ رافعی رح نے اسے روایت
کیا ہے۔ لیکن مرفوعاً اس کی کوئی اصل
نہیں۔ یہ ابراہیم رح نخعی کا قول ہے جیسا
کہ ترمذی رح نے اسے اپنی جامع میں نقل
کیا ہے۔ امام ترمذی رح فرماتے ہیں۔ ابراہیم
نخعی سے مروی ہے۔ تکبیر کہنا بھی ضروری
ہے۔ اور سلام پھیرنا بھی ضروری سیوطی
کہتے ہیں۔ سعید رح بن منصور نے اپنی
سنن میں ابراہیم نخعی رح سے روایت
کیا ہے۔ کہ تکبیر بھی ضروری اور قرأت
بھی ضروری۔ سعید رح بن منصور
نے دوسرے طریقوں سے روایت

التَّكْبِيْرُ وَالْمُرَادُ عَدَمُ التَّمْطِيْطِ وَالتَّرَدُّدُ بِهِ اَقُوْلُ وَالْاَظْهَرُ اَنَّهُ اَرَادَ بِالْجَزْمِ الْوَقْفَ دُوْنَ الْوَصْلِ بِمَا بَعْدَهُ بِنَاءً عَلٰی اَنَّهُ كَلَامٌ تَامٌّ وَلٰكِنَّ الْحُكْمَ فِي الْقِرَاءَةِ فَاِنَّ الْمُسْتَحَبَّ فِيْهَا هُوَ الْوَقْفُ عَلَى الْفَوَاصِلِ ۔

کیا ہے۔ کہ صحابہ تکبیر کو ضروری سمجھتے تھے۔ اور اس سے مراد نہ کھینچنا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس سے مراد وقف ہے۔ یعنی اللہ اکبر کو مابعد سے وصل نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ کلام تام ہے یہی حکم قرات کا ہوگا۔ کہ آیات پر وقف مستحب ہے۔

۱۴۳۔ حَدِيْثُ اَلتَّكَلُّفُ حَرَامٌ قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ لَا اَعْلَمُهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ بَلْ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ عَنْ عُمَرَ قَالَ نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ قُلْتُ وَالْحَاصِلُ اَنَّ مَعْنَاهُ ثَابِتٌ وَيُؤَيِّدُهُ مَا اَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ فِيْ تَارِيْخِهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ بِلَفْظِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ وَصَالِحِيْ اُمَّتِيْ بُرَاءٌ مِنَ التَّكَلُّفِ وَاَخْرَجَهُ اَيْضًا بِلَفْظِ اَنَا وَاُمَّتِيْ بُرَاءٌ مِنَ التَّكَلُّفِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ اَبِيْ هَالَةَ وَهُوَ

تکلف حرام ہے۔ ابن الدیبعؒ کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ میں اس حدیث کو نہیں جانتا ہاں صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے یہ الفاظ مروی ہیں ہمیں تکلف سے منع کیا گیا تھا حاصل کلام یہ ہے کہ اس کا مفہوم ثابت اور اس کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے جسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں زبیر بن العوام سے روایت کیا ہے، اے اللہ میں اور میری امت کے نیک لوگ تکلف سے بری ہیں۔ نیز ابن عساکر نے اسے زبیر بن ابی ہالہ یعنی ابن خدیجہؓ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ کے

ابن خديجة زوج النبي عليه
الصلوة والسلام قد يقتبس
ذلك من قوله تعالى وما
انا من المتكلفين .

١٤٢ - حديث تمكث
احداكن شطر عمرها لا
تصلي ولفظ الزركشي شطر
دهرها قال ابن منده لا
يثبت وقال ابن الجوزي
لا يعرف وقال النووي باطل
وقال البيهقي طلبته فلم
اجد له اسنادا والحاصل انه
لا اصل له بهذا اللفظ من
حيث مبناه والا فيقرب من
معناه ما اتفق عليه الشيخان
من حديث ابي سعيد مرفوعا
اليس اذا حاضت لم تصل
ولم تصم فذلك من نقصان
دينها .

ساتھ روایت کیا ہے۔ میں اور میری امت
تکلف سے بری ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے
قول سے بھی ثابت ہے "اور میں تکلف کرنے
والوں میں سے نہیں ہوں"۔

تم میں سے ہر ایک عورت اپنی عمر کے
ایک حصہ تک نماز سے رکی رہتی ہے۔ زرکشی
کے الفاظ ہیں زمانہ کے ایک حصہ تک
ابن مندہ کہتے ہیں یہ روایت ثابت نہیں
ابن الجوزی کہتے ہیں یہ پہچانی نہیں جاتی۔
نووی رح کہتے ہیں۔ یہ روایت باطل ہے بیہقی
کہتے ہیں مجھے تلاش کرنے کے بعد اس کی سند
دستیاب نہ ہوئی۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ ان
الفاظ کے ساتھ یہ روایت ثابت نہیں
لیکن بلحاظ مفہوم یہ اس حدیث کے قریب
ہے جسے شیخین نے ابو سعیدؓ خدری سے مرفوعاً
روایت کیا ہے۔ کہ جب عورت کو حیض
آتا ہے۔ تو وہ نہ نماز پڑھتی ہے۔ اور نہ
روزے رکھتی ہے۔ یہ اس کے دین کی
کمی ہے۔

۱۴۵۔ حدیث تناسلوا اباھی بکم یوم القیامۃ جاء معناہ عن جماعۃ من الصحابۃ و لابی داؤد والنسائی والبیہقی وغیرھم من حدیث معقل بن یسار مرفوعًا تزوجوا الولود فانی مکاثر بکم الامم ولاحمد والبیہقی عن انس کذلک وصححہ ابن حبان والحاکم۔

نسل پیدا کیا کرو۔ میں تم لوگوں کے ذریعہ قیامت کے دن فخر کروں گا۔ اس مفہوم کی باتیں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہیں۔ ابوداؤد، نسائی اور بیہقی وغیرہ میں معقل بن یسار سے مرفوعاً مروی ہے۔ اولاد دینے والی عورتوں سے شادی کیا کرو۔ میں تمہارے ذریعہ دیگر امتوں پر کثرت حاصل کروں گا۔ احمد اور بیہقی نے انس رض سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے اور ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۱۴۶۔ حدیث التوکؤ علی العصا من سنۃ الانبیاء کلام صحیح ولیس لہ اصل صریح وانما یستفاد من قولہ تعالی ما تلک بیمینک یموسی ومن فعل نبینا علیہ السلام فی بعض الاحیان کما بینتہ فی رسالۃ واما حدیث من بلغ الاربعین و

عصا پر ٹیک لگانا انبیاء کی سنت ہے۔ کلام تو صحیح ہے۔ لیکن اس کے لئے کوئی واضح اصل موجود نہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ اے موسیٰ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے، اور بعض اوقات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عصا لینا ثابت ہوتا ہے۔ میں نے اسے ایک رسالہ میں بیان کیا ہے اور یہ حدیث

لم يمسك العصا فقد عصى فليس له اصل ۔

۱۴۷۔ حديث التهنئة بالشهور والاعياد مما اعتاده الناس في بعض البلاد لم يرد فيه شيء صريح في هذا المبنى ولكنه صحيح في المعنى فقد لقي خالد بن معدان واثلة بن الاسقع في يوم عيد فقال تقبل الله منا ومنك فقال نعم تقبل الله منا ومنك واسنده الى النبي صلى الله عليه وسلم ولكن الاشبه فيه الوقف وقد ثبت ان ادم لما حج بيت الله الحرام قالت الملائكة بر حجك قد حججنا قبلك وفي الصحيحين فقيام طلحة لكعب تهنئته

جو چالیس کو پہنچ جائے اور عصا نہ لے اس کی کوئی اصل نہیں ۔

مجامع یا عیدیں جس میں لوگ بعض شہروں میں جمع ہوں، مبارک باد دینا ان الفاظ کے ساتھ کوئی صریح حدیث موجود نہیں۔ لیکن معنیٰ اس کے صحیح ہیں کیونکہ خالدؒ بن معدان عید کے روز واثلہؓ بن الاسقع سے ملے، تو فرمایا اللہ تعالیٰ ہم سے اور آپ سے قبول فرمائے واثلہ نے جواب دیا ہاں اللہ تعالیٰ ہم سے بھی اور آپ سے بھی قبول فرمائے اور انہوں نے اسے حضورؐ کی جانب منسوب کیا، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے۔ اور یہ ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب بیت اللہ الحرام کا حج فرمایا۔ تو فرشتوں نے کہا آپ کا حج نیک ہے۔ لیکن ہم نے آپ سے قبل حج کیا ہے۔ اور صحیحین میں ہے کہ طلحہ نے کھڑے ہو کر کعب کو ان کی توبہ قبول ہونے کی مبارک باد پیش کی۔ پڑوسی

بثوبتہ اللہ علیہ ویؤذی فی حقوق الجار من المرفوع ان اصابہ خیر ھناہ او مصیبۃ عزاہ الی غیر ما ھو فی مبناہ ومعناہ ۔

کے حقوق میں مرفوعاً مروی ہے اگر اسے بھلائی حاصل ہو۔ تو مبارک باد دو۔ اور اگر اسے مصیبت پہنچے۔ تو تعزیت کرو۔

حرف الثاء المثلثۃ

۱۴۸۔ حدیث الثقۃ بکل احد عجز قال السخاوی لا اعرفہ بھذا اللفظ قلت و معناہ صحیح اذ لا ینبغی لاحد ان یثق بغیر اللہ فان من توکل علیہ کفاہ ومن تعزز بالعبید اذلہ اللہ و فی المثل لاذ بحرملۃ وھو نبت ضعیف ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ویقویہ حدیث الحزم سوء الظن ۔

ہر ایک پر بھروسہ کرنا عاجزی ہے سخاویؒ کہتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں پہچانتا۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں۔ کیونکہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں۔ کہ وہ غیر اللہ پر بھروسہ کرے۔ کیونکہ اللہ پر جو بھروسہ کرتا ہے۔ اللہ اسے کافی ہے اور جو بندوں پر بھروسا کرتا ہے۔ اللہ اسے ذلیل کرتا ہے اور مثال ہے کہ اس نے حرملہ کے ساتھ پناہ حاصل کی۔ اور حرملہ ایک کمزور گھاس ہے اور اللہ کے سوا کسی میں قوت نہیں اور اس کی تائید حدیث الحزم سوء الظن بھی کرتی ہے۔

۱۴۹۔ حدیث ثلث لا یرکن

تین چیزوں پر بھروسہ نہیں کیا

إليها الدنيا والسلطان والمرأة كلام صحيح في معناه وليس بحديث في مبناه.

جا سکتا۔ دنیا۔ بادشاہ اور عورت کلام معنوی لحاظ سے صحیح ہے لیکن الفاظ یہ حدیث نہیں۔

حرف الجيم

۱۵۰۔ حديث الجار إلى أربعين المعروف ما روى البخاري في الأدب المفرد أنه من قول الحسن البصري وقد سئل عن الجار فقال أربعون دارا أمامه وأربعون خلفه وأربعون عن يمينه وأربعون في شماله وكذا جاء عن الأوزاعي.

پڑوس چالیس تک ہے۔ اس میں مشہور حسن بصری رح کا قول ہے۔ جو بخاری رح نے ادب المفرد میں روایت کیا ہے ان سے پڑوس کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا چالیس گھر آگے چالیس پیچھے۔ چالیس دائیں اور چالیس بائیں۔ اسی قسم کا قول اوزاعی رح سے بھی مروی ہے۔

۱۵۱۔ حديث جبلت القلوب على حب من أحسن إليها وبغض من أساء إليها قال السخاوي يروى مرفوعا وموقوفا وهو باطل من الوجهين وقول ابن عدي ثم البيهقي

جو چیز انسان کو اچھی معلوم ہو اس کی محبت اور جو بری معلوم ہو اس کے بغض پر دل کی فطرت بنائی گئی ہے سخاوی کہتے ہیں یہ مرفوعاً اور موقوفاً ہر دو طرح سے مروی ہے لیکن ہر دو طرح باطل ہے۔ ابن عدی رح اور بیہقی کہتے ہیں۔ یہ موقوف ہے اور اعمش

اَنَّ الْمَوْقُوْفَ مَعْرُوْفٌ مِنَ	مشہور ہے۔ اور تاویل کی محتاج ہے کیونکہ
الْاَعْمَشِ یَحْتَاجُ اِلٰی تَاوِیْلٍ	ابن عدی اور بیہقی نے اسے ایسے لوگوں
فَاِنَّهُمَا اَوْرَدَا ذٰلِكَ بِسَنَدٍ	سے روایت کیا ہے۔ جو کذب و وضع کے ساتھ
مَنْ یُتَّهَمُ بِالْكَذِبِ وَالْوَضْعِ	متہم ہیں۔ باوجودیکہ یہ روایت اعمش جیسے
بِسِیَاقٍ اَجَلِّ الْاَعْمَشِ عَنْ مِثْلِهٖ	شخص سے ہے۔ اور بعض اوقات یہ
قَالَ وَرُبَّمَا یَسْتَانِسُ بِمَا یُرْوٰی	بھی روایت کیا جاتا ہے۔ اے اللہ میرے
اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ الْفَاجِرَ عِنْدِیْ	لئے تاجر کے پاس نعمت نہ بنا دینا۔ کہ اس سے میرا
نِعْمَةً یَرْعَاهُ بِهَا قَلْبِیْ وَبِحَدِیْثِ	قلب کی نگرانی کرے۔ اور ہدیہ والی حدیث
الْهَدِیَّةِ تَذْهَبُ بِالسَّمْعِ وَ	جس میں آتا ہے کہ وہ بینائی اور شنوائی کو ختم
الْبَصَرِ وَهُوَ ضَعِیْفٌ ۔	کر دیتا ہے۔ یہ بھی ضعیف ہے ۔
۱۵۲۔ حَدِیْثُ الْجَزَاءُ مِنْ جِنْسِ	جزاء عمل کی جنس سے ہے سخاوی کہتے
الْعَمَلِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ	ہیں میں ان الفاظ سے واقف نہیں۔ لیکن
بِهٰذَا اللَّفْظِ وَیُشِیْرُ اِلَیْهِ قَوْلُهٗ	اللہ تعالے کا قول اس کی جانب
تَعَالٰی وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا	اشارہ کرتا ہے۔ اگر تم سختی کرو۔ تو اتنی کرو
بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَجَزَاءُ	جتنی تم پر کی گئی ہے۔ برائی کا بدلہ اتنی برائی
سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِثْلُهَا وَكَمَا	کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ اور جیسا کرے گا۔
تَدِیْنُ تُدَانُ ۔	ویسا بھرے گا۔
۱۵۳۔ حَدِیْثُ جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ	اپنی مسجدوں کو بچوں سے بچاؤ۔ بزار کہتے
صِبْیَانَكُمْ قَالَ الْبَزَّارُ لَیْسَ لَهٗ	ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن سخاویؒ

أَصْلٌ وَلٰكِنْ تَعَقَّبَهُ السَّخَاوِيُّ بِأَنَّهُ
أَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ مُطَوَّلًا وَ
سَنَدُهُ ضَعِيْفٌ قَالَ السُّيُوْطِيُّ
حَدِيْثُ جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ
مَجَانِيْنَكُمْ وَصِبْيَانَكُمْ رَوَاهُ
ابْنُ مَاجَةَ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ
الْأَسْقَعِ وَالطَّبَرَانِيُّ عَنْ أَبِي
الدَّرْدَاءِ وَأَبِي أُمَامَةَ ٭

نے ان پر اعتراض کیا ہے۔ کہ ابن ماجہ نے
اس حدیث کو مطولاً روایت کیا ہے
اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے۔
سیوطیؒ کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث کہ اپنی
مسجدوں کو بچوں اور مجنونوں سے بچاؤ
اسے ابن ماجہ نے واثلہ بن الاسقع سے اور
طبرانیؒ نے ابو الدرداءؓ اور ابو امامہؓ سے
روایت کیا ہے ٭

۱۵۴ - حَدِيْثُ جُهْدُ الْمُقِلِّ
دُمُوْعُهُ قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ
هُوَ مَعْنٰى حَدِيْثِ أَفْضَلُ
الصَّدَقَةِ جُهْدُ الْمُقِلِّ دُمُوْعُهُ
الَّذِيْ أَخْرَجَهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْفُوْعًا قُلْتُ
وَالْفَرْقُ بَيْنَ الْمَعْنَيَيْنِ أَنَّ
الْأَوَّلَ يُشِيْرُ إِلٰى أَنَّهُ لَا يَمْلِكُ
شَيْئًا غَيْرَ دُمُوْعِهِ مُبَالَغَةً
فِيْ فَقْرِهِ وَفَاقَتِهِ وَالْحَدِيْثُ
يُرَادُ بِهِ أَنَّهُ إِذَا كَانَ فَقِيْرًا

مجبور کی کوشش اس کے آنسو ہیں
ابن الدیبع کہتے ہیں۔ یہ اس حدیث کے
معنی ہیں۔ جس میں آتا ہے۔ مجبور کی جانب
سے افضل صدقہ اس کے آنسو ہیں۔ یہ روایت
ابوداؤد وغیرہ نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً نقل کی
ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک
دونوں معنی میں فرق یہ ہے۔ کہ مجبور بجز آنسوؤں
کے کسی شے کا مالک نہیں ہوتا اپنے فقر و فاقہ
کی زیادتی کی بنا پر۔ اور دوسری حدیث کا مطلب
یہ ہے۔ کہ جب انسان فقیر ہو۔ اور کچھ تھوڑا
سا مال جو اس کے پاس ہے وہ بھی اللہ

وَاَعْطٰی مُعِيْنًا قَلِيْلًا مِمَّا عِنْدَكَ فَهُوَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ كَمَا وَرَدَ سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ اَلْفِ دِرْهَمٍ ۔

تعالیٰ کی راہ میں دے۔ تو یہ افضل صدقہ ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ کہ ایک درہم ایک لاکھ سے بڑھ گیا۔

۱۵۵۔ حَدِيْثُ جَوْرُ التُّرْكِ وَلَا عَدْلُ الْعَرَبِ كَلَامٌ سَاقِطٌ لَا حَدِيْثٌ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ وَاَقُوْلُ هُوَ كُفْرٌ بِظَاهِرِهٖ حَيْثُ فَضَّلَ ظُلْمَ جَمَاعَةٍ عَلٰی عَدْلِ جَمَاعَةٍ مَعَ اَنَّ اَهْلَ الْعَدْلِ اَحْسَنُ اَجْنَاسِ النَّاسِ وَاَهْلَ الْجَوْرِ اَضَلُّهُمُ الْاَجْنَاسِ ۔

ترکوں کا ظلم اور نہ عرب کا انصاف کلام ساقط ہے۔ نہ کہ حدیث۔ ابن الدیبع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ بظاہر کفر ہے کیونکہ ایک جماعت کے ظلم کو دوسری جماعت کے عدل پر فضیلت دی گئی ہے باوجود اس بات کے کہ اہل عدل لوگوں میں سب سے بہتر اور ظالم سب سے بدتر ہیں۔

۵۶۔ حَدِيْثُ اَلْجُوْعُ كَافِرٌ لَا يَرْحَمُ عَلٰی صَاحِبِهٖ فِيْ حَالَةٍ وَقَاتِلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَيْ دَافِعُهٗ عَنْ مُسْلِمٍ مُضْطَرٍّ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ وَاَمَّا مَبْنَاهُ فَكَمَا قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ

بھوک کافر ہے۔ اپنے ساتھی پر بھی رحم نہیں کرتی۔ کسی حال میں بھی اور اسے قتل کرنے والا۔ یعنی مسلم سے بھوک کو دفع کرنے والا جنتی ہے معنی تو اس کے صحیح ہیں۔ لیکن اس کے الفاظ بازاروں میں ضرور

أَنَّهُ كَلَامٌ يَدُوْرُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَيْسَ بِحَدِيْثٍ ۔

رائج ہیں ۔ لیکن یہ حدیث نہیں ۔

۱۵۷ ۔ حَدِيْثُ الْجِيْزَةِ رَوْضَةٌ وَمِصْرُ خَزَائِنُ اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ كَذِبٌ مَوْضُوْعٌ وَفِي النِّهَايَةِ الْجِيْزَةُ بِكَسْرِ الْجِيْمِ وَسُكُوْنِ الْيَاءِ قَرْيَةٌ قُبَالَةَ مِصْرَ عَلَى النِّيْلِ ۔

جیزہ ایک باغ ہے ۔ اور مصر اللہ کی زمین میں اس کا خزانہ ہے ۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں ۔ یہ جھوٹ ہے اور موضوع ہے ۔ نہایہ میں ہے کہ جیزہ دریائے نیل کے کنارے پر مصر میں ایک گاؤں ہے ۔

حَرْفُ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ

۱۵۸ ۔ حَدِيْثُ حَاكُوا الْبَاعَةَ فَإِنَّهُ لَا ذِمَّةَ لَهُمْ لٰكِنْ اَذْكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ بِتَشْدِيْدِ الْكَافِ مِنْ غَمًّا وَلَفْظًا لِلسُّيُوْطِيِّ حَاكِكُوْا بِالْفَكِّ وَقَالَ لَا أَصْلَ لَهُ وَفِي مُسْنَدِ أَبِي يَعْلَى مِنْ حَدِيْثِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا الْمَغْبُوْنُ لَا مَأْجُوْرٌ وَلَا مَحْمُوْدٌ وَأَخْرَجَهُ أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ

بیع کو بیان کر دیا کرو ۔ کیونکہ یہ لوگوں کے لئے ضروری ہے ۔ اس روایت کا ابن الدیبع نے ذکر کیا ہے ۔ سیوطی رح کہتے ہیں ۔ اس کی کوئی اصل نہیں ۔ مسند ابی یعلیٰ میں حسین رض بن علی رض سے مرفوعاً مروی ہے مغبون وہ ہے ۔ جس میں نہ ظلم ہو اور نہ قابل تعریف ہو ۔ ابوالقاسم رح البغوی نے کامل رح بن طلحہ کے واسطے سے ابو ہشام القناد سے روایت کی ہے ۔ کہ میں بصرہ سے

مِنْ طَرِيْقِ كَامِلِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِىْ هِشَامٍ الْقَنَّادِ قَالَ كُنْتُ اَحْمِلُ الْمَتَاعَ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ فَكَانَ يُمَاكِسُنِىْ فِيْهِ فَلَعَلِّىْ لَا اَقُوْمُ عِنْدَهُ حَتّٰى يَهَبَ عَامَّتَهُ قُلْتُ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَجِيْئُكَ بِالْمَتَاعِ مِنَ الْبَصْرَةِ تُمَاكِسُنِىْ فِيْهِ فَلَعَلِّىْ لَا اَقُوْمُ حَتّٰى تَهَبَ عَامَّتَهُ فَقَالَ اِنَّ اَبِىْ حَدَّثَنِىْ يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِىِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ الْمَغْبُوْنُ لَا مَاجُوْرٌ وَلَا مَحْمُوْدٌ قَالَ الْبَغَوِىُّ الْوَهْمُ مِنْ كَامِلٍ وَرَوٰى غَيْرُهُ عَنْ اَبِىْ هِشَامٍ قَالَ كُنْتُ اَحْمِلُ الْمَتَاعَ اِلٰى عَلِىِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ الْعَسْقَلَانِىُّ وَرَدَ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ بِلَفْظِ مَاكِسُوا الْبَاعَةَ

حسین بن علیؓ کے پاس سامان لے جایا کرتا تھا۔ تو وہ مجھے اس میں کم کرنیا کرتے تھے ہیں جب تک ان کے پاس ٹھہرتا وہ اکثر اس میں سے ہبہ کر دیتے ہیں میں نے عرض کیا اے ابن رسولؐ میں آپ کے پاس بصرہ سے سامان لے کرآتا ہوں اول تو آپ میرے پاس کچھ چھوڑ دیتے ہیں۔ اور پھر میرے جانے سے قبل اکثر ہبہ کر دیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا مجھ سے میرے والد نے مرفوعاً یہ حدیث بیان کی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا غبن وہ ہے جس میں نہ ظلم ہو اور نہ وہ قابل تحسین ہو۔ بغوی رح کہتے ہیں۔ اس میں کامل کی جانب سے وہم ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ابو ہشام سے اسے اوروں نے بھی روایت کیا ہے۔ ابو ہشام رض کہتے ہیں میں حسین بن علی رح کے پاس سامان لے کر جایا کرتا تھا۔ العسقلانی رح کہتے ہیں یہ روایت سند ضعیف کے ساتھ ان الفاظ سے بھی مروی

فَاِنَّهٗ لَا خَلَاقَ لَهُمْ قَالَ وَوَرَدَ بِسَنَدٍ قَوِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ يُقَالُ مَا كَسَبُوْا الْبَاعَةَ فَاِنَّهٗ لَا خَلَاقَ لَهُمْ۔

ہے، جو کچھ انہوں نے بیع سے کمایا اس میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔ سند قوی کے ساتھ سفیان ثوریؒ سے مروی ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ جو کچھ انہوں نے بیع سے کمایا اس میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔

۱۵۹۔ حَدِيْثُ حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ بِدُوْنِ لَفْظِ ثَلَاثٍ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلٰى لَفْظِ ثَلَاثٍ اِلَّا فِيْ مَوْضِعَيْنِ مِنَ الْاِحْيَاءِ وَفِيْ تَفْسِيْرِ اٰلِ عِمْرَانَ مِنَ الْكَشَّافِ وَمَا رَاَيْتُهَا فِيْ شَيْءٍ مِّنْ طُرُقِ هٰذَا الْحَدِيْثِ بَعْدَ مَزِيْدِ التَّفْتِيْشِ قَالَ وَزِيَادَتُهٗ مُخْتَلِفَةٌ لِلْمَعْنٰى فَاِنَّ الصَّلٰوةَ لَيْسَتْ مِنَ الدُّنْيَا قُلْتُ وَصِحَّتُهٗ مِنْ جِهَةِ الْمَبْنٰى

تمہاری دنیا کی مجھے تین چیزیں محبوب ہیں خوشبو، عورت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں اسے نسائی اور حاکم نے بغیر لفظ ثلاث (تین) کے انسؓ سے روایت کیا ہے۔ سخاویؒ کہتے ہیں میں اس لفظ ثلاث سے واقف نہیں، سوائے اس کے کہ غزالی نے احیاء میں دو جگہ پر نقل کیا ہے۔ کشاف کی تفسیر آل عمران میں ہے، کہ میں نے اس حدیث کے مختلف طریقوں کو دیکھا، لیکن تفتیش کے باوجود یہ الفاظ ثلاث نظر نہ آئے۔ صاحب کشاف کہتے ہیں کہ اس کی زیادت معنی کے لحاظ سے مختلف ہو جائے گی۔ کیونکہ نماز امور دنیا میں شامل نہیں۔ میرے نزدیک یہ حدیث بلحاظ الفاظ بھی صحیح ہے، کیونکہ

نعم قال السیوطی فی تخریج
أحادیث الشفاء لکن عند
أحمد من حدیث عائشة
کان یعجب نبی اللہ من الدنیا
ثلاثة أشیاء النساء والطیب
والطعام فأصاب اثنتین و
لم یصب واحدة أصاب
النساء والطیب ولم یصب
الطعام قال إسنادہ صحیح
إلا أن فیہ رجلا لم یسم
قلت فیصیر إسنادہ حسنا
وأما صحتہ من جهة المعنی
فلوقوع قرة عینہ فی الدنیا
جعل کأنہ منها ویؤیدہ ما
جاء فی روایة الطیب والنساء
وقرة عینی فی الصلوة و
هل المراد بالصلوة العبادة
الموضوعة لسائر الأنام أو مراد
الصلوة علیہ السلام۔

سیوطی تخریج احادیث الشفاء میں فرماتے
ہیں۔ امام احمد نے حضرت عائشہؓ سے
روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و
سلم کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں۔ خوشبو
عورت اور کھانا۔ اس میں دو یعنی خوشبو اور
عورت پہلی روایت کے مطابق ہوئی ہیں۔
صرف ایک یعنی کھانا پہلی روایت کی مطابقت
میں نہیں۔ سیوطیؒ کہتے ہیں اس کی سند صحیح
ہے بجز اس کے کہ امام احمد نے ایک
راوی کا نام نہیں لیا۔ ملا علیؒ قاری فرماتے
ہیں۔ اس طرح اس کی اسناد حسن ہوئی۔ اور
رہا معنوی لحاظ سے۔ تو کیونکہ آنکھوں کی
ٹھنڈک دنیا میں واقع ہو رہی ہے تو اس
لحاظ سے وہ دنیا میں شامل ہوئی۔ اور اس کی
وہ روایت تائید کرتی ہے۔ جس میں یہ ذکر ہے کہ
مجھے خوشبو۔ عورت محبوب ہے اور میری آنکھوں
کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اور ہوسکتا ہے۔ کہ صلوٰۃ سے
وہ عبادت مراد ہو۔ جو تمام مخلوق کے لئے وضع کی
گئی ہے یا نبی اکرم صلعم پر درود ہو۔

١٦٠ - حَدِیْثُ حُبُّكَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَدْ بَالَغَ الصَّغَانِیُّ فِیْهِ وَحَكَمَ بِالْوَضْعِ عَلَیْهِ قَالَ السَّخَاوِیُّ وَیَكْفِیْنَا سُكُوْتُ اَبِیْ دَاوُدَ عَلَیْهِ فَلَیْسَ بِمَوْضُوْعٍ وَلَا شَدِیْدُ الضُّعْفِ فَهُوَ حَسَنٌ قُلْتُ وَذَكَرَ الزَّرْكَشِیُّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَقَالَ الْوَقْفُ اَشْبَهُ وَرُوِیَ عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ وَلَا یَثْبُتُ وَسَكَتَ عَلَیْهِ السُّیُوْطِیُّ مَعَ اَنَّهُ ذَكَرَهُ فِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ وَقَالَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِیُّ فِیْ تَارِیْخِهٖ وَاَبُوْدَاوُدَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَالْخَرَائِطِیُّ فِیْ اعْتِلَالِ الْقُلُوْبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَیْسٍ انْتَهٰی فَالْحَدِیْثُ

کسی شے کی محبت اندھا اور گونگا کر دیتی ہے۔ اسے ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے صغانیؒ نے بہت مبالغہ سے کام لیا اور اس پر وضع کا حکم لگا دیا۔ امام سخاویؒ فرماتے ہیں۔ ہمارے لئے ابوداؤدؒ کی خاموشی کافی ہے۔ اس لحاظ سے نہ تو یہ موضوع ہے۔ اور نہ شدید ضعیف ہے۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں۔ زرکشیؒ نے اسے ابوالدرداءؓ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس میں وقف زیادہ صحیح ہے۔ اور یہ امیر معاویہؓ سے بھی روایت کی گئی ہے۔ اگرچہ ان سے ثابت نہیں۔ سیوطیؒ نے اسے جامع الصغیر میں روایت کرکے سکوت کیا ہے۔ اور سیوطیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو احمدؒ بخاریؒ (تاریخ) ابوداؤدؒ نے ابوالدرداءؓ سے خرائطی نے اعتلال القلوب میں ابوہریرہؓ سے اور ابن عساکرؒ نے عبداللہ بن انیس سے روایت کیا ہے۔ تو اس لحاظ سے یہ حدیث صحیح لذاتہ ہوئی۔ یا صحیح لغیرہ کیونکہ کثرت

إنما هو صحيح لذاته أو لغيره فيرتقي عن درجة الحسن لذاته بكثرة رواته وقوة صفاته ٭

رواۃ اور قوت صفات کی بنا پر اس کا درجہ حسن لذاتہ سے بڑھ جاتا ہے ٭

۱۶۱ - حديث الحبيب لا يعذب حبيبه قال السخاوي ما علمته في المرفوع وقوله تعالى وقالت اليهود والنصارى نحن أبناء الله وأحباؤه قل فلم يعذبكم بذنوبكم يشير إليه أي إلى صحة معناه وإن لم يثبت مبناه ٭

کسی حبیب کے محبوب کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس روایت کو مرفوعاً نہیں جانتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول "اور یہود و عیسائی کہتے ہیں ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ آپ فرما دیجیے پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں کے عوض کیوں سزا دیتا ہے"، یہ آیت صحت معنی کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ اگرچہ صحت لفظ ثابت نہیں ہوتی ٭

۱۶۲ - حديث حب الدنيا رأس كل خطيئة قال بعضهم موضوع ومنهم ابن تيمية حيث جزم بأنه من قول جندب البجلي وقد رواه البيهقي في الشعب بإسناد حسن إلى الحسن البصري رفعه مرسلا قال السيوطي و

دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔ بعض محدثین کا خیال ہے کہ یہ موضوع ہے۔ امام ابن تیمیہؒ اسے جندبؓ البجلی کا قول قرار دیتے ہیں۔ بیہقی رح نے اپنی شعب الایمان میں اسے حسنؒ بصری سے مرفوعاً و مرسلاً روایت کیا ہے۔ سیوطی رح نے اس حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ العسقلانی فرماتے ہیں، کہ حسن بصری تک سند حسن

فَقَدْ عَدَّ الْحَدِيْثَ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ
وَتَعَقَّبَهُ شَيْخُ الْإِسْلَامِ ابْنُ
حَجَرٍ بِأَنَّ الْمَدِيْنِيَّ أَثْنٰى عَلٰى
مَرَاسِيْلِ الْحَسَنِ وَالْإِسْنَادُ
حَسَنٌ إِلَيْهِ وَقَدْ أَوْرَدَهُ الدَّيْلَمِيُّ
مِنْ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ
فِيْ مُسْنَدِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهٗ
إِسْنَادًا وَهُوَ فِيْ تَارِيْخِ ابْنِ
عَسَاكِرَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَسْعُوْدٍ
الصَّدَفِيِّ التَّابِعِيِّ بِلَفْظِ حُبُّ
الدُّنْيَا رَأْسُ الْخَطَايَا انْتَهٰى
وَهُوَ عِنْدَ أَبِيْ نُعَيْمٍ فِيْ تَرْجَمَةِ
سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ مِنَ الْحِلْيَةِ
مِنْ قَوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَعِنْدَ أَبِي الدُّنْيَا فِيْ مَكَائِدِ
الشَّيْطَانِ لَهٗ مِنْ قَوْلِ مَالِكِ
بْنِ دِيْنَارٍ أَقُوْلُ الْقَائِلُ بِأَنَّهٗ
مَوْضُوْعٌ لَمْ يُصَرِّحْ بِإِسْنَادِهٖ
وَالْأَسَانِيْدُ مُخْتَلِفَةٌ وَالْمُرْسَلُ

ہے۔ اور علیؒ ابن المدینی نے مرسلات
حسنؒ کی تعریف کی ہے۔ امام ذہبیؒ نے
حسنؒ کو مدلس قرار دیا ہے اور فرمایا ہے
کہ ان کی روایات حجت نہیں ہوسکتیں) دیلمی
نے اپنی مسند میں اس حدیث کو حضرت
علی رضؓ سے بھی روایت کیا ہے۔ لیکن وہ
اس کی کوئی سند نہیں لائے۔ تاریخ ابن عساکر
میں یہ حدیث سعد بن مسعود الصدفی
التابعی سے ان الفاظ کے ساتھ مروی
ہے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی
جڑ ہے۔ ابو نعیمؒ نے اپنی حلیہ میں سفیان ثوری
کے ذکر میں یہ حضرت عیسیٰ کا قول بیان کیا
ہے۔ ابو الدنیاؒ نے اپنی مکائد الشیطان
میں اسے مالکؒ بن دینار کا قول بیان
کیا ہے۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں جن لوگوں
نے اسے موضوع قرار دیا ہے انہوں نے
اس کے اسناد کی تصریح نہیں کی اور اسانید
مختلف ہیں اور جمہور کے نزدیک جب کہ ان
کی اسناد صحیح حجت ہیں لیکن محدثین مرسل کو

حجة عند الجمهور اذا صح
اسناده ولهذا قال ابن المديني
مرسلات الحسن اذا رواها
عنه الثقات صحاح وقال
الدارقطني في مراسيله
ضعف فالاعتماد على عماد
الاسناد ۔

قبول نہیں کرتے ، اسی لئے ابن المدینیؒ
کہتے ہیں حسنؒ کی مرسلات جب ان
سے ثقہ لوگ روایت کریں صحیح ہیں دارقطنی
مراسیل حسن کے بارے میں لکھتے ہیں
کہ اس میں ضعف پایا جاتا
ہے ۔ لیکن اعتماد سندوں پر
ہوگا ۔

فائدہ ۔ مرسلات کے بارے میں اختلاف ہے ۔ امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ اور اہل کوفہ کے نزدیک مرسلات قابل قبول ہیں ۔ اکثر محدثین کے نزدیک کوئی مرسل قابل قبول نہیں ۔ بلکہ اس راوی کی مرسلات میں بھی وہ تامل کرتے ہیں جو صرف ثقہ سے روایت کرتا ہو ۔ اور احتیاط اسی میں ہے ۔ اور بعض محدثین کے نزدیک اس ثقہ کی روایات قابل قبول ہیں جو ثقہ سے روایت کرتا ہو ۔ جیسے ابراہیم نخعیؒ مجاہدؒ ۔ عطاءؒ اور امام مالکؒ کی بلاغات ۔ اکثر محدثین کے نزدیک قابل قبول ہیں ۔ لیکن اگر راوی مدلس ہو ۔ تو اس کی مرفوع روایت بھی حجت نہیں ۔ کجا کہ مرسل اور حسن بصریؒ کو امام ذہبیؒ اور امام طحاویؒ مدلس قرار دیتے ہیں ۔ اور حسن بصریؒ سب سے پہلے وہ شخص ہیں جن پر قدری ہونے کا الزام لگایا گیا ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حسن کی مرفوعات میں محدثین کا اختلاف ہے ۔ کجا کہ ان کی مرسل ۔

۱۶۳ ۔ حديث حب الوطن — وطن کی محبت بھی ایمان میں داخل ہے

مِنَ الْاِيْمَانِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ
لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ وَقَالَ السَّيِّدُ
مُعِيْنُ الدِّيْنِ الصَّفَوِيُّ لَيْسَ
بِثَابِتٍ وَقِيْلَ اَنَّهُ مِنْ كَلَامِ
بَعْضِ السَّلَفِ قَالَ السَّخَاوِيُّ
لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ
قَالَ الْمُنُوْفِيُّ مَا ادَّعَاهُ مِنْ
صِحَّةِ مَعْنَاهُ عَجِيْبٌ اِذْ لَا
مُلَازَمَةَ بَيْنَ حُبِّ الْوَطَنِ
وَبَيْنَ الْاِيْمَانِ وَيَرُدُّهُ قَوْلُهُ
تَعَالٰى وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ
فَاِنَّهُ دَلَّ عَلٰى حُبِّهِمْ وَطَنَهُمْ
مَعَ عَدَمِ تَلَبُّسِهِمْ بِالْاِيْمَانِ
اِذْ ضَمِيْرُ عَلَيْهِمْ لِلْمُنَافِقِيْنَ وَ
تَعَقَّبَهُ بَعْضُهُمْ بِاَنَّهُ لَيْسَ
فِيْ كَلَامِهِ اَنَّهُ لَا يُحِبُّ الْوَطَنَ
اِلَّا الْمُؤْمِنُ وَاِنَّمَا فِيْهِ اِنَّ
حُبَّ الْوَطَنِ لَا يُنَافِي الْاِيْمَانَ
اِنْتَهٰى وَلَا يَخْفٰى اَنَّ مَعْنَى الْحَدِيْثِ

زرکشی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں ہوا سید معین الدین صفوی کہتے ہیں یہ ثابت نہیں ہے بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بعض سلف کا کلام ہے سخاویؒ کہتے ہیں میں اس حدیث سے واقف نہیں لیکن معنی اس کے صحیح ہیں منوفی فرماتے ہیں سخاویؒ نے جو اس کی صحت معنی کا دعویٰ کیا ہے وہ بھی عجیب ہے کیونکہ حب وطن اور ایمان کے درمیان کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس کی تردید کرتا ہے اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیتے کہ باہم ایک دوسرے کو قتل کرو یہ آیت یہ ثابت کرتی ہے کہ انہیں اپنے وطنوں سے محبت تھی۔ باوجودیکہ ان کا ایمان سے ذرہ برابر تعلق نہ تھا کیونکہ ضمیر منافقین کی طرف راجع ہے بعض اصحاب نے اس بات پر اعتراض کیا ہے کہ حدیث میں یہ تو موجود نہیں کہ وطن سے بجز مومن کے کوئی محبت نہیں کرتا۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ وطن کی محبت ایمان کے منافی نہیں ہے تو پھر وطن کی محبت ایمان کا جزو نہیں ہو سکتی۔ اور اس شکل میں حدیث پھر تاویل کی محتاج ہو گی۔ اور یہ بات مخفی نہیں ہے

حُبُّ الْوَطَنِ مِنْ عَلَامَةِ الْاِیْمَانِ
وَهِیَ لَا تَكُوْنُ اِلَّا اِذَا كَانَ الْحُبُّ
مُخْتَصًّا بِالْمُؤْمِنِ فَاِذَا وُجِدَ فِیْهِ
وَفِیْ غَیْرِهٖ لَا یَصْلُحُ اَنْ یَكُوْنَ
عَلَامَةُ قَبُوْلِهٖ وَمَعْنَاهُ صَحِیْحٌ
نَظَرًا اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی حِكَایَةً
عَنِ الْمُؤْمِنِ وَمَا لَنَا اَلَّا نُقَاتِلَ
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا
مِنْ دِیَارِنَا فَصَحَّتْ مُعَارَضَتُهٗ
لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا
عَلَیْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْا ثُمَّ الْاَظْهَرُ
فِیْ مَعْنَی الْحَدِیْثِ اِنْ صَحَّ
مَبْنَاهُ اَنْ یُحْمَلَ عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ
مِنَ الْوَطَنِ الْجَنَّةُ فَاِنَّهَا الْمَسْكَنُ
الْاَوَّلُ لِاَبِیْنَا اٰدَمَ عَلٰی خِلَافٍ
فِیْهِ اَنَّهٗ خُلِقَ فِیْهِ اَوْ دَخَلَ
بَعْدَ مَا كَمُلَ وَاَتَمَّ اَوِ الْمُرَادُ
بِهٖ مَكَّةُ فَاِنَّهَا اُمُّ الْقُرٰی وَقِبْلَةُ
الْعَالَمِ اَوِ الرُّجُوْعُ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی

کہ حدیث کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ حب وطن ایمان
کی علامت ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ حب
وطن مومن کے ساتھ مخصوص ہو۔ کیونکہ وہ مومن میں
بھی پائی جاسکتی ہے اور ایک کافر میں بھی۔ تو
جب یہ عام ہوئی تو قبولیت کی علامت نہیں
بن سکتی۔ اس کے معنی اس لحاظ سے صحیح ہونگے
کہ خدا تعالیٰ نے مومنین کا واقعہ بیان کیا ہے
مہم کیوں نہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں جب کہ
ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دیا گیا، تو یہ
آیت پہلی آیت کے معارض ہوئی۔ ولو انا کتبنا
علیہم ان اقتلوا۔ ان دونوں آیتوں میں کوئی
معارضت نہیں۔ اس لئے آیت ثانیہ سے بھی
حب وطن ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ مقصود یہ ہے
کہ جہاد فی سبیل اللہ سے جو شئے مانع تھی اب اس کا
وجود بھی باقی نہ رہا۔ تو اب ہمیں جہاد سے بھی کوئی
چیز نہیں روک سکتی۔ بہتر یہ ہے کہ اگر بالفرض الفاظ
حدیث بھی ثابت ہوں تو اس کے معنی یہ کئے جائیں
کہ وطن سے مراد جنت ہے۔ کیونکہ وہ مسکن اول ہے
کہ آدم اس میں پیدا کئے گئے یا بعد پیدائش داخل کئے گئے

عَلٰی طَرِیْقَةِ الصُّوْفِیِّیْنَ فَاِنَّهٗ
الْمَبْدَأُ وَالْمَعَادُ یُشِیْرُ اِلَیْهِ قَوْلُهٗ
تَعَالٰی وَاَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی
اَوِ الْمُرَادُ الْوَطَنُ الْمُتَعَارَفُ لٰكِنْ
بِشَرْطِ اَنْ یَّكُوْنَ سَبَبُ حُبِّهٖ
صِلَةَ اَرْحَامِهٖ وَاِحْسَانِهٖ اِلٰی
اَهْلِ بَلَدِهٖ مِنْ فُقَرَائِهٖ وَ
اَیْتَامِهٖ ثُمَّ التَّحْقِیْقُ اَنَّهٗ لَا یَلْزَمُ
مِنْ كَوْنِ الشَّیْءِ عَلَامَةً لَهٗ
اِخْتِصَاصُهٗ بِهٖ مُطْلَقًا بَلْ
یَكْفِیْ غَالِبًا اَلَا تَرٰی اِلَی الْحَدِیْثِ
حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَ
حُبُّ الْعَرَبِ مِنَ الْاِیْمَانِ مَعَ
اَنَّهُمَا یُوْجَدَانِ فِیْ اَهْلِ الْكُفْرَانِ
وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ ۔

ہو سکتا ہے اس سے مراد مکہ ہو۔ کیونکہ اسے ام القری کہا گیا ہے۔ اور وہ تمام عالم کا قبلہ ہے یا صوفیا کے طریقہ پر رجوع الی اللہ ہو۔ کیونکہ وہی ابتدا وانتہا ہے۔ اور اسی کی جانب اللہ تعالیٰ کا قول اشارہ کرتا ہے ”کہ تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہو گی،، اور اگر مراد اس سے وطن متعارف لی جائے۔ تب بھی وہ ایک شرط کے ساتھ صحیح ہو گی۔ کہ وہ محبت، صلہ رحمی، فقراء ویتامیٰ پر احسان کا سبب ہو۔ اور تحقیقاً یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ کسی شئے کی علامت ہونا۔ یہ خصوصیت نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر کو کافی ہوتا ہے کیا تم ان احادیث کو نہیں دیکھتے جن میں آتا ہے اچھا عہد ایمان کی علامت ہے۔ اور عرب کی محبت ایمان کی علامت ہے۔ باوجودیکہ یہ اہل کفر میں بھی پائی جاتی ہیں۔

فائدہ ۔ میرے خیال میں وطن سے مراد بھی عرب ہے اور عرب سے اس لحاظ سے محبت کرنا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اسماعیلؑ کا وطن اور مرکز اسلام ہے۔ اس کی محبت ایمان میں داخل ہے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ صحابہ کرام جن کی اکثریت عرب سے تعلق رکھتی تھی۔ اگر ہم تک اسلام کو نہ پہنچاتے تو آج ہم اس نعمت عظمی سے محروم

ہوتے۔ لوگو! ہمارا اصل وطن بلحاظ اخوت ایمانی عرب ہوا۔ اور یہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کی تفسیر ہیں ٭

۱۶۴۔ حَدِیْثُ حُبُّ الْھِرَّۃِ مَوْضُوْعٌ کَمَا قَالَہُ الصِّغَانِیُّ وَغَیْرُہٗ وَقَدْ بَسَطْتُ عَلَیْہِ بَعْضَ الْکَلَامِ فِیْ رِسَالَۃٍ مُسْتَقِلَّۃٍ لِتَوْضِیْحِ الْمَرَامِ وَالصَّحِیْحُ اَنَّ فِیْ تَقْرِیْرِہٖ مِنْ خِصَالِ اَھْلِ الْاِیْمَانِ وَھُوَ لَا یُنَافِیْ مَا اِتَّصَفَ بِہٖ بَعْضُ اَھْلِ الْکُفْرَانِ کَسَائِرِ مَکَارِمِ الْاِحْسَانِ وَلَا یُقَدَّرُ مِنْ عَلَامَۃِ الْاِیْمَانِ کَمَا تَوَھَّمَ السَّعْدُ وَالسَّیِّدُ وَاَغْرَبَ الثَّانِیْ حَیْثُ جَعَلَ اِضَافَتَہٗ مِنْ بَابِ اِضَافَۃِ الْمَصْدَرِ اِلٰی مَفْعُوْلِہٖ ٭

بلی کی محبت والی روایت بھی موضوع ہے۔ جیسا کہ صغانی رح وغیرہ کا خیال ہے۔ میں نے ایک رسالہ میں مستقل طور پر اس پر کچھ تبصرہ کیا ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ اہل ایمان کی عادت میں داخل ہے اور یہ اس امر کے منافی نہیں ہے۔ جس سے بعض اہل کفر متصف کئے گئے ہیں۔ اور عمدہ عادات کی طرح اور یہ ایمان کی علامت نہیں بن سکتی جیسا کہ سعد رح اور سید رح کو وہم ہوا ہے اور سید رح نے مصدر کی اضافت مفعول کی جانب کرکے اسے غریب قرار دیا ہے ٭

۱۶۵۔ حَدِیْثُ حَبَّذَا الْمُتَخَلِّلُوْنَ مِنْ اُمَّتِیْ قَالَ الصِّغَانِیُّ وَضْعُہٗ ظَاھِرٌ وَفَسَّرَہٗ بِتَخْلِیْلِ الْاَصَابِعِ

میری امت کے خلال کرنے والوں کو مبارک بادی ہو۔ صغانی کہتے ہیں اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے۔ اور انہوں نے اس کی تفسیر

فِي الْوُضُوْءِ أَوْ تَخْلِيْلِ مَا بَعْدَ الطَّعَامِ قُلْتُ أَمَّا مَبْنَاهُ مَوْضُوْعٌ ظَاهِرٌ وَأَمَّا مَعْنَاهُ فَثُبُوْتُهُ ظَاهِرٌ بَاهِرٌ لِوُرُوْدِ الْأَحَادِيْثِ فِي تَخْلِيْلِ اللِّحْيَةِ وَالْأَصَابِعِ حَتّٰى عُدَّ مِنَ السُّنَّةِ الْمُؤَكَّدَةِ فَيُنْظَرُ فِيْ رِجَالِ إِسْنَادِهِ لِيُحْكَمَ عَلَيْهِ بِالتَّحْقِيْقِ وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيْقِ۔

انگلیوں میں خلال اور کھانے کے بعد دانتوں میں خلال سے کی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں بلحاظ الفاظ اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے اور بلحاظ معنی اس کا ثبوت بھی ظاہر ہے کیونکہ متعدد احادیث ڈاڑھی اور انگلیوں کے خلال کے بارے میں موجود ہیں حتی کہ انہیں سنت مؤکدہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کے رواۃ کی جانب نظر کر لی جائے تاکہ بالتحقیق حکم لگایا جا سکے۔

۱۶۶ - حَدِيْثُ الْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيْفٍ تَسَاهَلَ الصَّغَانِيُّ حَيْثُ أَدْرَجَهُ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ وَقَدْ أَوْرَدَهُ أَحْمَدُ بْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ مَرْفُوْعًا وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حج ہر ضعیف کا جہاد ہے۔ صغانی کو غلطی ہوئی کہ انہوں نے اسے موضوعات میں شمار کیا۔ حالانکہ ابن ماجہ رح نے اس حدیث کو ابو جعفر رح محمد بن علی بن الحسین کے ذریعہ ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند حسن ہے۔

فائدہ: ابو جعفر محمد بن علی کی یہ روایت مرسل ہے۔ کیونکہ انہیں ام سلمہ سے سماع حاصل نہیں۔ ان سے اسے روایت کرنے والا قاسم بن الفضل الحدانی ہے۔ اس کے بارے میں میں نہیں جانتا کہ وہ کس درجہ کا راوی ہے۔

باقی رواۃ ثقہ ہیں۔ بلحاظ معنی اس کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ روایت بھی کرتی ہے۔ جس میں حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورتوں پر جہاد ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ لیکن اس جہاد میں قتال نہیں، اور وہ حج اور عمرہ ہے۔

۱۶۷۔ حَدِیْثُ الْحِجَامَةِ فِی نُقْرَةِ الرَّأْسِ تُوْرِثُ النِّسْیَانَ فَتَجَنَّبُوْا ذٰلِكَ رَوَاهُ الدَّیْلَمِیُّ مِنْ طَرِیْقِ عُمَرَ بْنِ وَاصِلٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعًا وَابْنُ وَاصِلٍ اتَّهَمَهُ الْخَطِیْبُ بِالْوَضْعِ لَا سِیَّمَا وَهُوَ حِكَایَةٌ وَقَدِ احْتَجَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ یَافُوْخِهٖ مِنْ وَجْعٍ كَانَ بِهٖ۔

سر میں پچھنے لگوانا بھول پیدا کرتا ہے۔ اس سے بچو۔ دیلمی رح نے اسے بواسطہ عمر بن واصل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ خطیب رح بغدادی نے عمر بن واصل پر وضع کی تہمت لگائی ہے اور یہ موجود ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے درد کی بنا پر اپنے سر کے اگلے حصہ میں پچھنے لگوائے۔

۱۶۸۔ حَدِیْثُ الْحَجُوْنِ وَالْبَقِیْعِ یُؤْخَذَانِ بِأَطْرَافِهِمَا وَیُنْثَرَانِ فِی الْجَنَّةِ وَهُمَا مَقْبَرَتَانِ بِمَكَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ أَوْرَدَهُ الزَّمَخْشَرِیُّ فِی الْكَشَّافِ

حجون اور بقیع کے کونے پکڑ کرے جایا جائے گا۔ اور ان لوگوں کو جنت میں اٹھایا جائیگا۔ حجون اور بقیع مکہ اور مدینہ میں قبرستان ہے اس حدیث کو زمخشری رح نے کشاف میں نقل کیا ہے۔ زیلعی نے اپنی تاریخ میں اس

وَبَیَّضَ لَہُ الزَّیْلَعِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِہٖ وَتَبِعَہُ الْعَسْقَلَانِیُّ وَسَکَتَ عَنْہُ السُّیُوْطِیُّ۔

کی سرخی قائم کی ہے۔ اور حافظ ابن حجر نے بھی اس معاملہ میں زیلعی کی متابعت کی ہے اور سیوطی نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔

فائدہ۔ اس کی تردید ترمذی رح کی وہ روایت کرتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے میرے لئے زمین پھاڑی جائے گی۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کے لئے۔ پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا۔ وہ میرے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔ حتی کہ میں مکہ اور مدینہ کے مابین ان سے مل جاؤں گا۔ امام ترمذی رح نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

۱۶۹۔ حَدِیْثُ حَذْفِ السَّلَامِ سُنَّۃٌ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ لَا یَصِحُّ مَرْفُوْعًا وَلَا مَوْقُوْفًا قُلْتُ أَخْرَجَہٗ أَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ خُزَیْمَۃَ وَالْحَاکِمُ فِیْ صَحِیْحَیْہِمَا عَنْ أَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ رَفَعَہُ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَرَفَعَہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ثُمَّ قِیْلَ مَعْنَاہُ الْإِسْرَاعُ الْإِمَامِ بِہٖ لِئَلَّا یَسْبِقَہُ الْمَأْمُوْمُ

سلام حذف کرنا سنت ہے۔ ابن القطان رح کہتے ہیں۔ نہ یہ مرفوعاً صحیح ہے اور نہ موقوفاً۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد رح۔ ترمذی رح ابن خزیمہ رح اور حاکم رح نے اپنی صحیحین میں ابوسلمہؓ کے ذریعہ ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہے۔ حاکم رح نے اسے مرفوعاً نقل کرکے صحیح قرار دیا ہے اور ترمذی نے اسے مرفوعاً نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ امام سلام میں جلدی کرے کہیں مقتدی اس سے

وَاَغْرَبَ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ بِقَوْلِهِ هُوَ اَنْ لَا يَكُوْنَ فِيْهِ قَوْلُهُ وَرَحْمَةُ اللهِ ۔
سبقت نہ کر جائے ۔ اور بعض مالکیہ کا قول اس معاملہ میں بہت ہی غریب ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں ورحمۃ اللہ نہ کہا جائے ۔

۱۷۰۔ حَدِيْثُ الْحَدِيْثُ فِي الْمَسْجِدِ تَاكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاكُلُ الْبَهِيْمَةُ الْحَشِيْشَ لَمْ يُوْجَدْ لَنَا فِي الْمُخْتَصَرِ ۔
مسجد میں بات چیت کرنا نیکیوں کو ایسے ہی کھاجاتا ہے جیسے چوپائے گھاس کو ۔ یہ حدیث کہیں نہیں پائی جاتی ۔ جیسا کہ مختصر میں ہے ۔

۱۷۱۔ حَدِيْثُ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ مِنْ كَلَامِ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخَزَّازِ ۔
نیکوں کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں ۔ یہ ابو سعید رحمہ اللہ خزاز کا کلام ہے ۔

۱۷۲۔ حَدِيْثُ حَسِّنُوْا اَلْفَاظَكُمْ تَكْمُلُ بِهَا فَرَائِضُكُمْ لَا اَصْلَ لَهُ بِهٰذَا الْمَبْنٰى وَاِنْ كَانَ يَصِحُّ فِي الْمَعْنٰى ۔
اپنے لفظوں کو اچھی طرح پڑھا کرو ۔ اس سے تمہارے فرائض کی تکمیل ہو جائے گی ۔ ان الفاظ کے ساتھ کوئی اصل نہیں ۔ اگرچہ یہ مضمون بلحاظ معنی صحیح ہے ۔

۱۷۳۔ حَدِيْثُ الْحَسَنُ مَرْحُوْمٌ مِنْ كَلَامِ اَبِيْ حَازِمٍ التَّابِعِيِّ ۔
حسن مرحوم ہے ۔ یہ ابو حازم رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی کا کلام ہے ۔

۱۷۴۔ حَدِيْثُ الْحَسُوْدُ لَا يَسُوْدُ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ كَمَا
حاسد سردار نہیں ہوتا ۔ رسالہ قشیری میں ہے ۔ کہ یہ بعض سلف کا

فِي رِسَالَةِ الْقُشَيْرِيِّ ۔

کلام ہے ۔

۱۷۵۔ حَدِيثُ حُضُورُ مَجْلِسِ عَالِمٍ أَفْضَلُ مِنْ صَلَوٰةِ أَلْفِ رَكْعَةٍ كَذَا فِي الْإِحْيَاءِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي ذَرٍّ قَالَ الْعِرَاقِيُّ ذَكَرَهُ الْجَوْزِيُّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ وَلَمْ أَجِدْهُ مِنْ طَرِيقِ أَبِي ذَرٍّ ۔

عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ایک ہزار رکعت نماز سے افضل ہے۔ اس حدیث کو غزالی نے احیاء میں ابوذرؓ سے نقل کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں۔ جوزیؒ نے ایک روایت حضرت عمرؓ سے نقل کرکے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ عراقیؒ کہتے ہیں میں نے ابوذرؓ کی یہ حدیث کہیں نہیں دیکھی ۔

۱۷۶۔ حَدِيثُ الْحِفْظِ فِي الصِّغَرِ كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ لَيْسَ بِثَابِتٍ كَذَا لٰكِنْ رَوَاهُ الْخَطِيبُ فِي جَامِعِهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا حِفْظُ الْغُلَامِ الصَّغِيرِ كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ وَحِفْظُ الرَّجُلِ بَعْدَ مَا كَبِرَ كَالْكِتَابَةِ عَلَى الْمَاءِ ۔

بچپن میں حفظ کر لینا پتھر پر نقش کی طرح ہے۔ یہ اس طرح ثابت نہیں ہے۔ لیکن خطیبؒ نے اپنی جامع میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے (چھوٹے بچے کا یاد کر لینا پتھر پر نقش کی طرح ہے۔ اور بڑے ہو جانے کے بعد یاد کرنا۔ ایسا ہے۔ جیسے پانی پر لکھنا ۔

۱۷۷۔ حَدِيثُ حُكْمِي عَلَى الْوَاحِدِ كَحُكْمِي عَلَى الْجَمَاعَةِ لَا أَصْلَ لَهُ كَمَا قَالَ الْعِرَاقِيُّ

میرا حکم ایک پر بھی ایسا ہے جیسا کہ جماعت پر۔ اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ عراقیؒ کا قول ہے۔ نیز مزنیؒ اور ذہبیؒ نے

وَاَنْكَرَهُ الْمِزِّيُّ وَالذَّهَبِيُّ اَيْضًا وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا يُعْرَفُ ۔

بھی اس کا انکار کیا ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں یہ حدیث معلوم نہیں۔

۱۷۸۔ حَدِيْثُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رِدَاءُ الرَّحْمٰنِ لَمْ يُوْجَدْ لَهُ اَصْلٌ ۔

الحمد للہ۔ اللہ کی چادر ہے اس کی بھی کوئی اصل نہیں پائی جاتی۔

۱۷۹۔ حَدِيْثُ حَمْلُ عَلِيٍّ بَابَ خَيْبَرَ اَوْرَدَهُ ابْنُ اِسْحٰقَ فِي السِّيَرِ وَاَنْكَرَهُ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ لَهُ طُرُقٌ كُلُّهَا وَاهِيَةٌ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ مِنْ طُرُقٍ عَنْ جَابِرٍ بِلَفْظِ اَنَّ عَلِيًّا لَمَّا انْتَهٰى اِلَى الْحِصْنِ اجْتَبَذَ اَحَدَ اَبْوَابِهِ بِالْاَرْضِ فَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ سِتُّوْنَ رَجُلًا فَاجْتَهَدُوْا وَهُمْ اَنْ اَعَادُوا الْبَابَ وَاَخْرَجَهُ ابْنُ اِسْحٰقَ فِيْ سِيْرَتِهِ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ وَاَنَّ سَبْعَةً لَمْ يُقَلِّبُوْهُ

علی رض نے خیبر کے دروازے کو اٹھا لیا ہے۔ اسے محمد بن اسحاق نے اپنی سیر میں نقل کیا ہے اور بعض علماء نے اس کا انکار کیا ہے سخاوی رح کہتے ہیں۔ اس کے تمام طریقے واہیات ہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں حاکم رح نے جابر سے مختلف طریقوں سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ حضرت علی رض نے اس کے دروازوں میں سے ایک دروازے کو زمین سے اکھاڑ لیا بعد میں ساٹھ اشخاص نے اسے اٹھانے کی کوشش کی۔ ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے۔ کہ سات آدمی اسے ہٹا نہ سکے۔

۱۸۰۔ حَدِيْثُ حِيْنَ تَلْقٰى

جب تو ملے گا۔ تو جان لے گا۔ یہ

تَدَارِیْ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ وَمَعْنَاہُ صَحِیْحٌ وَیُشِیْرُ اِلَیْہِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا۔

حدیث نہیں ہے اور معنی اس کے صحیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول اس جانب اشارہ کرتا ہے۔ عنقریب جب تم عذاب کو دیکھو گے، تو یہ بات جان لوگے، کہ کون راہ سے گمراہ تھا۔

حَرْفُ الْخَاءِ الْمُعْجَمَۃِ

۱۸۱۔ حَدِیْثُ خَابَ قَوْمٌ لَا سَفِیْہَ لَہُ ھُوَ قَوْلُ مَکْحُوْلٍ بِلَفْظِ ذَلَّ مَنْ لَا سَفِیْہَ لَہٗ کَمَا رَوَاہُ اِبْنُ اَبِی الدُّنْیَا فِی الْحِکَمِ لَہٗ۔

وہ قوم خراب ہوئی جس میں کوئی بیوقوف نہ ہو۔ یہ مکحول شامیؒ کا قول ہے۔ اور ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ وہ قوم ذلیل ہوئی جس میں کوئی بے وقوف نہ ہو۔ اسے ابن ابی الدنیاؒ نے اپنی حکم میں روایت کیا ہے۔

۱۸۲۔ حَدِیْثُ خَازِنُ الْقُوْتِ مَمْقُوْتٌ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ لٰکِنْ مَعْنَاہُ صَحِیْحٌ لِحَدِیْثِ الْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ۔

امانت دار خزانچی کو رزق دیا جاتا ہے یہ حدیث نہیں۔ لیکن معنی اس کے صحیح اس حدیث کی بنا پر کہ چھپا کر لینے والا ملعون ہے۔

۱۸۳۔ حَدِیْثُ خَالِفُوا الْیَھُوْدَ فَلَا تَعْتَمُّوْا فَاِنَّ تَعْمِیْمَ الْعَمَائِمِ مِنْ زِیِّ الْیَھُوْدِ لَا اَصْلَ لَہٗ عَلٰی مَا ذَکَرَہُ السُّیُوْطِیُّ۔

یہود کی مخالفت کرو، عمامہ نہ باندھو کیونکہ عمامہ باندھنا یہود کی عادت ہے اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ سیوطیؒ نے ذکر کیا ہے۔

١٨٤- حَدِيثُ خُذُوا شَطْرَ دِينِكُمْ عَنِ الْحُمَيْرَاءِ وَهِيَ عَائِشَةُ وَتَصْغِيرُ الْحَمْرَاءِ بِمَعْنَى الْبَيْضَاءِ عَلَى مَا فِي النِّهَايَةِ وَالشَّطْرُ النِّصْفُ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا أَعْرِفُ لَهُ إِسْنَادًا وَلَا رَأَيْتُهُ فِي شَيْءٍ مِنْ كُتُبِ الْحَدِيثِ إِلَّا فِي النِّهَايَةِ لِابْنِ الْأَثِيرِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَنْ أَخْرَجَهُ وَذَكَرَ الْحَافِظُ عِمَادُ الدِّينِ بْنُ كَثِيرٍ أَنَّهُ سَأَلَ الْمِزِّيَّ وَالذَّهَبِيَّ فَلَمْ يَعْرِفَاهُ وَذَكَرَهُ فِي الْفِرْدَوْسِ بِغَيْرِ إِسْنَادٍ وَبِغَيْرِ هَذَا اللَّفْظِ وَلَفْظُهُ خُذُوا ثُلُثَ دِينِكُمْ مِنْ بَيْتِ الْحُمَيْرَاءِ وَبَيَّضَ لَهُ صَاحِبُ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ وَلَمْ يُخَرِّجْ لَهُ إِسْنَادًا وَلَكِنْ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ قَالَ السُّيُوطِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ

اپنے دین کا آدھا حصہ حمیرا سے حاصل کرو اور وہ عائشہ رضؓ ہے۔ اور حمیرا احمراء کی تصغیر ہے جو سپید کے معنی میں آتا ہے، جیسا کہ نہایہ میں ہے۔ عسقلانیؒ کہتے ہیں نہ میں اس کی سند پہچانتا ہوں۔ اور نہ میں نے اسے کسی حدیث کی کتاب میں دیکھا ہے، ہاں ابن اثیر نے اپنی نہایہ میں اس کا ذکر ضرور کیا ہے اور انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ حدیث کس کتاب میں ہے۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر نے ذکر کیا ہے۔ کہ انہوں نے مزنی اور ذہبی سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا۔ لیکن انہوں نے بھی اسے نہ پہچانا۔ صاحب فردوس نے اسے بغیر سند کے ذکر کیا ہے۔ اور اس کے الفاظ بھی اس سے مختلف ہیں، "اپنے دین کا تہائی حصہ حمیرا کے گھر سے حاصل کرو"۔ اور صاحب مسند فردوس میں اس کی سرخی لگائی ہے لیکن کوئی سند بیان نہیں کی۔ ایسے ہی سخاویؒ نے کہا ہے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں۔ حافظ عماد الدینؒ ابن کثیر تخریج

وَقَالَ الْحَافِظُ عِمَادُ الدِّيْنِ بْنُ كَثِيْرٍ فِيْ تَخْرِيْجِ أَحَادِيْثِ مُخْتَصَرِ ابْنِ حَاجِبٍ غَرِيْبٌ جِدًّا بَلْ هُوَ حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ سَأَلْتُ عَنْهُ شَيْخَنَا الْحَافِظَ الْمِزِّيَّ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَقَالَ لَمْ أَقِفْ لَهُ عَلَى سَنَدٍ إِلَى الْآنِ وَقَالَ شَيْخُنَا الذَّهَبِيُّ هُوَ مِنْ أَحَادِيْثِ الْوَاهِيَةِ الَّتِيْ لَا يُعْرَفُ لَهُ إِسْنَادٌ انْتَهَى لٰكِنْ فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ خُذُوْا ثُلُثَ دِيْنِكُمْ مِنْ بَيْتِ عَائِشَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ إِسْنَادًا قُلْتُ لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ فَإِنَّ عِنْدَهَا شَطْرَ الدِّيْنِ إِسْتِنَادًا يَقْتَضِيْ اعْتِمَادًا وَقَدِ اشْتَهَرَ أَيْضًا حَدِيْثُ كَلِّمِيْنِيْ يَا حُمَيْرَاءُ لٰكِنْ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ.

احادیث مختصر ابن الحاجب میں فرماتے ہیں یہ حدیث بہت غریب ہے بلکہ منکر ہے میں نے اس حدیث کے بارے میں شیخ مزی سے سوال کیا۔ لیکن وہ اسے نہ پہچان سکے۔ اور فرمایا: میں آج تک اس کی سند پر واقف نہیں ہو سکا۔ امام ذہبی رح فرماتے ہیں، یہ حدیث واہیات روایات میں سے ہے جس کی سند نہیں پہچانی جاتی۔ لیکن فردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے۔ اپنے دین کا تہائی حصہ عائشہ رض کے گھر سے حاصل کرو۔ اور اس کی کوئی سند ذکر نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح۔ کیونکہ عائشہ رض کے پاس دین کا آدھا حصہ باعتبار استناد موجود تھا۔ اسی وجہ سے یہ حدیث مشہور ہے اے عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بات کر۔ لیکن اس کی بھی علماء کے پاس کوئی اصل نہیں:

۱۸۵۔ حَدِيْثُ خَصْمِيْ حَاكِمِيْ

میرا دشمن میرا حاکم ہے۔ یہ کلام ہے

کلام لا حدیث ۔

حدیث نہیں ۔

۱۸۶۔ حدیث الخمول نعمة وکل یاباها من کلام بعض السلف نعم ثبت عن سعد مرفوعا ان الله یحب العبد الخفی التقی ذکره السخاوی وکذا حدیث الخمول راحة والشهرة آفة من کلام المشائخ ۔

ہر اس شئے کو جسے برا سمجھے چھپانا نعمت ہے بعض سلف کا کلام ہے۔ ہاں سعدؓ سے یہ مرفوعاً ثابت ہے۔ اللہ تعالےٰ اخفی اور صاف بندے کو پسند کرتا ہے اس حدیث کا سخاویؒ نے ذکر کیا ہے۔ ایسے ہی یہ حدیث خفا رحمت ہے اور شہرت آفت ہے۔ یہ بعض مشائخ کا کلام ہے۔

۱۸۷۔ حدیث خیار نساء امتی احسنهن وجها وارخصهن مهرا قال السخاوی ذکره الدیلمی مرفوعا بلا اسناد ۔

میری امت کی بہترین عورتیں وہ ہیں۔ جو حسین بھی ہوں۔ اور جن کے مہر بھی کم ہوں سخاویؒ کہتے ہیں۔ اسے دیلمیؒ نے مرفوعاً بلا سند نقل کیا ہے۔

۱۸۸۔ حدیث خیر تجارتکم البز وخیر صناعتکم الخرز قال العراقی لم اقف له علی اسناد وذکره صاحب الفردوس من حدیث علی ۔

تمہاری بہترین تجارت ریشم ہے اور تمہاری بہتر صنعت نگینہ ہے۔ عراقیؒ کہتے ہیں میں اس کی سند سے واقف نہیں۔ ہاں صاحب فردوس نے اسے حضرت علیؓ سے بلا سند روایت کیا ہے۔

۱۸۹۔ حدیث خیر البر عاجله لا یصح مبناه وقد ورد

بہترین نیکی اسے جلدی کرنا ہے۔ بلفظوں کے اعتبار سے یہ صحیح نہیں۔ حضرت عباسؓ

عَنِ العَبَّاسِ فِی مَعْنَاہُ لَا یَتِمُّ الْمَعْرُوْفُ اِلَّا بِتَعْجِیْلِہٖ فَاِنَّہٗ اِذَا عَجَّلَہٗ ھَنَاہُ وَھُوَ مَعْنیً مَا اَشْتَھَرَ مِنْ اَنَّ الْاِنْتِظَارَ اَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ اَیْ لِاَنَّہٗ یُؤَدِّیْ اِلَی الْفَوْتِ ۔

سے اس معنی کی روایت مروی ہے نیکی بغیر جلدی کے مکمل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اسے جلدی کرنا چاہیئے۔ اور یہ معنی مشہور ہیں کہ انتظار موت سے زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ وہ اس شئے کے فوت ہونے کے نکلے جاتا ہے۔

۱۹۰۔ حَدِیْثُ خَیْرُ الْاَسْمَاءِ مَا عُبِّدَ وَمَا حُمِّدَ قَالَ السُّیُوْطِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ وَفِیْ مُعْجَمِ الطَّبْرَانِیْ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ زُھَیْرِنِ الثَّقَفِیْ اِذَا سَمَّیْتُمْ فَعَبِّدُوْا وَاَخْرَجَ اَیْضًا مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا اَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَی اللّٰہِ مَا تُعُبِّدَ لَہٗ وَسَنَدُہٗ ضَعِیْفٌ وَرَوٰی اَبُوْ نُعَیْمٍ بِسَنَدِہٖ مَرْفُوْعًا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا عَذَّبْتُ اَحَدًا اِسْمِیْ بِاِسْمِكَ فِی النَّارِ ۔

بہترین نام وہ ہیں جن میں عبودیت یا حمد پائی جائے سیوطیؒ کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں بعد معجم طبرانیؒ میں ابوزہیرؓ ثقفی سے مروی ہے۔ جب تم نام رکھو تو عبودیت کے ساتھ رکھو۔ نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ بہترین نام اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جس میں اس کی عبودیت ہو۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ اور ابو نعیمؒ نے بالسند مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قسم ہے میری عزت اور جلال کی میں اس شخص کو دوزخ کا عذاب نہ دوں گا جو تیرے نام سے اپنا نام رکھیں۔

۱۹۱۔ حدیث خیر خیر حین یسمع الغراب ونحوہ لیس بحدیث بل ہو نوع من الطیرۃ ذکرہ ابن الدیبع قلت بل ہو من الفال لا من التشاؤم لا فی الحال ولا فی المآل۔

خیر ہے خیر ہے جب کوا سنتا ہے۔ یہ حدیث نہیں۔ بلکہ فال کی ایک قسم ہے۔ جیسا کہ ابن الدیبع رحمہ نے ذکر کیا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ ایک نیک فال ہے۔ فال بد نہیں۔ نہ اس کا حال سے تعلق ہے اور نہ مآل سے۔

۱۹۲۔ حدیث خیر السودان ثلاثۃ لقمان وبلال ومہجع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ البخاری فی صحیحہ عن واثلۃ بن الاسقع بہ مرفوعا لکن ذکرہ ابن الدیبع لکن قول البخاری سہو قلما من الناسخ او من المصنف فان الحدیث لیس من البخاری والذی فی المقاصد انما ہو ما رواہ الحاکم ثم قال المنوفی ما ذکرہ من ان مہجعا مولی رسول اللہ

سوڈان کے بہترین آدمی ہیں۔ لقمان، بلال رض۔ اور مہجع رض مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بخاری رح نے اپنی صحیح میں واثلہ بن الاسقع سے اسے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ ابن الدیبع رح نے ذکر کیا ہے۔ لیکن ابن الدیبع رض کا یہ قول صحیح نہیں کیونکہ یہ حدیث یا تو ناسخ کی ہے یا مصنف کی۔ کیونکہ یہ حدیث بخاری رح کی نہیں ہے اور حاکم رح نے بھی اسے مقاصد میں ذکر کیا ہے۔ منوفی رح اسے ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں۔ کہ یہ غلطی ہے۔ کہ مہجع رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔ وہ حضرت عمر رض کے

عَلَيْهِ السَّلَامُ سَهْمٌ فَإِنَّهُ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ وَهُوَ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ فَقَتَلَهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ وَفِي الْمَقَاصِدِ فِي حَدِيْثٍ رَفَعَهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهُ لَيُرَى بَيَاضُ الْأَسْوَدِ فِي الْجَنَّةِ مِنْ مَسِيْرَةِ أَلْفِ عَامٍ قَالَ الْمَنُوْفِيُّ فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيَاضُ الْأَسْوَدِ أَيِ الَّذِيْ كَانَ فِي الدُّنْيَا وَمِنْهُ يُعْلَمُ أَنَّ مُؤْمِنِي السُّوْدَانِ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا بَيْضَاءَ وَبِهٖ صَرَّحَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِيْ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ.

غلام تھے۔ بدر کے مسلمانوں میں سے سب سے پہلے وہی مقتول ہوئے وہ دونوں صفوں کے درمیان کھڑے تھے کہ ایک تیر آیا۔ اور اس نے انہیں قتل کر دیا۔ اور وہ اہل یمن سے تعلق رکھتے تھے۔ اور مقاصد میں ایک مرفوع حدیث میں ہے۔ قسم ہے۔ اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ سیاہ (سوڈانی) کی سپیدی جنت میں ایک ہزار سال کی مسافت سے نظر آئے گی۔ منوفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے۔ کہ جو دنیا میں سیاہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ سوڈانی مومن جنت میں وہی داخل ہوں گے۔ جو سفید ہوں گے عسقلانی رحمہ اللہ نے شرح بخاری میں اسی کی تصریح کی ہے۔

۱۹۳ حَدِيْثُ الْخَيْرُ فِيَّ وَفِيْ أُمَّتِيْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا أَعْرِفُهُ وَلٰكِنْ مَعْنَاهُ

مجھ میں اور میری امت میں خیر قیامت تک ہے۔ عسقلانی فرماتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا۔ لیکن اس کے

معنى قال السخاوي يعني في حديث لا يزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق إلى أن يقوم الساعة.

معنًا صحیح ہیں۔ سخاوی رہ کہتے ہیں۔ اس حدیث کی بنا پر۔ میری امت میں سے ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی۔

۱۹۴۔ حديث خيرة الله للعبد خير من خيرته لنفسه لا يعرف له أصل في مبناه وإن صح معناه كما يستفاد من قوله تعالى وعسى أن تكرهوا شيئا وهو خير لكم وعسى أن تحبوا شيئا وهو شر لكم والله يعلم وأنتم لا تعلمون ومن هنا ورد الأمر بالاستخارة صلوة ودعاء وقد ورد ما خاب من استخار ولا ندم من استشار وثبت في الدعاء اللهم خر لي واختر لي ولا تكلني إلى اختياري وهذا أصل ما اشتهر على ألسنة العامة

بندے کے لئے اللہ کی بھلائی بہتر ہے اپنے نفس کے لئے بھلائی سے۔ لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی چاہے اس کے معنے صحیح ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کے قول سے اخذ کیا جاتا ہے۔ اور شاید تم کسی چیز کو برا سمجھو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو۔ اور جس شئے کو تم اچھا سمجھو وہ تمہارے لئے بری ہو۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ تم نہیں جانتے۔ یہیں سے نماز اور دعا کے ذریعہ استخارہ اور مشورہ سے بات جوئی ثابت ہوئی۔ اور ایک دعا میں بھی ثابت ہے اے اللہ میرے لئے خود پسند فرما۔ اور میرے اختیار پر نہ چھوڑ۔ اور یہ اصل عام لوگوں کی زبان پر مشہور ہے۔ کہ بھلائی وہ ہے جسے اللہ پسند کرے۔ بلکہ مشائخ کے

الخبر في ما اختاره الله بل التحقيق عند المشائخ الاخيار ان ليس للعبد حقيقة الاختيار لقوله تعالى وربك يخلق ما يشاء ويختار ما كان لهم الخيرة وعن السيد ابي الحسن الشاذلي لا تختر فان كان لا بد ان تختار فاختر ان لا تختار فان ربك يخلق ما يشاء ويختار۔

نزدیک تحقیق یہی ہے کہ بندے کے لئے اختیار کی کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تیرا رب جو چاہے پیدا کرتا ہے اور پسند فرماتا ہے۔ ان لوگوں کے لئے کوئی اختیار نہیں۔ سید ابوالحسن الشاذلی سے مروی ہے۔ پسند نہ کر۔ اگر تیرے لئے پسند کرنا ضروری ہو۔ تو تو اس بات کو پسند کر کہ کچھ بھی پسند نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا۔ اور پسند فرماتا ہے۔

حرف الدال المهملة!

۱۹۵۔ حديث دار الظالم خراب ولو بعد حين قال السخاوي لم اقف عليه و لكن يشهد له فتلك بيوتهم خاوية بما ظلموا۔

ظالم کا گھر خراب ہوتا ہے، چاہے ایک مدت کے بعد ہو۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں ہوں۔ لیکن اس کی گواہی یہ آیت دیتی ہے۔ یہ ان کے گھر خراب ہیں ان کے ظلم کی بنا پر۔

۱۹۶۔ حديث دارهم ما دمت في دارهم قال السخاوي ما

ان کا گھر اس وقت تک ہے جب تک اپنے گھر میں ہیں۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس حدیث کو نہیں جانتا

عَلِمْتُهُ حَدِيثًا وَلٰكِنْ جَاءَ فِي الزَّوْجَةِ دَارُهَا تَعِشُ بِهَا أَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ عَنْ سَمُرَةَ۔

لیکن زوجہ کے بارے میں آیا ہے اس کا گھر اس وقت تک ہے جب تک اس میں ہے۔ یہ حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح میں سمرہ رض سے روایت کی ہے۔

۱۹۷۔ حَدِيثُ دَارُوا سُفَهَاءَكُمْ هُوَ دَائِرٌ عَلَى بَعْضِ الْأَلْسِنَةِ بِزِيَادَةِ بِثُلُثِ أَمْوَالِكُمْ وَقَدْ سُئِلَ عَنْهُ الْعَسْقَلَانِيُّ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ۔

اپنے بیوقوفوں کی مدد کرو۔ یہ عام لوگوں کی زبان پر اس زیادتی کے ساتھ جاری ہے کہ تہائی مال کے ساتھ۔ امام عسقلانی رح سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

۱۹۸۔ حَدِيثُ دَاوِمِي قَرْعَ بَابِ الْجَنَّةِ قَالَهُ لِعَائِشَةَ قَالَتْ بِمَاذَا قَالَ بِالْجُوعِ ذَكَرَهُ فِي الْإِحْيَاءِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْ لَهُ أَصْلًا۔

جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے پر ہمیشگی کرو۔ یہ آپ نے عائشہ رض سے فرمایا۔ حضرت عائشہ رض نے عرض کیا کس چیز کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا بھوک کے ساتھ۔ غزالی نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی

۱۹۹۔ حَدِيثُ دُخُولِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَمَّامًا بِالْجُحْفَةِ ذَكَرَهُ التِّرْمِذِيُّ فِي شَرْحِ الْمِنْهَاجِ فِي الْكَلَامِ عَلَى الْمَاءِ الْمُسَخَّنِ وَذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ أَنَّهُ ضَعِيفٌ جِدًّا فَقَوْلُ شَيْخِنَا ابْنِ حَجَرٍ الْمَكِّيِّ فِي شَرْحِ الشَّمَائِلِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جحفہ میں حمام میں داخل ہونا۔ ترمذی نے شرح منہاج میں گرم پانی پر کلام کرتے ہوئے ذکر کیا ہے نووی رح شرح المہذب میں فرماتے ہیں یہ بے انتہا ضعیف ہے۔ ابن حجر المکی شرح الشمائل میں فرماتے ہیں۔ یہ حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جحفہ میں حمام میں تشریف

خَبَرُ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَخَلَ حَمَّامَ الْجُحْفَةِ مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقِ الْحُفَّاظِ وَإِنْ وَقَعَ فِي كَلَامِ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهِ وَلَمْ يَعْرِفِ الْعَرَبُ الْحَمَّامَ بِبِلَادِهِمْ إِلَّا بَعْدَ مَوْتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ فِي مَحَلِّهِ وَكَيْفَ يَكُوْنُ مَوْضُوْعًا بِاتِّفَاقِ الْحُفَّاظِ مَعَ إِثْبَاتِ الْحَافِظِ التِّرْمِذِيِّ وَتَضْعِيْفِ النَّوَوِيِّ إِذْ لَا يَخْفَى التَّفَاوُتُ بَيْنَ الضَّعِيْفِ وَالْمَوْضُوْعِ مَعَ أَنَّ الْإِثْبَاتَ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّفْيِ فِي الْأَصْلِ الْمَصْنُوْعِ

لے گئے۔ باتفاق حفاظ موضوع ہے اگرچہ یہ حدیث ترمذی رح کے کلام وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔ اور عرب اپنے شہروں میں حمام کو جانتے بھی نہ تھے۔ انہیں علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حمام کا علم ہوا۔ یہ کلام صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ باتفاق حفاظ موضوع نہیں۔ بلکہ حافظ ترمذی رح نے اسے ثابت کیا ہے۔ اور نووی رح نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور ضعیف و موضوع میں زبردست فرق ہے۔ کیونکہ بلحاظ اصل اثبات نفی پر مقدم ہے۔

۲۰۰- حَدِيْثُ الدَّرَجَةِ الرَّفِيْعَةِ فِيْمَا يُقَالُ بَعْدَ الْأَذَانِ مِنَ الدُّعَاءِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَرَهُ فِي شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ۔

بلند درجہ اس میں ہے۔ کہ اذان کے بعد دعا کہی جائے۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ میں نے اسے روایات میں کہیں نہیں پایا۔

۲۰۱- حَدِيْثُ الدَّمِ مِقْدَارُ الدِّرْهَمِ يُغْسَلُ وَيُعَادُ مِنْهُ الصَّلٰوةُ فِيْهِ نُوْحٌ كَذَّابٌ كَذَا

خون جب درہم کے برابر ہو تو اسے دھویا بھی جائے گا اور نماز کا بھی اعادہ کیا جائے گا اس کا راوی نوح کذاب ہے۔ جیسا کہ لآلی

فی اللآلی۔

میں ہے۔

۲۰۲۔ حدیث الدنیا ساعۃ فاجعلها طاعۃ لا اصل لہ لفظًا لکن یصح معناہ من قولہ تعالی کانہم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من نہار وھو لا ینافی ما ثبت من ان عمر الدنیا سبعۃ آلاف سنۃ فان ما مضی فکانہ فی ساعۃ انقضی۔

دنیا ایک گھڑی کی ہے۔ اس میں اطاعت کرلو لفظًا اس کی کوئی اصل نہیں ہے لیکن یہ معنی اللہ تعالی کے قول سے ثابت ہے گویا کہ وہ اس دن دیکھیں گے جس کا وہ وعدہ کئے گئے تھے۔ وہ دنیا میں دن کا ایک حصہ ٹھیرے ہیں اور یہ جو ثابت ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے یہ اس کے منافی نہیں ہے۔ یہ جتنا زمانہ گزرے گا۔ یہ محسوس ہوگا گویا کہ ایک ساعت میں ختم ہوگیا۔

۲۰۳۔ حدیث الدنیا مزرعۃ الآخرۃ قال السخاوی لم اقف علیہ مع ایراد الغزالی لہ فی الاحیاء قلت معناہ صحیح یقتبس من قولہ تعالی من کان یرید حرث الآخرۃ نزد لہ فی حرثہ۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے سخاوی کہتے ہیں میں اس حدیث سے واقف نہیں۔ غزالی نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں معنوی لحاظ سے یہ بات ثابت ہے اور قرآن سے مستنبط ہوتی ہے "جو آخرت کی کھیتی کا ارادہ رکھتا ہے۔ ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں زیادتی کردیتے ہیں"

۲۰۴۔ حدیث الدیک الابیض صدیقی وصدیق صدیقی وعدو عدوی ولہ طرق

سپید مرغ میرا دوست ہے، میرے دوست کا دوست ہے۔ اور میرے دشمن کا دشمن ہے اس کی مختلف سندات ہیں۔ ابن الجوزی

ذكره ابن الجوزي في الموضوعات
قال العسقلاني لم يتبين
في الحكم على هذا المتن بالوضع
قال السخاوي لكن في أكثر
ألفاظه ركاكة لا رونق لها وقد
أفرد الحافظ أبو نعيم أخبار
الديك في جزء قلت فلا يكون
موضوعا وقال السيوطي أخرجه
ابن أبي أسامة وأبو الشيخ من
حديث أنس وهو منكر.

لئے اس کا موضوعات میں ذکر کیا ہے۔
امام عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ مجھ پر اس متن کے
موضوع ہونے کا حکم ظاہر نہیں ہوا سخاوی
کہتے ہیں۔ اس کے اکثر الفاظ میں اوچھاپن
ہے۔ اور کوئی رونق نہیں پائی جاتی
حافظ ابو نعیم رح نے مرغ کی احادیث ایک
جزو میں جمع کی ہیں۔ سیوطی رح کہتے ہیں اسے
ابن ابی اسامہ رح اور ابو الشیخ نے حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ لیکن
یہ منکر ہے۔

۲۰۵۔ حديث الدين ولو
درهم والعائلة ولو بنت و
السائل ولو كيف الطريق قال
السخاوي لا أستحضره في المرفوع
ومعناه صحيح قلت والمشهور
السؤال ذل ولو أين الطريق.

قرض چاہے ایک درہم کا کیوں نہ ہو۔ بھوکی
چاہے لڑکی کیوں نہ ہو۔ سوال کرنے والا چاہے
کیسا ہی ہو۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ میں مرفوعاً اسے
کہیں نہیں پاتا۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں
مشہور یہ ہے۔ سوال کرنا ذلت ہے چاہے
مسافر کیوں نہ ہو۔

حرف الذال المعجمة

۲۰۶۔ حديث ذكاة الأرض

زمین کی پاکی اس کا خشک ہو جانا ہے ابن

بِتَسْمِيَتِهَا قَالَ ابْنُ الرَّبِيعِ احْتَجَّ بِهِ
الْحَنَفِيَّةُ وَلَا أَصْلَ لَهُ فِي الْمَرْفُوعِ
نَعَمْ ذَكَرَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ مَرْفُوعًا
عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْبَاقِرِ قُلْتُ وَنِعْمَ
السَّنَدُ الظَّاهِرُ مِنَ الْإِمَامِ الْبَاهِرِ
الْمُسَمَّى بِسِلْسِلَةِ الذَّهَبِ فَهِيَ
كَافِيَةٌ لِصِحَّةِ الْمَذْهَبِ الْمُهَذَّبِ
مَعَ أَنَّ الْمُجْتَهِدَ إِذَا اسْتَدَلَّ
بِحَدِيثٍ عَلَى حُكْمٍ مِنَ الْأَحْكَامِ
فَلَا يُتَصَوَّرُ أَنْ يَكُونَ صَحِيحًا
أَوْ حَسَنًا عِنْدَهُ ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ
دُخُولُ ضَعْفٍ أَوْ وَضْعٍ فِي
سَنَدِهِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا أَصْلَ
لَهُ وَإِنَّمَا هُوَ قَوْلُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ
أَخْرَجَهُ ابْنُ جَرِيرٍ فِي تَهْذِيبِ
الْآثَارِ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ وَأَخْرَجَهُ
ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي الْمُصَنَّفِ عَنْهُ
وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ
عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَوْلَهُمَا فَنَفْيُ

الربیع کہتے ہیں۔ یہ حنفیہ علماء کی دلیل ہے اور مرفوعاً
اس کی کوئی اصل نہیں۔ ہاں اسے ابن ابی شیبہؒ
نے مرفوعاً ابوجعفرؒ الباقر سے روایت کیا ہے
ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں سند کی عمدگی ظاہر ہے
جو امام باہر سے مروی ہے جسے سلسلۃ الذہب
کہا جاتا ہے، اور یہ صحت مذہب کے لئے کافی ہے
حالانکہ مجتہد جب کسی حدیث سے کسی حکم پر استدلال
کرتا ہے تو وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ حدیث اس کے
نزدیک صحیح ہے یا حسن پھر اسے سند میں ضعف
یا وضع کا وجود بھی ضرر نہیں پہنچاتا۔ زرکشی کہتے
ہیں اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ محمد بن حنفیہؒ
کا قول ہے۔ ابن جریرؒ نے اسے تہذیب الآثار
میں روایت کیا ہے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں ابن ابی شیبہؒ
نے اپنی مصنف میں محمد بن حنفیہ، ابوجعفر اور
ابوقلابہ سے یہ ان کا قول نقل کیا ہے۔ ملا علیؒ
قاری فرماتے ہیں اس کا مرفوع ہونا گذر چکا ہے
اور یہ حضرت عائشہؓ سے موقوفاً بھی مروی ہے
اس کی اصل ہدایہ میں مرفوعاً موجود ہے اگرچہ
مجھے اس کا مخرج معلوم نہیں۔ یہ تو معلوم ہے

قَدْ تَقَدَّمَ مَرْفُوْعًا وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ مَوْقُوْفًا وَاَصْلُهُ فِي الْهِدَايَةِ مَرْفُوْعًا لٰكِنْ قَالَ مُخَرِّجُهُ لَمْ اَرَهُ فَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ مَوْقُوْفَ الصَّحَابَةِ حُجَّةٌ عِنْدَنَا وَكَذَا الْحَدِيْثُ الْمُنْقَطِعُ اِذَا صَحَّ سَنَدُهُ وَيُقَوِّي الْمَذْهَبَ مَا فِي سُنَنِ اَبِي دَاوُدَ بَابُ طُهُوْرِ الْاَرْضِ اِذَا يَبِسَتْ وَاَسْنَدَ عَنْ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَبِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ فَتًى شَابًّا عَزَبًا وَكَانَتِ الْكِلَابُ تَبُوْلُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ وَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ اِنْتَهٰى فَلَوْلَا اعْتِبَارُ اَنَّهَا تَطْهُرُ بِالْجَفَافِ كَانَ ذٰلِكَ تَبْقِيَةً لَهَا بِوَصْفِ النَّجَاسَةِ مَعَ الْعِلْمِ بِاَنَّهُمْ يَقُوْمُوْنَ عَلَيْهَا فِي الصَّلٰوةِ

کہ موقوف صحابہ ہمارے نزدیک حجت ہے۔ اور ایسے ہی حدیث منقطع جب کہ اس کی سند صحیح ہو۔ اور ہمارے مذہب کی تائید وہ حدیث کرتی ہے۔ جو سنن ابی داؤد میں اس باب کے تحت ہے۔ کہ جب زمین خشک ہو جائے تو پاک ہو جاتی ہے اور انہوں نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ میں حضورؐ کے زمانہ میں مسجد میں سویا کرتا تھا۔ اور میں نوجوان تھا۔ اور مسجد میں کتے آتے جاتے رہتے تھے۔ اور پیشاب کرتے رہتے تھے۔ اور صحابہ اس پر پانی بھی نہ ڈالتے تھے۔ اگر خشک ہونے سے پاک ہونے کا اعتبار نہ ہوتا۔ تو انہیں اس بات سے احتراز کرنا چاہیئے تھا جب کہ وہ جانتے تھے۔ کہ یہاں نجاست موجود ہے اور اس کے باوجود وہ مسجد میں نماز پڑھتے۔ مسجد چھوٹی تھی اور نمازی زیادہ۔ نزاع کے معاملہ میں یہ بمنزلہ اجماع ہوا سخاوی کہتے ہیں ابوداؤد سے یہ الفاظ بھی روایت کئے گئے ہیں

البتة لصغر المسجد وكثرة المصلين فيكون هذا بمنزلة الاجماع في مقام تحقيق النزاع قال السخاوي وروى قوله ابي قلابة بلفظ جفوف الارض طهورها ويعارضه حديث انس في الامر بصب الماء على بول الاعرابي بل ورد فيه الحفر انتفى وفيه ان المراد هو ان الجفوف احدى طرق التطهير لا حفرها فيه فتطهيرها بالماء وصبه لا ينافيه ؂

کہ زمین کا خشک ہو جانا اس کا پاک ہو جانا ہے۔ اور اس حدیث کے حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ کی حدیث معارض ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کے پیشاب پر پانی ڈالنے کا حکم دیا۔ بلکہ کھودنے کا بھی ذکر موجود ہے۔ اور اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ خشک ہونا بھی پاکی کا ایک طریقہ ہے۔ نہ کہ اس کا کھودنا اور یہ ہمارا قول پانی بہانے اور اس سے پاک کرنے کے منافی نہیں ؂

حرف الراء

٢٠٧- حديث رأيت ربي يوم النفر على جمل أورق عليه جبة صوف امام الناس موضوع لا اصل له كذا في الذيل في اللآلي عن ابن عباس رفعه

کوچ کے روز میں نے اپنے خدا کو ایک زرد اونٹ پر سوار دیکھا۔ اور خدا صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھا۔ اور لوگوں کے آگے آگے چل رہا تھا۔ یہ موضوع ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ ذیل میں اس کا

رَأَيْتُ رَبِّيْ فِيْ صُوْرَةِ شَابٍّ لَهُ
وَفْرَةٌ وَرُوِيَ فِيْ صُوْرَةِ شَابٍّ
أَمْرَدَ قَالَ ابْنُ صَدَقَةَ عَنْ أَبِيْ
زُرْعَةَ حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ صَحِيْحٌ
لَا يُنْكِرُهُ إِلَّا مُعْتَزِلِيٌّ وَرُوِيَ فِيْ
بَعْضِهَا بِمُرَادِهِ وَالْحَدِيْثُ إِنْ
حُمِلَ عَلَى الْمَنَامِ فَلَا إِشْكَالَ
فِي الْمَقَامِ وَإِنْ حُمِلَ عَلَى الْيَقَظَةِ
فَأَجَابَ ابْنُ الْهُمَامِ بِأَنَّ هٰذَا
حِجَابُ الصُّوْرَةِ وَكَأَنَّهُ أَرَادَ بِهٰذَا
الْكَلَامِ أَنَّ تَمَامَ الْمَرَامِ مُتَصَوَّرٌ
بِحَمْلِهِ عَلَى التَّجَلِّي الصُّوَرِيِّ
فَإِنَّ مِنَ الْمُحَالِ الضَّرُوْرِيَّاتِ
حَمْلُهُ عَلَى التَّجَلِّي الْحَقِيْقِيِّ فَلِلّٰهِ
سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَنْوَاعٌ مِنَ التَّجَلِّيَاتِ
بِحَسَبِ الذَّاتِ وَالصِّفَاتِ وَ
لَكِنْ لَهُ الْقُدْرَةُ الْكَامِلَةُ وَالْقُوَّةُ
الشَّامِلَةُ زِيَادَةٌ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ
وَغَيْرِهِمْ فِيْ تَشَكُّلِ الصُّوَرِ وَ

ذکر ہے۔ لآلی میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی
ہے۔ کہ میں نے اپنے خدا کو ایک جوان کی صورت
میں دیکھا اس کے لمبے بال تھے۔ اور ایک
روایت میں ہے۔ ایسے جوان کی صورت میں
دیکھا جس کی نہ مونچھیں تھیں نہ داڑھی۔ ابن
صدقہ ابو زرعہ سے روایت کرتے ہیں۔
ابن عباسؓ کی حدیث کا ایک معتزلی ہی انکار
کرسکتا ہے۔ اور بعض کتابوں میں اس کے
فوائد بھی مروی ہیں۔ اور حدیث کا مقصد یہ
ہے اگر رؤیۃ سے مراد خواب کی رویت ہے
تو اس میں کوئی مشکل نہیں ہے۔ اور اگر اس
دیکھنے سے مراد جاگتے ہوئے دیکھنا ہے۔ تو
ابن ہمام نے اس کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ یہ
حجاب صورت ہے۔ گویا کہ ان کے کلام کا منشا یہ
ہے۔ کہ اسے تجلی صورت پر مبنی قرار دیا جائے گا
نہ کہ تجلی حقیقی پر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے
ذات و صفات کے لحاظ سے مختلف قسم کی
تجلیات ہیں۔ اسی طرح اسے قدرت کاملہ
اور وہ قوت حاصل ہے جو فرشتوں وغیرہ سے

الهيئات وهو منزه عن الجسم والصور والجهات بحسب الذات وبهذا ينحل كثير من الشبهات و احاديث والله سبحانه اعلم بحقائق المقامات ودقائق الكرامات وبهذا اندفع كلام السبكي وغيره ان حديث رأيت ربي في صورة الشاب امرد دائر على ألسنة عوام الصوفية وهو موضوع مفترى على رسول الله صلى الله عليه وسلم فان مبنى الحديث على ان في سنده ما يدل على وضعه فمسلم والا فباب التاويل واسع محتمل.

تبدیلی اشکال میں زیادہ ہے۔ حالانکہ وہ باعتبار جسم، صورت اور ذات سے منزہ ہے۔ اس طرح پر بہت سے شبہات اور بہت سی مشکل احادیث صفات حل ہو جائیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ خود مقامات کے حقائق سے زیادہ واقف ہے اور اس سے سبکی وغیرہ کا وہ اعتراض ختم ہو گیا کہ میں نے اپنے خدا کو مرد جوان کی صورت میں دیکھا۔ یہ حدیث عام صوفیوں کی زبان پر مشہور ہے۔ اور یہ موضوع ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹی تہمت لگا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے ایسی حدیث وضع کی ہے جس کی سند سے اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے۔ اور یہ بات مسلم ہے۔ ورنہ تاویل کا دروازہ تو بہت کھلا ہوا ہے۔

فائدہ - ملا علی قاری نے جو تاویل کی ہے وہ بلحاظ معنی ہے۔ اور سبکی وغیرہ نے جو اعتراض کیا ہے، وہ بلحاظ متن و سند ہے۔ اور جب اس کی صحت ثابت ہو جائے گی تو معنوی تاویل بھی صحیح ہو جائے گی۔ اصل اشکال معنوی نہیں، بلکہ اصل اختلاف صحت لفظی اور صحت سند کا ہے۔

٢٠٨ - حَدِيثُ الرَّابِحِ فِي الشَّرِّ
خَاسِرٌ أَيْ مِنَ الْخَيْرِ كَلَامُ بَعْضِ
الْحُكَمَاءِ وَقَدْ قَالَ تَعَالَى وَالْعَصْرِ
إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَمَا
رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَلِلَّهِ دَرُّ الشَّيْخِ
الْبُسْتِيِّ شِعْرٌ
زِيَادَةُ الْمَرْءِ فِي دُنْيَاهُ نُقْصَانُ
وَرِبْحُهُ غَيْرُ مَحْضِ الْخَيْرِ خُسْرَانُ

برائی سے کمانے والا ٹوٹے میں ہے
یعنی بھلائی سے یہ بعض حکماء کا کلام ہے
اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قسم ہے زمانہ
کی کہ انسان ٹوٹے میں ہے۔ مگر جو لوگ ایمان
لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے۔ اور ان کی
تجارت نے انہیں کچھ نفع نہ پہنچایا۔ شیخ بستی رح
نے کیا خوب کہا ہے ؎
دنیاوی معاملات میں آدمی کی زیادتی یہ سراسر نقصان ہے
اور اسکے نفع میں کوئی بھلائی نہیں وہ سراپا ٹوٹے میں ہے

٢٠٩ - حَدِيثُ رَجَعْنَا مِنَ
الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ
قَالُوا وَمَا الْجِهَادُ الْأَكْبَرُ قَالَ جِهَادُ
الْقَلْبِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي
تَسْدِيدِ الْقَوْسِ هُوَ مَشْهُورٌ
عَلَى الْأَلْسِنَةِ وَهُوَ مِنْ كَلَامِ
إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْلَةَ فِي الْكُنَى
لِلنَّسَائِيِّ قُلْتُ ذَكَرَ الْحَدِيثَ
فِي الْإِحْيَاءِ وَنَسَبَهُ الْعِرَاقِيُّ إِلَى
الْبَيْهَقِيِّ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ وَ

ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی
طرف لوٹ آئے۔ صحابہ نے عرض کیا
یارسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے۔ آپ نے
فرمایا قلب سے جہاد۔ عسقلانی رح تسدید القوس
میں فرماتے ہیں۔ یہ لوگوں کی زبان پر مشہور
ہے۔ یہ ابراہیم بن عبلہ کا قول ہے۔ جو نسائی
نے کنی میں نقل کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں۔ غزالی رح نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے
اور عراقی رح کہتے ہیں۔ اسے بیہقی رح نے
جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا

قَالَ هٰذَا اِسْنَادٌ فِيْهِ ضُعْفٌ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَى الْخَطِيْبُ فِيْ تَارِيْخِهٖ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنْ غَزَاةٍ لَّهُمْ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ وَقَدِمْتُمْ مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ قَالُوْا وَمَا الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ قَالَ مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ ۔

ہے۔ اور بیہقی رح فرماتے ہیں۔ اس کی سند میں ضعف ہے۔ سیوطی رح کہتے ہیں خطیبؒ نے اپنی تاریخ میں جابرؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے تشریف لائے اور فرمایا تم بہتر کام کرکے آئے ہو۔ لیکن اب تم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے ہو۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ جہاد اکبر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا بندے کا اپنی خواہش سے جہاد کرنا۔

۲۱۰۔ حَدِيْثُ رَحِمَ اللّٰهُ اَخِي الْخَضِرَ لَوْ كَانَ حَيًّا لَزَارَنِيْ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا يَثْبُتُ مَرْفُوْعًا ۔

اللہ تعالیٰ میرے بھائی خضر پر رحم فرمائے اگر وہ زندہ ہوتے تو میری زیارت کرتے۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں۔ یہ مرفوعاً ثابت نہیں۔

۲۱۱۔ حَدِيْثُ رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ زَارَنِيْ وَزِمَامُ نَاقَتِهٖ بِيَدِهٖ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَصْلَ لَهٗ بِهٰذَا اللَّفْظِ ۔

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو میری زیارت اس حالت میں کرے کہ اس کی ناقہ کی زمام اس کے ہاتھ میں ہو۔ عسقلانی فرماتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۲۱۲۔ حَدِيْثُ رَدُّ دَانِقٍ عَلٰى اَهْلِهٖ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ

درہم کا اس کے گھر والوں پر لوٹانا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ ابن حجرؒ کہتے

سبعين سنة قال ابن حجر ما عرفت اصله يعني اصل مبناه والا فهو صحيح من جهة معناه فان رد الحق الى اهله فرض وهو افضل من عبادة سبعين سنة نفلا وقال السخاوي انما قاله يحيى بن عمر بن يوسف بن عامر الاندلسي الفقيه المالكي حين اتهم على ارتحاله من القيروان لقرطبة ليرد دانقا لبقال عليه انتهى وذكر ابن جماعة في منسكه الكبير ما نصه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال رد دانق من حرام يعدل عند الله سبعين حجة انتهى والدانق بكسر النون وبفتحها سدس الدرهم.

ہیں۔ میں اس کی اصل کو نہیں پہچانتا یعنی الفاظ کو۔ ورنہ بلحاظ معنی یہ صحیح ہے، کیونکہ حق کو اس کے مالک کے پاس لوٹانا یہ فرض ہے۔ اور یہ ستر سال کی نفل عبادت سے بہتر ہے (جب حدیث کی کوئی اصل نہ ہوئی تو ستر سال کی قید کیسے ثابت ہوگی) سخاویؒ کہتے ہیں یہ قول یحیی بن عمر بن یوسف بن عامر الاندلسی المالکی کا ہے۔ جب انہوں نے قیروان سے قرطبہ کو کوچ کرنے کا ارادہ کیا۔ تو ایک بقال کے ان کے ذمہ کچھ درہم تھے۔ انہوں نے اسے درہم دیتے وقت یہ بات کہی۔ ابن جماعہ نے اپنی منسک کبیر میں ذکر کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ حرام مال کو لوٹانا اللہ کے نزدیک ستر حج کے برابر ہے۔ اور دانق درہم کے چھٹے حصے کو بولتے ہیں۔

۲۱۴- حديث رد الشمس على علي

حضرت علیؓ پر سورج لوٹا دیا گیا۔ امام احمدؒ

عَلِیٍّ قَالَ اَحْمَدُ لَا اَصْلَ لَهٗ	فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور
وَتَبِعَهٗ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ	ابن الجوزی رحمۃ نے اسے اپنی موضوعات
وَلٰکِنْ قَدْ صَحَّحَهُ الطَّحَاوِیُّ وَ	میں روایت کیا ہے۔ لیکن طحاوی رح اور
صَاحِبُ الشِّفَاءِ وَاَخْرَجَهُ ابْنُ	صاحب الشفاء نے اسے صحیح قرار دیا ہے
مَنْدَهٗ وَابْنُ شَاهِیْنَ وَغَیْرُهُمَا	ابن مندہؒ۔ ابن شاہینؒ نے اور طبرانیؒ نے
کَالطَّبْرَانِیِّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْاَوْسَطِ	اوسط میں سند حسن کے ساتھ روایت کیا
بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ	ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج
اَمَرَ الشَّمْسَ فَتَاَخَّرَتْ سَاعَةً	کو حکم دیا۔ وہ دن کی ایک ساعت پیچھے ہٹ گیا
مِنَ النَّهَارِ وَتَفْصِیْلُهٗ فِیْ سِیَرِنَا	اور اس کی تفصیل سیر میں موجود ہے ؛
۲۱۴۔ حَدِیْثُ رَسُوْلُ الْمَرْءِ	آدمی کا قاصد اس کی عقل پر دلالت
دَالٌّ عَلٰی عَقْلِهٖ قَوْلُ یَحْیَی بْنِ	کرتا ہے۔ یہ یحییٰ رح بن خالد کا قول ہے جیسا
خَالِدٍ کَمَا اَوْرَدَهُ الدِّکْسُوْرِیُّ	کہ دکسوری رحمۃ نے اپنی مجالسہ میں ذکر
فِی الْمُجَالَسَةِ ۔	کیا ہے ؛
۲۱۵۔ حَدِیْثُ رِیْقُ الْمُؤْمِنِ	مومن کا تھوک بھی شفا ہے۔ اس
شِفَاءٌ مَعْنَاهُ صَحِیْحٌ یَتَاَنَّسُ لَهٗ	کے معنی صحیح ہیں۔ اور یہ حدیث رسول اللہ
بِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِی الْحَدِیْثِ	صلی اللہ علیہ وسلم سے مستنبط ہے۔ کہ قسم ہے
الصَّحِیْحِ اَیْمُ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا	خدا کی ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض
بِرِیْقِ بَعْضِنَا یُشْفٰی سَقِیْمُنَا	کے تھوک سے بیماروں کو باجازت خداوندی
بِاِذْنِ رَبِّنَا وَاَمَّا مَا یَدُوْرُ عَلٰی	شفا دیتی ہے۔ اور یہ جو لوگوں کی زبان

اَلْاَلْسِنَةِ مِنْ قَوْلِهِمْ سُؤْرُ الْمُؤْمِنِ	پر مشہور ہے۔ کہ مومن کا جھوٹا بھی شفاء
شِفَاءٌ فَصَحِيْحٌ مِنْ جِهَةِ الْمَعْنٰى	ہے۔ وہ اس حدیث کی بنا پر ہے۔ جو
لِرِوَايَةِ الدَّارَقُطْنِيْ مِنْ حَدِيْثِ	دار قطنی رح میں ابن عباس رضی اللہ عنہ
ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا مِنَ التَّوَاضُعِ	سے مرفوعاً مروی ہے۔ تواضع میں یہ بھی
اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ مِنْ سُؤْرِ	داخل ہے۔ کہ آدمی اپنے مومن بھائی کا
اَخِيْهِ اَىِ الْمُؤْمِنِ ﴿	جھوٹا پی لے ﴿

حَرْفُ الرَّاءِ!

۲۱۶۔ حَدِيْثُ الزَّحْمَةِ رَحْمَةٌ	تکلیف بھی رحمت ہے یہ حدیث
لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَهُوَ كَلَامٌ	نہیں ہے۔ اور اس لحاظ سے اس کے
صَحِيْحٌ فِي الْمَعْنٰى بِالنَّظَرِ اِلَى	معنی صحیح ہیں۔ کہ عرفات میں نماز کے
الْوُقُوْفِ فِي الصَّلٰوةِ فِيْ طَرِيْقِ	لئے ٹھہرنا۔ ذکر و علم کی مجلسوں میں
عَرَفَاتٍ وَحَلْقِ مَجَالِسِ الذِّكْرِ	بیٹھنا۔ اور برکتوں کی ساعتوں
وَالْعِلْمِ وَفِي الطَّوَافِ فِيْ سَاعَاتِ	میں طواف کرنا۔ اگرچہ یہ بظاہر
الْبَرَكَاتِ فَحِيْنَئِذٍ يَكُوْنُ الزَّحْمَةُ	زحمت ہے۔ لیکن رحمت کا سبب
زِيَادَةٌ فِي الرَّحْمَةِ ﴿	ہے ﴿
۲۱۷۔ حَدِيْثُ زَامِرُ الْحَيِّ لَا	زندہ بانسری بجانے والا خوش
يُطْرِبُ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَهُوَ	نہیں ہوتا۔ یہ حدیث نہیں۔ اکثر اوقات
صَحِيْحٌ فِي الْغَالِبِ وَذٰلِكَ لِاَنَّ	یہ بات صحیح بھی ہوتی ہے۔ کہ گانے والے

المغني في تصبته من كثرة ما
طرق في سمعه لا يبقى له تأثير
في قلبه كضرب الطبال في حال
نقره حيث لا يتغير عن أمره
ومن هنا أن الأكابر من الصوفية
لم يؤثر السماع كهم في الظاهر و
إن كان لا يخلو عن تأثير في
الطوية فقد قيل للجنيد
كيف تركت الوجد في النهاية
بعدما ارتكبت في البداية
فقرأ قوله تعالى وترى الجبال
تحسبها جامدة وهي تمر مر
السحاب ولما رأى الصديق
مؤمنا يبكي في أوائل أمره قال
كنا هكذا فقست قلوبنا أي
قويت واشتدت.

کی مختلف سے کے باعث سننے والے کے
دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ طبلہ بجانے
والا کہ وہ طبلہ بجاتے وقت اپنے حال
سے متغیر نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر اکابر صوفیا
پر ظاہر میں سماع کا کوئی اثر نہیں ہوتا
اگرچہ وہ تاثیر سے خالی نہیں ہوتا۔
جنید رح سے دریافت کیا گیا۔ کہ جب
آپ شروع میں وجد کے مرتکب ہوتے
تھے۔ تو آخر میں کیوں چھوڑ دیا۔ تو
انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ تو پہاڑوں
کو جما ہوا دیکھے گا۔ حالانکہ وہ بادلوں
کی طرح دوڑتے ہیں۔ ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب ایک
شخص کو بات کے شروع پر روتے دیکھا
تو فرمایا۔ ہم بھی ایسے ہی تھے اب ہمارے
دل سخت ہو گئے۔

٢١٨- حديث زكوة الحلي
عارية عن ابن عمر من قوله
قال البيهقي وأما ما يروى عنه م

زیور کی زکوٰۃ عاریت ہے۔ یہ ابن عمر
رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔ اور ان
سے یہ جو مرفوعاً روایت کیا جاتا ہے۔

مَرْفُوْعًا لَيْسَ فِي الْحُلِيِّ زَكٰوةٌ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ ۔

کہ زیور میں زکوٰۃ نہیں۔ یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ۔

٢١٩- حَدِيْثُ زَكٰوةُ الْجَاهِ اِغَاثَةُ اللَّهَفَاتِ لَمْ يُعْرَفْ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَوَرَدَ بِمَعْنَاهُ اَحَادِيْثُ مِنْهَا اَفْضَلُ صَدَقَةِ اللِّسَانِ اَلشَّفَاعَةُ تُفَكُّ بِهَا الْاَسِيْرُ تُحْقَنُ بِهَا الدِّمَاءُ وَتُجَرُّ بِهَا الْمَعْرُوْفُ وَالْاِحْسَانُ اِلٰى اَخِيْكَ وَتُدْفَعُ عَنْهُ الْكَرِيْهَةُ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ

جاہ کی زکوٰۃ مظلوموں کی مدد کرنا ہے
یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ نہیں پہچانی جاتی ہاں اس معنی میں بہت سی احادیث موجود ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ زبان کا افضل صدقہ سفارش بھی ہے۔ جس کے ذریعہ قیدی کو چھڑایا جائے۔ خون رد کے جائیں۔ جس سے بھلائی اور سلوک اپنے بھائی کے ساتھ کیا جائے۔ اور اس سے برائی کو دور کیا جائے اسے طبرانی رح نے کبیر میں اور بیہقی رح نے شعب الایمان میں سمرہ بن جندب سے روایت کیا ہے۔

٢٢٠- حَدِيْثُ الزَّيْدِيَّةُ مَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَرَهُ وَلٰكِنَّهُ عِنْدَ اَبِيْ دَاوٗدَ وَالطَّبْرَانِيِّ وَغَيْرِهِمَا مَرْفُوْعًا مِّنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ الْقَدَرِيَّةُ قَالَ ابْنُ الرَّبِيْعِ بَلْ هُوَ حَدِيْثٌ مَوْضُوْعٌ لَا يَحِلُّ رِوَايَتُهٗ حَاشَا

زیدیہ فرقہ اس امت کا مجوس ہے سخاوی کہتے ہیں میں نے اس حدیث کو نہیں دیکھا ہاں ابوداؤد رح اور طبرانی رح کی روایت میں ابن عمر سے قدریہ کے الفاظ مروی ہیں ابن الربیع کہتے ہیں۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ اس کی روایت بھی حلال نہیں۔ اور زیدیہ تو اس غلط نسبت سے پاک ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے

الزيدية من هذه النسبة
الزيدية اقول ان كانوا على مذهب
القدرية فمعناه صحيح اذ هم
شاركون لهم في القضية سواء
يكون بطريق الكلية والجزئية
والعلة لاثبات الاثنينية فان
المجوس يثبتون النور في
المرتبة الالوهية والظلمة
يثبتون الاصناف المخلوقية
فيعبدون الانوار من الشمس
والقمر واصناف النار وغفلوا
ان الله خلق الظلمات والنور
وسائرها يرى في عالم الظهور
ولم يروا ان الكل مخلوق كما
قال به اهل الحق من اهل
السنة والجماعة من ان الخير
والشر والنفع والضر كله
بخلق الله بل وكل صانع و
صنعته كما في حديث كثير

ہیں۔ اگر وہ قدریہ کے مذہب پر ہیں تو
اس کے معنی صحیح ہیں۔ کیونکہ وہ فیصلہ میں
مشترک ہوں گے چاہے وہ بطریق کلی ہو
یا بطریق جزئی۔ اور ردّ کا اثبات علت ہوگا
کیونکہ مجوس نور کو مرتبہ الوہیت میں ثابت
کرتے ہیں۔ اور ظلمت کو اصناف مخلوق
ثابت کرتے ہیں۔ اس طرح وہ نور کی عبادت
کرتے چاہے وہ سورج کا نور ہو یا چاند کا یا آگ
میں سے کسی صنف کا۔ اور وہ اس بات سے
غافل ہیں کہ اللہ ہی نے نور و ظلمت اور تمام اشیاء
کو جو عالم میں نظر آتی ہیں پیدا فرمایا ہے۔
اور اس بات کا خیال نہیں کیا۔ کہ یہ تمام اشیا
مخلوق ہیں۔ اسی لئے اہل سنت والجماعت
میں سے اہل حق کا قول یہ ہے۔ کہ خیر و شر
اور نفع و ضرر تمام کی تمام اللہ کی مخلوق
ہیں۔ اور وہ ہر شئے کا صانع ہے۔ جیسا کہ
اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ
موجود ہے اور اسی پر اللہ تعالیٰ کا قول دلالت
کرتا ہے۔ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تمہارے

إليه وكذا ايدل عليه قوله تعالى والله خلقكم وما تعملون فمن اعتقد ان له فعلا مستقلا فقد اشرك مع الله جهلا مستهلا واما قول القزويني حديث القدرية مجوس هذه الامة ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم موضوع من حديث المصابيح وكذا صنفان من امتي ليس لهما في الاسلام نصيب القدرية والمرجئة فخطأ منه وقد بينا مخرجهما في المرقاة شرح المشكوة

اعمال کو بھی جس نے یہ اعتقاد کیا کہ اس کے لئے کوئی فعل مستقل ہے اس نے اللہ کے ساتھ جہل مستقل کو بھی شریک ٹھہرایا۔ رہا قزوینی کا یہ قول کہ یہ حدیث وہ قدری اس امت کے مجوس ہیں، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اور اگر وہ مر جائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو۔ یہ مصابیح کی احادیث میں سے موضوع حدیث ہے۔ اور اسی طرح یہ حدیث کہ میری امت میں سے دو جماعتیں ایسی ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں قدریہ اور مرجئہ۔ یہ غلط ہے اور ان کا مخرج ہم نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں بیان کیا ہے۔

حرف السين

۲۲۱۔ حديث سب اصحابي ذنب لا يغفر قال ابن تيمية هذا كذب على النبي عليه الصلوة والسلام وقد قال

میرے صحابہ کو گالی دینا ایسا گناہ ہے جس کی مغفرت نہیں ہو سکتی۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

الله تعالى إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء، قلت وقد يوجه معناه إن صح مبناه بأنه ذنب عظيم تعلقه بحق الأصحاب بل و حق سيد الأصحاب مع أن الغالب في الشباب أنه يستحله ويرجو به الثواب فيه يكفر و يستحق به العقاب وللصادق أن يخبر عن بعض الذنوب بأنه سبحانه لا يغفره حيث تعظم شأنه فهو لا ينافي قوله تعالى ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء، وقد كتبت في المسئلة رسالة مستقلة ولا يبعد أن يكون المعنى سب أصحابي ذنب لا يغفر أي لا كسائر لحديث من سب أصحابي فاضربوه و من سبني فاقتلوه.

اللہ تعالےٰ اپنی ذات کے ساتھ شرک کو تو معاف نہ کرے گا۔ اور اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے معاف کر دے گا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اگر اس کے الفاظ صحیح ہوں تو اس کی توجیہہ یہ کی جائے گی۔ یہ ایک ایسا گناہ عظیم ہے جس کا اصحاب کے حق سے تعلق ہے بلکہ اصحاب کے سردار سے۔ کیونکہ ان کو برا کہنا گویا اسے حلال سمجھنا اور اس سے ثواب کی توقع کرنا ہے اور اس بنا پر اس کی تکفیر کی جائے گی۔ اور وہ عذاب کا مستحق ہوگا۔ اور یہ آیت خداوندی ورد کہ وہ جسے چاہے معاف کر سکتا ہے۔ اس کے منافی نہیں ہے۔ میں نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ اور یہ بعید نہیں۔ کہ اس کے معنی یہ ہوں۔ کہ میرے صحابہ کو گالی دینا ایسا گناہ ہے جس کی مغفرت نہیں اس حدیث کی بنا پر کہ جو میرے صحابہ کو برا کہے اسے مارو اور جو مجھے برا کہے اسے قتل کر دو۔

فائدہ :- اس کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے جس میں یہ آیا ہے کہ جس شخص نے میرے صحابہ کو ایذا پہنچائی۔ اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اور جس نے اللہ کو ایذا دی۔ تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑے گا

یہ ترمذی کی ایک طویل روایت ہے۔

۲۲۲- حَدِيثُ سَبَّابَةُ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَتْ أَطْوَلَ مِنَ الْوُسْطَى غَلَطٌ مِمَّنْ قَالَ بِهِ وَإِنَّمَا كَانَ فِي أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ كَمَا ذَكَرَهُ الْعَسْقَلَانِيُّ حَيْثُ قَالَ وَاشْتُهِرَ هٰذَا عَلَى الْأَلْسِنَةِ كَثِيرًا وَسَلَفُ جُمْهُورِهِمُ الْكَمَالُ الدَّمِيرِيُّ وَهِيَ خَطَأٌ نَشَأَ مِنِ اعْتِمَادِ رِوَايَةٍ مُطْلَقَةٍ وَغَيْرُ الْيَدِ مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِذٰلِكَ بِنَاءً عَلَى أَنَّ الْقِصَّةَ عِنْدَهُ ذِكْرُ وَصْفٍ اخْتَصَّ بِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ غَيْرِهِ وَذٰلِكَ الْحَدِيثُ فِي مُسْنَدِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ مُقَيَّدٌ بِالرِّجْلِ قَالَتْ مَيْمُونَةُ بِنْتُ كَرْدَمٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی انگلی درمیانی انگلی سے بڑی تھی۔ جس شخص نے یہ روایت بیان کی اس نے غلطی کھائی۔ یہ بات آپ کے پیروں کی انگلیوں میں پائی جاتی تھی۔ عسقلانی فرماتے ہیں یہ لوگوں کی زبان پر بہت مشہور رہا ہے اور سلف میں سے بھی کمال دمیری کو غلطی ہوئی۔ انہوں نے روایت کو اعتماد کے ساتھ مطلقاً بیان کیا۔ اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی انگلیاں مراد لیں اور اسے حضورؐ کی خصوصیت ٹھہرایا حالانکہ یہ حدیث مسند احمد بن حنبل میں پاؤں کی قید کے ساتھ موجود ہے۔ میمونہؓ بنت کردم فرماتی ہیں۔ میں اس بات کو نہیں بھولی کہ حضور کے قدم مبارک

فما نسيت طول اصبع قدميه السبابة على سائر اصابعه و لكن هو عند البيهقي في الدلائل قال العسقلاني وقد سئل من قول القرطبي ان مسبحة النبي عليه السلام اطول من الوسطى فاجاب بما تقدم اقول ولعل الباعث على غلط الدميري والقرطبي وغيرهما ان السبابة حقيقة في اليد و مجاز في الرجل فحملوها على حقيقته مع انه لا ينافي كون سبابتي رجليه ايضا ان يكون اطول والله سبحانه اعلم بحقيقة امره .

انگلیوں میں انگوٹھے کے قریب کی انگلی سب سے بڑی تھی بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں اسی طرح روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ سے قرطبیؒ کے اس قول کی تشریح پوچھی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی شہادت درمیان کی انگلی سے بڑی تھی۔ تو انہوں نے اس کا یہی جواب دیا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں دمیری اور قرطبی وغیرہ کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ سبابہ فی الواقع ہاتھ کی انگلی کو بولتے ہیں۔ لیکن کبھی مجازاً پیر کی انگلی پر بھی بولا جاتا ہے۔ انہوں نے اسے حقیقت پر محمول کیا۔ باوجود اس بات کے کہ پیر کی انگلی کا اور انگلیوں سے بڑا ہونا اس بات کے منافی نہ تھا۔ اور حقیقت امر کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

۲۲۳ - حديث السر عند الاحرار وكذا قولهم صدور الاحرار قبور الاسرار كلام بعض الابرار ولبعض المشائخ الكبار

راز آزاد لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔ ایسے ہی یہ بھی لوگوں کا قول ہے۔ کہ آزاد آدمیوں کے سینے رازوں کی قبریں

مَنِ اطَّلَعُوْهُ عَلٰى سِرٍّ فَلَمْ يُبِدْهُ لَمْ يَأْمَنُوْهُ عَلَى الْأَسْرَارِ مَا عَاشَا

ہیں۔ یہ بعض نیک لوگوں کا کلام ہے۔

۲۲۴۔ حَدِيْثُ السَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ لَا يَثْبُتُ وَرَوَاهُ الرَّامَهُرْمُزِيُّ فِي الْأَمْثَالِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ خَالِدٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ السُّيُوْطِيُّ أَمَّا حَدِيْثُ عُقْبَةَ فَطَوِيْلٌ جِدًّا أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي مُسْنَدِهٖ وَقَدْ وَرَدَ هٰذَا اللَّفْظُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَوْقُوْفًا أَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ عُمَرَ مَوْقُوْفًا أَخْرَجَهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِي سُنَنِهٖ

نیک بخت وہ ہے۔ جو دوسرے سے نصیحت کرے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں ابن جوزیؒ کا قول ہے۔ یہ ثابت نہیں۔ رامہرمزیؒ نے اپنی امثال میں ابن خالد اور عقبہ بن عامرؓ سے روایت کیا ہے۔ سیوطی کہتے ہیں۔ عقبہؓ کی حدیث بہت طویل ہے۔ اسے دیلمیؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور ان الفاظ کے ساتھ یہ ابن مسعودؓ سے موقوفاً مروی ہے جیسا کہ ابن ماجہؒ نے اسے روایت کیا ہے۔ اور بیہقیؒ نے اپنی مدخل میں حضرت عمرؓ کا قول بیان کیا ہے۔ سعید بن منصورؒ نے بھی اسے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

۲۲۵۔ حَدِيْثُ السَّفَرُ يُسْفِرُ عَنْ أَخْلَاقِ الرِّجَالِ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ بَلْ مِنْ بَابِ اسْتِنْبَاطِ الْمَقَالِ وَالْمَعْنٰى إِنَّ السَّفَرَ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْخَطَرِ وَالْكَدِّ لَيَكْشِفُ عَنْ أَخْلَاقِ

سفر آدمی کے اخلاق ظاہر کر دیتا ہے۔ یہ حدیث نہیں، بلکہ ایک مثال ہے۔ اور مقصد یہ ہے۔ کہ جب سفر میں خطرات اور خوف پیش آتا ہے تو آدمی کے اخلاق جو مختلف وجوہات

الرِّجَالِ مَا کَمَنَ یَنْکَشِفُ فِی الْحَضَرِ	کی بنا پر حضر میں چھپے ہوئے تھے ظاہر
مِنَ الْاَحْوَالِ ۔	ہو جاتے ہیں ۔
۲۲۶۔ حَدِیْثُ سُفَہَآءُ مَکَّۃَ	مکہ کے بیوقوف جنت کے پتے ہوں گے
حَشْوُ الْجَنَّۃِ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ	عسقلانی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں
لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ وَقَالَ ابْنُ اَبِی	ابن ابی الضیف کہتے ہیں ہو سکتا ہے
الضَّیْفِ اِنَّمَا ھُوَ اَسِفَاءُ مَکَّۃَ	یہ لفظ اسفار ہو۔ یعنی مکہ کے وہ لوگ
اَیِ الْمَحْزُوْنُوْنَ فِیْہَا عَلٰی تَقْصِیْرِہِمْ	جو اپنے گناہوں پر غمگین ہوتے ہیں۔
اَقُوْلُ ثَبِّتَ الْعَرْشَ ثُمَّ انْقُشْ	ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ جب صحت
فَالْمَدَارُ عَلٰی صِحَّۃِ الْمَبْنٰی ثُمَّ	لفظی ثابت ہو جائے گی۔ تو اس پر معنی
یَتَفَرَّعُ عَلَیْہِ صِحَّۃُ الْمَعْنٰی نَعَلٰی	بھی متفرع ہو سکتے ہیں۔ اگر صحت لفظی
تَقْدِیْرِ صِحَّۃِ لَفْظِہٖ یُمْکِنُ اَنْ	کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو یہ کہا جائے گا۔
یُقَالَ اَنَّہٗ مُبَالَغَۃٌ فِیْ مَدْحِ اَھْلِ	کہ یہ اہل مکہ کی تعریف میں مبالغہ ہے
مَکَّۃَ وَسُکَّانِہَا تَعْظِیْمًا لِلْکَعْبَۃِ	کیونکہ کعبہ معظم اور ذی شان ہے تو اس
وَشَانِہَا وَتَفْخِیْمًا لِلْحُرْمَۃِ جِیْرَانِہَا	کے پڑوسیوں کی عزت بھی زیادہ ہوئی
کَاَنَّہٗ اِذَا کَانَ سُفَہَاءُ مَکَّۃَ	اور جب مکہ کے بیوقوف جنت
حَشْوَ الْجَنَّۃِ اَیْ وَسْطَہَا فَمَا	کے پتے ہوئے۔ تو اس کے فقہاء کا
بَالُ فُقَہَآءِہَا فَلَا شَکَّ اَنَّہُمْ	تو کیا حال ہوگا۔ اور اس میں شک نہیں
یَکُوْنُوْنَ فِیْ اَعْلَاھَا وَغَیْرُھُمْ	کہ وہ دوسروں کے مقابلہ میں اعلیٰ
فِیْ اَدْنَاھَا ۔	مقام میں ہوں گے ۔

۲۲۷۔ حَدِیْثُ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی الْقُنُوْتِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ وَاِنْ وَقَعَ فِیْ کَلَامِ جَمْعٍ مِنَ الْفُقَہَاءِ کَمَا بَیَّنْتُہٗ فِی الْقَوْلِ الْبَدِیْعِ۔

قنوت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنا۔ اگرچہ یہ تمام فقہاء کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ میں نے اسے قول بدیع میں بیان کیا ہے۔

۲۲۸۔ حَدِیْثُ السَّلَامَۃُ فِی الْعُزْلَۃِ کَلَامٌ صَحِیْحٌ وَلَیْسَ بِحَدِیْثٍ صَرِیْحٍ۔

تنہائی میں سلامتی ہے۔ کلام تو صحیح ہے۔ لیکن یہ حدیث صریح نہیں۔

۲۲۹۔ حَدِیْثُ سَلِّمُوْا عَلَی الْیَہُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَلَا تُسَلِّمُوْا عَلٰی یَہُوْدِ اُمَّتِیْ قِیْلَ وَمَنْ یَہُوْدُ اُمَّتِکَ قَالَ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ قَالَ السُّیُوْطِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ وَاَوْرَدَہٗ فِی الْفِرْدَوْسِ بِلَفْظِ وَلَا تُسَلِّمُوْا عَلٰی شَارِبِ الْخَمْرِ وَبَیَّضَ لَہٗ وَلَدُہٗ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَلَمْ یَذْکُرْ اِسْنَادًا۔

یہود و نصاریٰ کو سلام کرو لیکن میری امت کے یہود کو سلام نہ کرو۔ عرض کیا گیا آپ کی امت کے یہود کون ہیں۔ آپ نے فرمایا جو نماز چھوڑ دے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں۔ میں اس سے واقف نہیں۔ اگرچہ فردوس میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ شراب پینے والے کو سلام نہ کرو۔ اور ان کے لڑکے نے اپنے مسند میں اس کی سرخی بنائی ہے لیکن سند کوئی ذکر نہیں کی۔

۲۳۰۔ حَدِیْثُ سَوْدَاءُ وَلُوْدٌ خَیْرٌ مِنْ حَسْنَاءَ لَا تَلِدُ کَذَا فِی

بچے جننے والی کالی عورت حسین بانجھ سے بہتر ہے۔ یہ حدیث احیاء میں ہے عراقیؒ

الإِحْيَاءِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ أَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الضُّعَفَاءِ مِنْ رِوَايَةِ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ وَلَا يَصِحُّ قِيلَ وَذَكَرَهُ فِي النِّهَايَةِ بِهَذَا اللَّفْظِ وَأَخْرَجَهُ الزُّهْرِيُّ حَدِيثًا مَرْفُوعًا وَأَخْرَجَهُ غَيْرُهُ عَنْ عُمَرَ مَوْقُوفًا۔

کہتے ہیں اسے ابن حبان ؒ نے ضعفاء میں بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ نقل کیا ہے لیکن یہ حدیث صحیح نہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ نہایہ میں بھی موجود ہے۔ زہری ؒ نے بھی اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے اور دیگر محدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً۔

۲۳۱۔ حَدِيثُ السِّوَاكِ يَزِيدُ الرَّجُلَ فَصَاحَةً قَالَ الصَّغَانِيُّ وَضْعُهُ ظَاهِرٌ۔

مسواک آدمی کی فصاحت کو زیادہ کرتی ہے۔ صغانی ؒ کہتے ہیں۔ اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے۔

۲۳۲۔ حَدِيثُ سَيِّدُ طَعَامِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّحْمُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَابْنُ الدُّنْيَا مِنْ حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوعًا بِهِ وَسَنَدُهُ ضَعِيفٌ فِيهِ سُلَيْمَانُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ مَسْلَمَةَ الْجَزَرِيِّ وَقَدْ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِي سُلَيْمَانَ أَنَّهُ يَرْوِي عَنْ مَسْلَمَةَ أَشْيَاءَ مَوْضُوعَةً وَمَا أَدْرِي التَّخْلِيطُ

دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ اسے ابن ماجہ ؒ اور ابن الدنیا نے ابوالدرداء ؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ کیونکہ اس حدیث کو سلیمان بن عطاء مسلمۃ الجزری سے سے روایت کرتا ہے۔ ابن حبان سلیمان کے بارے میں کہتے ہیں۔ کہ وہ مسلمہ سے بہت سی موضوع احادیث روایت کرتا ہے میں نہیں جانتا کہ یہ غلطی سلیمان کی ہے۔ یا مسلمہ ؓ کی

مِنْهُ آدَمُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَقَالَ
الْعُقَيْلِيُّ لَا يَصِحُّ فِيهِ شَيْءٌ وَأَدْخَلَهُ
ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ لٰكِنْ
قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ يَتَبَيَّنْ لِي
الْحُكْمُ عَلٰى هٰذَا الْمَتْنِ بِالْوَضْعِ
فَإِنَّ مَسْلَمَةَ غَيْرُ مَجْرُوحٍ وَابْنَ
عَطَاءٍ ضَعِيفٌ قَالَ السَّخَاوِيُّ
وَلَهُ شَوَاهِدُ مِنْهَا عَنْ عَلِيٍّ
رَفَعَهُ بِلَفْظِ سَيِّدُ طَعَامِ الدُّنْيَا
اللَّحْمُ ثُمَّ الْأَرُزُّ أَخْرَجَهُ أَبُو نُعَيْمٍ
فِي الطِّبِّ النَّبَوِيِّ وَعَنْ صُهَيْبٍ
بِلَفْظِ سَيِّدُ الطَّعَامِ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ اللَّحْمُ ثُمَّ الْأَرُزُّ أَخْرَجَهُ
الدَّيْلَمِيُّ مِنْ جِهَةِ الْحَاكِمِ۔

عقیلیؒ کہتے ہیں اس مضمون کی کوئی حدیث صحیح نہیں۔ ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں داخل کیا ہے۔ عسقلانی فرماتے ہیں۔ اس حدیث کا موضوع ہونا مجھ پر ظاہر نہ ہو سکا کیونکہ مسلمہ غیر مجروح ہے اور ابن عطاء ضعیف ہے۔ سخاوی کہتے ہیں۔ اس کے بہت سے شواہد حضرت علیؓ سے مرفوعاً مروی ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ دنیا کے کھانوں کا سردار گوشت، پھر چاول ہیں۔ اسے ابو نعیمؒ نے طب نبوی میں بیان کیا ہے۔ اور صہیبؓ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار گوشت پھر چاول ہیں اسے دیلمیؒ نے حاکمؒ کی طرف سے روایت کیا ہے۔

۲۳۳۔ حَدِيثُ سَيِّدُ الْعَرَبِ
عَلِيٌّ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي صَحِيحِهِ مِنْ
حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا
أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَعَلِيٌّ سَيِّدُ
الْعَرَبِ وَلَهُ شَوَاهِدُ كُلُّهَا

عرب کے سردار علیؓ ہیں۔ اسے حاکمؒ نے اپنی صحیح میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں۔ اور علیؓ عرب کے سردار ہیں۔ اس کے بہت سے شواہد ہیں اور سب کے سب ضعیف

مَوْضُوْعَۃٌ بَلْ حَکَمَ الذَّھَبِیُّ اِلَی الْحُکْمِ	ہیں، بلکہ امام ذہبی نے اس پر وضع کا حکم لگایا
عَلَیْھَا بِالْوَضْعِ قُلْتُ وَلَعَلَّہٗ نَظَرَ	ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا
الْمَعْنٰی مَعَ قَطْعِ النَّظْرِ اِلٰی صِحَّۃِ	ہے۔ کہ ذہبی نے الفاظ کی بجائے معنیٰ کی جانب
الْمَبْنٰی وَقَدْ ذَکَرَہُ الزَّرْکَشِیُّ وَ	نظر کی ہے۔ زرکشی رح نے اس کا ذکر کیا ہے اور
قَالَ رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ مِنْ	کہا ہے اسے ابو نعیم رح نے حلیہ میں حسن بن علی رض
حَدِیْثِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ وَقَالَ	سے روایت کیا ہے۔ سیوطی رح کہتے ہیں اسے حاکم
السُّیُوْطِیُّ رَوَاہُ الْحَاکِمُ فِیْ مُسْتَدْرِکِہٖ	نے مستدرک میں عائشہ رض اور جابر رض سے روایت
عَنْ عَائِشَۃَ وَجَابِرٍ وَقَالَ الذَّھَبِیُّ	کیا ہے۔ ذہبی اپنی مختصر میں کہتے ہیں۔ یہ موضوع
فِیْ مُخْتَصَرِہٖ اَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ وَ	ہے۔ ابن عساکر رح نے قیس بن ابی حازم سے
اَخْرَجَہُ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ قَیْسِ	مرسلاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ میں
بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ مُرْسَلًا بِلَفْظِ اَنَا	آدم کی اولاد کا سردار ہوں۔ ابو بکر رض عرب
سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَاَبُوْ بَکْرٍ سَیِّدُ	کے بوڑھوں کے سردار، اور علی رضی اللہ
کُھُوْلِ الْعَرَبِ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ	تعالےٰ عنہ عرب کے جوانوں کے سردار
شَبَابِ الْعَرَبِ اِنْتَھٰی وَبِھٰذَا	اس طرح یہ اشکال بھی ختم ہو گیا جس
یَزُوْلُ الْاِشْکَالُ حَیْثُ لَمْ یُرِدْ	میں عرب کی کوئی جنس کسی حال میں بیان نہیں
بِالْعَرَبِ جِنْسَہٗ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ	کی گئی تھی۔
۲۳۴۔ حَدِیْثُ سِیْرُوْا عَلٰی	اپنے کمزوروں کی سیرت پر چلو سخاوی رح
سَیْرِ اَضْعَفِکُمْ قَالَ السَّخَاوِیُّ	کہتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں
لَا اَعْرِفُہٗ بِھٰذَا اللَّفْظِ لٰکِنْ مَعْنَاہُ	پہچانتا۔ لیکن اس کے معنی اس حدیث میں

فِی قَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اُمَّ النَّاسَ وَاقْعُدْ بِاَضْعَفِہِمْ۔ پائے جاتے ہیں۔ لوگوں کی امامت کرا اور ان کمزوروں کے ساتھ بیٹھ۔

۲۲۵۔ حَدِیْثُ سِیَاسَۃُ النَّاسِ اَشَدُّ مِنْ سِیَاسَۃِ الدَّوَابِّ ذَکَرَہُ النَّوَوِیُّ فِیْ تَھْذِیْبِ الْاَسْمَاءِ وَاللُّغَاتِ مِنْ حِکَمِ الْاِمَامِ الشَّافِعِیِّ لوگوں کی سیاست چوپاؤں کی سیاست سے زیادہ سخت ہے۔ اس کو نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں امام شافعیؒ کا قول بیان کیا ہے۔

۲۲۳۔ حَدِیْثُ سَیُکْذَبُ عَلَیَّ قَالَ ابْنُ الْمُلَقِّنِ فِیْ تَخْرِیْجِ الْبَیْضَاوِیِّ ھٰذَا الْحَدِیْثُ لَمْ اَرَہٗ نَعَمْ فِیْ اَفْرَادِ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ۔ عنقریب مجھ پر جھوٹ بولا جائیگا ابن ملقن رح تخریج بیضاوی میں فرماتے ہیں۔ اس طرح میں نے اسے کہیں نہیں پایا۔ ہاں افراد مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آخیر زمانہ میں دجال اور کذاب ہوں گے۔

۲۳۶۔ حَدِیْثُ سِیْنُ بِلَالٍ عِنْدَ اللّٰہِ شِیْنٌ قَالَ ابْنُ کَثِیْرٍ لَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ قَدْ تَقَدَّمَ۔ بلال رضؓ کا سین اللہ کے نزدیک شین ہے۔ ابن کثیر رح کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا۔

حَرْفُ الشِّیْن

۲۳۸۔ حَدِیْثُ شَاوِرُوْھُنَّ عورتوں سے مشورہ کرو۔ اور ان کی مخالفت

وَقَالَ الْمَنُوْفِيُّ لَا يَثْبُتُ بِهٰذَا اللَّفْظِ
وَإِنْ كَانَ لَهُ وَجْهٌ مِنْ حَيْثُ
الْمَعْنٰى قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَعْرِفْهُ
مَرْفُوْعًا بَلْ يُرْوٰى فِي الْمَرْفُوْعِ
مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ لَا يَفْعَلَنَّ
أَحَدُكُمْ أَمْرًا حَتّٰى يَسْتَشِيْرَ
فَإِنْ لَمْ يَجِدْ مَنْ يُسْتَشِيْرُ فَلْيَسْتَشِرْ
امْرَأَةً ثُمَّ لِيُخَالِفْهَا فَإِنَّ فِيْ
خِلَافِهَا الْبَرَكَةَ وَفِيْ سَنَدِهٖ
ضَعْفٌ وَانْقِطَاعٌ وَرَوَى
الدَّيْلَمِيُّ وَالْعَسْكَرِيُّ وَالْقُضَاعِيُّ
عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا طَاعَةُ
النِّسَاءِ نَدَامَةٌ لٰكِنْ قَالَ ابْنُ
عَدِيٍّ مَا حَدَّثَ بِهٖ عَنْ هِشَامٍ
إِلَّا ضَعِيْفٌ وَأَدْخَلَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ
فِي الْمَوْضُوْعَاتِ لَيْسَ بِجَيِّدٍ
انْتَهٰى كَلَامُ السَّخَاوِيِّ وَقَالَ
السُّيُوْطِيُّ هُوَ بَاطِلٌ لَا أَصْلَ
لَهُ لٰكِنْ فِيْ مَعْنَاهُ حَدِيْثُ طَاعَةِ

کہ وہ ان الفاظ کے ساتھ ثابت نہیں۔ چاہے
معنوی لحاظ سے اس کے لئے وجہ موجود ہو
سخاویؒ کہتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں پہچانتا
بلکہ مرفوعاً حضرت انسؓ سے یہ روایت ہے
تم میں سے کوئی بغیر مشورہ کے کام نہ کرے۔ اگر
کوئی مشورہ کے لئے نہ ملے تو عورت سے مشورہ
کرلے۔ اور پھر اس کی مخالفت کرے۔ کیونکہ اس
کی مخالفت میں برکت ہے۔ اس کی سند میں
ضعف بھی ہے اور انقطاع بھی۔ دیلمیؒ، عسکریؒ
اور قضاعیؒ نے حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً روایت
کیا ہے۔ عورتوں کی اطاعت ندامت ہے
ابن عدیؒ کہتے ہیں اسے ہشام سے روایت
کرنے والا ضعیف ہے۔ ابن جوزیؒ نے
اسے موضوعات میں داخل کیا ہے۔ اگرچہ
یہ بہتر نہیں۔ یہاں تک یہ سخاوی رحؒ کا
کلام تھا۔ سیوطیؒ کہتے ہیں۔ یہ باطل ہے
اس کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن اس معنیٰ میں
یہ حدیث موجود ہے۔ عورتوں کی اطاعت
ندامت ہے۔ اسے ابن عدیؒ، ابن لال اور

النساء ندامة أخرجه ابن عدي
وابن لال والديلمي عن عائشة
وأخرج ابن عدي من حديث
أم سعد بنت زيد بن ثابت
عن أبيها مرفوعا طاعة المرأة
ندامة وأخرج الطبراني والحاكم
وصححه من حديث أبي بكرة
مرفوعا هلكت الرجال حين
طاعة النساء وأخرج العسكري
في الأمثال عن عمر رض قال
خالفوا النساء فإن في خلافهن
البركة وأخرج عن معاوية
قال عودوا النساء لا فإنها
ضعيفة إن أطعتها أهلكتك
وقال بعض الشعراء ؎
ترك خلافهن من الخلاف

۲۳۹ حديث شبيه الشيء
منجذب إليه هو كقولهم
الجنس إلى الجنس يميل و

دیلمی نے حضرت عائشہ رض سے روایت کیا
ہے۔ اور ابن عدی نے ام سعد بنت زید
بن ثابت عن ابیہا سے مرفوعاً روایت کیا
ہے عورت کی اطاعت شرمندگی ہے۔
طبرانی اور حاکم نے ابو بکرہ رض سے مرفوعاً روایت
کیا ہے۔ جب مردوں نے عورتوں کی
اطاعت کی ہلاک ہوئے۔ عسکری نے
امثال میں حضرت عمر رض سے روایت کیا
ہے۔ عورتوں کی مخالفت کرو۔ کیونکہ اس
میں برکت ہے۔ اور امیر معاویہ رض سے
روایت کیا ہے عورتوں کی عیادت کیا کرو
اس لئے نہیں کہ وہ ضعیف ہیں بلکہ اگر تو
ان کی اتباع کرے گا۔ تو تجھے
ہلاک کر دیں گی۔ بعض شعراء کہتے
ہیں ع۔
ان کے خلاف کو چھوڑنا بھی اختلاف ہے۔

کسی شے کی شبیہ اس کی جانب
کھنچتی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے۔ جیسے لوگوں
کا قول ہے جنس جنس کی جانب مائل ہوتی

قولهم الجنسية علة الضم و
قولهم الصحبة مع غير الجنس
عذاب شديد كما فسر به قوله
تعالى لأعذبنه عذابا شديدا
أي لأجعلنه مع غيره في قفص
والكل مستفاد من حديث
الأرواح جنود مجندة وقد
ذكر في سبب وروده أنه
رأى امرأة عند عائشة فقال
من هي فقالت مضحكة مكة
فقال أين نزلت فقالت عند
مضحكة المدينة وفي قوله تعالى
قل كل يعمل على شاكلته
إيماء إلى ذلك .

ہے اور لوگوں کا قول کہ جنسیت ملاپ کی
وجہ ہے۔ غیر جنس کے ساتھ بیٹھنا بھی ایک
سخت عذاب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
اس قول کی تفسیر فرمائی ہے۔ میں اسے سخت
عذاب دوں گا۔ یعنی اسے غیر جنس کے ساتھ پنجرے
میں بند کر دوں گا۔ اور یہ کلیہ اس حدیث سے
بھی مستفاد ہے۔ روحیں ترتیب دی ہوئی لشکر
ہیں اس کے ذکر کا سبب یہ ہے۔ آپ نے ایک
عورت کو عائشہؓ کے پاس دیکھا تو دریافت فرمایا
کون ہے حضرت عائشہ نے جواب دیا مکہ کی ہنسانے
والی۔ آپ نے فرمایا یہ کہاں ٹھہری حضرت عائشہؓ
نے جواب دیا مدینہ کی ہنسانے والی کے اس اللہ
تعالیٰ کا قول ہے ہر شخص اپنی فطرت کے مطابق
عمل کرتا ہے سے اسی جانب اشارہ ہے۔

٢٤٠ - حديث شراركم عزابكم
أورده ابن الجوزي في الموضوعات
فلخطأ كما ذكره السيوطي فقد
أخرجه أحمد والطبراني عن
عطية بن بسر وابن عدي عن

تمہارے بد معاش تمہارے مجرد
ہیں۔ اسے ابن الجوزیؒ نے موضوعات میں شمار
کیا ہے۔ اور انہوں نے غلطی کھائی ہے سیوطیؒ
کہتے ہیں۔ اسے احمدؒ اور طبرانیؒ نے عطیہ
بن بسر۔ ابن عدیؒ نے ابو ہریرہؓ اور

أبي هريرة رضي الله عنه وأبو يعلى عن جابر وقال السخاوي أخرجه أبو يعلى والطبراني من حديث أبي هريرة مرفوعاً ‌۔

ابو یعلی رحمہ نے جابر رضہ سے روایت کیا ہے سخاوی رحمہ کہتے ہیں۔ اسے ابو یعلی رحمہ اور طبرانی رحمہ نے ابو ہریرہ رضہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

٢٤١ - حديث شراركم معلموا صبيانكم أقلهم رحمة على اليتيم وأغلظهم على المسكين موضوع كما ذكره اللآلي ‌۔

تمہارے بد معاش تمہارے بچوں کے استاد ہیں۔ جو یتیم پر رحم کم کرتے۔ اور مسکین پر سختی کرتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ لآلی میں ہے۔

٢٤٢ - حديث شر الحيوة ولا الممات ليس بحديث بل هو من كلام بعض الحكماء القدماء قاله العسقلاني وهو غير صحيح من حيث المعنى فإن من يغلب خيره شره فالموت خير له كما يستفاد من قوله عليه الصلوة والسلام طوبى لمن طال عمره وحسن عمله وويل لمن طال عمره وساء عمله وهو مستفاد

زندگی کی شرارت اور نہ موت کی۔ یہ حدیث نہیں بلکہ بعض قدیم حکماء کا کلام ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ فرماتے ہیں۔ اور بلحاظ معنی بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ اگر اس کی برائیاں بھلائی پر غالب آگئی ہیں تو موت بہتر ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے خوشی ہے اس کے لئے جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال اچھے ہوں۔ اور تباہی ہے اس کے لئے جس کی عمر لمبی اور اعمال برے ہوں ہے اور یہ اللہ تعالے کے قول سے بھی ثابت ہوتا ہے

ایضا من قولہ سبحانہ وتعالی ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لہم خیر لانفسہم انما نملی لہم لیزدادوا اثما۔

اور کافر یہ خیال نہ کریں کہ ہم انہیں جو ڈھیل دے رہے ہیں یہ ان کے لئے بہتر ہے ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں تاکہ یہ گناہوں میں زیادتی کرتے رہیں۔

۲۴۳۔ حدیث الشفقۃ علی خلق اللہ تعظیم لامر اللہ قال السخاوی لا اعرفہ بہذا اللفظ قلت وھو من کلام بعض المشائخ حیث قال مدار الامر علی شیئین التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علی خلق اللہ۔

مخلوق پر مہربانی کرنا حکم خداوندی کی تعظیم ہے۔ سخاوی رح کہتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں پہچانتا۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں یہ بعض مشائخ کا کلام ہے۔ جیسا کہ ان کا قول ہے کہ حکم کا دارومدار دو چیزوں پر ہے اللہ کے حکم کی عظمت کرنا۔ اور اللہ کی مخلوق پر مہربانی کرنا۔

۲۴۴۔ حدیث الشکر فی الوجہ مذمۃ لیس بحدیث ویناسبہ حدیث قطعت عنق اخیک خطابا لمن مدح صاحبہ فی حضورہ۔

منہ پر شکر کرنا مذمت ہے یہ حدیث نہیں ہے، اور یہ مناسب ہے اس حدیث کے "تو نے اپنی گردن کاٹ دی" یہ خطاب ہے اس کے لئے جس نے اپنے بھائی کی تعریف اس کے منہ پر کی"

۲۴۵۔ حدیث شہادۃ البقاع للمصلی یروی عن ابی الدرداء وغیرہ من الصحابۃ والتابعین

زمین کی شہادت نمازی کے لئے۔ یہ ابو الدرداء رض وغیرہ صحابہ اور تابعین سے مروی ہے اور قرآن بھی اس کی شہادت دیتا

وَيَشْهَدُ لَهُ قَوْلُهُ تَعَالَى يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى لَهَا۔

ہے۔ جس روز زمین ان کے حال بیان کرے گی، گویا کہ تیرے رب نے زمین کے پاس وحی کی ہے۔

۲۴۶۔ حَدِيثُ شَهَادَةُ الْمَرْءِ عَلَى نَفْسِهِ بِشَهَادَتَيْنِ لَيْسَ بِحَدِيثٍ وَلَكِنَّهُ صَحِيحُ الْمَعْنَى بِالنَّظَرِ إِلَى الْإِقْرَارِ وَأَمَّا قَوْلُهُمْ شَهَادَةُ الْمَرْءِ عَلَى نَفْسِهِ بِسَبْعِينَ فَكَذَا لَا أَصْلَ لَهُ وَيَصِحُّ مَعْنَاهُ عَلَى الْمُبَالَغَةِ۔

آدمی کی اپنی جان پر شہادت دینا دو شہادتیں ہیں۔ یہ بھی حدیث نہیں ہے اس کے معنی اس لحاظ سے صحیح ہیں، کہ ایک شہادت نظر اور ایک شہادت اقرار۔ اور لوگوں کا قول ہے، کہ آدمی کی اپنی جان پر شہادت ستر شہادتیں ہیں۔ اس کی بھی اصل نہیں اور معنی بلحاظ مبالغہ صحیح ہوں گے۔

۲۴۷۔ حَدِيثُ شَهَادَةُ الْمُسْلِمِينَ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضِهِمْ جَائِزَةٌ وَلَا يَجُوزُ شَهَادَةُ الْعُلَمَاءِ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ لِأَنَّهُمْ حُسَّدٌ لَيْسَ مِنَ الْحَدِيثِ وَإِسْنَادُهُ فَاسِدٌ مِنْ وُجُوهٍ كَثِيرَةٍ عَلَى مَا فِي اللَّآلِي وَعَلَى تَقْدِيرِ صِحَّتِهِ فَالْعُلَمَاءُ يُرَادُ بِهِمْ عُلَمَاءُ الدُّنْيَا التَّارِكُونَ طَرِيقَ الْعُقْبَى

مسلمانوں کی ایک دوسرے پر شہادت جائز ہے۔ لیکن علماء کی ایک دوسرے پر شہادت جائز نہیں، کیونکہ وہ حاسد ہیں، یہ بھی حدیث نہیں ہے۔ اور اس کی سند مختلف وجوہ سے فاسد ہے۔ جیسا کہ لآلی میں موجود ہے۔ اور اگر اس کی صحت تسلیم کر لی جائے تو اس سے مراد علماء دنیا (علماء سوء) لئے جائیں گے جو آخرت کی راہ کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ علامت مذکورہ جو حدیث

كما يفهم من كبير العلة المذكورة
في نفس الحديث فان الحسد
حرام واما الغبطة فمرام۔

میں پائی جاتی ہے۔ اس جانب اشارہ
کرتی ہے۔ کیونکہ حسد حرام ہے۔ اور
غبطہ بہتر ہے۔

۲۴۸ - حديث الشهرة في قصر الثياب
لا يصح حديثا لان قصر الثياب من
جملة اسباب الشهرة اذا كان على
قصدها دون ارادة متابعة السنة۔

کپڑوں کے مخل میں شہرت حاصل کرنا
یہ حدیث صحیح نہیں۔ کیونکہ کپڑوں کا مخل اسباب
شہرت میں سے ہے جبکہ وہ قصداً ہو نہ کہ اتباع
سنت کی غرض سے نہ ہو۔

۲۴۹ - حديث شياطين الانس
يغلب شياطين الجن من كلام
ابن دينار ولعله اقتبس من
قوله تعالى وكذلك جعلنا
لكل نبي عدوا شياطين الانس
والجن حيث قدم شياطين
الانس على شياطين الجن
وكان شيطان الجن يذهب
وسوسته بالتعوذ بخلاف
شياطين الانس وكان قوة
تاثير الصحبة انما هي في اتحاد
الجنس۔

انسانی شیطان، جناتی شیطانوں پر
غالب ہو جاتے ہیں۔ یہ ابن دینارؒ کا قول
ہے۔ اور شاید انہوں نے اللہ تعالیٰ
کے اس قول سے اخذ کیا ہے۔ اسی
طرح ہم نے ہر نبی کے لئے انسانی اور
جناتی شیطانوں کو دشمن بنایا ہے۔ انسانی
شیطان جناتی شیطانوں پر اسی طرح
مقدم ہوئے، کہ جناتی شیطان تو
وسوسہ پیدا کرتے ہیں۔ لیکن
انسانی شیطان صحبت اور اتحاد
جنس کی بنا پر قوت کے مالک
ہوتے ہیں۔

۲۵۰۔ حَدِیْثُ شَیْبٌ فِی عَیْبٍ لَا یَصِحُّ مَبْنَاهُ وَإِنَّمَا جَاءَ مَعْنَاهُ فِی حَدِیْثِ مَنْ لَمْ یَرْعَوْا عِنْدَ الشَّیْبِ وَیَسْتَحِیْ مِنَ الْعَیْبِ وَلَمْ یَخْشَ اللّٰهَ فِی الْغَیْبِ فَلَیْسَ لِلّٰهِ فِیْهِ حَاجَةٌ ذَکَرَهُ الدَّیْلَمِیُّ بِلَا سَنَدٍ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا وَحُکِیَ عَنِ ابْنِ یَزِیْدَ أَنَّهٗ رَأٰی وَجْهَهٗ فِی الْمِرْآةِ فَقَالَ ظَهَرَ الشَّیْبُ وَلَمْ یَذْهَبِ الْعَیْبُ وَلَا أَدْرِیْ مَا فِی الْغَیْبِ ۔

بڑھاپا اور عیب۔ یہ لفظاً صحیح نہیں ہے ہاں اس کے معنی ایک حدیث میں موجود ہیں۔ جو بڑھاپے کے وقت نہ ڈرے عیب سے نہ شرمائے۔ اور غیب میں اللہ سے نہ ڈرے۔ تو اس میں اللہ کے لئے کوئی حاجت نہیں۔ یہ حدیث دیلمیؒ نے جابرؓ سے مرفوعاً بلا سند روایت کی ہے ابن یزیدؒ سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا۔ تو بولے بڑھاپا ظاہر ہو گیا۔ اور عیب نہیں گیا۔ میں نہیں جانتا غیب میں کیا ہے۔

۲۵۱۔ حَدِیْثُ الشَّیْخُ فِی قَوْمِهٖ کَالنَّبِیِّ فِی أُمَّتِهٖ فِی الْمَقَاصِدِ جَزَمَ شَیْخُنَا وَغَیْرُهٗ بِأَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ وَرُبَّمَا أُوْرِدَ بِلَفْظِ الشَّیْخُ فِی جَمَاعَتِهٖ کَالنَّبِیِّ فِی قَوْمِهٖ یَتَعَلَّمُوْنَ مِنْ عِلْمِهٖ وَیَتَأَدَّبُوْنَ مِنْ أَدَبِهٖ وَکُلُّهٗ بَاطِلٌ انْتَهٰی

شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں۔ یہ حدیث مقاصد میں۔ ہمارے شیخ وغیرہ اسے یقینی طور پر موضوع سمجھتے تھے یہ بعض پہلے لوگوں کا کلام ہے۔ بعض جگہ یہ بھی آیا ہے۔ کہ شیخ اپنی جماعت میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی قوم میں۔ کہ اس سے لوگ علم حاصل کرتے اور ادب سیکھتے ہیں۔ یہ سب کی سب باطل ہیں

وَمِمَّنْ جَزَمَ بِوَضْعِهِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ لَكِنْ أَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الضُّعَفَاءِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي رَافِعٍ مَرْفُوعًا وَقَالَ السُّيُوطِيُّ أَسْنَدَهُ الدَّارِمِيُّ وَذَكَرَهُ أَيْضًا فِي جَامِعِهِ الصَّغِيرِ بِلَفْظِ الشَّيْخُ فِي أَهْلِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ رَوَاهُ الْخَلِيلِيُّ فِي مَشْيَخَتِهِ وَابْنُ النَّجَّارِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَلَفْظُهُ الشَّيْخُ فِي بَيْتِهِ كَالنَّبِيِّ فِي قَوْمِهِ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الضُّعَفَاءِ وَالشِّيرَازِيُّ فِي الْأَلْقَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ انْتَهَى وَيُقَوِّيهِ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنَى حَدِيثٌ صَحِيحُ الْمَبْنَى الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَيُقَوِّيهِ قَوْلُهُ تَعَالَى فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۔

امام ابن تیمیہؒ اسے موضوع قرار دیتے ہیں۔ لیکن ابن حبانؒ نے اپنی ضعفاء میں ابو رافعؓ سے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے سیوطیؒ کہتے ہیں دارمیؒ نے اسے بالسند ذکر کیا ہے اور جامع الصغیر میں یہ ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے کہ شیخ اپنے گھر میں ایسا ہی ہے، جیسا کہ نبی اپنی امت میں۔ خلیلیؒ نے مشیخت میں اور ابو النجارؒ نے بھی اسے ابو رافعؓ سے روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ شیخ اپنے گھر میں ایسا ہی ہے الخ ابن حبانؒ نے اسے ضعفاء میں اور شیرازیؒ نے القاب میں ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور باعتبار معنی اس کی یہ حدیث تائید کرتی ہے۔ کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول اس کی تائید کرتا ہے۔ اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

حرف الصّاد

۲۵۲۔ حَدِيثُ صَاحِبِ — صاحب حاجت اندھا ہوتا ہے سخاویؒ

الحاجة أمي قال السخاوي لا أعرفه في المرفوع قلت كذا قولهم الغريب كالأعمى لا يصح من جهة المبنى۔

کہتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں پہچانتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اسی طرح ان کا قول مسافر اندھے کی طرح ہے یہ معنوی لحاظ سے صحیح نہیں۔

٢٥٣۔ حديث صاحب الشيء أحق بحمله إلا أن يكون ضعيفا يعجز عنه فيعينه أخوه المسلم ضعيف وبالغ ابن الجوزي فذكره في الموضوعات وأخطأ فقد رواه أبو يعلى من حديث أبي هريرة به مرفوعا والطبراني في الأوسط والدارقطني في الأفراد والعقيلي في الضعفاء وعياض بسنده في الشفاء

چیز کا مالک اس کے اٹھانے کا زیادہ حق دار ہے۔ مگر یہ کہ ضعیف ہو، اسے اٹھانے سے عاجز ہو، تو اس کا مسلم بھائی اس کی اعانت کرے۔ یہ ضعیف ہے۔ ابن الجوزیؒ نے مبالغہ سے کام لیا ہے۔ اور اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے غلطی کی کیونکہ ابو یعلیؒ نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً، طبرانیؒ نے اوسط میں، دار قطنیؒ نے افراد میں، عقیلیؒ نے ضعفاء میں، اور قاضی عیاض نے شفاء میں اسے روایت کیا ہے۔

٢٥٤۔ حديث الصبر كنز من كنوز الجنة كذا في الإحياء وقال العراقي غريب لم يوجد

صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ یہ احیاء میں ہے۔ عراقیؒ کہتے ہیں غریب ہے کہیں نہیں پائی جاتی۔

٢٥٥۔ حديث صرير الأقلام عند الأحاديث يعدل عند الله التكبير الذي يكبر في

قلموں کی آواز احادیث لکھنے کے وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس تکبیر کے برابر ہے جو عسقلان اور عبادان

بِبَاطِلِ عَسْقَلَانَ وَعَبَّادَانِ وَ مَنْ كَتَبَ أَرْبَعِينَ حَدِيثًا أُعْطِيَ ثَوَابَ الشُّهَدَاءِ الَّذِينَ قُتِلُوا بِعَبَّادَانَ وَعَسْقَلَانَ خَبَرٌ بَاطِلٌ كَمَا فِي الْمِيزَانِ ۔

کی چھاؤنی میں کہی گئی ہیں اور جس نے چالیس حدیثیں لکھیں اس کو ان شہداء کا ثواب ملا جو عبادان اور عسقلان میں شہید ہوئے۔ یہ خبر باطل ہے جیسا کہ میزان میں ہے۔

۲۵۶ ۔ حَدِيثُ صَدَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ كَلَامٌ كَثِيرٌ مِنَ الْعَامَّةِ عَقِيبَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ فِي الصُّبْحِ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ وَلَيْسَ لَهُ أَصْلٌ وَكَذَا قَوْلُهُمْ عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ اِسْتَحَبَّهُ الشَّافِعِيَّةُ قَالَ الدَّمِيرِيُّ وَادَّعَى ابْنُ الرِّفْعَةِ أَنَّ خَبَرًا وَرَدَ فِيهِ وَلَا يُعْرَفُ مَنْ رَوَاهُ وَبَرِرْتَ بِكَسْرِ الرَّاءِ الْأُولَى وَ سُكُونِ الثَّانِيَةِ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ یہ عام آدمیوں کا کلام ہے۔ جیسے وہ صبح کی اذان پر الصلوٰۃ خیر من النوم کے بعد کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اسی طرح بعض لوگ اس جملہ کے وقت بولتے ہیں۔ صدقت وبررت وبالحق نطقت۔ اسے شافعیہ نے مستحب قرار دیا ہے۔ دمیری کہتے ہیں ابن الرفعہ کا دعویٰ ہے۔ اس میں حدیث موجود ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ کس نے اسے روایت کیا ہے۔ بررت پہلی راء کا کسرہ اور دوسری کے سکون کے ساتھ ہے۔

۲۵۷ ۔ حَدِيثُ صَدَقَةٌ

تھوڑا سا صدقہ بھی بہت سی

القليل تدفع البلاء الذي يرد في لفظ مدقة اليسير ليس بحديث ومعناه صحيح.

بلاؤں کو دور کر دیتا ہے اور ایک روایت میں لبسر کا لفظ ہے۔ یہ حدیث نہیں ہے معنی اس کے صحیح ہیں۔

۲۵۸- حديث صغروا الخبز واكثروا عدده يبارك لكم فيه إسناده واه وقد ذكره ابن الجوزي في الموضوعات وقال الزركشي حديث الأمر بتصغير اللقمة وتدقيق المضغة قال النووي لا يصح.

روٹی چھوٹی پکایا کرو، اور عدد میں زیادتی کیا کرو۔ اس میں تمہارے لئے برکت ہوگی۔ اس کی سند بیکار ہے۔ ابن الجوزی رحمہ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں چھوٹا لقمہ بنانے اور اسے چبانے کی حدیث کے بارے میں امام نووی فرماتے ہیں۔ صحیح نہیں ہے۔

۲۵۹- حديث صلوة بخاتم تعدل سبعين بغير خاتم موضوع كما قاله العسقلاني وكذا صلوة بعمامة تعدل بخمس وعشرين صلوة وجمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة والصلوة في العمامة بعشرة آلاف حسنة قال المنوفي فذلك كله باطل وقال السخاوي حديث

انگوٹھی کے ساتھ نماز پڑھنا۔ بغیر انگوٹھی کی ستر نمازوں کے برابر ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ اسی طرح یہ حدیث عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ باندھ کر جمعہ پڑھنا ستر جمعوں کے برابر ہے۔ اور عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے کی دس ہزار نیکیاں ہیں۔ منوفی رح کہتے ہیں یہ سب کی

صلوٰة بخاتم تعدل سبعين بغير خاتم هو موضوع كما قال شيخنا عن شيخه وكذا ما اورده الديلمي من حديث ابن عمر مرفوعا صلوٰة بعمامة تعدل بخمس وعشرين جمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة ومن حديث انس مرفوعا الصلوٰة في العمامة بعشرة آلاف حسنة قلت روى ابن عمر نقله السيوطي عن ابن عساكر في جامعه الصغير مع التزامه بانه لم يذكر فيه الموضوع.

سب باطل ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایک روایت یہ بھی ہے کہ عمامہ میں نماز پڑھنے سے دس ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی یہ روایت موجود ہے جیسا کہ سیوطی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنی جامع الصغیر میں ابن عساکر رحمہ اللہ تعالےٰ سے نقل کیا ہے۔ اور باوجود التزام کے انہوں نے اس کے موضوع ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

۲۶۰۔ حديث الصلوٰة خلف العالم بأربعة آلاف واربعمائة واربعين صلوٰة باطل كذا في المختصر وكذا قول صاحب الهداية لقوله عليه الصلوٰة والسلام من

عالم کے پیچھے نماز پڑھنے سے چار ہزار چار سو چالیس نمازوں کا اجر ملتا ہے یہ باطل ہے جیسا کہ مختصر میں ہے اسی طرح ہدایہ کی یہ حدیث مرفوع ہے کہ جس نے نیک آدمی کے پیچھے نماز پڑھی تو گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی

صَلّٰی خَلْفَ نَبِیٍّ فَکَاَنَّمَا صَلّٰی خَلْفَ نَبِیٍّ غَیْرُ مَعْرُوْفٍ کَمَا قَالَ مُخَرِّجُهٗ وَقَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ قُلْتُ لٰکِنْ مَعْنَاهُ صَحِیْحٌ لِمَا رَوَاهُ الدَّیْلَمِیُّ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ قَدِّمُوْا خِیَارَکُمْ تَزْکُوْا اَعْمَالُکُمْ وَلِلْحَاکِمِ وَالطَّبْرَانِیِّ بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ اَبِیْ مَرْثَدِ نِ الْغَنَوِیِّ رَفَعَهٗ اِنْ سَرَّکُمْ اَنْ تُقْبَلَ صَلٰوتُکُمْ فَلْیَؤُمَّکُمْ خِیَارُکُمْ۔

یہ بھی غیر معروف ہے۔ جیسا کہ اس کی تخریج کرنے والے نے کہا سخاوی ؒ کہتے ہیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس سے واقف نہیں۔ ملا علی ؒ قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں۔ جیسا کہ دیلمی ؒ نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اپنے بہتر لوگوں کو آگے کیا کرو۔ تاکہ تمہارے اعمال پاکیزہ ہوں۔ اور طبرانی ؒ نے سند ضعیف کے ساتھ مرثد بن ابی مرثد الغنوی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اگر تمہیں یہ بات اچھی معلوم ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہوں۔ تو اپنے بہترین لوگوں کو امام بنایا کرو۔

۲۶۱۔ حَدِیْثُ صَلٰوةُ الْمُسْبِلِ لَا تَصْعَدُ فَوْقَ رَاْسِهٖ لَمْ یُوْجَدْ۔

تبانے والے کی نماز سر سے اوپر نہیں چڑھتی۔ یہ بھی کہیں نہیں پائی جاتی۔

۲۶۲۔ حَدِیْثُ صَلٰوةُ النَّهَارِ عَجْمَاءُ اَیْ کَاَنَّهَا لَا یُسْمَعُ فِیْهَا قِرَاءَةٌ عَلٰی مَا فِی النِّهَایَةِ قَالَ النَّوَوِیُّ فِیْ شَرْحِ الْمُهَذَّبِ اِنَّهٗ

دن کی نماز گونگی ہے۔ کیونکہ اس میں قراءت سننے میں نہیں آتی۔ جیسا کہ نہایہ میں ہے۔ نووی ؒ شرح المہذب میں فرماتے ہیں یہ باطل ہے۔ اس کی کوئی

باطل لا اصل له وكذا قال الدارقطني لم يرو عن النبي عليه السلام وانما هو من قول بعض الفقهاء قال الزركشي قال الدارقطني والنووي باطل لا اصل له وهو في فضائل القرآن من كلام ابي عبيدة بن عبد الله بن مسعود قال السيوطي واخرجه عنه ابن ابي شيبة في المصنف واخرجه ايضا عن الحسن وبقيته عنهما وصلوة الليل تسمع اذنيك سعيد بن منصور عن حماد بن ابي سليمان بدون هذه الزيادة وكذا اخرج عبد الرزاق عن مجاهد واخرجه عن الحسن قال صلوة النهار عجماء لا يرفع فيها الصوت الا الصبح والجمعة.

اصل نہیں۔ اسی طرح دارقطنی رح فرماتے ہیں۔ یہ حدیث رسول نہیں۔ بلکہ بعض فقہا کا قول ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں دارقطنی اور نووی رح کا قول ہے یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ فضائل قرآن میں ابو عبیدہ رح بن عبد اللہ رض بن مسعود کا کا قول ہے سیوطی رح کہتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اسے ابو عبیدہ سے اور اسی طرح حسن سے روایت کیا ہے ان کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ کہ رات کی نمازوں کو تیرے کان سنتے ہیں۔ سعید رح بن منصور نے حماد بن ابی سلیمان سے بغیر اس زیادت کے روایت کیا ہے۔ اسی طرح عبد الرزاق رح نے مجاہد رح سے اور عبد الرزاق رح نے حسن رح سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ دن کی نماز گونگی ہے۔ اس میں آواز سوائے جمعہ اور صبح کے بلند نہیں ہوتی۔

٢٦٣- حديث صلوة بسواك

مسواک کرکے نماز پڑھنا بغیر مسواک

خَيْرٌ مِنْ سَبْعِينَ صَلٰوةً بِغَيْرِ سِوَاكٍ وَفِي لَفْظٍ بِلَا سِوَاكٍ وَ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي التَّمْهِيدِ عَنِ ابْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ حَدِيثٌ بَاطِلٌ قَالَ السَّخَاوِيُّ هُوَ بِالنِّسْبَةِ لِمَا وَقَعَ لَهُ مِنْ طُرُقِهِ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ رَوَاهُ الْحَارِثُ فِي مُسْنَدِهِ وَأَبُو يَعْلَى وَالْحَاكِمُ عَنْ عَائِشَةَ وَالدَّيْلَمِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ انْتَهَى وَقَالَ ابْنُ قَيِّمِ الْجَوْزِيَّةِ رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ فِي صَحِيحَيْهِمَا وَالْبَزَّارُ فِي مُسْنَدِهِ۔

کی ستر نمازوں سے بہتر ہیں ابن عبدالبرؒ نے اپنی تمہید میں یحییٰ بن معین رحؒ سے روایت کیا ہے۔ کہ یہ حدیث باطل ہے سخاوی رحؒ کہتے ہیں یہ انہوں نے اس نسبت سے فرمایا جو ان کے پاس سندات پہنچی تھیں سیوطی رحؒ کہتے ہیں حارث رحؒ نے اپنی مسند میں، ابو یعلیٰؒ اور حاکمؒ نے عائشہؓ سے اور دیلمی رحؒ نے ابوہریرہؓ سے بھی اسے روایت کیا ہے، ابن قیم الجوزی فرماتے ہیں اسے امام احمدؒ، ابن خزیمہ رحؒ اور حاکم رحؒ نے اپنی صحیحین میں اور بزارؒ نے اپنی مسند میں اسے روایت کیا ہے۔

۲۶۴ - حَدِيثُ الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ أَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الرِّقَابِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي بَعْضِ فَتَاوَاهُ إِنَّهُ كَذِبٌ مُخْتَلَقٌ فِيهِ وَلَعَلَّهُ يَعْنِي بِهِ إِضَافَتَهُ إِلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِلَّا فَقَدْ رَوَاهُ الْأَصْبَهَانِيُّ فِي التَّرْغِيبِ عَنْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا غلاموں کے آزاد کرنے سے افضل ہے، عسقلانی رحؒ اپنے بعض فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے اور مختلف فیہ ہے، شاید ان کی مراد یہ ہے کہ حضورؐ کی جانب اس کی نسبت مختلف فیہ ہے۔ ورنہ اصبہانی نے اپنی ترغیب میں ابوبکر صدیقؓ

أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ مَوْقُوفًا ذَكَرَهُ
رَوَاهُ التَّيْمِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ .

سے موقوفاً روایت کیا ہے اسی طرح تیمیؒ
اور ابن عساکرؒ نے بھی۔

۲۶۵۔ حَدِيثُ الصَّلٰوةُ عَلَى
النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تُرَدُّ هُوَ
مِنْ كَلَامِ أَبِي سُلَيْمَانَ الدَّارَانِي
عَلَى مَا ذَكَرَهُ الْجَزَرِيُّ فِي حِصْنِهِ
وَلَفْظُهُ إِذَا سَئَلْتَ اللهَ حَاجَةً
فَابْدَأْهُ بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ
عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ ادْعُ بِمَا شِئْتَ
ثُمَّ اخْتِمْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَإِنَّ
اللهَ سُبْحَانَهُ بِكَرَمِهِ يَقْبَلُ
الصَّلٰوتَيْنِ وَهُوَ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ
يَدَعَ مَا بَيْنَهُمَا وَذَكَرَهُ فِي الْإِحْيَاءِ
مَرْفُوعًا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ
عَلَيْهِ وَإِنَّمَا هُوَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ
مَوْقُوفًا إِذَا سَئَلْتُمُ اللهَ حَاجَةً
فَابْدَؤُا بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فَإِنَّ اللهَ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ
يُسْئَلَ حَاجَتَيْنِ فَيَقْضِي أَحَدَاهُمَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا
رد نہ کیا جائے گا۔ یہ ابوسلیمان الدارانیؒ کا قول
ہے جیسا کہ جزری نے اپنی حصن میں ذکر کیا
ہے۔ اور ان کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ جب تو
اللہ سے کسی حاجت کا سوال کرے تو پہلے
درود سے ابتدا کر پھر جو تیرا جی چاہے
دعا مانگ۔ پھر درود ہی پر ختم کر۔ کیونکہ اللہ
سبحانہ وتعالیٰ اپنے کرم سے دونوں درودوں
کو قبول فرمائے گا۔ اور یہ اس سے بعید
ہے۔ کہ وہ درمیان کو چھوڑ دے۔ غزالیؒ نے
اسے احیاء میں حدیث سخاویؒ کہتے ہیں
میں اس سے واقف نہیں۔ اور یہ ابوالدرداء
رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ جب
تم اللہ سے سوال کرو۔ تو پہلے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ کریم ہے
کہ وہ ایک حاجت کو پوری کرے اور

وَتَرُدُّ الْاُخْرٰی۔

دوسری کو لوٹا دے۔

۲۶۶۔ حَدِیْثُ الصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِیْ مُشْکِلِ الْوَسِیْطِ اَنَّہٗ غَیْرُ مَعْرُوْفٍ وَقَالَ النَّوَوِیُّ فِی التَّنْقِیْحِ اَنَّہٗ مُنْکَرٌ بَاطِلٌ لٰکِنْ رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ عَنْ عَلِیٍّ کَمَا ذَکَرَہُ السُّیُوْطِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ فِی الشُّعَبِ ضَعِیْفٌ عَنْ عُمَرَ مَرْفُوْعًا۔

نماز دین کا ستون ہے۔ ابن الصلاح مشکل الوسیط میں فرماتے ہیں یہ معروف نہیں۔ نووی ؒ تنقیح میں فرماتے ہیں یہ منکر ہے باطل ہے لیکن دیلمی ؒ نے اسے حضرت علی ؓ سے روایت کیا ہے، جیسا کہ سیوطی ؒ کہتے ہیں۔ اور بیہقی ؒ نے شعب الایمان میں حضرت عمر ؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن وہ ضعیف ہے۔

حَرْفُ الضَّادِ

۲۶۷۔ حَدِیْثُ ضَاعَ الْعِلْمُ فِیْ اَفْخَاذِ النِّسَاءِ وَفِیْ لَفْظٍ بَیْنَ اَفْخَاذِ النِّسَاءِ ھُوَ مَعْنَاہُ مِنْ کَلَامِ بِشْرِ الْحَافِیْ قَالَ لَا یُفْلِحُ مَنْ اَلِفَ اَفْخَاذَ النِّسَاءِ۔

علم عورتوں کی رانوں میں ضائع ہو گیا۔ یہ بشر الحافی کا قول ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ وہ شخص کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جس نے عورتوں کی رانوں میں تصنیف و تالیف کی۔

۲۶۸۔ حَدِیْثُ الضَّبِّ وَشَھَادَتِہٖ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قِیْلَ اِنَّہٗ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ الْمِزِّیُّ لَا یَصِحُّ

گوہ اور اس کا حضور کے لئے شہادت دینا یہ موضوع ہے۔ مزی ؒ کہتے ہیں نہ اس کی سند صحیح ہے نہ متن

إِسْنَادًا وَلَا مَتْنًا لٰكِنْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ وَذَكَرَهُ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ فِي الشِّفَاءِ فَغَايَتُهُ الضُّعْفُ لَا الْوَضْعُ۔

لیکن بیہقی رح نے اسے سند ضعیف کے ساتھ اور قاضی عیاض رح نے اسے شفا میں روایت کیا ہے۔ نتیجہ یہ ضعیف ہے موضوع نہیں؛

۲۶۹۔ حَدِيْثُ الضَّامِنُ غَارِمٌ لَا يَصِحُّ مَبْنَاهُ وَجَاءَ فِيْ مَعْنَاهُ عِنْدَ أَحْمَدَ وَأَصْحَابِ السُّنَنِ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ مَرْفُوْعًا اَلزَّعِيْمُ غَارِمٌ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَهُوَ مُقْتَبَسٌ مِنْ قَوْلِهِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيْمٌ أَيْ كَفِيْلٌ وَزَعِيْمٌ۔

ضامن تاوان بھی بھرتا ہے۔ یہ لفظاً صحیح نہیں۔ ہاں اس کے معنی ہیں امام احمد رح اور اصحاب سنن نے ابوامامہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے کفالت کرنے والا تاوان بھی بھرتا ہے۔ اور ابن حبان رح نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اور قرآن سے بھی مستنبط ہے۔ لمن جاء به حمل بعير وانا به زعيم؛

۲۷۰۔ حَدِيْثُ الضَّرُوْرَاتُ تُبِيْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَهُوَ كَلَامٌ صَحِيْحٌ۔

ضرورتیں ممنوعات کو مباح کرتی ہیں۔ یہ حدیث نہیں۔ کلام صحیح ہے؛

۲۷۱۔ حَدِيْثُ ضَعِيْفَانِ يَغْلِبَانِ قَوِيًّا لَيْسَ بِحَدِيْثٍ۔

دو ضعیف ایک قوی پر غالب آجاتے ہیں۔ یہ بھی حدیث نہیں؛

۲۷۲۔ حَدِيْثُ الضِّيَافَةُ عَلٰى أَهْلِ الْوَبَرِ لَيْسَتْ عَلٰى أَهْلِ

اہل دیہات کے ذمہ جو ضیافت ہے وہ اہل شہر کے ذمہ نہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں

المذکر لا اصل له فقال عیاض فی اول شرح مسلم لما تکلم علی حدیث من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلیکرم ضیفه انه موضوع عند اهل المعرفة وقبله النووی۔

قاضی عیاضؒ نے شرح مسلم کے اول میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے مہمان کی عزت کرنی چاہیئے، فرماتے ہیں یہ دیہات والی حدیث اہل المعرفت کے نزدیک موضوع ہے، اگرچہ نووی نے اسے قبول کیا ہے۔

حرف الطاء المهملة!

۲۷۳- حدیث طاب حمامکما قال علیه السلام لابی بکر و عمر قال ابو سعید المتولی هذه التحیة لا اصل له وقال النووی هذا المحل لم یصح فیه شیء انتهی ورواه الدیلمی بلا سند عن ابن عمر مرفوعا وقد تقدم عن ابن حجر المکی ان العرب ما یعرف الحمام الا بعد موته علیه السلام۔

تمہارے حمام عمدہ ہیں۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرمایا۔ ابوسعیدؒ المتولی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ نوویؒ کہتے ہیں اس محل میں کوئی شئے صحیح نہیں ہے۔ دیلمیؒ نے ابن عمرؓ سے مرفوعاً بلاسند نقل کیا ہے۔ ابن حجر المکی کا یہ قول گذر چکا کہ عرب حمام کو حضورؐ کے زمانہ میں جانتے بھی نہ تھے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد علم ہوا۔

۲۷۴- حدیث طاعة النساء

عورتوں کی اطاعت ندامت ہے

لِأَنَّهُ مَضٰى فِيْ شَاوِرُوْهُنَّ وَذَكَرَ صَاحِبُ تُحْفَةِ الْعَرُوْسِ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ مَا أَطَاعَ رَجُلٌ امْرَأَةً فِيْمَا تَهْوَاهُ إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ قِيْلَ هُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى طَاعَتِهَا فِيْمَا تَهْوٰى مِنَ السَّيِّئَاتِ لَا فِيْ مَا تَهْوٰى مِنَ الْمُبَاحَاتِ فَإِنَّهَا تَجُرُّ إِلَى الْمُنْكَرَاتِ ۔

یہ پہلے گذر چکی۔ صاحب تحفۃ العروس نے حسن البصری سے روایت کیا ہے وہ فرمایا کرتے تھے جس عورت کی خواہشات میں اتباع کی اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں ڈال دےگا۔ یہ محمول اس طاعت پر ہے جو برائیوں کی جانب سے آتی ہے اس میں اتباع جائز ہے۔ جو مباح میں ہو۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ مباح میں بھی اتباع جائز نہیں۔ کیونکہ وہ منکر کی جانب لے جاتی ہے۔

۲۷۵- حَدِيْثُ طَعَامُ الْبَخِيْلِ دَاءٌ وَطَعَامُ السَّخِيِّ شِفَاءٌ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ وَهُوَ حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ وَقَالَ الذَّهَبِيُّ كَذِبٌ وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ أَنَّهُ بَاطِلٌ عَنْ مَالِكٍ ۔

بخیل کا کھانا بیماری اور سخی کا کھانا شفاء ہے۔ عسقلانی رح فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے۔ اور ذہبی رح کہتے ہیں جھوٹ ہے ابن عدی رح کہتے ہیں یہ مالک رح سے مروی ہے اور باطل ہے۔

۲۷۶- حَدِيْثُ الطَّلَاقِ يَمِيْنُ الْفُسَّاقِ وَقَعَ فِيْ عِدَّةٍ مِنْ كُتُبِ الْمَالِكِيَّةِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ مَرْفُوْعًا وَأَظُنُّهُ مُدْرَجًا قُلْتُ وَيُؤَيِّدُهُ مَعْنٰى حَدِيْثِ مَا حَلَفَ بِالطَّلَاقِ مُؤْمِنٌ

طلاق فساق کی قسم ہے یہ مالکیہ کی متعدد کتابوں میں پائی جاتی ہے سخاوی کہتے ہیں میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں۔ اور میں اسے مدرج خیال کرتا ہوں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے مومن طلاق کی قسم نہیں کھاتا اور طلاق کی قسم سوائے

وَلَا يَحْلِفُ بِهَا إِلَّا مُنَافِقٌ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ بِهِ مَرْفُوعًا.

منافق کے کوئی نہیں لیتا ابن عساکر نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

حَرْفُ الظَّاءِ الْمُعْجَمَةِ!

٢٧٧- حَدِيثُ الظَّالِمُ عَدْلُ اللهِ فِي الْأَرْضِ يَنْتَقِمُ بِهِ مِنَ النَّاسِ ثُمَّ يَنْتَقِمُ مِنْهُ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَمْ أَجِدْهُ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا أَسْتَحْضِرُهُ لَكِنْ قَالَ السُّيُوطِيُّ وَفِي مَعْنَاهُ مَا أَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ رَفَعَهُ إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ أَنْتَقِمُ مِمَّنْ أُبْغِضُ بِمَنْ أُبْغِضُ ثُمَّ أُصَيِّرُ كِلَاهُمَا فِي النَّارِ وَسَاقَهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ بِلَا إِسْنَادٍ عَنْ جَابِرٍ يَرْفَعُهُ وَأَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ تَمَامٍ قَالَ كَانَ يُقَالُ مَا انْتَقَمَ اللهُ مِنْ

ظالم زمین میں اللہ کا انصاف ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ لوگوں سے انتقام لیتا ہے پھر اس سے انتقام لیتا ہے، زرکشی کہتے ہیں میں اسے کہیں نہیں پاتا حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہ میرے لئے مستحضر نہیں لیکن سیوطی رحمہ کہتے ہیں، اس معنی میں وہ حدیث ہے۔ جو طبرانی نے اوسط میں جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس شخص سے انتقام لیتا ہوں جو بغض رکھنے والے سے بغض رکھتا ہو، پھر دونوں کو دوزخ میں پہنچا دیتا ہوں اور دیلمی نے اسے فردوس میں جابر سے مرفوعاً بلا سند روایت کیا ہے ابن عساکر رحمہ نے علی بن تمام سے روایت کیا ہے یہ کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم سے انتقام نہیں لیتا مگر ان کی قرارت کے باعث۔ عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمہ نے

نُوَّمًا لَا يَشْعُرُ مِنْهُمْ وَاَخْرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ فِيْ زَوَائِدِ الزُّهْدِ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ قَرَاْتُ الزَّبُوْرَ اِنِّيْ اَنْتَقِمُ مِنَ الْمُنَافِقِ بِالْمُنَافِقِ ثُمَّ اَنْتَقِمُ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ جَمِيْعًا قَالَ وَنَظِيْرُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ قُلْتُ وَيُؤَيِّدُهٗ عُمُوْمُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَسَيَاْتِيْ فِيْ مَعْنَاهُ حَدِيْثُ كَمَا تَكُوْنُوْا يُوَلّٰى عَلَيْكُمْ۔

زوائد الزہد میں مالکؒ بن دینار سے روایت کیا ہے۔ میں نے زبور پڑھی تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا۔ میں منافق کا منافق کے ذریعہ انتقام لیتا ہوں پھر تمام منافقین سے انتقام لیتا ہوں، مالکؒ بن دینار کہتے ہیں اس کی نظیر کتاب اللہ میں بھی موجود ہے۔ ایسے ہی ہم بعض ظالموں کو بعض کا ان کے اعمال کی بنا پر سرپرست بنا دیتے ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی تائید خدا کا یہ عام کلیہ بھی کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ دفع نہ کرتا رہتا۔ تو زمین میں فساد پھیل جاتا اور عنقریب اس کے معنی اس حدیث میں بھی آئیں گے۔ جیسے تم ہو گے ویسے ہی ہم تم پر والی بنائیں گے۔

۲۷۸۔ حَدِيْثُ ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ قِبْلَةٌ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهٗ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ بِالنَّظْرِ لِلْاِكْتِفَاءِ بِهٖ فِي السُّتْرَةِ وَاَخْرَجَ الْعَسْكَرِيُّ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ

مومن کی پشت قبلہ ہے سخاویؒ کہتے ہیں میں اسے نہیں جانتا اور معنی اس لحاظ سے صحیح ہیں، کہ وہ سترہ کے لئے کافی ہے اور عسکری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ مومن کی پشت محفوظ ہے

حتی الا فی حد من حدود الله تعالیٰ — مگر اللہ تعالیٰ کی حدود میں ۔

حرف العين المهملة

٢٧٩ - حديث العار خير من النار قاله الحسن بن علي رضي الله عنه حين اتى على المعاوية فقال له اصحابه يا عار المسلمين فقال العار خير من النار واما قول بعض العامة النار بدل النار ولا العار فهو من كلام الكفار الا ان يراد بها نار الدنيا على المبالغة والا فقد ورد فضوح الدنيا اهون من فضوح الآخرة كما رواه الطبراني من حديث ابن عباس رضي الله عنهما عن اخيه الفضل به مرفوعا بل وهو في التنزيل ولعذاب الآخرة اشد وابقى۔

ذلت دوزخ سے بہتر ہے۔ یہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے جب انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح طلب کی تھی۔ تو ان کے ساتھی بولے اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے انہوں نے فرمایا ذلت دوزخ سے بہتر ہے۔ اور عام لوگوں کا جو یہ قول ہے۔ آگ کے بدلے آگ نہ کہ ذلت تو یہ کفار کا کلام ہے اور انہوں نے اس سے مراد بطور مبالغہ دنیا کی آگ لی ہے۔ ورنہ یہ وارد ہے۔ کہ دنیا کی رسوائی کم ہے۔ جیسا کہ طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن اخیہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بلکہ یہ مضمون قرآن میں بھی موجود ہے۔ اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

۲۸۰۔ حَدِیْثُ الْعَارِیَةُ مَرْدُوْدَةٌ ذَکَرَهُ الرَّافِعِیُّ فَقَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِ اَحَادِیْثِهِ لَمْ اَرَهُ بِاللَّفْظِ الَّذِیْ ذَکَرَهُ الْمُصَنِّفُ وَاِنَّمَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَصْحَابُ السُّنَنِ بِلَفْظِ الْعَارِیَةُ مُؤَدَّاةٌ۔

عاریت مردود ہے۔ اسے رافعیؒ نے ذکر کیا ہے امام عسقلانیؒ تخریج الاحادیث میں فرماتے ہیں میں نے ان الفاظ کے ساتھ جس کا ذکر مصنف نے کیا ہے اس حدیث کو کہیں نہیں پایا۔ اسے احمدؒ اور اصحاب سنن نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ عاریت ادا کی ہوئی۔

۲۸۱۔ حَدِیْثُ عَالِمُ قُرَیْشٍ یَمْلَأُ الْاَرْضَ عِلْمًا قَالَ الصَّغَانِیُّ مَوْضُوْعٌ وَتَعَقَّبَهُ الْعِرَاقِیُّ بِاَنَّهُ لَیْسَ بِمَوْضُوْعٍ وَلٰکِنَّهُ لَا یَخْلُوْ عَنْ ضُعْفٍ فَقَدْ اَوْرَدَهُ الطَّیَالِسِیُّ فِیْ مُسْنَدِهِ وَفِیْ سَنَدِهِ مَجْهُوْلٌ وَلَهُ شَوَاهِدُ۔

قریش کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔ صغانی کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ عراقیؒ نے ان پر اعتراض کیا ہے۔ اور کہا ہے یہ موضوع نہیں۔ لیکن ہاں ضعف سے خالی نہیں۔ اسے طیالسیؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند میں راوی مجہول ہے۔ اور اس کے دوسرے شواہد بھی موجود ہیں۔

۲۸۲۔ حَدِیْثُ الْعَدَاوَةُ فِی الْقَرَابَةِ وَالْحَسَدُ فِی الْجِیْرَانِ وَالْمَنْفَعَةُ فِی الْاِخْوَانِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْهِ حَدِیْثًا بَلْ هُوَ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ لِلْبَیْهَقِیِّ مِنْ قَوْلِ بِشْرِ بْنِ الْحَارِثِ۔

اہل قرابت میں عداوت۔ پڑوسیوں میں حسد۔ اور بھائیوں میں منفعت۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ میں اس سے بلحاظ حدیث واقف نہیں بلکہ بیہقی کی شعب الایمان میں بشر بن حارث کا قول ہے۔

۲۸۳۔ حَدِیْثُ لَعَدُوٌّ العَاقِلُ وَلَا الصَّدِیْقُ الْجَاهِلُ رَوَاهُ وَکِیْعٌ فِی الْغُرَرِ عَنْ سُفْیَانَ قَالَ قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ لَاَنْ یَکُوْنَ لِیْ عَدُوٌّ صَالِحٌ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَکُوْنَ فِیْ صَدِیْقٌ فَاسِقٌ ۔

عاقل دشمن نہ کہ جاہل دوست (عاقل دشمن بہتر ہے نہ کہ جاہل دوست) اسے وکیع بن جراح نے غرر میں سفیان رض سے روایت ہے سفیان کہتے ہیں، ابو حازم رح کہا کرتے تھے۔ اگر میرے لئے نیک دشمن ہو تو وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے لئے کوئی فاسد دوست ہو۔

۲۸۴۔ حَدِیْثُ عَدَاوَةُ الْعَاقِلِ وَلَا صُحْبَةُ الْمَجْنُوْنِ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ

عاقل کی دشمنی مجنون کی صحبت سے بہتر ہے یہ حدیث نہیں ہے۔

۲۸۵۔ حَدِیْثُ عَدُوُّ الْمُؤْمِنِ مَنْ یَعْمَلُ بِعَمَلِہٖ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ کَمَا رَوَاهُ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ سُفْیَانَ بْنِ عُیَیْنَةَ اَنَّهٗ قَدِمَ مَکَّةَ وَفِیْهَا رَجُلٌ مِنْ اٰلِ الْمُنْکَدِرِ یُفْتِیْ فَقَعَدَ سُفْیَانُ یُفْتِیْ فَقَالَ الْمُنْکَدِرِیُّ مَنْ هٰذَا الَّذِیْ قَدِمَ بَلَدَنَا یُفْتِیْ فَکَتَبَ اِلَیْهِ سُفْیَانُ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَکْتُوْبٌ فِی التَّوْرَاةِ عَدُوِّیْ

مومن کا دشمن وہ ہے جو اس کے عمل پر عمل کرے۔ یہ حدیث نہیں ہے۔ ابو نعیم رح نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مکہ گئے۔ وہاں منکدر رح کی اولاد میں سے ایک شخص فتویٰ دیا کرتا تھا سفیان رح فتوے دینے بیٹھے، منکدری رح نے کہا یہ کون شخص ہے، جو ہمارے شہر میں آکر فتویٰ دے رہا ہے۔ سفیان رح نے اسے جواباً لکھا مجھ سے محمد بن دینار رح نے ابن عباس رض سے یہ روایت بیان کی ہے کہ تورات میں یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ میرا دشمن وہ

اَلَّذِیْ یَعْمَلُ بِعَمَلِیْ فَکَفَّ عَنْہُ الْمُنْکَدِرِیُّ ۔	ہے جو میرے عمل کے ساتھ عمل کرے منکدری اس سے رک گیا۔
۲۸۶۔ حَدِیْثُ عُذْرِہٖ اَشَدُّ مِنْ ذَنْبِہٖ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ ۔	اس کا عذر گناہ سے زیادہ سخت ہے۔ یہ حدیث نہیں ہے۔
۲۸۷۔ حَدِیْثُ الْعَرَبُ سَادَاتُ الْعَجَمِ لَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ وَمَعْنَاہُ صَحِیْحٌ ۔	عرب عجم کے سردار ہیں۔ لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں اور معنی اس کے صحیح ہیں۔
۲۸۸۔ حَدِیْثُ عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ فَوَجَدْتُ مِنْھَا الْمَقْبُوْلَ وَالْمَرْدُوْدَ اِلَّا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ لَمْ اَقِفْ لَہٗ عَلٰی سَنَدٍ قَالَ السُّیُوْطِیُّ لٰکِنْ مَعْنَاہُ کَمَا سَبَقَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَاَبِیْ سُلَیْمَانَ الدَّارَانِیِّ ۔	مجھ پر میری امت کے عمل پیش کئے گئے۔ تو میں نے ان میں مقبول بھی پائے اور مردود بھی۔ مگر مجھ پر درود مقبول ہی مقبول تھا۔ میں اس کی سند سے واقف نہیں سیوطیؒ کہتے ہیں لیکن اس کے معنی پہلے ابو الدرداءؓ اور ابوسلیمانؒ الدارانی کی روایت میں گذر چکے۔
۲۸۹۔ حَدِیْثُ الْعِزُّ مَظْلُوْمٌ وَطَالِبُ الْعِزِّ مَغْمُوْمٌ رُوِیَ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا وَلَا یَصِحُّ مَبْنَاہُ وَاِنْ صَحَّ مَعْنَاہُ ۔	عزت بری ہے اور طالب عزت مغموم ہے۔ یہ حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کی جاتی ہے۔ یہ لفظاً صحیح نہیں۔ اگرچہ اس کے معنی صحیح ہوں۔
۲۹۰۔ حَدِیْثُ عَسْقَلَانُ	عسقلان ان دو دلہنوں میں سے

اَحَدُ الْعَرُوْسَیْنِ یُبْعَثُ مِنْهُمَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَذَکَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ۔

ایک دلہن ہے جو قیامت کے دن اٹھائی جائے گی اسے امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔

۲۹۱۔ حَدِیْثُ عَظِّمُوْا مِقْدَارَکُمْ بِالتَّغَافُلِ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ۔

اپنی مقدار کو مقابلہ میں بڑا کرو۔ یہ حدیث نہیں ہے۔

۲۹۲۔ حَدِیْثُ عُقُوْلُهُنَّ فِیْ فُرُوْجِهِنَّ یَعْنِی النِّسَاءَ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَصْلَ لَهٗ۔

عورتوں کی عقلیں ان کی فرجوں میں ہیں یعنی سخاویؒ کہتے ہیں اسکی کوئی اصل نہیں البتہ یہ ذکر کیا ہے کہ احمق کی عقل کے خصیوں میں ہے اسکے ملنے کو بدعقل عورتوں کا ایسا ہی ہو

۲۹۳۔ حَدِیْثُ عَلَامَةُ الْاِذْنِ التَّیْسِیْرُ وَفِیْ لَفْظٍ عَلَامَةُ الْاِجَازَةِ تَیْسِیْرُ الْاُمُوْرِ لَا اَصْلَ لَهٗ

اجازت کی علامت آسانی کرنا ہے اور ایک روایت میں ہے اجازت کی علامت امور کا آسان کرنا ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے

۲۹۴۔ حَدِیْثُ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ قَالَ الدَّمِیْرِیُّ وَالْعَسْقَلَانِیُّ لَا اَصْلَ لَهٗ وَکَذَا قَالَ الزَّرْکَشِیُّ وَسَکَتَ عَنْهُ السُّیُوْطِیُّ وَاَمَّا حَدِیْثُ الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ فَرَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ۔

میری امت کے علماء بنو اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں دمیریؒ اور عسقلانیؒ فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہی زرکشیؒ کا خیال ہے۔ سیوطیؒ نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے۔ اور یہ حدیث کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اسے اربعہ نے ابوالدرداءؓ سے روایت کیا ہے۔

۲۹۵ - حَدِیْثُ اَلْعِلْمُ یُسْعٰی اِلَیْہِ هُوَ مَعْنٰی قَوْلِ مَالِكٍ لِلْمَهْدِیِّ حِیْنَ دَعَاهُ لِسَمَاعِ وَلَدَیْهِ مِنْهُ وَقِیْلَ لِهَارُوْنَ حِیْنَ الْتَمَسَ مِنْهُ خَلْوَةً لِلْقِرَاءَةِ اَلْعِلْمُ اَوْلٰی اَنْ یُوَقَّرَ وَیُؤْتٰی وَهُوَ مَعْنٰی قَوْلِ الْبُخَارِیِّ اَلْعِلْمُ یُؤْتٰی وَلَا یَاْتِیْ وَفِیْ اَمْثَالِ الْعَرَبِ فِیْ بَیْتِهٖ یُؤْتَی الْحَکَمُ وَسَیَاْتِیْ فِیْ حَرْفِ الْفَاءِ۔

علم کی طرف دوڑا جاتا ہے یہ امام مالک کا قول ہے جو انہوں نے مہدی سے فرمایا تھا جب مہدی نے انہیں اس لئے طلب کیا کہ وہ آئیں تو ان سے اس کے لڑکے ہادی ہارون الرشید احادیث سنیں اور ہارون سے بھی انہوں نے یہی فرمایا تھا جب ہارون نے ان سے علم کی قرات کے لئے خلوت طلب کی تھی علم اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ اس کی عزت کی جائے اور اس کے پاس آیا جائے" اور بخاری کا اس قول کا کہ علم کے پاس آیا جاتا ہے علم نہیں آتا، ابھی یہی مقصد ہے اور امثال عرب میں ہے کہ جس کے گھر میں حکمت لائی جاتی ہے یہ عنقریب حرف فاء میں آئے گا۔

۲۹۶ - حَدِیْثُ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَدْیَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ مَوْضُوْعٌ کَمَا فِی الْخُلَاصَةِ وَفِی الذَّیْلِ رُوِیَ مُسَلْسَلًا عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حُذَیْفَةَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنْ عِلْمِ الْبَاطِنِ مَا هُوَ فَقَالَ سَاَلْتُ جِبْرِیْلَ عَنْهُ فَقَالَ عَنِ اللّٰهِ هُوَ سِرٌّ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَحِبَّائِیْ وَاَوْلِیَائِیْ وَاَصْفِیَائِیْ

علم دو ہیں۔ ایک دین کا علم۔ ایک بدن کا علم، خلاصہ میں ہے یہ موضوع ہے۔ اور یہ بھی مسلسل حضرت حذیفہ سے روایت کیا گیا ہے۔ میں نے دریافت کیا۔ علم باطن کیا ہے آپ نے فرمایا میں نے جبرئیل سے دریافت کیا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمایا یہ میرے اور میرے دوستوں، اولیاء اور نیک لوگوں کے درمیان ایک راز ہے جو میں ان کے دل میں ودیعت کرتا ہوں جس

اَوْدَعَہٗ فِیْ قُلُوْبِھِمْ لَا یَطَّلِعُ عَلَیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ ھُوَ مَوْضُوْعٌ وَالْحَسَنُ مَا لَقِیَ حُذَیْفَۃَ ۔	پہنا تو کوئی مقرب فرشتہ مطلع ہوا اور نہ کوئی نبی مرسل ۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں ، یہ موضوع ہے ۔ اور حسن بصری ؒ نے حذیفہؓ سے ملاقات نہیں کی ۔
۲۹۷۔ حَدِیْثُ عَلَی الْخَیْرِ سَقَطْتَ جَاءَ عَنْ جَمَاعَۃٍ مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْھُمُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا ۔	بھلائی پر ساقط کر دیا جاتا ہے یہ اہل علم میں سے ایک جماعت سے مروی ہے جس میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ہیں ۔
۲۹۸۔ حَدِیْثُ عَلٰی کُلِّ خَیْرٍ مَانِعٌ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ وَّمَعْنَاہُ صَحِیْحٌ ۔	ہر بھلائی پر ایک مانع ہوتا ہے یہ بھی حدیث نہیں ۔ اور اس کے معنٰی صحیح ہیں ۔
۲۹۹۔ حَدِیْثُ عَلَیْکُمْ بِدِیْنِ الْعَجَائِزِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَصْلَ لَہٗ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَوَرَدَ فِیْ مَعْنَاہُ اَحَادِیْثُ لَا تَخْلُوْ عَنْ ضُعْفٍ ۔ وَقَالَ الزَّرْکَشِیُّ رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ اِذَا کَانَ اٰخِرُ الزَّمَانِ وَاخْتَلَفَتِ الْاَھْوَاءُ فَعَلَیْکُمْ بِدِیْنِ اَھْلِ الْبَادِیَۃِ وَالنِّسَاءِ وَ	بڑھیوں کے دین کو لازم پکڑ لو سخاوی ؒ کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں ، اور اس معنی میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں ، جو ضعف سے خالی نہیں ۔ زرکشی رح کہتے ہیں اسے دیلمی رح نے ابن عمرؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جب اخیر زمانہ ہوگا اور خواہشیں مختلف ہو جائیں گی تو تم گاؤں والے اور عورتوں کے دین

سَنَدُهُ وَاهٍ بَلْ قَالَ الصَّغَانِيُّ مَوْضُوْعٌ۔

کو لازم پکڑ لینا۔ اس کی سند بالکل واہیات ہے۔ بلکہ صغانی کہتے ہیں موضوع ہے۔

۳۰۰۔ حَدِيْثُ الْعِنَبِ دُوْ دُوْ يَعْنِي ثِنْتَيْنِ ثِنْتَيْنِ وَالتَّمْرُ يَكْ يَكْ يَعْنِي وَاحِدَةً وَاحِدَةً لَا أَصْلَ لَهُ۔

انگور دو دو اور کھجور ایک ایک اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ حدیث ایسی قسم کی معلوم ہوتی ہے جیسے مرزا قادیانی کے پاس کئی کئی زبانوں میں وحی آیا کرتی تھی۔

۳۰۔ حَدِيْثُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ فِي تَخْرِيْجِ الْإِحْيَاءِ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ فِي الْمَرْفُوْعِ وَإِنَّمَا هُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ لٰكِنْ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِي عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ رُوِّيْنَا عَنْ ابْنِ عَمْرٍو إِسْمٰعِيْلَ بْنِ نُجَيْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا جَعْفَرٍ أَحْمَدَ بْنَ حَمْدَانَ وَكَانَا عَبْدَيْنِ صَالِحَيْنِ فَقَالَ لَهُ بِأَيِّ نِيَّةٍ أَكْتُبُ الْحَدِيْثَ قَالَ أَلَسْتُمْ تَرْوُوْنَ أَنَّ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ

نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ عراقی رح تخریج الاحیاء میں فرماتے ہیں۔ کہ اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں۔ یہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔ ابن الصلاح علوم الحدیث میں فرماتے ہیں۔ اسمعیل رح بن جنید سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ وہ ابو جعفر رح احمد بن عبدان کے پاس گئے۔ یہ دونوں صلحاء میں سے تھے۔ اسمعیل رح نے احمد رح سے دریافت کیا میں کس نیت سے حدیث لکھوں انہوں نے کہا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ صلحاء کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے

نُزُوْلُ الرَّحْمَةِ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَئِيْسُ الصَّالِحِيْنَ وَلَمْ يَتَنَبَّهْ عَلٰى ذٰلِكَ الْعِرَاقِيُّ فِيْ نُكْتَةٍ عَلَيْهِ كَمَا ذَكَرَهُ بَعْضُهُمْ لٰكِنِ اللَّفْظُ إِنْ كَانَ تَرْوُوْنَ لِجَارٍ مِنَ الرِّوَايَةِ فَيَدُلُّ فِي الْجُمْلَةِ عَلٰى أَنَّهُ حَدِيْثٌ وَلَهُ أَصْلٌ وَإِنْ كَانَ تَرَوْنَ مِنَ الرُّؤْيَةِ مَجْهُوْلًا أَوْ مَعْلُوْمًا فَلَا دَلَالَةَ فِيْهِ إِذْ مَعْنَاهُ يَعْتَقِدُوْنَ أَوْ يَظُنُّوْنَ ۔

انہوں نے جواب دیا، ہاں، احمد رح نے فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلحاء کے سردار ہیں۔ اس نکتہ پر عراقی رح نے متنبہ نہیں کیا، جیسا کہ بعض نے ذکر کیا ہے۔ لیکن اگر یہ لفظ ہو، کہ تم روایت کرو، تو اس سے یہ بات معلوم ہوگی، کہ یہ حدیث ہے۔ اور اس کی کچھ نہ کچھ اصل ہے۔ اور اگر لفظ تردن ہو، یعنی تم دیکھو، تو اس میں اس بات کی کوئی دلالت نہ ہوگی، کیونکہ اس کے معنی یہ ہوں گے اگر تم خیال کرو۔

۳۰۳- حَدِيْثُ عَنِ اللَّوْحِ سَمِعْتُ اللّٰهَ مِنْ فَوْقِ الْعَرْشِ يَقُوْلُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُوْنُ فَلَا يَبْلُغُ الْكَافُ وَالنُّوْنُ إِلَّا يَكُوْنُ الَّذِيْ يَكُوْنُ مَوْضُوْعٌ ۔

لوح سے روایت ہے کہ میں نے اللہ سے عرش کے اوپر سے سنا وہ چیز کے وجود کے بارے میں فرماتا ہے ہو جا وہ ہو جاتی تھی اللہ تعالیٰ کا فا اور نون پر بھی نہ پہنچتا تھا کہ وہ ہو جاتی تھی۔ یہ موضوع ہے۔

۳۰۴- حَدِيْثُ الْعَيْنُ الرَّمِدَةُ لَا تَمَسُّ رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ كَانَ أَصْحَابُ

دکھتی آنکھ کو چھوا نہ جائے۔ اسے ابو نعیم رح نے طب میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ اصحاب محمد

محمد عليه السلام مثل العين ودواء العين ترك مسه وهو ضعيف.

صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال آنکھوں کی طرح ہے، اور آنکھ کی دوا اسے نہ چھونا ہے اور یہ ضعیف ہے۔

حرف الغين المعجمة!

۳۰۴۔ حديث الغرباء ورثة الأنبياء ولم يبعث الله نبيا إلا وهو غريب في قومه يروى عن أنس مرفوعا وهو باطل ويرده ما ورد في القرآن من قوله تعالى إنا أرسلنا نوحا إلى قومه وإلى عاد أخاهم هودا وإلى ثمود أخاهم صالحا ولولا رهطك لرجمناك وكذا إرسال موسى وعيسى وسائر أنبياء بني إسرائيل وكذا نبينا عليه الصلوة والسلام وإنما حصلت له الغربة في الجملة بعد الهجرة.

غرباء انبیاء کے وارث ہیں (عربی میں غریب مسافر کے معنی میں آتا ہے) اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا۔ جو اپنی قوم میں غریب نہ ہو۔ یہ حضرت انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے، یہ حدیث باطل ہے۔ اور خود قرآن اس کی تردید کرتا ہے۔ ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کے پاس بھیجا۔ ہم نے عاد کی جانب ہود کو بھیجا۔ ثمود کی جانب ان کے بھائی صالح کو۔ اگر تیرا قبیلہ نہ ہوتا، تو ہم تجھے رجم کردیتے۔ اسی طرح موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور دیگر انبیاء بنی اسرائیل اور اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ آپ کے لئے غربت بعد ہجرت حاصل ہوئی۔

۳۰۵- حَدِیْثُ غَمْزِ الْقَدَمِ وَنَحْوِهٖ اَوْرَدَهُ الدَّارَقُطْنِیُّ فِی الْاَفْرَادِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَغْمِزُ قَدَمَهٗ فَذَکَرَ حَدِیْثًا وَفِی الْاِحْیَاءِ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ نَزَلَ مَنْزِلًا فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَنَامَ عَلٰی بَطْنِهٖ وَعَبْدٌ اَسْوَدُ یَغْمِزُ ظَهْرَهٗ اَلْحَدِیْثَ قَالَ الْعِرَاقِیُّ رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ مِنْ حَدِیْثِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ۔

قدم پر چوکا مارنا اور اسی قسم کی روایتیں دار قطنی رح نے افراد میں ابن عباس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ میں ابی رض بن کعب کے پاس ان کے قدم میں چوکے مار رہا تھا۔ پھر انہوں نے ایک حدیث بیان کی احیاء میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر اپنے بعض سفروں میں ٹھہرے تو آپ پیٹ کے بل سوگئے۔ اور ایک سیاہ غلام آپ کی کمر دبا رہا تھا۔ عراقی رح کہتے ہیں اسے طبرانی رح نے اوسط میں حضرت عمر رض سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۳۰۶- حَدِیْثُ الْغِنَاءِ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ قَالَ النَّوَوِیُّ لَا یَصِحُّ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ اَخْرَجَهُ الدَّیْلَمِیُّ عَنْ اَنَسٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

گانا دل میں نفاق کو ایسے ہی اگاتا ہے۔ جیسے پانی ترکاری کو۔ نووی رح فرماتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں۔ سیوطی رح کہتے ہیں اسے دیلمی رح نے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ابو ہریرہ رض سے روایت کیا ہے۔

۳۰۷- حَدِیْثُ الْغِنَاءِ رُقْیَةُ

گانا زنا کا منتر ہے۔ امام نووی رح

الزِّنَاءِ قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ هُوَ مِنْ أَمْثَالِهِمُ الْمَشْهُورَةِ إِنْتَهَى وَعَزَاهُ الْغَزَالِيُّ لِلْفُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ ۔

شرح مسلم میں فرماتے ہیں، یہ مشہور مثالوں میں سے ہے اور امام غزالی نے اسے فضیل بن عیاض کا قول قرار دیا ہے۔

حَرْفُ الْفَاءِ

۳۰۸ - حَدِيثُ الْفَاتِحَةِ لِمَا قُرِئَتْ لَهُ عَزَاهُ الزَّرْكَشِيُّ لِلْبَيْهَقِيِّ فِي الشُّعَبِ وَتَعَقَّبَهُ السُّيُوطِيُّ بِأَنَّهُ لَا وُجُودَ لَهُ فِي الشُّعَبِ وَإِنَّمَا الْمَوْجُودُ فِيهِ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ أَخْرَجَهُ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَفِي كِتَابِ الثَّوَابِ لِأَبِي الشَّيْخِ ابْنِ حِبَّانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ إِذَا أَرَدْتَ حَاجَةً فَاقْرَأْ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ حَتَّى تَخْتِمَهَا تُقْضَ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى وَهٰذَا أَصْلٌ لِمَا تَعَارَفَ النَّاسُ عَلَيْهِ

فاتحہ جس کے لئے پڑھی جائے، زرکشی نے اسے بیہقی رح کی جانب منسوب کیا ہے کہ انہوں نے اسے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے۔ سیوطی رح نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اس کا شعب الایمان میں وجود نہیں شعب میں تو یہ حدیث ہے، کہ سورت فاتحہ ہر بیماری کی دوا ہے۔ اسے امام بیہقی رح نے جابر رض بن عبد اللہ رض سے روایت کیا ہے ابوالشیخ ابن حبان کی کتاب الثواب میں عطاء سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں، جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو سورۃ فاتحہ پہلے مکمل پڑھ ان شاء اللہ تیرا کام پورا ہو جائے گا۔ یہ وہ اصل ہے

مِنْ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ لِقَضَاءِ الْحَاجَاتِ وَحُصُوْلِ الْمُهِمَّاتِ ۔

جس کے باعث لوگ ہر کام کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں۔

۳۰۹۔ حَدِيْثُ فَازَ بِاللَّذَّةِ الْجَسُوْرُ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْرِفُهُ ۔

دلیر لذت سے کامیاب ہوا سخاویؒ کہتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا۔

۳۱۰۔ حَدِيْثُ فَازَ الْمُخِفُّوْنَ وَفِيْ لَفْظٍ نَجَا الْمُخِفُّوْنَ وَهَلَكَ الْمُثْقِلُوْنَ وَهُوَ مَعْنَى الْحَدِيْثِ لِأَبِي الدَّرْدَاءِ رَفَعَهُ أَمَامَكُمْ عَقَبَةٌ كَؤُوْدٌ لَا يَجُوْزُهَا الْمُثْقِلُوْنَ فَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعَقَبَةِ قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ ۔

ہلکے آدمی کامیاب ہوئے اور ایک روایت میں ہے ہلکوں نے نجات پائی اور بھاری ہلاک ہوئے اور یہ معنی ہیں اس حدیث کے جو ابو الدرداءؓ سے مرفوعاً مروی ہے تمہارے آگے ایک گہری گھاٹی ہے جسے بوجھ والے پار نہ کر سکیں گے میں اس بات کا ارادہ رکھتا ہوں کہ اس گھاٹی کے لئے ہلکا ہو جاؤں حاکم کہتے ہیں یہ صحیح الاسناد ہے۔

۳۱۱۔ حَدِيْثُ الْفَالُ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ لَمْ يَرِدْ بِهٰذَا اللَّفْظِ لٰكِنْ فِيْ سُنَنِ أَبِيْ دَاوُدَ أَخَذْنَا فَالَكَ مِنْ قَبْلِكَ وَلَهُ شَوَاهِدُ عِنْدَ الْبَزَّارِ ۔

فال بولنے کے ساتھ لگی ہوئی ہے ان الفاظ کے ساتھ یہ موجود نہیں۔ ہاں سنن ابوداؤدؒ میں یہ روایت ہے کہ ہم نے تیری فال تجھ سے پہلے لی ہے اور بزارؒ میں اس کے شواہد موجود ہیں۔

۳۱۲۔ حَدِيْثُ فَدَى اللّٰهُ إِسْمٰعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْكَبْشِ قَالَ السَّخَاوِيُّ هُوَ كَلَامٌ صَحِيْحٌ وَ

اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل کے بدلے قربانی کے لئے مینڈھا دیا سخاویؒ کہتے ہیں۔ یہ کلام صحیح ہے۔ اور قرآن میں بھی ہے۔ اور ہم نے

فِی التَّنْزِیْلِ وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ قُلْتُ اِلَّا اَنَّ الشَّیْخَ مُخْتَلَفٌ فِیْہِ اَنَّہٗ اِسْمٰعِیْلُ اَوْ اِسْحٰقُ وَقَدْ تَوَقَّفَ فِیْہِ السُّیُوْطِیُّ

اسے فدیہ میں ایک بڑی ذبح عطا فرمائی ملا علی قاری فرماتے ہیں اس بات میں اختلاف ہے کہ ذبیح کون تھا۔ اسمٰعیلؑ یا اسحٰقؑ۔ سیوطی رح نے اس بات پر توقف کیا ہے ۔

فائدہ۔ سیوطی رح یا ملا علی رح قاری کو توقف ہوگا۔ لیکن علماء اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔ اور قرآن کی ترتیب بھی یہی ثابت کرتی ہے ۔

۳۱۳۔ حَدِیْثُ الْفِرَارِ مِمَّا لَا یُطَاقُ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ لَا اَصْلَ لَہٗ فِیْ مَبْنَاہُ بَلْ بَاطِلٌ بِاعْتِبَارِ مَعْنَاہُ فَاِنَّ مَنِ اعْتَقَدَ اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَرَّ فَقَدْ کَفَرَ کَمَا صَرَّحَ بِہٖ فِی الشِّفَاءِ وَاَمَّا قَوْلُ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فَفَرَرْتُ مِنْکُمْ لَمَّا خِفْتُکُمْ فَہُوَ حِکَایَۃٌ عَمَّا وَقَعَ لَہٗ قَبْلَ النُّبُوَّۃِ وَاَمَّا ھِجْرَۃُ نَبِیِّنَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مِنْ دَارِ الْکُفَّارِ مَا کَانَ بِطَرِیْقِ الْفِرَارِ بَلْ اَمَرَ بِاَنْ یَّدْخُلَ الْغَارَ

اس شئے سے بھاگنا جس کی طاقت نہ ہو یہ انبیاء کی سنت ہے۔ لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں، اور معنیً بھی یہ باطل ہے کیونکہ جس نے یہ اعتقاد کیا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ فرار اختیار کی وہ کافر ہے جیسا کہ قاضی عیاض نے اس کی تشریح کی ہے۔ رہا موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول میں تم سے بھاگا جب مجھے تم سے خوف معلوم ہوا ،، ایک واقعہ کی جانب اشارہ ہے جو نبوت سے قبل پیش آیا تھا اور رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے ہجرت فرمانا فرار کے طور پر نہ تھا بلکہ یہ ایک حکم تھا کہ آپ غار میں داخل ہوں

لِيُرِيَ الْخَلْقَ مُعْجِزَاتِهٖ فِيْ ذٰلِكَ الْمَحَلِّ مِنَ الْفِرَارِ مَعَ اَنَّ الْفِرَارَ لَا يُقَالُ اِلَّا بَعْدَ الْمُقَابَلَةِ مَعَ الْعَدُوِّ وَالْمُغَالَبَةِ فِي الْمُقَابَلَةِ ۔

اور لوگ آپ کے اس فرار کے معجزات دیکھیں، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ فرار مقابلہ کے بعد اور مقابلہ میں شکست کے بعد ہُوا ۔

۳۱۴۔ حَدِيْثُ فَضْلُ شَهْرِ رَجَبَ عَلَى الشُّهُوْرِ كَفَضْلِ الْقُرْاٰنِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ وَفَضْلُ شَهْرِ شَعْبَانَ عَلَى الشُّهُوْرِ كَفَضْلِيْ عَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَفَضْلُ شَهْرِ رَمَضَانَ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ الْعِبَادِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ مَوْضُوْعٌ ۔

ماہ رجب کی دوسروں مہینوں میں فضیلت ایسی ہے جیسے قرآن کی تمام کلاموں پر، اور شعبان کو دوسروں مہینوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو مجھے تمام انبیاء کرام پر، اور رمضان کو دوسرے مہینوں پر وہ فضیلت حاصل ہے، جو خدا کو تمام بندوں پر، عسقلانی فرماتے ہیں یہ موضوع ہے ۔

۳۱۵۔ حَدِيْثُ اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ وَبِهٖ اَفْتَخِرُ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ هُوَ بَاطِلٌ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ هُوَ كَذِبٌ ۔

فقر میرا فخر ہے، اور میں اسی کے ساتھ فخر کرتا ہوں، امام عسقلانی فرماتے ہیں یہ باطل ہے موضوع ہے۔ امام ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں یہ جھوٹ ہے ۔

۳۱۶۔ حَدِيْثُ فَمٌ سَاكِتٌ رَبٌّ كَافٍ وَنَحْوُهُ اَللّٰهُ وَلِيُّ مَنْ سَكَتَ قَالَ ابْنُ الرَّبِيْعِ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ يَعْنِيْ مَاْخُوْذٌ

منہ خاموش ہے تو رب کافی ہے اور اسی طرح یہ بھی ہے کہ اللہ اس کا دوست ہے، جو خاموش رہے ابن الربیعؒ کہتے ہیں یہ حدیث نہیں اور معنی اس کے صحیح ہیں اور اس حدیث سے ماخوذ ہیں جو خاموش

مِنْ حَدِيثِهِ مَنْ صَمَتَ نَجَا وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللهِ كَفَاهُ لَكِنْ ظَاهِرُ التَّرْكِيبِ الْأَوَّلِ كُفْرٌ إِلَّا أَنْ يُقَدَّرَ الْعَاطِفُ ٠

رہا اس نے نجات پالی اور جس نے اللہ پر توکل کیا اللہ اسے کافی ہے۔ مگر کلام اول کی ترکیب بظاہر کفر ہے۔ ہاں اگر عطف مقدر مان لیا جائے تو کفر سے بچاؤ ہوگا۔

۳۱۷۔ حَدِيثُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَنْتَقِلُ بَرْدُ الرُّومِ إِلَى الشَّامِ وَبَرْدُ الشَّامِ إِلَى مِصْرَ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ ٠

اخیر زمانہ میں روم کی چادر شام اور شام کی چادر مصر جایا کرے گی۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔

۳۱۸۔ حَدِيثُ فِي بَيْتِهِ يُؤْتَى الْحُكْمُ مِنَ الْأَمْثَالِ الْمَشْهُورَةِ لَا الْأَحَادِيثُ الْمَأْثُورَةُ ذَكَرَهُ ابْنُ الرَّبِيعِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ أَخْرَجَ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ فِي سُنَنِهِ قَالَ كَانَ بَيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَبَيْنَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ تَدَارُؤٌ فِي شَيْءٍ فَجَعَلَا بَيْنَهُمَا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَأَتَيَاهُ فِي مَنْزِلِهِ فَلَمَّا دَخَلَا عَلَيْهِ قَالَ لَهُ عُمَرُ أَتَيْنَاكَ لِتَحْكُمَ بَيْنَنَا فَقَالَ فِي

اس کے گھر میں حکمتیں دی جاتی ہیں۔ مشہور مثال ہے نہ کہ حدیث جیسا کہ ابن الربیع فرماتے ہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ اور ابی بن کعبؓ کے مابین کچھ اختلاف تھا۔ انہوں نے فیصلہ کے لئے زید بن ثابتؓ کو متعین کیا۔ اور دونوں ان کے گھر پہنچے جب ان کے پاس گئے تو عمرؓ بولے۔ ہم تمہارے پاس اس لئے آئے۔ کہ تم ہمارے درمیان فیصلہ کردو۔ انہوں نے فرمایا۔ اس کے گھر میں حکم دیئے جاتے ہیں پھر دونوں ان کے سامنے

بُنْيَتِهٖ يُؤْتَى الْحَكَمُ ثُمَّ جَلَسَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَضٰى بَيْنَهُمَا وَفِي الْمَثَلِ هٰذَا قِصَّةٌ غَرِيْبَةٌ فِيْ حَيٰوةِ الْحَيَوَانِ لِلدَّمِيْرِيِّ۔

بیٹھ گئے زید نے دونوں کا فیصلہ کیا۔ اور اس مثال میں ایک عمدہ قصہ بھی ہے۔ جو دمیری رح نے اپنی حیوٰۃ الحیوان میں نقل کیا ہے۔

فائدہ: روایت میں لفظ حکم ہے۔ جو حکمت کی جمع ہے۔ اور واقعہ حکموں کو ثابت کرتا ہے۔ اور حکم کی جمع احکام آتی ہے نہ کہ حکم۔ اب دو حال سے خالی نہیں یا تو واقعہ اس لفظ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ اور زبردستی اس سے تعلق پیدا کیا گیا۔ یا بالفاظ دیگر نعوذ باللہ زید بن ثابت جیسے صحابی جو خود عرب تھے عربی سے ناواقف تھے۔

۳۱۹۔ حَدِيْثُ فِي الْحَرَكَاتِ الْبَرَكَاتُ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ وَلَيْسَ بِحَدِيْثٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الرَّبِيْعِ وَفِيْ رِسَالَةِ الْقُشَيْرِيَّةِ سَمِعْتُ الْأُسْتَاذَ أَبَا عَلِيٍّ يَقُوْلُ قَوْلُهُمْ فِي الْحَرَكَةِ بَرَكَةٌ حَرَكَاتُ الظَّوَاهِرِ تُوْجِبُ بَرَكَاتِ السَّرَائِرِ قُوْلُهٗ فِي التَّنْزِيْلِ إِشَارَةٌ إِلٰى ذٰلِكَ حَيْثُ قَالَ تَعَالٰى هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا

حرکت میں برکت ہے۔ یہ بعض سلف کا کلام ہے۔ اور حدیث نہیں جیسا کہ ابن الربیع رح کا قول ہے رسالہ قشیریہ میں ہے۔ کہ میں نے استاد ابو علی رح سے سنا وہ فرمایا کرتے تھے لوگوں کا قول ہے۔ حرکت میں برکت ہے کیونکہ حرکات ظاہر اسرار میں برکات کا سبب بنتی ہیں۔ ملا علی رح قاری فرماتے ہیں قرآن میں بھی اس کی جانب اشارہ ہے۔ ہو الذی جعل لکم الارض ذلولا

فِی مَنَاکِبِهَا وَکُلُوْا مِنْ رِزْقِهٖ وَ	فامشوا فی مناکبہا وکلوا من رزقہ
قَالَ وَاَنْ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا	وان لیس للانسان الا ماسعی ۔ فاسعوا
سَعٰی وَقَالَ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ	الی ذکر اللہ ۔ وسارعوا الیٰ مغفرۃ
وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ	من ربکم ۔ واستبقوا الخیرات
وَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ فَھٰذَا کُلُّہٗ	یہ سب کی سب چیزیں
لِاِدْرَاکِ الْمَبَرَّاتِ وَالْبَرَکَاتِ	برکات الباقیات اور درجات
الْبَاقِیَاتِ الصَّالِحَاتِ وَالدَّرَجَاتِ	العالیات کے ادراک کے
الْعَالِیَاتِ ۔	لئے ہیں ۔

حَرْفُ الْقَافِ

۳۲۰۔ حَدِیْثُ قَالَ لِجِبْرِیْلَ	آپ نے جبرئیل ؑ سے فرمایا کیا زوال شمس
هَلْ زَالَتِ الشَّمْسُ قَالَ لَا نَعَمْ	ہو گیا انہوں نے جواب دیا نہیں ، ہاں ۔ نبی
قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَیْفَ قُلْتَ	کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے یہ نہیں
لَا نَعَمْ فَقَالَ مِنْ حِیْنَ قُلْتُ	ہاں کیوں کہا ۔ انہوں نے جواب دیا میں نے
لَا اِلٰی اَنْ قُلْتُ نَعَمْ سَارَتِ	جو کہا نہیں تو مقصد یہ تھا کہ میں یہ کہتا ہوں ہاں
الشَّمْسُ مَسِیْرَۃَ خَمْسِمِائَۃِ عَامٍ	سورج پانسو سال کی مسافت پر چلا گیا ۔ اس
لَمْ یُعْرَفْ لَہٗ اَصْلٌ ۔	کی کوئی اصل نہیں ۔
۳۲۱۔ حَدِیْثُ قُدِّسَ الْعَدَسُ	مسور کی دال ستر انبیاء کی زبان سے
عَلٰی لِسَانِ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا اٰخِرُھُمْ	پاک ہوئی جس میں آخیر عیسیٰ ؑ تھے ۔ زرکشی

عیسٰی علیہ السلام قال الزرکشی باطل نص علیہ جماعۃ من الحفاظ کابن المبارک واللیث بن سعد ومن المتأخرین ابن المدینی وقال السخاوی اخرجہ الطبرانی من حدیث واثلۃ بہ مرفوعا و اسندہ ابو نعیم فی المعرفۃ وفی الباب عن علی رضی اللہ عنہ ولا یصح من ذلک شیء بل ھو باطل کما قال ابن المدینی و ذکرہ ابن الجوزی فی الموضوعات

کہتے ہیں یہ باطل ہے۔ حفاظ کی ایک جماعت نے اس پر اتفاق کیا ہے جیسا کہ ابن المبارک رح۔ لیث بن سعد رح۔ اور متاخرین میں سے علی رح بن المدینی۔ سخاوی رح کہتے ہیں، اسے طبرانی رح نے واثلہ رض بن الاسقع سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور ابو نعیم رح نے اپنی معرفت میں اس کی سند بیان کی ہے۔ اور کہا ہے اس مضمون کی روایت حضرت علی رض سے بھی مروی ہے۔ اور اس میں سے کوئی شے بھی صحیح نہیں۔ بلکہ سب کی سب باطل ہیں جیسا کہ علی بن المدینی فرماتے ہیں اور ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔

۳۲۲ حدیث القراٰن کلام اللہ غیر مخلوق فمن قال بغیر ھذا فقد کفر قال الصغانی ھذا موضوع وقال السخاوی وھذا الحدیث من جمیع طرقہ باطل واوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات

قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے جو اس کے علاوہ کچھ اور کہے اس نے کفر کیا صغانی رح کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ سخاوی رح کہتے ہیں یہ حدیث تمام سندات کے ساتھ باطل ہے۔ ابن الجوزی رح نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔

۳۲۳ حدیث قراءۃ سورۃ القلاقل امان من الفقر قال

قلاقل کی سورتیں پڑھنا فقر سے امان دینا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل

التغافلي لا أصل له والقلاقل هي التي أوائلها قل وهي خمس أولها سورة الجن ولكن المشهورة هي أربعة الكافرون والإخلاص والمعوذتين ۔

نہیں اور قلاقل سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی ابتدا میں لفظ قل ہے ۔ اور وہ پانچ سورتیں ہیں ۔ سورت جن ۔ لیکن اس میں مشہور یہ چار ہیں ۔ کافرون اور اخلاص اور معوذتین ۔

۳۲۴ ـ حديث قص الأظفار لم يثبت في كيفية ولا تعيين يوم له عن النبي عليه السلام قال التغافلي وما يعزى من النظم لعلي بن أبي طالب و لشيخنا فباطل عنهما ۔

ناخن کاٹنا ۔ اس میں کوئی کیفیت اور دن کا تعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ۔ سخاوی رحہ کہتے ہیں نظم میں جو حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ اور ہمارے شیخ کی جانب منسوب ہے سب باطل ہے ۔

۳۲۵ ـ حديث قصة عثمان رضي الله عنه أنه لما خطب في أول جمعة ولي الخلافة و صعد المنبر فقال الحمد لله فارتج عليه فقال إن أبا بكر وعمر رضي الله عنهما كانا يعدان لهذا المقام مقالا و أنتم إلى إمام فعال أحوج منكم

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ کہ جب وہ خلیفہ بنائے گئے ۔ اور انہوں نے پہلے جمعہ کو خطبہ دیا تو منبر پر چڑھے تو فرمایا الحمد للہ پھر منبر پر کانپنے لگے اور فرمایا ابوبکر و عمر رض اس مقام کے لئے تیار کئے گئے تھے (یعنی بولنے کے لئے) اور تم ایک امام کی طرف تھے پھر فرمایا میں تم میں سے بولنے والے امام کو نکالتا ہوں ۔ عنقریب تمہارے سامنے خطیب آئے گا ۔ اور میں اللہ

إِلَى إِمَامٍ تَوَّابٍ وَسَيَّاتِكُمْ	سے اپنے لئے اور تمہارے لئے مغفرت چاہتا ہوں
الْخَطِيبُ وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلَكُمْ	اور یہ کہہ کر نیچے اتر گئے۔ اور انہیں نماز پڑھائی
وَنَزَلَ وَصَلَّى بِهِمْ قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ	ابن الہمام کہتے ہیں یہ روایت کتب فقہ میں تو
إِنَّمَا لَمْ تُعْرَفْ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ	ضرور پائی جاتی ہے۔ لیکن کتب حدیث میں
بَلْ فِي كُتُبِ الْفِقْهِ ۔	اس کا کہیں ذکر نہیں۔
۳۲۶۔ حَدِيثُ الْقَلْبِ بَيْتُ	دل خدا کا گھر ہے۔ اس کی مرفوعاً
الرَّبِّ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَيْسَ لَهُ	کوئی اصل نہیں ہے جیسا کہ سخاوی فرماتے
أَصْلٌ فِي الْمَرْفُوعِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ	ہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل
لَا أَصْلَ لَهُ وَقَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ	نہیں۔ ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں یہ موضوع
هُوَ مَوْضُوعٌ وَفِي الذَّيْلِ هُوَ	ہے۔ ذیل میں ہے۔ کہ جو ابن تیمیہ رح کا
كَمَا قَالَ أَقُولُ لَكِنْ لَهُ مَعْنًى	قول ہے وہی میرا قول ہے۔ لیکن اس کے معنی
صَحِيحٌ كَمَا سَيَأْتِي فِي حَدِيثِ مَا	صحیح ہیں۔ جیسا کہ حدیث ما وسعنی ارض میں
وَسِعَنِي أَرْضِي ۔	اس کی تشریح آئے گی۔
۳۲۷۔ حَدِيثُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ	مومن کا دل میٹھا ہے میٹھا س کو پسند کرتا ہے
حُلْوٌ يُحِبُّ الْحَلَاوَةَ وَذَكَرَ ابْنُ	ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے
الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ لَكِنْ	لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت
ثَبَتَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ	ہے۔ کہ آپ حلوہ اور شہد کو پسند فرماتے تھے
يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ ذَكَرَهُ	ابن الربیع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اس سے یہ
ابْنُ الرَّبِيعِ وَفِيهِ أَنَّ هٰذَا	بات ثابت ہو گئی کہ اس کے معنی تو صحیح ہیں

صحيح معناه والكلام في ثبوت
مبناه فقد قال السيوطي رواه
البيهقي في الشعب والديلمي عن
أبي أمامة فكلام ابن الجوزي
موضوع مدفوع ورواه الديلمي
أيضا عن علي رفعه المؤمن
حلو يحب الحلاوة ومن حرمها
على نفسه فقد عصى الله
ورسوله لا تحرموا شيئا من
نعمة الله والطيبات على أنفسكم
وكلوا واشربوا واشكروا فإن
لم تفعلوا لزمتكم عقوبة الله
عز وجل وسنده واه •

کلام ثبوت الفاظ میں ہے سیوطیؒ کہتے ہیں
امام بیہقیؒ نے شعب میں اور دیلمیؒ نے ابوامامہؓ
سے روایت کیا ہے۔ جس کی بنا پر ابن جوزیؒ
کا یہ قول کہ یہ روایت موضوع ہے غلط قرار
پاتا ہے۔ دیلمیؒ نے حضرت علیؓ سے مرفوعاً
روایت کیا ہے، مومن میٹھا ہے میٹھا اس کو
پسند کرتا ہے، اور جس نے میٹھی چیز کو اپنے اوپر
حرام کیا اس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی
کی، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور طیبات میں سے
اپنے اوپر کوئی شے حرام نہ کرو، کھاؤ پیو
اور خدا کا شکر کرو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو اللہ
عزوجل کا عذاب تمہیں پکڑ لے گا۔ اس کی سند
بالکل بیکار ہے •

فائدہ ۔ جہاں تک حلال کو اپنی ذات پر حرام کرنے کا تعلق ہے۔ تو وہ خود حرام ہے، اور اس قسم کو توڑنا پڑے گا۔ اور اس کا کفارہ دینا ہو گا۔ جیسا کہ سورت تحریم کا نزول اس بات کو ثابت کرتا ہے۔ لیکن اپنی ذات پر حرام کئے بغیر یا بغیر نفرت کے کسی شے کو نہ کھانا۔ یہ ہرگز عقوبت کا باعث نہیں بن سکتا۔

۳۲۸- حديث قليل من
تھوڑی سی توفیق بھی بہت سے علم

التَّوْفِيْقِ خَيْرٌ مِّنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْعِلْمِ ذُكِرَ فِي الْاِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ اَجِدْ لَهٗ اَصْلًا وَقَدْ ذَكَرَهٗ صَاحِبُ الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَقَالَ الْعَقْلَ بَدَلَ الْعِلْمِ وَلَمْ يُخَرِّجْهُ وَلَدُهٗ فِي مُسْنَدِهٖ وَتَعَقَّبَهٗ بَعْضُ الْمُتَاَخِّرِيْنَ بِاَنَّ مَا ذَكَرَهٗ فِي الْفِرْدَوْسِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ قَلِيْلُ الْفِقْهِ خَيْرٌ مِّنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْعِبَادَةِ ۔

سے بہتر ہے اسے غزالی نے احیاء میں بیان کیا ہے عراقی رح کہتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی ۔ صاحب فردوس نے اسے ابوالدرداء سے روایت کیا اور انہوں نے علم کی جگہ عقل کا ذکر کیا ہے ۔ لیکن ان کے لڑکے نے اسے اپنی مسند میں ذکر نہیں کیا ، بعض متاخرین نے فردوس کی اس روایت پر یہ اعتراض کیا ہے کہ ابن عساکر رح نے ابوالدرداء رض سے اور طبرانی رح نے ابن عمر رض سے اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے تھوڑا سا فقہ بھی بہت سی عبادت سے بہتر ہے ۔

حَرْفُ الْكَافِ

۳۲۹ ۔ حَدِيْثُ كَاَنَّكَ بِالدُّنْيَا وَلَمْ تَكُنْ وَبِالْاٰخِرَةِ وَلَمْ تَزَلْ قَالَ السُّيُوْطِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ مَرْفُوْعًا وَاَخْرَجَهٗ اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ۔

گویا کہ تو دنیا میں ہے ، حالانکہ تو نہیں ہے اور آخرت میں تجھے زوال نہ ہوگا سیوطی رح کہتے ہیں ، میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں ابونعیم نے عمر بن عبدالعزیز رح کا قول بیان کیا ہے ۔

۳۳۰ ۔ حَدِيْثُ كَاَنَّكَ مِنْ

گویا کہ تو اہل بلاد حنین سے ہے یہ کلام

أَسْلُبُ بُرْدَ وَحُنَيْنٍ وَهُوَ كَلَامٌ يُقَالُ لِمَنْ يَتَأَهَّلُ وَلَيْسَ بِحَدِيْثٍ

٣٢١ - حَدِيْثُ كَانَ اللّٰهُ وَلَا شَيْئٌ مَعَهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَلَمْ يَكُنْ شَيْئٌ قَبْلَهُ ثَابِتٌ وَلٰكِنِ الزِّيَادَةَ وَهُوَ قَوْلُهُمْ وَهُوَ الْآنَ عَلٰى مَا عَلَيْهِ كَانَ مِنْ كَلَامِ الصُّوْفِيَّةِ وَيُشْبِهُ أَنْ يَكُوْنَ مِنْ مُفْتَرَيَاتِ الْوُجُوْدِيَّةِ الْقَائِلَةِ بِالْعَيْنِيَّةِ الْمُخَالِفَةِ لِلنَّصِّ بِالْمَعِيَّةِ فِي الْمَرْتَبَةِ الشُّهُوْدِيَّةِ وَقَدْ نَصَّ ابْنُ تَيْمِيَّةَ وَالْعَسْقَلَانِيُّ عَلٰى وَضْعِ الْجُمْلَةِ الزَّائِدَةِ وَإِنْ صَحَّتْ فَتَأْوِيْلُهَا أَنَّهُ تَعَالٰى مَا تَغَيَّرَ بِحَسَبِ ذَاتِ الْكَمَالِ وَ صِفَاتِ الْجَلَالِ فَمَا كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْقُوَّةِ وَالْقُدْرَةِ بَعْدَ خَلْقِ الْمَوْجُوْدَاتِ كَمَا يُشِيْرُ إِلَيْهِ قَوْلُهُ سُبْحَانَهُ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوَاتِ

ہے اور اس کے لئے بولا جاتا ہے جو صاحب اہل ہوتا ہے اور یہ حدیث نہیں ہے۔

صرف اللہ تھا۔ اور اس کے ساتھ کوئی شئے نہ تھی۔ اور ایک روایت میں ہے اس سے پہلے کوئی چیز ثابت نہ تھی۔ لیکن یہ زیادت لوگوں کا قول ہے۔ اور یہ جملہ آج تک ویسے ہی بولا جاتا ہے جیسے تھا۔ اور یہ صوفیا رکا کلام ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ جو عینیت کے قائل ہیں۔ کہ انہوں نے وجود کے لئے اسے گھڑا ہو۔ ابن تیمیہ رح اور عسقلانی رح نے اس زیادتی کو موضوع قرار دیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو اس کی تاویل یہ ہوگی۔ کہ اللہ تعالےٰ کو موجودات کے پیدا کرنے کے بعد جو قوت و قدرت حاصل ہے۔ وہ باعتبار کمال ذاتی اور بلحاظ کمال صفاتی اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول اس کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ ہم نے زمین و آسمان اور اس کے مابین جتنی اشیا ہیں انہیں چھ روز میں پیدا کیا اور ہمیں تھکن نے ذرا بھی نہ چھوا۔ یعنی تھکن

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ
اَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوْبٍ اَيْ
نَصَبٍ وَلَا تَعَبٍ وَلَا كَلَالٍ وَلَا
مَلَالٍ اَوِ الْمَعْنٰى اِنَّ مَا عَدَاهُ
كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ
مَاءً اَوْ كَهَبَاءٍ نَظِيْرُهُ هَوَاءٌ فَلَيْسَ
لِلْمَوْجُوْدِ الْحَادِثِ بِحَسَبِ الْمَوْجُوْدِ
الْقَدِيْمِ حَقِيْقَةُ الْمَوْجُوْدِ فِيْ
نَظَرِ الْعَارِفِ اِذِ الْمَخْلُوْقَاتُ لَيْسَ
لَهُمْ وُجُوْدٌ مُسْتَقِلٌّ ذَاتًا وَصِفَةً
وَمِنْ هُنَا قَالَ قَائِلُهُمْ سِوَى
اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا فِي الْوُجُوْدِ وَلَيْسَ
فِي الدَّارِ غَيْرُهُ دَيَّارٌ وَهُوَ فِيْ مَقَامِ
الْجَمْعِ وَيُشِيْرُ اِلَيْهِ قَوْلُهُ سُبْحَانَهُ
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ وَقَوْلُهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ اَصْدَقُ كَلِمَةٍ
قَالَهَا الْعَرَبُ قَوْلُ لَبِيْدٍ ع
اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ
وَاَمَّا مَنْ وَصَلَ اِلٰى مَقَامِ جَمْعِ

تکلیف اور غم وغیرہ نے، اور معنی اس کے یہ
ہوں گے، کہ اسے ایسے ہی سمجھا جیسا کہ کسی میدان
کا ریت ہو، کہ پیاسا اسے پانی سمجھتا ہے، یا
اس مٹی کی طرح جسے ہوا اڑا دے۔ تو پس
اس موجود کے لئے جو حادث ہو، ایک
موجود قدیم کے مقابلہ پر عارف کی نظر میں
حقیقت وجود حاصل نہیں، کیونکہ مخلوقات
کے لئے کوئی مستقل وجود نہیں۔ نہ ذاتی
اعتبار سے نہ صفاتی لحاظ سے۔ اسی باعث
کہنے والے نے کہا ہے، خدا کی قسم اللہ کے
سوا کوئی شے موجود نہیں، اور اس گھر میں
اس کے علاوہ کوئی رہنے والا نہیں اسی
کی جانب اللہ تعالیٰ کا قول اشارہ کرتا ہے
"کہ ہر شے اس کے علاوہ ہلاک ہونے والی
ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے
اس قول کی تصدیق کی جسے لبید بن عامر نے
بیان کیا تھا۔ ع
خبردار اللہ کے علاوہ ہر شے باطل ہے اور جو اس
مقام جمع الجمع تک پہنچ گیا اسے یہ ظاہری کثرت

الجمع فلا تحجبه الكثرة عن الوحدة ولا الوحدة عن الكثرة كما يشير إليه قوله سبحانه وما رميت إذ رميت ولكن الله رمى.

وحدت سے پردہ میں نہیں رکھ سکتی۔ اور نہ وحدت کثرت سے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول اس کی جانب اشارہ کرتا ہے، وہ جب آپ نے کنکریاں ماریں تو آپ نے نہیں ماری تھیں بلکہ اللہ نے ماری تھیں۔

٣٢٢ - حديث كان عليه السلام لا يجلس إليه أحد وهو يصلي إلا خفف صلوته وسأله عن حاجته فإذا فرغ عاد إلى صلوته ذكره في الشفاء قال الجلال السيوطي في تخريج أحاديثه قال العراقي في تخريج الأحياء لم أجد له أصلا.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے ہوتے اور کوئی آپ کے پاس آکر بیٹھتا تو آپ نماز ہلکی فرمادیتے اور اس سے اس کی حاجت پوچھتے جب اس کی حاجت سے فارغ ہو جاتے تو اپنی نماز میں مشغول ہو جاتے قاضی عیاض نے اسے شفاء میں ذکر کیا ہے جلال الدین سیوطی تخریج الاحادیث میں فرماتے ہیں عراقی نے تخریج الاحیاء میں تحریر کیا ہے میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی۔

٣٢٣ - حديث الكريم إذا قدر عفا أخرجه البيهقي في الشعب عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعا قال وفي سنده متروك ويشبه أن يكون موضوعا ولكن مشهور بين الزهاد وغيرهم

شریف وہ ہے جب قادر ہو تو معاف کر دے بیہقی نے اسے شعب الایمان میں ابوہریرہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں راوی متروک ہے اور یہ موضوع ہونے کے زیادہ قریب ہے۔ اگرچہ یہ حدیث زہاد وغیرہ میں بہت مشہور ہے۔ لیکن میں کوئی حکم لگانے سے

وَاَنَا اَبْرَأُ مِنْ عُهْدَتِهٖ يَعْنِي لَا اَقُوْلُ بِوَضْعِهٖ وَلَا بِثُبُوْتِهٖ۔

بری ہوں۔ یعنی نہ تو میں اسے موضوع قرار دیتا ہوں اور نہ ثابت قرار دیتا ہوں۔

۳۳۴۔ حَدِيْثُ كَفٰى بِالْمَرْءِ نُصْرَةً اَنْ يَّرٰى عَدُوَّهٗ يَعْصِي اللّٰهَ قَالَ السُّيُوْطِيُّ هُوَ مِنْ كَلَامِ جَعْفَرِ الْاَحْمَرِ عَلٰى مَا رَوَاهُ الْخَرَائِطِيُّ فِيْ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ۔

آدمی کی مدد کے لئے یہی کافی ہے، کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کی نافرمانی کرتا دیکھے سیوطی رح کہتے ہیں۔ یہ جعفر الاحمر کا قول ہے جیسا کہ خرائطی رح نے مکارم الاخلاق میں بیان کیا ہے۔

۳۳۵۔ حَدِيْثُ الْكَرِيْمُ حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ فَاسِقًا وَالْبَخِيْلُ عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ رَاهِبًا لَا اَصْلَ لَهٗ بَلِ الْفِقْرَةُ الْاُوْلٰى مَوْضُوْعَةٌ لِمُعَارَضَتِهَا بِنَصِّ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ فَالْفَاسِقُ اِمَّا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اَوِ الْكَافِرِيْنَ۔

کریم اللہ تعالیٰ کا دوست ہے چاہے فاسق ہو اور بخیل اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے چاہے راہب کیوں نہ ہو۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور فقرہ اولیٰ موضوع ہے اس لئے کہ نص قرآنی کے خلاف ہے۔ "اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور اللہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا"۔ فاسق یا ظالم ہوتا ہے یا کافر۔

۳۳۶۔ حَدِيْثُ كُفَّ مِنَ الشَّرِّ يَكُفَّ الشَّرُّ عَنْكَ لَا يُعْرَفُ لَهٗ اَصْلٌ۔

برائی سے روک تجھ سے بھی برائی روکی جائے گی۔ اس کی کوئی اصل معلوم نہیں۔

۳۳۷۔ حَدِيْثُ الْكَلَامُ صِفَةُ الْمُتَكَلِّمِ

کلام متکلم کی صفت ہے۔ اس کی کوئی

المتكلم ليس له أصل ومعناه صحيح موافق لقولهم كل إناء يترشح بما فيه فقول ابن الربيع ليس على إطلاقه ليس في محله واستحقاقه.

اصل نہیں ۔ اور معنی اس کے صحیح ہیں اور لوگوں کے قول کے مطابق ہیں ۔ ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ ابن الربیع رح کہتے ہیں نہ یہ اپنے اطلاق پر ہے نہ اپنے محل میں ۔

۲۳۸- حديث الكلام على المائدة قال السخاوي لا أعلم فيه شيئاً نفياً ولا إثباتاً يعني ما يدل على نفي هذا الحديث ولا على إثباته وإلا فقد ثبت كلامه عليه السلام حال أكله في كثير من الأحاديث منها حديث سم الله وكل بيمينك مما يليك.

دسترخوان پر بات کرنا سخاوی کہتے ہیں میں اس بارے میں نہ تو کوئی ممانعت اور نہ کوئی مثبت روایت جانتا ہوں ۔ یعنی نہ وہ حدیث جانتا ہوں جو اس کی نفی پر دلالت کرے اور نہ وہ حدیث جانتا ہوں جو اس کے اثبات پر دلالت کرے ویسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانے کے دوران گفتگو کرنا اکثر احادیث سے ثابت ہے ۔ مثلاً یہ حدیث "اللہ کا نام لے" اور یہ حدیث دائیں ہاتھ سے کھاؤ ۔ جو تمہارے قریب ہو"

۲۳۹- حديث كل أحد يؤخذ من قوله ويرد إلا صاحب هذا القبر وهو قول مالك و أراد النبي عليه السلام وذلك لكونه معصوماً من الخطأ لأنه

ہر شخص کا قول لیا جاتا اور رد کر دیا جاتا ہے ۔ مگر اس قبر والے کا ۔ یہ امام مالک رح کا قول ہے ۔ اور صاحب قبر سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ کیونکہ آپ خطا سے پاک ہیں ۔ اور آپ اپنی جانب سے کچھ نہیں

ما ينطق عن الهوى ولكن احكم سائر الانبياء وفي الطبراني من حديث ابن عباس رفعه بلفظ ما من احد الا يؤخذ من قوله ويدع واورده الغزالي في الاحياء بمعناه وقال لا نوخذ من علمه ويترك الا رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال السيوطي رواه عبد الله بن احمد في زوائد الزهد من طريق عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال ما احد من الناس الا يؤخذ من قوله ويدع غير النبي عليه السلام انتهى ولكن ينبغي ان يكون الرواية يؤخذ ويرد او نأخذ وندع۔

فرماتے۔ اسی طرح دیگر انبیاء۔ طبرانی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس کا کوئی قول لیا جاتا ہو، اور رد نہ کیا جاتا ہو۔ اور غزالیؒ نے احیاء میں اس کے معنی ذکر کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جس سے علم کی بات لی جاتی ہے، اسے چھوڑا بھی جاتا ہے۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیوطیؒ کہتے ہیں، عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد الزہد میں عکرمہ کے ذریعہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس کا قول لیا جاتا ہو۔ اور چھوڑا نہ جاتا ہو۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ لیکن روایت اسی لائق ہوتی ہے۔ کہ لی بھی جائے اور چھوڑی بھی جائے، یا ہم روایت لیتے بھی ہیں۔ اور چھوڑتے بھی ہیں۔

۴۳- حديث كل الاعمال فيها المقبول والمردود الا الصلوة على فانها مقبولة غير مردودة

تمام اعمال مقبول بھی ہوتے ہیں۔ اور مردود بھی، سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے۔ کیونکہ وہ صرف مقبول ہوتا

مَرَّ الْكَلَامُ عَلَيْهِ فِي حَرْفِ الصَّادِ مِنْ حَدِيْثِ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ لَا تُرَدُّ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ هُنَا أَنَّهُ ضَعِيْفٌ جِدًّا لَكِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ مِنَ الْمُخَرِّجِيْنَ أَحَدًا وَلَا أَظْهَرَ لَهُ سَنَدًا مُعْتَمَدًا ۔

ہے، مردود نہیں ہوتا، اس پر کلام حرف صاد میں الصلوۃ علی النبی لا ترد والی حدیث میں گذر چکا، امام عسقلانی رح فرماتے ہیں، یہ بے انتہا ضعیف ہے۔ کیونکہ کسی محدث نے اسے ذکر نہیں کیا۔ اور نہ اس کی کوئی معتمد سند نظر آئی ۔

۲۴۱۔ حَدِيْثُ كُلُّ إِنَاءٍ بِمَا فِيْهِ يَطْفَحُ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَمَعْنَاهُ يَفِيْضُ وَيَسِيْلُ وَفِي الْمَشْهُوْرِ كُلُّ إِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ ۔

جو کچھ برتن میں ہوتا ہے وہی بہتا ہے یہ حدیث نہیں ہے۔ اور یطفح کے معنی لیسیل کے آئے، اور اس بارے میں مشہور قول ہے کہ جو کچھ برتن میں ہوتا ہے وہی چھلکتا ہے ۔

۲۴۲ حَدِيْثُ كُلُّ بَنِيْ آدَمَ يَنْتَمُوْنَ إِلٰى عَصَبَةِ أَبِيْهِمْ إِلَّا وَلَدَ فَاطِمَةَ فَإِنِّيْ أَنَا أَبُوْهُمْ وَعَصَبَتُهُمْ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْعِلَلِ الْمُتَنَاهِيَةِ لَا يَصِحُّ وَيُرَدُّ عَلَيْهِ أَنَّهُ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ عَنْ فَاطِمَةَ وَكَذَا أَخْرَجَهُ أَبُوْ يَعْلٰى وَسَنَدُهُ ضَعِيْفٌ وَالْحَدِيْثُ مُرْسَلٌ وَلَهُ شَاهِدٌ

تمام بنی آدم اپنے باپ کے قبیلہ کی جانب منسوب ہوتے ہیں، سوائے فاطمہ رض کی اولاد کے کیونکہ میں ہی ان کا باپ اور قبیلہ ہوں، ابن الجوزی رح علل المتناہیہ میں لکھتے ہیں، کہ یہ صحیح نہیں، اور ان پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسے طبرانی رح نے کبیر میں فاطمہ رض سے روایت کیا ہے اسی طرح ابو یعلی رح نے بھی۔ لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور حدیث مرسل ہے اور طبرانی رح میں اس کا ایک شاہد بھی

عِنْدَ الطَّبَرَانِي وَغَايَتُهُ أَنَّهُ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ لَا مَوْضُوْعٌ ۔ موجود ہے مقصد یہ ہے۔ کہ یہ حدیث ضعیف ہے، موضوع نہیں ۔

فائدہ ۔ اولاد فاطمہؓ جیسے حضور کی جانب منسوب ہوتی ہے ویسے ہی علی کی جانب بھی تو اس میں تخصیص باقی نہیں رہی ۔ ہاں یہ خصوصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ضرور پائی جاتی ہے ۔ اور وہاں باپ کی نسبت کا سوال بھی نہیں ۔ اور رہا یہ امر کہ ماں اور باپ دونوں کی جانب نسبت ہونا تو ایسے تاریخ میں بہت سے لوگ ثابت ہیں کہ جن کی نسبت باپ کی بجائے ماں کی جانب تھی ۔ جیسا کہ اسمعیل بن علیہ وغیرہ ۔

۳۴۳ ۔ حَدِيْثُ كُلِّ اِثْنَيْنِ لَابُدَّ لَهُمْ مِنْ ثَالِثٍ غَيْرُ مَعْرُوْفٍ وَكَذَا قَوْلُ بَعْضِهِمْ اَلشَّيْءُ لَا يُثَنَّى إِلَّا وَقَدْ يُثَلَّثُ لَا أَصْلَ لَهُ ۔ ہر دو میں سے کے لئے تیسرے کا وجود ضروری ہے یہ مشہور نہیں ایسے ہی بعض شعراء کا کلام ہے ۔ ع ۔ جب کوئی شے دو ہوتی ہے ۔ تو تین ضرور ہو جاتی ہے اس کی کوئی اصل نہیں ۔

۳۴۴ ۔ حَدِيْثُ كُلِّ عَامٍ تُرْذَلُوْنَ بِصِيْغَةِ الْمَجْهُوْلِ وَالْاَرْذَلُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اَدْوَنُهُ وَمِنْهُ قَوْلُهُ سُبْحَانَهُ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ هُوَ مِنْ كَلَامِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَفِيْ مَعْنَاهُ الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ فِي الْبُخَارِيِّ عَنْ اَنَسٍ ۔ تم ہر سال کم کئے جاتے ہو ۔ ہر شے میں ارذل اس کے کم ہونے کو بولتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "تم میں سے وہ لوگ بھی ہیں ۔ جو ارذل عمر کی جانب لوٹائے جاتے ہیں ،، یعنی بڑھاپے کی طرف ۔ زرکشی کہتے یہ حسن بصری کا قول ہے ۔ اور اس معنی میں حدیث صحیح بخاری میں انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے ۔ میری امت پر کوئی زمانہ ایسا نہ آئے گا ۔ کہ اس کے بعد اس سے

مرفوعاً لا یاتی علی امتی زمان الا الذی بعدہ شر منہ في الکبیر الطبرانی عن ابی الدرداء مرفوعاً ما من عام الا ینتقص الخیر فیہ ویزید الشر واخرج الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال ما من عام الا ویحدث الناس بدعۃ ویمیتون سنۃ حتی تمات السنن ویحیی البدع وتمات لغۃ فی تموت وہما قرأ فی السبعۃ متم ومت ومتنا بکسر المیم وضمہا وفی الجامع الصغیر ما من عام الا الذی بعدہ شر منہ حتی تلقوا ربکم اخرجہ الطبرانی عن انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً وروی احمد والبخاری والنسائی عن انس مرفوعاً بلفظ لا یاتی علیکم

زیادہ شرارت ہو گی۔ طبرانیؒ نے کبیر میں ابو الدرداءؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ کوئی سال ایسا نہیں جس میں خیر کم نہ ہو۔ اور شرارت زیادہ نہ ہو۔ طبرانیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ کوئی سال ایسا نہیں کہ جس میں لوگ بدعت ایجاد نہ کرتے ہوں، اور سنت کو مردہ نہ کرتے ہوں حتی کہ سنتیں مر جائیں گی۔ اور بدعتیں زندہ ہو جائیں گی۔ اور تمات لغت میں تموت کے معنی میں آتا ہے۔ سبعہ میں بھی دونوں طریقہ پر پڑھا جاتا ہے۔ مت ومتنا میم کے زیر اور پیش کے ساتھ۔ جامع صغیر میں ہے کوئی سال ایسا نہیں کہ اس کے بعد اس سے زیادہ شرارت نہ ہو حتی کہ تم خدا سے ملو۔ طبرانی نے انسؓ سے مرفوعاً، احمدؒ بخاریؒ اور نسائیؒ نے انسؓ سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ تم پر کوئی سال اور کوئی روز ایسا نہ آئے گا۔ کہ اس کے بعد اس سے زیادہ شر نہ ہو۔ حتی کہ تم خدا سے ملو گے۔ اسی طرح ابن مسعودؓ سے بھی ان کا قول

عَامٍ وَلَا يَوْمٍ إِلَّا وَالَّذِي بَعْدَهُ
شَرٌّ مِنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ وَرُوِيَ
نَحْوُ ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَلَا أَعْنِيْ
أَمْرًا خَيْرًا مِنْ أَمْرٍ وَلَا عَامًا خَيْرًا
مِنْ عَامٍ وَلٰكِنْ عُلَمَاؤُكُمْ وَفُقَهَاؤُكُمْ
يَذْهَبُوْنَ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنَ مِنْهُمْ
خَلَفًا وَيَجِيْءُ قَوْمٌ يُفْتُوْنَ بِرَأْيِهِمْ
وَفِيْ لَفْظٍ وَمَا ذٰلِكَ بِكَثْرَةِ الْأَمْطَارِ
وَقِلَّتِهَا وَلٰكِنْ بِذَهَابِ الْعُلَمَاءِ
وَبِمَحَلِّهِ فَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمَا قَوْلَهُ تَعَالٰى أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا
نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا
حَيْثُ قَالَ مَوْتُ عُلَمَائِهَا وَ
فُقَهَائِهَا وَعَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ مَوْتُ
عَالِمٍ أَحَبُّ إِلٰى إِبْلِيْسَ مِنْ مَوْتِ
سَبْعِيْنَ عَابِدًا وَيُقَوِّيْهِ لَمَوْتُ
قَبِيْلَةٍ أَيْسَرُ مِنْ مَوْتِ عَالِمٍ
رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ

روایت کیا گیا ہے، میں کسی کام میں سے
بھی کسی بھلے کام کی امید نہیں رکھتا اور نہ
اس بات کی کہ ایک سال دوسرے سے
بہتر ہو۔ لیکن تمہارے علماء اور فقہاء چلے جائیں گے
پھر تم ان کا قائم مقام نہ پاؤ گے۔ اور ایک
قوم ایسی آئے گی جو اپنی رائے سے فتوی دیگی
اور ایک روایت میں ہے۔ بارشوں کی کثرت
وقلت کیا ہے، یعنی علماء کا چلا جانا (یعنی اصل
میں قلت یہ ہے۔ اور اسی طرح عبداللہؓ
بن عباس نے قرآن کی اس آیت "کیا یہ نہیں
دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے کم
کرتے رہتے ہیں،" یہ تفسیر کی ہے، یہ کم کرنا زمین
کے علماء اور فقہاء کی موت ہے۔ ابو جعفرؒ کا
قول ہے ایک عالم کی موت شیطان کو ستر عابدوں
کی موت سے زیادہ محبوب ہوتی ہے، اس کی
تائید ایک حدیث بھی کرتی ہے، ایک قبیلہ کا مرجانا
ایک عالم کے مرجانے سے زیادہ آسان ہے، اسے
طبرانیؒ اور ابن عبدالبرؒ نے ابوالدرداءؓ سے
روایت کیا ہے۔ اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی

مِنْ حَدِيْثِ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَلَفْظُهٗ حَدِيْثُ فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ قُلْتُ وَعِنْدِيْ اَنَّ ذٰلِكَ بِمُقْتَضَى الْبُعْدِ عَنْ زَمَانِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهٗ كَمِثْلِ النُّوْرِ فِيْ عَالَمِ الظُّهُوْرِ وَيُقَوِّيْهِ حَدِيْثُ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔

ہے، ایک فقیہ شیطان کے لئے ایک ہزار عابد سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بعد کی بنا پر ہے، کیونکہ آپ تو عالم ظاہر میں نور کی مثل تھے۔ اور اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے، سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر جو اس سے قریب ہو (یعنی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ)۔

۳۴۵۔ حَدِيْثُ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ اِلَّا بِدْعَةً فِيْ عِبَادَةٍ فِيْ سَنَدِهٖ كَذَّابٌ وَمُتَّهَمٌ۔

ہر بدعت گمراہی ہے سوائے عبادت میں بدعت کے۔ اس کی سند میں کذاب اور متہم ہے۔

۳۴۶۔ حَدِيْثُ كُلُّ مَمْنُوْعٍ حُلْوٌ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَيَدُلُّ عَلٰى صِحَّةِ مَعْنَاهُ مَا ابْتُلِيَ اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ۔

ہر ممنوع شئے میٹھی ہوتی ہے یہ حدیث نہیں، ہاں اس کی صحت معنی پر آدم علیہ السلام کا امتحان دلالت کرتا ہے ''اس درخت کے قریب نہ جانا''۔

۳۴۷۔ حَدِيْثُ كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ قَالَ

میں نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی میں تھے سخاوی کہتے ہیں: میں اس حدیث سے ان الفاظ

السخاوی لم اقف علیہ بھذا
اللفظ فضلا عن زیادۃ وکنت
نبیا فلا آدم ولا ماء ولا طین
وقال العسقلانی فی بعض
اجوبتہ ان الزیادۃ ضعیفۃ
وما قبلہا قوی وقال الزرکشی
لا اصل لہ بھذا اللفظ ولکن
فی الترمذی متی کنت نبیا
قال وآدم بین الروح والجسد
وفی صحیح ابن حبان والحاکم
عن العرباض بن ساریۃ انی
عند اللہ لمکتوب خاتم
النبیین وان آدم لمنجدل
فی طینتہ قال السیوطی وزاد
العوام ولا آدم ولا ماء ولا
طین ولا اصل لہ ایضا یعنی
بحسب مبناہ والا فہو صحیح
باعتبار معناہ لما تقدم ومن حدیث
کنت اول النبیین فی الخلق

کے ساتھ واقف نہیں، چہ جائیکہ اس میں یہ زیادتی کہ
نہ آدم تھے نہ پانی اور نہ مٹی عسقلانیؒ اپنے بعض
جوابوں میں فرماتے ہیں یہ زیادتی ضعیف ہے
اور روایت ماقبل قوی ہے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں
ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں۔
لیکن ترمذی میں یہ موجود ہے۔ کہ آپ سے کسی
نے دریافت کیا کہ آپ نبی کب ہوئے۔ آپ
نے فرمایا جب آدم روح اور جسد کے درمیان
تھے (یعنی جب آدم کا مجسمہ تیار ہو چکا تھا۔ اور
ابھی روح نہ ڈالی گئی تھی) ابن حبان نے اپنی
صحیح میں اور حاکم نے عرباض بن ساریہ سے روایت
کیا ہے کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا جا
چکا تھا جب کہ آدم اپنی مٹی میں پڑے ہوئے تھے
سیوطیؒ کہتے ہیں عوام نے اس میں یہ زیادتی کر ڈالی
کہ نہ آدم تھے۔ نہ پانی اور نہ مٹی۔ اس کی باعتبار
الفاظ کوئی اصل نہیں۔ ورنہ یہ باعتبار معنی صحیح
ہے جیسا کہ گذر چکا۔ اور اس حدیث کی بنا پر
میں خلقت میں اول النبیین تھا (یعنی سب سے پہلے
میرے لئے نبوت لکھی گئی) اور بعثت کے لحاظ سے میں

وَاٰخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِي حَاتِمٍ فِي تَفْسِيْرِهِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الدَّلَائِلِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمَا ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ وَلَهٗ شَاهِدٌ مِنْ حَدِيْثِ مَيْسَرَةَ الْفَجْرِ بِلَفْظِ كُنْتُ نَبِيًّا وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ۔

آخری نبی ہوں۔ اسے ابن ابی حاتم رح نے دلائل النبوۃ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ سیوطی رح کہتے ہیں اس کے لئے میسرہ کی روایت شاہد ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نبی تھا اور آدم جسد اور روح کے درمیان تھے۔ اسے امام احمد رح اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے۔ اور حاکم رح نے اس کی تصحیح کی ہے۔

۲۴۸۔ حَدِيْثُ كُنْتُ كَنْزًا لَا اُعْرَفُ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ خَلْقًا فَعَرَّفْتُهُمْ بِيْ فَعَرَفُوْنِيْ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ لَيْسَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا يُعْرَفُ لَهٗ سَنَدٌ صَحِيْحٌ وَلَا ضَعِيْفٌ وَتَبِعَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَالْعَسْقَلَانِيُّ لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

میں ایک ایسا خزانہ تھا جو پہچانا نہ جاتا تھا میں نے یہ پسند کیا کہ پہچانا جاؤں۔ تو میں نے مخلوق پیدا کی۔ اور انہیں اپنے آپ کو پہچنوایا تو انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں، یہ حضور کا کلام نہیں اور نہ اس کی کوئی سند صحیح ہے۔ اور نہ ضعیف۔ زرکشی رح اور عسقلانی رح نے بھی ان کی متابعت کی ہے لیکن معنی صحیح ہیں۔ اور خدا کے اس قول سے مستفاد ہیں، میں نے جنات اور انسانوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے۔ تاکہ وہ میری عبادت کریں۔ یعنی

أي ليعرفون كما فسره ابن عباس رضي الله عنهما۔

مجھے پہچان لیں۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر کی ہے۔

۳۴۹۔ حديث كن ذنبا ولا تكن رأسا هو من كلام ابن ادهم وزاد فإن الرأس يهلك والذنب يسلم ويقرب من معناه قول بعضهم كن وسطا وامش جانبا۔

دُم ہو جا لیکن سر نہ ہو۔ یہ ابن ادھم کا کلام ہے۔ اور یہ بھی زیادہ کیا ہے۔ کہ سر ہلاک ہوتا ہے۔ اور دُم محفوظ رہتی ہے۔ اور بعض لوگوں کا یہ قول اس معنی کے زیادہ قریب ہے۔ درمیانہ ہو جا اور ایک جانب چل۔

۳۵۰۔ حديث من خيار النساء على حذر ليس بحديث وإنما خرجه عبد الله بن احمد في زوائد الزهد عن اسمعيل بن عبيد قال قال لقمان لابنه يا بني استعذ بالله من شرار النساء وكن من خيارهن على حذر فانهن لا عن يسار الى خير بل هن الى الشر اسرع وفي التذكرة عن علي أنه قال في آخر كلام له طويل في النساء

بہترین عورتوں سے خوف پر ہو جا۔ یہ حدیث نہیں۔ اسے عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اسمعیل بن عبید سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔ تو بری عورتوں سے اللہ کی پناہ مانگ اور اچھی عورتوں سے بھی بچتا رہ۔ کیونکہ بھلائی کی طرف نہیں جاتیں اور برائی کی جانب جلد دوڑتی ہیں تذکرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے وفات کے وقت عورتوں کے بارے میں لمبا کلام فرمایا۔ شریر عورتوں سے

اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شِرَارِهِنَّ	عورتوں سے اللہ کی پناہ مانگو اور بہتر عورتوں
وَكُوْنُوْا عَلٰى حَذَرٍ مِنْ خِيَارِهِنَّ	سے ڈرتے رہو ۔

حَرْفُ اللَّامِ !

۳۵۱ - حَدِيْثُ لُبْسِ الْخِرْقَةِ	صوفیاء کا خرقہ پہننا اور حسن بصری نے
لِلصُّوْفِيَّةِ وَكَوْنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ	اس خرقہ کو حضرت علیؓ سے پہنا - ابن دحیہؒ
لَبِسَهَا مِنْ عَلِيٍّ قَالَ ابْنُ دِحْيَةَ	اور ابن الصلاح فرماتے ہیں یہ باطل ہے اور
وَابْنُ الصَّلَاحِ اَنَّهٗ بَاطِلٌ وَكَذَا	اسی طرح امام عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی
قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ اَنَّهٗ لَيْسَ فِيْ	سندات میں کوئی بھی سند ایسی نہیں ۔ جو
شَيْءٍ مِنْ طُرُقِهَا مَا يَثْبُتُ وَلَمْ	ثابت ہو اور اس مضمون پر کوئی حدیث جو
يَرِدْ فِيْ خَبَرٍ صَحِيْحٍ وَلَا حَسَنٍ وَلَا	صحیح ، حسن یا ضعیف ہو ، موجود نہیں ۔ کہ نبی
ضَعِيْفٍ اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ	کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو خرقہ اس
اَلْبَسَ الْخِرْقَةَ عَلَى الصُّوْرَةِ	شکل میں پہنایا ہو جو صوفیاء میں متعارف ہے
الْمُتَعَارِفَةِ بَيْنَ الصُّوْفِيَّةِ لِاَحَدٍ	اور نہ کسی صحابی کو اس فعل کا حکم دیا اور جو اس
مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا اَمَرَ اَحَدًا مِنْ	بارے میں روائتیں بیان کی جاتی ہیں ، وہ سب
اَصْحَابِهٖ بِفِعْلِ ذٰلِكَ وَكُلُّ مَا	باطل ہیں ، پھر حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ۔ کہ ان
يُرْوٰى مِنْ ذٰلِكَ صَرِيْحًا فَبَاطِلٌ	تہمت لگانے والوں کے جھوٹ میں یہ بات
قَالَ ثُمَّ اِنَّ مِنَ الْكَذِبِ الْمُفْتَرِىٰ	بھی موجود ہے کہ حضرت علیؓ نے یہ خرقہ حسن
قَوْلُ مَنْ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا اَلْبَسَ	بصری کو پہنایا حسن بصری ائمہ حدیث میں

الخرقة بالحسن البصري فإن
ائمة الحديث لم يثبتوا للحسن
من علي سماعا فضلا عن أن
يلبسه الخرقة قال السخاوي و
لم ينفرد بذلك شيخنا بل
سبقه إليه جماعة حتى لبسها
وألبسها كالدمياطي والذهبي
وابن حبان والعلائي والعراقي
وابن الملقن والبرهان الحلبي
وغيرهم تعني تشبها بالقوم
وتبركا بطريقتهم اذ ورد
لبسهم لها مع الصحبة المتصلة
إلى كميل بن زياد وهو صحب
عليا كرم الله وجهه اتفاقا و
في بعض الطرق ايضا اتصالها
باويس القرني وهو قال اجتمع
بعمر وعلي رضي الله عنهما
قلت وكذا النسبة التلقين
المتعارف بين الصوفية لا

شمار ہوتے ہیں، لیکن تمام محدثین اس بات پر متفق
ہیں کہ حسن بصری کو حضرت علیؓ سے سماع حاصل
نہیں (یعنی حسن بصری نے حضرت علیؓ سے کوئی
روایت نہیں سنی) کجا کہ حضرت علیؓ کا ان کو خرقہ
پہنانا۔ سخاوی کہتے ہیں، اس میں ہمارے شیخ ہی
منفرد نہیں، بلکہ ایک جماعت نے اس پر عمل
کیا ہے، کہ خود پہنا بھی ہے اور دوسروں کو پہنایا
بھی ہے۔ جیسے دمیاطیؒ، ذہبیؒ، ابن حبانؒ، علائیؒ
عراقیؒ، ابن الملقنؒ اور برہان الحلبیؒ وغیرہ ایک
قوم کی مشابہت اور ان کے طریقہ کو متبرک
سمجھتے ہوئے، کیونکہ انہیں جو صحبت متصلہ سے
حصہ ملا ہے، کمیل بن زیاد کے واسطے سے اور
وہ حضرت علیؓ کے ساتھ رہے۔ اور بعض سندات
میں خرقہ کا تعلق اویس قرنی سے کیا جاتا ہے کہ
اویسؒ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھ
جمع ہوئے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ایسے ہی
صوفیاء میں جو تلقین کی نسبت پائی جاتی ہے
اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ ایسے ہی مصافحہ
کی نسبت جیسے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

أَصْلَ لَهُ وَكَذَا نِسْبَةُ الْمُصَافَحَةِ الْمُتَّصِلَةِ إِلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ الْأَعْلَامِ وَكَذَا نِسْبَةُ الْخِرْقَةِ إِلَى أُوَيْسٍ وَأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْصَى بِخِرْقَتِهِ لِأُوَيْسٍ وَأَنَّ عُمَرَ وَعَلِيًّا سَلَّمَاهَا إِلَيْهِ وَأَنَّهَا وَصَلَتْ إِلَيْهِمْ مِنْهُ وَهَلُمَّ جَرًّا غَيْرُ ثَابِتٍ وَلَوْ ذَكَرَهُ بَعْضُ الْمَشَايِخِ فَالْمَدَارُ عَلَى طَرِيقِ الصُّحْبَةِ وَمُتَابَعَةِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَمُجَانَبَةِ الْهَوَى وَمُقَارَنَةِ الْهُدَى وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى ۔

تک پہنچاتے ہیں۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں اسی طرح خرقہ کی اویس رح کی جانب نسبت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اویس کے لئے اپنے خرقہ کی وصیت کی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے سپرد کیا۔ اور وہ اویس کے ذریعہ ان صوفیا ر تک پہنچا۔ اور اسی طرح چلتا رہا۔ اگرچہ اس کا بعض مشائخ نے ذکر کیا ہے لیکن دارومدار طریق صحبت کتاب اللہ اور سنت رسول کی متابعت خواہشات سے احتراز اور ہدایت پر چلنے میں ہے۔ اور عاقبت اصحاب تقوی کے لئے ہے ۔

۲۵۲ ۔ حَدِيثُ لِدُوا لِلْمَوْتِ وَابْنُوا لِلْخَرَابِ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَهُوَ مِمَّا يَدُورُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا أَصْلَ لَهُ وَلَكِنْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا أَنَّ مَلَكًا بِبَابٍ

موت کے قریب ہو اور خراب کو بنا دو امام احمد کہتے ہیں یہ بازاروں میں چلتی ہے اس کی کوئی اصل نہیں، لیکن بیہقی رح نے شعب میں ابوہریرہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ایک فرشتہ ہے۔ جو یہ کہتا ہے۔ اور بیہقی رح

من الجواب المسماء يقول ذلك
وهو عند البيهقي من حديث
ابن الزبير مرفوعا بمعناه بسند
فيه ضعيفان ومجهول وعند
ابي نعيم في الحلية من حديث
ابي ذر موقوفا ومنقطعا
هذا خلاصة ما ذكره السخاوي
وزاد السيوطي ورواه احمد
في الزهد عن عبد الواحد
قال قال عيسى فذكره ۔

۳۵۲ ۔ حديث لسان اهل
الجنة العربية والفارسية
الدرية اورده صاحب الكافي
وعن الديلمي اذا اراد الله امرا
فيه لين اوحى الله به الى الملئكة
المقربين بالفارسية الدرية
وكلاهما موضوع فانه معارض
بما في حديث صحيح مرفوع
احبوا العرب لثلث فاني عربي

میں ابن الزبیر رضؓ سے بھی اس معنی کی ایک
حدیث موجود ہے۔ لیکن اس کی سند میں
دو راوی ضعیف اور ایک مجہول ہے اور
ابو نعیم نے حلیہ میں ابوذرؓ سے اس حدیث
کو موقوفاً و منقطعاً روایت کیا ہے۔ یہ
تمام کا تمام سخاوی رحؒ کا قول ہے۔ لیکن
سیوطی رحؒ نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے۔ کہ
امام احمدؒ نے زہد میں عبد الواحدؒ سے
روایت کیا ہے۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام
نے یہ فرمایا تھا۔

اہل جنت کی زبان عربی اور عمدہ فارسی
ہوگی اسے صاحب کافی نے نقل کیا ہے دیلمیؒ
کی روایت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کام میں نرمی
کا ارادہ فرماتے ہیں۔ تو اپنے مقرب فرشتوں
کے پاس عمدہ فارسی میں وحی فرماتے ہیں
اور یہ دونوں موضوع ہیں۔ اور حدیث صحیح
مرفوع کے مخالف بھی ہیں۔ کہ عرب سے تین
باتوں کی بنا پر محبت کرو۔ اول یہ کہ میں بھی
عربی ہوں اور اہل جنت کی زبان بھی عربی

وَكَلَامُ اللّٰهِ عَرَبِيٌّ وَلِسَانُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ وَقَدِ اعْتَنٰى بِضَبْطِهٖ الْمَوْلٰى ابْنُ كَمَالَ بَاشَا فِيْ حَاشِيَتِهٖ عَلَى التَّلْوِيْحِ قَالَ الْاِصْفَهَانِيُّ الدَّرِيَّةُ اَيْ بِفَتْحِ الدَّالِ وَكَسْرِ الرَّاءِ الْمُخَفَّفَةِ لُغَةٌ مِّنْ الْمَدَائِنِ وَبِهَا كَانَ يَتَكَلَّمُ مِنْ بَابِ الْمَلِكِ فَهُوَ مَنْسُوْبَةٌ اِلٰى حَاضِرَةِ الْبَابِ اِنْتَهٰى ثُمَّ قَالَ الْمَوْلٰى وَمَنْ وَهِمَ اَنَّهَا مَنْسُوْبَةٌ اِلَى الْبَابِ نَفْسِهٖ يَعْنِيْ بِاللُّغَةِ الْفَارِسِيَّةِ فَاِنَّ الْبَابَ مَعْنَاهُ دَرْ فَقَدْ وَهِمَ اِنْتَهٰى وَلَا يَخْفٰى اَنَّهٗ لَوْ صَحَّ الْحَدِيْثُ بِلَفْظِهٖ مِنْ دُوْنِ ضَبْطِهٖ كَانَ الْاَوْلٰى اَنْ يُّضْبَطَ بِضَمِّ الدَّالِ وَتَشْدِيْدِ الرَّاءِ لُغَتًا لِلُغَةِ الْفَارِسِيَّةِ بِالْكَلِمَاتِ الْمُشَبَّهَةِ بِاللُّؤْلُؤِ فِي اللَّطَافَةِ اللَّفْظِيَّةِ وَالظَّرَافَةِ الْمَعْنَوِيَّةِ

ہو گی۔ مولی بن کمال پاشا نے اپنے حاشیۃ التلویح میں لکھ کر اس سے اعتنا کیا ہے۔ اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ دریہ دال کے زبر اور راء کے کسرہ کے ساتھ ہے اور شہر کی زبانوں میں سے ایک زبان ہے۔ اور یہ بادشاہ کے دروازے کی جانب سے بولی جاتی ہے۔ اور اس سے مراد حاضری لی جاتی تھی۔ مولی کہتے ہیں جس نے اسے دروازہ کی جانب نسبت کیا ہے۔ اسے یہ وہم ہوا ہے۔ کہ فارسی میں دروازے کو در بولتے ہیں۔ اور یہ بات مخفی نہیں ہے۔ کہ اگر اس کے الفاظ بلا صحت لفظ بھی صحیح تسلیم کر لئے جائیں تو یہ ضمہ دال اور تشدید راء کے ساتھ ہوگا۔ اور فارسی زبان کی تعریف ہو گی۔ یعنی اس کے کلمات لفظی لطافت اور معنوی ظرافت میں موتی کے مشابہ ہیں۔ اسی طرح وہ بھی موضوع ہے۔ کہ جو بعض

وَكَذَا مَوْضُوْعٌ مَا ذَكَرَهٗ بَعْضُ مَشَائِخِنَا مِنَ الْعَجَمِ اَنَّهٗ وَرَدَ فِي الْكَلَامِ الْمُقَدَّسِيْ بِاللِّسَانِ الْفَارِسِيِّ چه کنم این گناه گاران که نیا مرزم یعنی اَيْ اَفْعَلُ بِهٰؤُلَاءِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنْ لَّا اَغْفِرَ لَهُمْ ۔	عجمی مشائخ نے ذکر کیا ہے کہ کلام قدسی فارسی زبان میں آیا ہے چہ کنم این گناہ گاراں کہ نیا مرزم در میں ان گناہ گاروں کا کیا کردوں ۔ اگر ان کی مغفرت نہ کردوں ۔

۔۔۔

۳۵۴ ۔ قَدْ لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهَوٰى كَبِدِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ صَحِيْحَةٍ قَدْ لَسِعَتْ فَلَا طَبِيْبَ لَهَا وَلَا رَاقِيْ اِلَّا الْحَبِيْبُ الَّتِيْ شَغَفْتُ بِهٖ فَاِنَّهٗ عِلَّتِيْ وَتِرْيَاقِيْ وَاِنَّهُمَا مِمَّا اُنْشِدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَا اَصْلَ لَهٗ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ مِمَّا اشْتَهَرَ اَنَّ اَبَا مَحْذُوْرَةَ اَنْشَدَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَنَّهٗ تَوَاجَدَ حَتّٰى وَقَعَتِ الْبُرْدَةُ الشَّرِيْفَةُ	خواہشات کے سانپ نے میرا جگر ڈس لیا ۔ اور ایک صحیح روایت میں ہے مجھے ڈس لیا گیا ہے نہ کوئی اس کا طبیب ہے نہ جھاڑنے والا سوائے اس دوست کے جس کے ساتھ مجھے شغف ہے ۔ وہی میری بیماری اور میرا تریاق ہے اور یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھی گئیں لیکن اس کی کوئی اصل نہیں ۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں مشہور یہ ہے ۔ کہ ابو محذورہ رض نے یہ حضور کے سامنے پڑھا تھا ۔ حتی کہ آپ کو وجد آ گیا ۔ آپ کے مونڈھوں سے آپ کی چادر گر گئی ۔ اسے اصحاب صفہ نے تقسیم کر لیا

عَنْ كَتِفَيْهِ فَتَقَاسَمَهَا أَصْحَابُ الصُّفَّةِ وَجَعَلُوهَا رُقَعًا فِي ثِيَابِهِمْ كَذِبٌ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ وَمَا رُوِيَ فِي ذٰلِكَ مَوْضُوعٌ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ وَقَالَ تَفَرَّدَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ عَمَّارُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ الذَّهَبِيُّ كَأَنَّهُ وَاضِعُهُ وَقَالَ الدَّمِيرِيُّ وَرَوَاهُ أَبُو طَاهِرٍ الْقُدْسِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ وَصَاحِبُ الْعَوَارِفِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أُنْشِدَ بِحَضْرَتِهِ الْبَيْتَانِ فَتَوَاجَدَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَوَاجَدَ أَصْحَابُهُ الْكِرَامُ وَقَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ مَنْكِبِهِ فَلَمَّا فَرَغُوا أَوَى كُلُّ أَحَدٍ إِلَى مَكَانِهِ ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ بِكَرِيمٍ مَنْ لَمْ يَهْتَزَّ عِنْدَ السَّمَاعِ ثُمَّ قَسَمَ رِدَاءَهُ عَلَى مَنْ

اور اس کا ایک ایک ٹکڑا اپنے کپڑوں میں لگایا یہ باتفاق محدثین جھوٹ ہے۔ اور اس مضمون میں جتنی روایات بیان کی جاتی ہیں سب موضوع ہیں۔ سیوطی کہتے ہیں اس روایت کو دیلمی نے انس سے روایت کیا ہے اور دیلمی کہتے ہیں کہ اسے روایت کرنے میں ابوبکر عمار بن اسحق منفرد ہیں۔ ذہبی کہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسی نے اس کو وضع کیا ہے۔ دمیری کہتے ہیں ابو طاہر القدسی نے انس سے اور صاحب عوارف نے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو شعر پڑھے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وجد آگیا اور صحابہ کرام بھی وجد کرنے لگے اور آپ کی چادر آپ کے مونڈھے سے گر گئی جب لوگوں کو سکون حاصل ہوا۔ تو اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ شریف نہیں جو سماع کے وقت کانپ نہ جائے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کے ٹکڑے

حضر اربعمائة قطعة فهذا حديث موضوع كان واضعه عمار بن اسحق فان باقي الاسناد ثقة هكذا قاله الذهبي وغيره وهو مما يقطع بكذبه.

کرکے چار سو آدمیوں پر تقسیم کردیا یہ حدیث موضوع ہے اور اس کا گھڑنے والا عمار بن اسحٰق ہے۔ باقی سند معتبر ہے۔ کہ امام ذہبی رحمہ اللہ وغیرہ فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی اس کا ایک کذب ہے۔

٣٥٥ - حديث اللعب بالحمام مجلبة للفقر هو معنى قول ابراهيم النخعي من لعب بالحمام الطيار لم يمت حتى يذوق الم الفقر وفي المرفوع عن ابي هريرة رضي الله عنه قال رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا يتبع حمامة فقال شيطان يتبع شيطانة اخرجه البخاري في الادب المفرد و ابوداود في سننه والبيهقي.

کبوتر بازی فقر پیدا کرتی ہے۔ یہ ابراہیم نخعیؒ کے قول کے معنی ہیں جو اڑنے والے کبوتر کے ساتھ کھیلے تو وہ اس وقت تک نہ مرے گا۔ جب تک فقر کا غم نہ اٹھائے گا اور مرفوع روایت میں ابوہریرہ رض سے مروی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے کبوتر پر نگاہ لگائے ہوئے تھا، آپ نے فرمایا یہ ایک شیطان ہے، جو شیطان پر نگاہ لگائے ہوئے ہے۔ اسے بخاریؒ نے ادب المفرد میں، ابوداودؒ نے سنن میں اور بیہقیؒ نے روایت کیا ہے۔

٣٥٦ - حديث لعن الله الداخل فينا بغير نسب و الخارج منا بغير سبب قال

جو ہم میں بغیر نسب کے داخل ہو اللہ اس پر لعنت فرمائے اور جو بغیر سبب کے خارج ہو اس پر بھی۔ سخاوی فرماتے ہیں ہمارے شیخ حافظ

السخاوی یعنی له شیخنا یعنی
العسقلانی ولم یذکر له شیئا
وله شواهد ثابتة کحدیث إن
من أعظم الفری أن یدعی
الرجل إلی غیر أبیه الحدیث
رواه البخاری وفی روایة له
من ادعی إلی غیر أبیه وهو
یعلم أنه غیر أبیه فالجنة علیه
حرام وفی الشفاء ما رواه
مصعب عن مالك بن أنس
أن من انتسب إلی بیت النبی
علیه السلام یعنی بالباطل
یضرب ضربا وجیعا ویشهر
ویحبس حبسا طویلا حتی
یظهر توبته لأنه استخفاف
بحق النبی علیه السلام انتهی
والحاصل أن الحدیث موضوع
باللفظ الذی تقدم والله
سبحانه أعلم۔

ابن حجرؒ نے اس کی سرخی باندھی. لیکن اس کے
بارے میں کچھ ذکر نہیں کیا۔ اس کے لئے بہت
سے ثابت شواہد موجود ہیں، جیسا کہ یہ حدیث
کہ سب سے بڑا بہتان یہ ہے، کہ آدمی اپنی
نسبت غیر باپ کی طرف کرے، اسے
بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔ اور ایک روایت
میں ہے کہ جس نے غیر باپ کی طرف نسبت
کی اور وہ یہ جانتا ہو کہ یہ اس کا باپ نہیں، تو
اس پر جنت حرام ہے۔ اور شفاء میں مصعبؒ نے
مالک بن انسؓ سے روایت کیا ہے، جو شخص اپنے
آپ کو غلط طور پر حضورؐ کی گھر کی جانب نسبت
کرے، اسے خوب اچھی طرح مارا جائے۔ اسے
شہرت دی جائے۔ اور لمبی قید میں ڈالا
جائے۔ تاکہ اس کی توبہ ظاہر ہو۔ کیونکہ
اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
حق کو ہلکا کیا۔ حاصل کلام یہ ہے۔
کہ وہ حدیث جس لفظ کے ساتھ گذری ہے۔ وہ
موضوع ہے۔ اور اللہ سبحانہ بہتر
جانتا ہے۔

۲۵۷۔ حَدِیْثُ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُغَنِّیَ وَالْمُغَنّٰی لَہٗ قَالَ النَّوَوِیُّ لَا یَصِحُّ ذَکَرَہُ السَّخَاوِیُّ ثُمَّ الزَّرْکَشِیُّ وَسَکَتَ عَنْہُ السُّیُوطِیُّ۔

اللہ تعالیٰ گانے والے پر اور جس کے لئے گایا جائے دونوں پر لعنت فرماتا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ زرکشیؒ اور سخاویؒ نے اس کا ذکر کیا ہے اور سیوطیؒ نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے۔

۲۵۸۔ حَدِیْثُ لَعَنَ اللّٰہُ الْفُرُوْجَ عَلَی السُّرُوْجِ لَا اَصْلَ لَہٗ۔

اللہ تعالیٰ ان فروج پر لعنت کرتا ہے جو چراغوں پر ہوں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۲۵۹۔ حَدِیْثُ لَعَنَ اللّٰہُ الْکَذَّابَ وَلَوْ کَانَ مَازِحًا قَالَ السَّخَاوِیُّ مَا عَلِمْتُہٗ فِی الْمَرْفُوْعِ قُلْتُ لٰکِنْ وَرَدَ اِنِّیْ اَمْزَحُ وَلَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا۔

اللہ تعالیٰ جھوٹے پر لعنت فرماتا ہے چاہے مذاق میں ہو۔ سخاویؒ فرماتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں جانتا۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں، لیکن یہ حدیث موجود ہے میں مذاق کرتا ہوں لیکن حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

۲۶۰۔ حَدِیْثُ لِکُلِّ بَلْوٰی عَوْنٌ لَا اَصْلَ لَہٗ وَقَالَ ابْنُ الرَّبِیْعِ لٰکِنَّہٗ صَحِیْحُ الْمَعْنٰی وَلَعَلَّہٗ اَرَادَ مَا وَرَدَ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ۔

ہر بلوے کے لئے ایک مددگار ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ ابن الربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ اس کے معنیٰ صحیح ہیں۔ اور شاید یہ ارادہ کیا ہے۔ ہر بیماری کے لئے دوا ہے

۲۶۱۔ حَدِیْثُ لِکُلِّ حُجْرَۃٍ اُجْرَۃٌ قَالَ ابْنُ الرَّبِیْعِ وَھُوَ صَحِیْحٌ

ہر حجرہ کے لئے اجرت ہے۔ ابن الربیعؒ کہتے ہیں۔ اس کے معنی صحیح ہیں۔ گویا کہ مقصد

المعنى أيضاً وكأنه أراد لكل بيت إجارة ولو من حجارة۔

یہ ہے، کہ ہر مکان کے لئے مزدوری ہے اگرچہ وہ پتھر کی کیوں نہ ہو۔

٣٦٢ - حديث لكل زمان دولة ورجال هو معنى قوله تعالى وتلك الأيام نداولها بين الناس وقولهم شعر

فيوم علينا ويوم لنا
ويوم نساء ويوم نسر

وأخرج ابن عدي عن أبي الطفيل موقوفاً لكل مقام مقال ولكل زمان رجال۔

ہر زمانہ کے لئے دولت اور آدمی ہوتے ہیں یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ہم دنوں کو لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں۔ لوگوں کا قول ہے ؎

ایک روز ہم پر ہوتا ہے ایک ہمارے لئے
اور ایک روز عورتوں کا ہوتا اور ایک روز گدھوں کا

اور نکالا ابن عدی نے ابو الطفیل سے موقوفاً۔ ہر بات کے لئے ایک جگہ ہوتی ہے اور ہر زمانہ میں مرد خدا ہوتے ہیں۔

٣٦٣ - حديث لكل ساقطة لاقطة هو من كلام بعض السلف ويقرب منه كلمة الحكمة ضالة المؤمن فحيث وجدها فهو أحق بها۔

ہر گرنے والی شئے کے لئے پکڑنے والا ہے یہ بعض سلف کا کلام ہے۔ اور اسی کے قریب ہے، یہ شئے کہ کلمہ حکمت مومن کی کھوئی ہوئی شئے ہے۔ جہاں بھی وہ اسے پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

٣٦٤ - حديث لكل شيء آفة وللعلم آفات من كلام الأعلام۔

ہر شئے کے لئے آفت ہے۔ اور ہر علم کے لئے بہت سی آفتیں ہیں۔ علماء کا کلام ہے۔

٣٦٥ - حَدِيثُ لِكُلِّ مُجْتَهِدٍ نَصِيبٌ فِي مَعْنَاهُ مَنْ جَدَّ وَجَدَ وَمَنْ لَجَّ وَلَجَ، وَكَذَا قَوْلُهُ تَعَالَى إِنَّ اللهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۔

ہر کوشش کرنے والے کے لئے حصہ ہے۔ اسی معنیٰ میں یہ بھی موجود ہے۔ جو کوشش کرے گا پائے گا۔ جو غوطہ مارے گا پائے گا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ اچھے عمل کرنے والے کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا۔

٣٦٦ - حَدِيثُ لِلْبَيْتِ رَبٌّ يَحْمِيهِ قَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ لِأَبْرَهَةَ أَمِيرِ جَيْشِ الْفِيلِ لَمَّا سَأَلَهُ أَنْ يَرُدَّ مَالَهُ فَقَالَ لَهُ سَأَلْتَنِي مَالَكَ وَلَمْ تَسْأَلْنِي الرُّجُوعَ عَنْ قَصْدِ الْبَيْتِ مَعَ أَنَّهُ شَرَفُكُمْ ذَكَرَهُ السُّيُوطِيُّ وَغَيْرُهُ ۔

بیت اللہ کے لئے رب ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ قول عبدالمطلب کا ہے جو انہوں نے ابرہہ امیر جیش الفیل سے کہا تھا۔ جب انہوں نے اس سے اپنے مال کے لوٹانے کا سوال کیا۔ اس نے کہا تو نے مجھ سے مال لوٹانے کا سوال کیا ہے۔ اور کعبہ سے واپس لوٹ جانے کا سوال نہیں۔ باوجود اپنی شرافت کے۔ اس واقعہ کو سیوطیؒ نے ذکر کیا ہے۔

٣٦٧ - حَدِيثُ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَإِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الرَّبِيعِ عَنِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ أَنَّهُ قَالَ حَدِيثَانِ يَدُورَانِ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا أَصْلَ لَهُمَا أَحَدُهُمَا قَوْلُهُ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَ

سائل کا حق ہے چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ ابن الربیعؒ نے امام احمدؒ سے نقل کیا ہے۔ کہ دو حدیثیں ہیں جو بازاروں میں بہت رائج ہیں لیکن ان کی کوئی اصل نہیں ایک تو یہ کہ سائل کا حق ہے چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ دوسری یہ حدیث تمہاری

اِنْ جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ وَالثَّالِثُ فِیْ
یَوْمَ نَحْرِکُمْ یَوْمَ صَوْمِکُمْ اِنْتَهٰی
وَهُوَ غَرِیْبٌ مِنْهُ بَعْدَ مَا ذَکَرَ
عَنْ شَیْخِهِ السَّخَاوِیِّ حَدِیْثُ
لِلسَّائِلِ حَقٌّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ
وَعَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ بِهٖ مَوْقُوْفًا
وَسَنَدُهُ جَیِّدٌ کَمَا قَالَ الْعِرَاقِیُّ
وَتَبِعَهُ غَیْرُهُ وَسَکَتَ عَلَیْهِ
اَبُوْدَاؤُدَ وَلٰکِنْ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ
اِنَّهُ لَیْسَ بِقَوِیٍّ اِنْتَهٰی وَقَالَ
السُّیُوْطِیُّ قَالَ الْعِرَاقِیُّ فِیْ
حَدِیْثِ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَاِنْ
جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ لَا یَصِحُّ هٰذَا
الْکَلَامُ عَنْ اَحْمَدَ فَاِنَّهُ اَخْرَجَهُ
فِیْ مُسْنَدِهٖ بِسَنَدٍ جَیِّدٍ رِجَالُهُ
ثِقَاتٌ قَالَ السُّیُوْطِیُّ وَاَخْرَجَهُ
اَحْمَدُ فِی الزُّهْدِ عَنْ سَالِمِ
بْنِ اَبِی الْجَعْدِ قَالَ قَالَ عِیْسٰی
بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّ

قربانی کا دن تمہارے روزے کا دن ہے اور
یہ دوسری اس سے بھی زیادہ غریب ہے۔ اس
کے بعد انہوں نے شیخ سخاویؒ سے نقل کیا
ہے کہ یہ حدیث سائل کا حق ہے۔ اسے
احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے حسینؓ
بن علیؓ سے بھی موقوفا روایت ہے۔ اور اس
کی سند عمدہ ہے۔ جیسا کہ عراقی رح کہتے ہیں۔
اور کچھ اور لوگوں نے بھی ان کی اتباع کی
ہے۔ اور ابوداؤدؒ نے اس پر سکوت اختیار
کیا ہے۔ لیکن عبدالبر کہتے ہیں یہ قوی نہیں سیوطیؒ
کہتے ہیں عراقیؒ کا قول ہے کہ اس حدیث پر امام
احمد کا جو اعتراض نقل کیا جاتا ہے وہ صحیح نہیں
کیونکہ انہوں نے اپنی مسند میں عمدہ سند کے
ساتھ جس کے رواۃ معتبر ہیں اسے روایت کیا ہے
سیوطیؒ کہتے ہیں امام احمدؒ نے زہد میں سالم
بن ابی الجعد سے روایت کیا ہے کہ عیسٰی
علیہ السلام نے فرمایا سائل کا حق ہے چاہے
وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور چاہے
گھوڑے کی گردن میں چاندی کا طوق پڑا

لِلسَّائِلِ حَقًّا وَاِنْ اَتَاكَ عَلٰى
فَرَسٍ مُطَوَّقٍ بِالْفِضَّةِ وَ
اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ مِنْ
طَرِيْقِ اَبِيْ هُدْبَةَ عَنْ اَنَسٍ رضـ
مَرْفُوْعًا اِنْ اَتَاكَ سَائِلٌ عَلٰى
فَرَسٍ بَاسِطٍ كَفَّيْهِ فَقَدْ وَجَبَ
الْحَقُّ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ اِنْتَهٰى
وَسَيَأْتِيْ نَوْمُ صَوْمِكُمْ۔

ہو۔ اور بخاری رح نے اپنی تاریخ میں ابوہدبہ کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اگر تیرے پاس کوئی سائل گھوڑے پر سوار ہو کر ہاتھ پھیلاتا آئے تو اس کا حق واجب ہو چکا چاہے کھجور کی ایک گٹھلی کیوں نہ ہو۔ اور یوم صومکم والی حدیث عنقریب آئے گی۔

۳۶۸ حَدِيْثُ لَمَّا خَلَقَ
اللّٰهُ الْعَقْلَ تَقَدَّمَ عَلَيْهِ الْكَلَامُ
فِيْ اَنَّ اللّٰهَ لَمَّا خَلَقَ مِنْ حَرْفِ
الْهَمْزَةِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ هٰذَا
مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقٍ قَالَ السُّيُوْطِيُّ
تَابَعَ فِيْ ذٰلِكَ الزَّرْكَشِيُّ اِبْنَ
تَيْمِيَّةَ وَقَدْ وَجَدْتُ لَهٗ اَصْلًا
صَالِحًا فَاَخْرَجَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
اَحْمَدَ فِيْ زَوَائِدِ الْمُسْنَدِ
قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ
حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ

اللہ نے جب عقل کو پیدا فرمایا۔ اس پر بحث حرف ہمزہ میں گذر چکی۔ زرکشی رح کہتے ہیں یہ باتفاق موضوع ہے سیوطی رح کہتے ہیں اس بات میں زرکشی کی متابعت ابن تیمیہ رح نے بھی فرمائی ہے اور میں نے اس کی اچھی اصل پائی ہے۔ عبد اللہ رح بن احمد رح نے زوائد للمسند میں روایت کیا ہے۔ حدثنا علی بن مسلم حدثنا سیار حدثنا جعفر حدثنا مالک بن دینار عن الحسن۔ حسن سے مرفوعاً روایت ہے۔ کہ جب اللہ نے عقل کو پیدا فرمایا۔ تو اس سے کہا آگے آ۔ وہ آگے آئی پھر اس سے کہا پیچھے ہٹ

حدثنا مالك بن دينار عن
الحسن يرفعه لما خلق الله
العقل قال له اقبل فاقبل
ثم قال له ادبر فادبر فقال
ما خلقت خلقا احب الى
منك بك اخذ وبك اعطى
هذا مرسل جيد الاسناد
وهو في معجم الطبراني في
الاوسط موصول من حديث
ابي هريرة باسنادين ضعيفين،

وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اللہ تبارک
وتعالےٰ نے فرمایا: میں نے کوئی مخلوق
تجھ سے زیادہ محبوب پیدا نہیں کی
میں تیرے ہی ذریعہ لیتا ہوں۔ اور
تیرے ہی ذریعہ دیتا ہوں یہ روایت
مرسل ہے۔ اور عمدہ سند ہے
اور یہ معجم طبرانی میں موصولاً حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ
سے دو ضعیف سندات کے ساتھ
بھی مروی ہے۔

۳۶۹ حديث لما غسلت
النبي عليه السلام امتصصت
ماء محاجر عينيه اي
انتقع ماء حدقته
فشربته فورثت علم الاولين
والآخرين ذكره علي قال
النووي لا يصح قلت وكذا اما
ذكره الشيعة من انه شرب
من ماء اجتمع في سرته عليه

یعنی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
غسل دیا، تو پانی آپ کی آنکھوں کے گڑھوں
پر بلند ہوگیا۔ میں نے اسے پی لیا۔ تو مجھے
اولین اور آخرین کا علم دے دیا گیا اسے
حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ذکر کیا
ہے۔ نووی کہتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔
ملا علی قاری فرماتے ہیں روافض کا قول
ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے وہ پانی پیا جو آپ
کی ناف میں جمع ہوگیا تھا اس نے پینے والے کو کوئی

السَّلَامُ عِنْدَ غُسْلِهٖ فَلَمْ يَقُصَّ شَارِبَهٗ وَنَحْنُ مَا نَقُصُّ شَوَارِبَنَا اِقْتِدَاءً بِهٖ وَهٰذَا الْكَلَامُ بَاطِلٌ اَصْلًا وَفَرْعًا •

قصہ بیان نہیں کیا۔ لیکن ہم اپنے پینے والوں کا اقتداءً قصہ بیان کرتے ہیں اور یہ کلام بلحاظ اصل اور بلحاظ فرع ہر دو طرح باطل ہے •

۲۷۰۔ حَدِيْثُ لَهَدْمُ الْكَعْبَةِ حَجَرًا حَجَرًا اَهْوَنُ مِنْ قَتْلِ الْمُسْلِمِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَلٰكِنْ فِيْ مَعْنَاهُ مَا عِنْدَ الطَّبَرَانِيِّ فِي الْكَبِيْرِ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَفَعَهٗ مَنْ اٰذٰى مُسْلِمًا بِغَيْرِ حَقٍّ فَكَاَنَّمَا هَدَمَ بَيْتَ اللّٰهِ •

خانہ کعبہ کا ایک ایک پتھر گرانا مسلم کے قتل سے زیادہ آسان ہے سخاوی رح کہتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اس سے واقف نہیں۔ لیکن اس کے معنی طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہیں۔ جو مسلم کو بغیر حق کے اذیت پہنچائے گویا کہ اس نے بیت اللہ کو منہدم کیا •

۲۷۱۔ حَدِيْثُ لَوْ حَسَّنَ اَحَدُكُمْ ظَنَّهٗ بِحَجَرٍ لَنَفَعَهُ اللّٰهُ بِهٖ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ اَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ هُوَ مِنْ كَلَامِ عُبَّادِ الْاَصْنَامِ الَّذِيْنَ يُحَسِّنُوْنَ ظَنَّهُمْ بِالْاَحْجَارِ وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَصْلَ لَهٗ

اگر کسی شخص کا پتھر کے ساتھ بھی خیال اچھا ہو تو اللہ تعالیٰ اسی کے ذریعہ سے نفع دے گا۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ ابن القیم رح الجوزی فرماتے ہیں۔ یہ بت پرستوں کا کلام ہے جو پتھروں کے ساتھ بھی حسن ظن رکھتے ہیں۔ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل

وَنَحْوُهُ مَنْ بَلَغَهُ شَيْءٌ عَنِ اللهِ فِيْهِ فَضِيْلَةٌ فَعَمِلَ بِهِ اِيْمَانًا بِهِ وَرَجَاءَ ثَوَابِهِ اَعْطَاهُ اللهُ ذٰلِكَ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ قُلْتُ وَقَدْ ذَكَرَ الْعِزُّ بْنُ جَمَاعَةَ فِيْ مَنْسَكِهِ الْكَبِيْرِ مِنْ غَيْرِ سَنَدٍ وَلَا اِسْنَادٍ وَرُوِيَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَلَغَهُ عَنِ اللهِ تَعَالٰى فَضِيْلَةٌ فَاَخَذَ بِهَا اِيْمَانًا وَرَجَاءَ ثَوَابِهِ اَعْطَاهُ اللهُ ذٰلِكَ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ اِنْتَهٰى وَكَانَ مَحَلُّهُ حَرْفَ الْمِيْمِ بِحَسَبِ الْمَبْنٰى وَلٰكِنْ اَخَّرْتُهُ لِيُسْرِ الْمَعْنٰى كَمَا لَا يَخْفٰى وَسَيَاْتِي الْبَحْثُ عَنْهُ فِيْ حَرْفِ الْمِيْمِ عَلٰى وَجْهِ الْاِسْتِيْفَاءِ

نہیں ۔ اگر کسی پتھر کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے اسے کوئی فضیلت معلوم ہوئی ہو، پھر وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی غرض سے اس پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ وہ شئے اسے عطا فرمائیگا ورنہ ایسا نہیں ہے (اور اس صفت کے ساتھ صرف حجر اسود مخصوص ہے)

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں عز بن جماعہؒ نے اپنی منسک الکبیر میں بغیر سند کے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، جسے اللہ سے کوئی فضیلت پہنچے۔ اور پھر وہ اسے ایمان اور ثواب کی غرض سے لازم پکڑے، تو اللہ تعالیٰ اسے یہ شئے عطا فرما دیتا ہے۔ اگرچہ ایسا نہ ہو ہم باعتبار الفاظ اس حدیث پر حرف میم میں بحث کریں گے

۲۷۲- حَدِيْثُ لَوِ اغْتَسَلَ اللُّوْطِيُّ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمْ يَجِئْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا جُنُبًا اَسْنَدَهُ الدَّيْلَمِيُّ

اگر لوطی سمندر کے پانی سے بھی غسل کرے تو وہ قیامت کے روز حالت جنابت ہی میں آئے گا۔ دیلمیؒ نے اسے

مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا بِهٖ وَرُوِيَ بِغَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَهُوَ وَكُلُّ مَا فِيْ مَعْنَاهُ بَاطِلٌ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ان الفاظ کے علاوہ دوسرے الفاظ سے بھی یہ روایت کی گئی ہے، سخاوی کہتے ہیں وہ ہر معنی میں باطل ہے۔

۳۷۳۔ حَدِيْثُ لَوْ صَدَقَ السَّائِلُ مَا اَفْلَحَ مَنْ رَدَّهٗ رُوِيَ مِنْ طُرُقٍ عَنْ عَائِشَةَ وَغَيْرِهَا مَرْفُوْعًا قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ اَسَانِيْدُهَا لَيْسَتْ بِالْقَوِيَّةِ وَقَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ لَا اَصْلَ لَهٗ وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ اَحْمَدُ لَا اَصْلَ لَهٗ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ لٰكِنْ وَرَدَ بِمَعْنَاهُ حَدِيْثٌ يَقْرُبُ فِيْ مَبْنَاهُ لَوْلَا اَنَّ الْمَسَاكِيْنَ يَكْذِبُوْنَ مَا اَفْلَحَ مَنْ رَدَّهُمْ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بِهٖ مَرْفُوْعًا ۔

اگر سائل سچ بولے، تو کبھی اپنے سوال میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ مختلف طرق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ ابن عبد البر کہتے ہیں اس کی سندات قوی نہیں، ابن المدینی کہتے ہیں، اس کی کوئی اصل نہیں، عقیلی کہتے ہیں، اس بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں، جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے، زرکشی کہتے ہیں، امام احمد کا قول ہے، اس کی کوئی اصل نہیں لیکن ایک حدیث اس کے معنی کے قریب قریب موجود ہے۔ اگر مساکین جھوٹ نہ بولا کرتے تو ان کو لوٹانے والے فلاح نہ پاتے اسے طبرانی نے کبیر میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۳۷۴۔ حَدِیْثُ لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَکَانَ نَبِیًّا قَالَ النَّوَوِیُّ فِیْ تَهْذِیْبِهٖ هٰذَا الْحَدِیْثُ بَاطِلٌ وَجَسَارَةٌ عَلَی الْکَلَامِ بِالْمُغَیَّبَاتِ وَمُجَازَفَةٌ وَهُجُوْمٌ عَلٰی عَظِیْمٍ وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ الْبَرِّ فِیْ تَمْهِیْدِهٖ مَا اَدْرِیْ مَا هٰذَا فَقَدْ وُلِدَ نُوْحٌ عَلَیْهِ السَّلَامُ غَیْرَ نَبِیٍّ وَلَوْ لَمْ یَلِدِ النَّبِیُّ اِلَّا نَبِیًّا لَکَانَ کُلُّ اَحَدٍ نَبِیًّا لِاَنَّهُمْ مِنْ وُلْدِ نُوْحٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنْتَهٰی وَغَرَابَتُهٗ لَا یَخْفٰی اِذْ لَمْ یَکُنْ یَلْزَمُ کَوْنُ اَوْلَادِهِ الصُّلْبِیَّةِ اَنْبِیَاءَ لَا مُطْلَقُ ذُرِّیَّتِهٖ مَعَ اَنَّ الْکَلَامَ فِی الْخُصُوْصِ الْجُزْئِیَّةِ لَا فِی الْمُطْلَقِ الْکُلِّیَّةِ اِذْ لَا یَلْزَمُ مِنْ کَوْنِ اِبْرَاهِیْمَ وَلَدِ نَبِیِّنَا عَلَیْهِ السَّلَامُ نَبِیًّا اَنْ یَکُوْنَ وَلَدُ کُلِّ نَبِیٍّ نَبِیًّا وَاِذَا اَخْبَرَ

اگر ابراہیمؓ بن محمدؐ زندہ ہوتے تو نبی ہوتے۔ نووی رح اپنی تہذیب میں فرماتے ہیں۔ یہ حدیث باطل ہے۔ یہ مغیبات پر جسارت ہے۔ ابن عبد البر رح اپنی تمہید میں فرماتے ہیں۔ میں یہ بات نہیں جانتا۔ کہ نوح علیہ السلام کے گھر نبی پیدا ہوا ہو۔ اور اگر یہ اصول ہوتا تو ہر ایک نبی ہوتا۔ کیونکہ ہر ایک نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے اس کی غرابت مخفی نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے تو یہ لازم آتا ہے۔ کہ اولاد صلبی نبی ہو نہ کہ ذریت۔ کلام تو خصوص جزئی میں ہے نہ کہ مطلق کلی میں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم رضؓ کے نبی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ہر نبی کی اولاد نبی۔ اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر بیان فرمائی۔ اور نقلاً یہ خبر آپ سے ثبوت کو پہنچ گئی۔ تو اس میں کوئی کلام ہی باقی نہ رہا۔ کیونکہ ابن ماجہ رح وغیرہ نے

الصَّادِقُ وَثَبَتَ عَنْهُ النَّقْلُ
الْمُوَافِقُ فَلَا كَلَامَ فِيهِ مِمَّا يُنَافِيهِ
وَقَدْ أَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهُ
مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ
مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ عَاشَ
لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا وَلَوْ عَاشَ
لَأَعْتَقْتُ أَخْوَالَهُ مِنَ الْقِبْطِ
وَمَا اسْتُرِقَّ قِبْطِيٌّ إِلَّا أَنَّ فِي
مُسْنَدِهِ أَبَا شَيْبَةَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ
عُثْمَانَ الْوَاسِطِيَّ وَهُوَ ضَعِيفٌ
لَكِنْ لَهُ طُرُقٌ ثَلَاثَةٌ يُقَوِّي
بَعْضُهَا بِبَعْضٍ وَيُشِيرُ إِلَيْهِ
قَوْلُهُ تَعَالَى مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ
رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ
فَإِنَّهُ يُومِئُ إِلَيْهِ بِأَنَّهُ لَمْ يَعِشْ
لَهُ وَلَدٌ يَصِلُ إِلَى مَبْلَغِ الرِّجَالِ

ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ کہ
جب ابراہیم بن نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ تو آپ
نے فرمایا۔ ان کے لئے جنت میں دودھ
پلانے والی ہوگی۔ اور اگر وہ زندہ
رہتے تو نبی ہوتے۔ میں ان کے قبطی
ماموؤں کو آزاد کرتا ہوں۔ مگر اس کی
سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان
الواسطی ضعیف ہے۔ لیکن اس کی تین
سندیں ہیں۔ جو ایک دوسرے کی
تقویت کرتی ہیں۔ اور اس کی جانب
اللہ تعالے کا قول بھی اشارہ کرتا ہے
محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ
نہیں۔ آپ تو اللہ کے رسول اور
خاتم النبیین ہیں۔ یہ آیت اس بات
کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ کہ آپ کی
کوئی اولاد بلوغ تک زندہ نہ رہے گی
کیونکہ یہ اس بات کو مقتضی ہے۔ کہ
آپ کی اولاد کو بھی وہی لقب حاصل

فَإِنَّ وَلَدَهُ مِنْ صُلْبِهِ يَقْتَضِيْ
أَنْ يَكُوْنَ لُبَّ قَلْبِهِ كَمَا يُقَالُ
اَلْوَلَدُ سِرُّ أَبِيْهِ وَلَوْ عَاشَ وَبَلَغَ
أَرْبَعِيْنَ وَصَارَ نَبِيًّا لَزِمَ أَنْ لَّا
يَكُوْنَ نَبِيُّنَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ
وَأَمَّا قَوْلُ ابْنِ حَجَرٍ الْمَكِّيِّ وَتَأْوِيْلُهُ
أَنَّ الْقَضِيَّةَ الشَّرْطِيَّةَ لَا تَسْتَلْزِمُ
وُقُوْعَ الْمُقَدَّمِ وَإِنَّ إِنْكَارَ
النَّوَوِيِّ كَابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ لِذٰلِكَ
فَلِعَدَمِ ظُهُوْرِ هٰذَا التَّأْوِيْلِ بَلْ
هُوَ ظَاهِرٌ فَيَبْعُدُ جِدًّا أَنْ لَّا يَفْهَمَ
الْإِمَامَانِ الْجَلِيْلَانِ مِثْلَ هٰذِهِ
الْمُقَدَّمَةِ وَإِنَّمَا الْكَلَامُ عَلٰى فَرْضِ
وُقُوْعِ الْمُقَدَّمِ فَافْهَمْ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ
أَعْلَمُ ثُمَّ يَقْرُبُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ
فِي الْمَعْنٰى حَدِيْثُ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ
نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَ
قَدْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ عَنْ
عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا قُلْتُ

ہو۔ کیونکہ اولاد باپ کی عادات پر ہوتی
ہے۔ تو اگر ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
زندہ رہتے اور چالیس سال کی عمر کو
پہنچتے تو نبی ہوتے۔ تو یہ لازم آتا کہ
آپ خاتم النبیین نہ ہوں۔ رہا ابن حجرؒ
مکی کا قول۔ اور ان کی تاویل کہ قضیہ شرطیہ
کے لئے۔ وقوع مقدم لازم نہیں۔ اور
نووی رح اور ابن عبد البرؒ کے انکار
سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس قضیہ شرطیہ
سے واقف نہ ہوں یہ کلام تو فرض
وقوع مقدم پر ہے۔ اور معنوی لحاظ سے
اس حدیث کے ایک اور حدیث بھی
قریب ہے "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو
عمر رض ہوتے۔ اسے احمدؒ نے اور حاکم رح
نے عقبہ رض بن عامر سے مرفوعا روایت
کیا ہے۔ ملا علی رح قاری فرماتے ہیں
اگر ابراہیم رض زندہ ہوتے اور نبی
ہوتے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی نبی ہوتے
تو ہر دو آپ کے متبعین سے ہوتے

وَمَعَ هٰذَا لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيمُ وَصَارَ نَبِيًّا وَكَذَا لَوْ صَارَ عُمَرُ رض نَبِيًّا لَكَانَا مِنْ أَتْبَاعِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَعِيسٰى وَالْخِضْرِ وَإِلْيَاسَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَلَا يُنَاقِضُ قَوْلَهُ تَعَالٰى خَاتَمُ النَّبِيِّينَ إِذِ الْمَعْنٰى أَنَّهُ لَا يَأْتِي نَبِيٌّ بَعْدَهُ يَنْسَخُ مِلَّتَهُ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِهِ وَيُقَوِّي حَدِيثُ لَوْ كَانَ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيًّا لَمَا وَسِعَهُ إِلَّا اتِّبَاعِي

جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام۔ اور خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام تو یہ اللہ تعالےٰ کے قول خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہ آئے گا۔ جو آپ کی ملت کو منسوخ کردے، اور آپ کی امت سے نہ ہو جیسا کہ اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا:

۳۷۵ - حَدِيثُ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِي الْخِصْيَانِ خَيْرًا لَأَخْرَجَ مِنْ أَصْلَابِهِمْ ذُرِّيَّةً تُوَحِّدُ اللّٰهَ وَلٰكِنَّهُ عَلِمَ أَنْ لَا خَيْرَ فِيهِمْ فَأَجَبَّهُمْ يُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرْفُوعًا بِلَا سَنَدٍ وَلَا يَصِحُّ عِنْدَ أَحَدٍ وَكُلُّ مَا وَرَدَ فِيهِ مِنْ مَدْحٍ وَقَدْحٍ بَاطِلٌ وَمَا يُنْسَبُ لِلْعَسْقَلَانِي

اگر اللہ یہ جانتا کہ خصیوں میں کوئی بھلائی ہے تو ان کی پشت سے ذریت پیدا فرماتا۔ جو اللہ کی توحید بیان کرتی، اللہ تعالےٰ جانتا تھا۔ کہ ان میں کوئی بھلائی نہیں یہ ابن عباس رض سے مرفوعاً بلا سند روایت کی جاتی ہے، اور کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں، اور اس مضمون میں جتنی بھی تعریف یا برائی کی احادیث وارد ہیں سب باطل ہیں، اور اس مضمون میں عسقلانی کی جانب

فِيهِمْ مُفْتَرًى بَلْ فِي مَنَاقِبِ الشَّافِعِيِّ لِلْبَيْهَقِيِّ أَرْبَعٌ لَا يَعْبَأُ اللهُ بِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ زُهْدُ خَصِيٍّ وَتَقْوَى جُنْدِيٍّ وَأَمَانَةُ امْرَأَةٍ وَعِبَادَةُ صَبِيٍّ وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى الْغَالِبِ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ۔

جو نسبت کی جاتی ہے وہ افترا ہے بلکہ بیہقی رح کی مناقب شافعی رح میں ہے۔ چار شخصوں کی اللہ تعالےٰ قیامت کے روز پروا نہ فرمائے گا۔ خصی کا زہد سپاہی کا تقویٰ عورت کی امانت اور بچے کی عبادت یہ اکثر احوال پر موقوف ہے جیسا کہ سخاوی رح نے ذکر کیا ہے۔

۲۷۶ - حَدِيثُ لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ يَقِينًا قَوْلُ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ قَيْسٍ عَلَى مَا ذَكَرَهُ الْقُشَيْرِيُّ فِي رِسَالَتِهِ وَالْمَشْهُورُ أَنَّهُ مِنْ كَلَامِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ وَقَدْ بَيَّنَّا مَعْنَاهُ فِي مَحَلِّهِ الْأَلْيَقِ بِهِ۔

اگر پردہ ہٹا دیا جاتا تو میرے یقین میں کوئی زیادتی نہ ہوتی۔ قشیری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں۔ یہ عامر رح بن عبداللہ بن قیس کا قول ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا کلام ہے اور اس کے معنی ہم نے اس کے محل میں بیان کئے ہیں۔

۲۷۷ - حَدِيثُ لَوْ كَانَ الدُّنْيَا دَمًا عَبِيطًا أَيْ طَرِيًّا لَكَانَ قُوتُ الْمُؤْمِنِ حَلَالًا وَفِي لَفْظٍ لَكَانَ نَصِيبُ الْمُؤْمِنِ حَلَالًا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا يُعْرَفُ لَهُ إِسْنَادٌ وَ

اگر دنیا تازہ خون ہوتی۔ تو مسلمان کی روزی ہوتی۔ اور حلال ہوتی۔ اور ایک روایت میں ہے۔ مومن کا حصہ ہوتی اور حلال ہوتی سخاوی رح کہتے ہیں۔ اس کی سند معلوم نہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں اس کی کوئی

قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ سَكَتَ عَنْهُ السُّيُوطِيُّ لَكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيحٌ لِأَنَّهُ يَصِيرُ مُضْطَرًا فَيَكُونُ أَكْلُهُ حَلَالًا .

نہیں، سیوطی رح نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے۔ لیکن اس کے معنی صحیح ہیں۔ کیونکہ انسان مضطر ہو جاتا ہے اور وہ حلال ہو جاتی ہے۔

۲۷۸ - حَدِيثُ لَوْ كَانَ الْأَرُزُّ رَجُلًا لَكَانَ حَلِيمًا قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي الْهَدْيِ النَّبَوِيِّ هُوَ مَوْضُوعٌ وَتَبِعَهُ الْعَسْقَلَانِيُّ فَقَالَ هُوَ مَوْضُوعٌ وَإِنْ كَانَ يَجْرِي عَلَى الْأَلْسِنَةِ وَكَذَا أَحَادِيثُ الْأَرُزِّ مَوْضُوعَةٌ كُلُّهَا قُلْتُ قَدْ تَقَدَّمَ عَنْ عَلِيٍّ رَفَعَهُ سَيِّدُ طَعَامِ الدُّنْيَا اللَّحْمُ ثُمَّ الْأَرُزُّ أَخْرَجَهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ النَّبَوِيِّ وَالدَّيْلَمِيُّ

اگر چاول آدمی ہوتا تو بردبار ہوتا ابن قیم ہدی النبی میں فرماتے ہیں، یہ موضوع ہے اور عسقلانی رح نے بھی ان ہی کی اتباع کی ہے وہ فرماتے ہیں، یہ موضوع ہے اگرچہ لوگوں کی زبان پر جاری ہے۔ اسی طرح تمام چاول کی احادیث موضوع ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں حضرت علی رض سے مرفوعاً گذر چکا کہ تمام کھانوں کا سردار گوشت پھر چاول ہیں، ابو نعیم رح نے طب نبوی میں اور دیلمی رح نے اسے روایت کیا ہے۔

۲۷۹ - حَدِيثُ لَوْ كَانَ الْخَضِرُ حَيًّا لَزَارَنِي قَالَ الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ يَثْبُتْ مَرْفُوعًا وَقَالَ الْحَافِظُ الْخَيْضَرِيُّ لَا يُعْرَفُ لَهُ إِسْنَادٌ وَإِنَّمَا هُوَ مِنِ اخْتِلَاقِ بَعْضِ

اگر خضر زندہ ہوتے تو میری زیارت کرتے، عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ یہ مرفوعاً ثابت نہیں، حافظ خیضری رح فرماتے ہیں، اس کی سند معلوم نہیں، اور یہ بعض کذابین کے اختلاف کی بنا پر

الْكُتُبِ انْتَهَى فَقَوْلُ الشَّيْخِ ابْنِ عَطَاءٍ فِي لَطَائِفِ الْمِنَنِ لَمْ يَتَعَقَّبْهُ أَهْلُ الْحَدِيثِ مَحْمُولٌ عَلَى عَدَمِ وُصُولِ كَلَامِ الْأَئِمَّةِ إِلَيْهِ وَقَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ.

ہے۔ شیخ ابن العطاء لطائف المنن میں فرماتے ہیں محدثین نے جو اس قول پر اعتراض نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے، کہ انہیں ائمہ کا کلام نہیں پہنچا۔ ورنہ اس کے مخرج کو جانتا ہے۔

۳۸۔ حَدِيثُ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ قَالَ الصَّغَانِيُّ أَنَّهُ مَوْضُوعٌ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ لَكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيحٌ فَقَدْ رَوَى الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَرْفُوعًا أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَسَاكِرَ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا.

اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ صغانی رح کہتے ہیں یہ موضوع ہیں۔ لیکن اس کے معنیٰ صحیح ہیں، کیونکہ دیلمی رح نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نہ ہوتے تو نہ میں جنت پیدا کرتا نہ دوزخ، اور ابن عساکر رح کی روایت میں ہے کہ میں دنیا پیدا نہ کرتا۔

۳۹۔ حَدِيثُ لَوْ مُنِعَ النَّاسُ عَنْ فَتِّ الْبَعْرِ لَفَتُّوهُ وَقَالُوا مَا نُهِينَا عَنْهُ إِلَّا وَفِيهِ شَيْءٌ ذَكَرَهُ فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْهُ قُلْتُ وَلَوْ حَسُنَ مَعْنَاهُ مِنْ قَوْلِهِ

اگر لوگوں کو مینگنی مارنے سے منع کیا جاتا تو وہ ضرور مارتے۔ صحابہ کہتے ہیں ہمیں کسی شئے سے منع نہیں کیا گیا مگر اس میں کچھ نہ کچھ عیب ضرور تھا۔ یہ روایت احیاء میں موجود ہے۔ عراقی رح کہتے ہیں اس کا کہیں وجود نہیں ملا علی قاری رح فرماتے ہیں اس کے معنی اس

تَعَالٰی وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ وَقَوْلُ الشَّیْطَانِ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَیْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخَالِدِیْنَ ۔

آیت سے ماخوذ ہیں ،، کہ اس درخت کے قریب نہ جانا اور شیطان کا یہ قول ،، کہ اللہ نے تمہیں اس درخت سے اس لئے منع کیا ہے کہ کہیں تم فرشتہ نہ بن جاؤ یا تم اس میں ہمیشہ نہ رہنے لگو ،،

۳۸۲ ۔ حَدِیْثُ لَوْ وُزِنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرَجَاؤُهٗ لَاعْتَدَلَا لَا اَصْلَ لَهٗ فِی الْمَرْفُوْعِ وَاِنَّمَا یُؤْثَرُ عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ كَذَا فِی الْمَقَاصِدِ قَالَ الزَّرْكَشِیُّ لَا اَصْلَ لَهٗ لٰكِنْ قَالَ السُّیُوْطِیُّ اَخْرَجَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ فِیْ زَوَائِدِ الزُّهْدِ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِیِّ قَوْلَهٗ بِلَفْظِ كَانَا سَوَاءً وَتَحْقِیْقُ مَعْنَاهُ فِیْ بَابِ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ فِیْ شَرْحِ عَیْنِ الْعِلْمِ ۔

اگر مومن کا خوف اور اس کی امید کو وزن کیا جاوے ۔ تو برابر ہوں گے ،، اس کی مرفوع حدیث میں کوئی اصل نہیں ، اور مقاصد میں ہے کہ یہ بعض سلف کے کلام سے نقل کیا گیا ہے ، زرکشی کہتے ہیں ،، اس کی کوئی اصل نہیں ، سیوطی رح کہتے ہیں عبد اللہؒ بن احمدؒ نے اسے زوائد الزہد میں ثابت البنانی کا قول بیان کیا ہے ،، اس کے معنی کی تحقیق باب الخوف والرجاء شرح عین العلم میں ہے ۔

فائدہ ، ایک روایت میں آتا ہے ، کہ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے ، دراصل ہر دو کا مقصد یہ ہے کہ ایمان کی دو شقیں ہیں ، ایک خوف خداوندی دوسرے خدا سے رحمت کی امید ، اگر خوف ہے اور اس کی رحمت کی امید نہیں اور اگر امیدوار رحمت ہے ۔ لیکن خوف نہیں تب بھی مومن نہیں ۔ مومن کے دل

میں خوف و رجار مساوی ہونے چاہئیں۔

۲۸۳۔ حَدِیْثُ لَوْ عَلِمَ النَّاسُ مَا فِی الْحِلْبَۃِ اشْتَرَوْھَا وَلَوْ بِوَزْنِھَا ذَھَبًا رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ مِنْ حَدِیْثِ سَلَمَۃَ بْنِ سُلَیْمَانَ الْخَبَازِیِّ بِسَنَدِہٖ اِلٰی مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَرْفُوْعًا وَالْخَبَازِیُّ کَذَّابٌ ذَکَرَہُ السَّخَاوِیُّ وَقَالَ الزَّرْکَشِیُّ رَوَاہُ ابْنُ عَدِیٍّ مِنْ حَدِیْثِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَھُوَ ضَعِیْفٌ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ بَلْ ھُوَ مَوْضُوْعٌ۔

اگر لوگ یہ جان لیں کہ عادات میں کیا خوبیاں ہیں تو اسے سونے سے وزن کرکے خریدیں۔ طبرانی رح نے کبیر میں سلمۃ بن سلیمان الخبازی کی سند سے معاذ بن جبل رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ خبازی کذاب ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں۔ ابن عدی رح نے اسے معاذ بن جبل رض سے روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث ضعیف ہے۔ سیوطی رح کہتے ہیں بلکہ یہ موضوع ہے۔

۲۸۴۔ حَدِیْثُ اللِّوَاءُ یَحْمِلُہٗ عَلِیٌّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ الْاَنْطَاکِیُّ فِی حَاشِیَۃِ الشِّفَاءِ ذَکَرَہُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ۔

جھنڈے کو قیامت کے روز علی رض اٹھائیں گے۔ انطاکی حاشیۃ الشفاء میں لکھتے ہیں۔ ابن الجوزی رح نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔

۲۸۵۔ حَدِیْثُ لَیْسَ لِفَاسِقٍ غِیْبَۃٌ وَقَالَ السَّخَاوِیُّ بَعْدَ اِیْرَادِ حَدِیْثٍ فِی مَعْنَاہُ وَبِالْجُمْلَۃِ فَقَدْ قَالَ الْعُقَیْلِیُّ اِنَّہٗ لَیْسَ لِھٰذَا

فاسق کے لئے غیبت نہیں۔ سخاوی رح اس معنی کی حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں۔ عقیلی رح کہتے ہیں۔ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔ قلانسی رح کہتے ہیں یہ منکر ہے

الحَدِيثِ أَصْلٌ وَقَالَ العسقلانِيُّ أَنَّهُ مُنْكَرٌ انْتَهٰى وَقَالَ الْمَنُوفِيُّ وَحَسَّنَهُ الْهَرَوِيُّ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ فَقَدْ صَرَّحَ جَمْعٌ مِنْ مُحَقِّقِي الْحُفَّاظِ بِأَنَّهُ مُنْكَرٌ مَوْضُوعٌ لَا أَصْلَ لَهُ قُلْتُ وَالْحَدِيثُ رَوَاهُ الطِّبْرَانِيُّ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ مَرْفُوعًا بِهِ لٰكِنْ سَنَدُهُ ضَعِيفٌ وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِ الْحَاكِمِ أَنَّهُ غَيْرُ صَحِيحٍ وَلَا مُعْتَمَدٍ وَأَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَفِي الشُّعَبِ أَيْضًا عَنْ أَنَسٍ رَفَعَهُ مَنْ أَلْقٰى جِلْبَابَ الْحَيَاءِ فَلَا غِيبَةَ لَهُ قَالَ السُّهَيْلِيُّ أَنَّهُ لَيْسَ بِقَوِيٍّ وَقَالَ قَدْ مَرَّ فِي إِسْنَادِهِ ضُعْفٌ انْتَهٰى فَيَحْصُلُ أَنَّهُ غَيْرُ مَوْضُوعٍ بَلْ ضَعِيفٌ لِذَاتِهِ أَوْ حَسَنٌ لِغَيْرِهِ بِنَاءً عَلٰى تَعَدُّدِ طُرُقِهِ ؏

منوفیؒ کہتے ہیں۔ اسے ہرویؒ نے حسن قرار دیا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں، کیونکہ حفاظ کی ایک جماعت نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ کہ یہ منکر ہے۔ موضوع ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں اس حدیث کو طبرانیؒ وغیرہ نے معاویہ رضؓ بن حیدہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، لیکن سند اس کی ضعیف ہے، اور حاکم کے قول کا بھی یہی مقصد ہے، کہ یہ صحیح نہیں اور نہ اعتماد کے قابل ہے۔ بیہقیؒ نے سنن اور شعب میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ جو حیا کی چادر اتار دے اس کی غیبت نہیں۔ سہیلیؒ کہتے ہیں یہ قوی نہیں۔ اور یہ گذر چکا۔ کہ اس کی سند میں ضعف ہے۔ تو حاصل یہ نکلا کہ یہ موضوع نہیں بلکہ ضعیف لذاتہ یا حسن لغیرہ ہے۔ کیونکہ اس سندات متعدد ہیں ؏

۳۸۶ - حَلِيفُ لِيَسْرِ الْمُؤْمِنِ

مومن کے لئے خدا سے ملنے کے

رَاحَۃٌ دُوْنَ الْخُلُوْدِ فِیْہِ رَوَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ فِیْ قِیَامِ اللَّیْلِ لَہٗ عَنْ وَھْبِ بْنِ مُنَبِّہٍ مِنْ قَوْلِہٖ وَفِی الْمَرْفُوْعِ اِنَّمَا الْمُسْتَرِیْحُ مَنْ غُفِرَلَہٗ ذَکَرَہُ السَّخَاوِیُّ ۔	علاوہ کوئی راحت نہیں۔ اسے محمد بن نصر نے قیام اللیل میں وہب رحمہ بن منبہ سے ان کا قول نقل کیا ہے۔ اور مرفوعاً یہ مروی ہے کہ فائدہ میں وہ ہے جس کی مغفرت کر دی جائے۔
۳۸۷۔ حَدِیْثُ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ یَذْکُرُہُ الصُّوْفِیَّۃُ کَثِیْرًا وَھُوَ فِیْ رِسَالَۃِ الْقُشَیْرِیِّ لٰکِنْ بِلَفْظِ لِیْ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ غَیْرُ رَبِّیْ قُلْتُ وَیُؤْخَذُ مِنْہُ اَنَّہٗ اَرَادَ بِالْمَلَکِ الْمُقَرَّبِ جِبْرِیْلَ وَبِالنَّبِیِّ الْمُرْسَلِ نَفْسَہُ الْجَلِیْلَ وَفِیْہِ اِیْمَاءٌ اِلٰی مَقَامِ الْاِسْتِغْرَاقِ بِاللِّقَاءِ الْمُعَبَّرِ عَنْہُ بِالسُّکْرِ وَالْمَحْوِ وَالْفَنَاءِ ۔	میرے لئے اللہ کے ساتھ ایسا وقت ہے جس میں نہ تو کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نہ کوئی نبی مرسل۔ اس کا اکثر صوفیا تذکرہ کرتے ہیں۔ اور یہ رسالہ قشیری میں ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ میرے لئے ایک ایسا وقت ہے جس میں میرے پاس خدا کے سوا کوئی نہیں آ سکتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ فرشتہ مقرب سے مراد جبرئیل اور نبی مرسل سے مراد خود آپ کی ذات ہے اور اس میں اشارہ مقام استغراق کی طرف ہے جسے آپ سکر، محو اور فنا سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

حَرْفُ الْمِیْمِ!

۳۸۸۔ حَدِیْثُ مَا اَخَافُ عَلٰی	میں اپنی امت پر کسی شے کا اتنا خوف نہیں

أُمَّتِي فِتْنَةً أَخْوَفُ عَلَيْهَا مِنَ النِّسَاءِ وَالْخَمْرِ بَيَّضَ لَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ الرَّبِيعِ أَمَّا لَفْظُهُ فَلَمْ أَجِدْهُ مُسْنَدًا وَأَمَّا شَوَاهِدُهُ فَكَثِيرَةٌ جِدًّا نَعَمْ عِنْدَ الدَّيْلَمِيِّ بِلَا سَنَدٍ عَنْ عَلِيٍّ رَفَعَهُ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي فِتْنَةً أَخْوَفَ عَلَيْهَا مِنَ النِّسَاءِ وَالْخَمْرِ ۔

کرتا۔ جتنا عورتوں اور شراب کا۔ سخاوی نے اس کی سرخی بنائی ہے۔ اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ ابن الربیعؒ کہتے ہیں۔ میں اس کے الفاظ با لسند نہیں پاتا۔ لیکن اس کے شواہد بہت سے ہیں۔ دیلمی رحؒ میں حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ سے مرفوعاً بلا سند یہ روایت مروی ہے۔

۳۸۹ - حَدِيثُ مَا أَعْلَمُ مَا خَلْفَ جِدَارِي هٰذَا قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ ۔

میں نہیں جانتا۔ میری اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ عسقلانی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔

۳۹۰ - حَدِيثُ مَا أَفْلَحَ سَمِينٌ مِنْ كَلَامِ الشَّافِعِيِّ وَقَالَ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ لَا يَخْلُو الْعَاقِلُ مِنْ أَنْ يَهْتَمَّ لِآخِرَتِهِ أَوْ لِدُنْيَاهُ وَالشَّحْمُ لَا يَنْعَقِدُ مَعَ الْهَمِّ وَإِذَا خَلَا مِنْهُمَا صَارَ فِي حَدِّ الْبَهَائِمِ وَالشُّكْلُ لِلشَّيْخِ سَيْفِ الدِّينِ الْبَاخَرْزِيِّ

نہیں کامیاب ہوا موٹا۔ یہ امام شافعی رحؒ کا کلام ہے۔ امام محمدؒ بن الحسن فرماتے ہیں۔ یہ اس بنا پر ہے۔ کہ عاقل دنیا و آخرت کی تہمت سے بری نہیں ہوتا۔ اور موٹا کسی کوشش میں مشغول نہیں ہوتا۔ اور جب وہ دین و دنیا دونوں کی کوششوں سے خالی ہوا۔ تو چوپایوں کی حد میں

البخاري. شعر

يقولون اجسام المحبين نضوة
وانت سمين لست غير مراقى
فقال لان الحب خالف طبعهم
ووافقه طبعي فصار غذائي

داخل ہو گیا۔

لوگ کہتے ہیں کہ عاشقوں کے جسم لاغر ہی دیکھے جاتے اور تو موٹا ہے تو اس نے کہا کہ اس وجہ سے کہ محبت ان کی طبیعت کے خلاف ہے۔ اور وہ میری طبیعت کے موافق ہے اس لئے میری غذا ہو گئی:

۳۹۱ - حديث ما افلح صاحب عيال قط رواه الديلمي بسنده عن ابي هريرة مرفوعا به وقال ابن عدي هو عن النبي عليه السلام منكر انما هو من كلام ابن عيينة ۰

عیال دار کبھی کامیاب نہیں ہوا اسے دیلمی رح نے با سند حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابن عدی رح کہتے ہیں یہ حضورؐ سے روایت کرنا منکر ہے۔ بلکہ یہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔

۳۹۲ - حديث ما انصف القاري المصلي قال العسقلاني لا اعرفه ويغني قوله عليه الصلوة والسلام لا يجهر بعضهم على بعض بالقرآن وهو صحيح من حديث البياضي في الموطا وابي داود وغيرهما ۰

نماز پڑھنے والے قاری نے کتنا انصاف کیا۔ عسقلانی رح کہتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ ایک دوسرے پر قرآن زور سے نہ پڑھو۔ یہ صحیح ہے بیاضی رح سے موطا اور ابوداؤد وغیرہ میں مروی ہے۔

۳۹۳ - حديث ما اوتي قوم

جس قوم کو منطق عطا کی گئی اس نے عمل

بِالْمَنْطِقِ إِلَّا مَنَعُوا الْعَمَلَ كَذَا فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْ لَهُ أَصْلًا وَلَعَلَّ الْمُرَادُ بِالْمَنْطِقِ الْجَدَلُ

کو چھوڑ دیا۔ یہ احیاء میں ہے۔ عراقیؒ کہتے ہیں میں اس کی کوئی اصل نہیں پاتا اور ہو سکتا ہے منطق سے مراد جھگڑا ہو۔

۲۹۴- حَدِيثُ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَلِيٍّ جَاهِلٍ وَلَوِ اتَّخَذَهُ لَعَلَّمَهُ يَعْنِي لَمْ يُرِدِ اتِّخَاذَهُ وَلِيًّا لَعَلَّمَهُ ثُمَّ اتَّخَذَهُ وَلِيًّا وَإِذَا اتَّخَذَهُ وَلِيًّا لَعَلَّمَهُ وَالْمَعْنَى الْأَوَّلُ لِلسَّالِكِينَ الْمُرِيدِينَ وَالثَّانِي لِلْمَجْذُوبِينَ الْمُرَادِينَ لَكِنْ لَفْظُهُ لَيْسَ بِثَابِتٍ وَقَدْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ مَرْفُوعًا.

اللہ تعالےٰ کسی جاہل کو دوست نہیں بناتا۔ اگر کسی کو دوست بنانا چاہتا ہے تو اسے علم دیتا ہے۔ پھر اسے دوست بناتا ہے۔ اور جب اسے دوست بنا لیتا ہے تو تعلیم دیتا ہے پہلے جملہ سے مراد سالکین مریدین اور دوسرے سے مراد مجذوبین ہیں۔ لیکن اس کے الفاظ ثابت نہیں۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں۔

۲۹۵- حَدِيثُ مَا اسْتَرْذَلَ الْعَبْدُ عَبْدًا إِلَّا حَظَرَ عَلَيْهِ الْعِلْمَ وَالْأَدَبَ قَالَ فِي الْمِيزَانِ هُوَ بَاطِلٌ

جب کوئی بندہ بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اس پر علم و ادب کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے ذہبیؒ میزان میں فرماتے ہیں یہ باطل ہے۔

۲۹۶- حَدِيثُ مَا بُدِئَ بِشَيْءٍ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ إِلَّا وَقَدْ تَمَّ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ لَهُ عَلَى أَصْلٍ وَيُعَارِضُهُ حَدِيثُ جَابِرٍ

بدھ کے روز جو بھی کام شروع کیا جائے پورا ہو جاتا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس کی اصل سے واقف نہیں۔ اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو مرفوعاً مروی

مَرْفُوعًا يَوْمُ الْأَرْبِعَاءِ يَوْمُ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَهُوَ ضَعِيفٌ انْتَهَى وَفِيهِ أَنَّ مَعْنَاهُ كَانَ يَوْمًا نَحْسًا مُسْتَمِرًّا عَلَى الْكُفَّارِ فَمَفْهُومُهُ أَنَّهُ سَعْدٌ مُسْتَقِرٌّ عَلَى الْأَبْرَارِ وَقَدِ اعْتَمَدَ مِنْ أَئِمَّتِنَا صَاحِبُ الْهِدَايَةِ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ وَكَانَ يَعْمَلُ بِهِ فِي ابْتِدَاءِ دَرْسِهِ وَقَدْ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ بَلَغَنِي عَنْ بَعْضِ الصَّالِحِينَ مِمَّنْ لَقِينَاهُ أَنَّهُ قَالَ اشْتَكَتِ الْأَرْبِعَاءُ إِلَى اللهِ تَعَالَى تَشَاؤُمَ النَّاسِ بِهَا فَمَنَحَهَا أَنَّهَا مَا يُبْدَى بِشَيْءٍ إِلَّا وَتَمَّ وَاللهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ ۔

ہے، اس کے مخالف ہے، کہ بدھ کا روز نحس ہے۔ طبرانی رح نے اسے اوسط میں روایت کیا ہے۔ اور یہ ضعیف ہے اور ہو سکتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہو کہ یہ کفار کے لئے نحس ہے۔ اور نیک لوگوں کے لئے مستقل طور پر سعد ہے اور ہمارے ائمہ میں سے صاحب ہدایہ نے اس پر عمل کیا۔ کہ وہ اپنے درس کی ابتدار اسی روز کرتے۔ عسقلانی رح فرماتے ہیں بعض صلحار سے جن سے میں ملا ہوں یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ بدھ کے روز نے اللہ تعالے سے شکایت کی۔ کہ لوگ اس سے بدفالی لیتے ہیں۔ اسے یہ چیز عطا کی گئی کہ جو کام بھی اس روز شروع کیا جائے وہ پورا ہو جائے۔ اور اللہ تعالی زیادہ جانتا ہے :

۳۹۷ - حَدِيثُ مَا أَبْعَدَ طَرِيقِي أَدَّى إِلَى صَدِيقِي مِنْ كَلَامِ ذِي النُّونِ الْمِصْرِيِّ وَفِي مَعْنَاهُ مَا تَبْعُدُ مَصِيرٌ عَنْ حَبِيبٍ ۔

جو راستہ دوست کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ کتنا دور ہے۔ یہ ذی النون مصری کا کلام۔ معنی اس کے یہ ہیں کہ دوست تک پہنچنے کی راہ کتنی بعید ہے ۔

۳۹۸- حَدِیْثٌ مَا بَکَیْتُ مِنْ دَهْرٍ اِلَّا بَکَیْتُ عَلَیْهِ هُوَ مِنْ کَلَامِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ ۔

میں زمانہ کے باعث نہیں رویا، بلکہ زمانہ پر رویا ہوں۔ وہ ابن عباس رض کے کلام کے معنی ہیں۔

۳۹۹- حَدِیْثٌ مَا تَرَکَ الْقَاتِلُ عَلَی الْمَقْتُوْلِ مِنْ ذَنْبٍ ۔ قَالَ ابْنُ کَثِیْرٍ فِیْ تَارِیْخِهٖ اِنَّهٗ لَا یُعْرَفُ لَهٗ اَصْلٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَمَعْنَاهُ صَحِیْحٌ کَمَا اَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ اِنَّ السَّیْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا وَلِلْبَیْهَقِیِّ فِیْ حَدِیْثٍ مَرْفُوْعٍ اَلْقَتْلٰی ثَلَاثَةٌ فَذَکَرَهٗ اِلٰی اَنْ قَالَ فِی الرَّجُلِ الْمُؤْمِنِ الْمُقْتَرِفِ عَلٰی نَفْسِهٖ الْمَقْتُوْلِ فِی الْجِهَادِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِنَّ السَّیْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا وَفِی الْمُنَافِقِ الْمَقْتُوْلِ فِی الْجِهَادِ اِنَّ السَّیْفَ لَا یَمْحُو النِّفَاقَ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ حَدِیْثُ السَّیْفِ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ

قاتل نے مقتول پر کوئی گناہ نہیں چھوڑا۔ ابن کثیر اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ کوئی اصل نہیں پہچانی جاتی، لیکن اس کے معنی صحیح ہیں۔ جیسا کہ ابن حبان رح نے ابن عمر رض سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے، کہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے۔ اور بیہقی رح نے مرفوع حدیث میں روایت کیا ہے، کہ مقتول تین ہیں حتیٰ کہ بیہقی رح نے اس مومن کے بارے میں جس نے اپنے نفس پر زیادتی کی ہو، اور وہ جہاد فی سبیل اللہ میں مقتول ہو کہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے، اور اس منافق کے بارے میں جو جہاد میں مقتول ہو جائے یہ روایت ہے، کہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی سیوطی رح کہتے ہیں یہ حدیث کہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے اسے احمد رح اور ابن حبان رح نے عتبہ بن عبید

مِنْ حَدِيْثِ عُتْبَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَ
أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ
عَائِشَةَ قَتْلُ الصَّبْرِ لَا يَمُرُّ عَلَى
ذَنْبٍ إِلَّا مَحَاهُ وَأَخْرَجَهُ سَعِيْدُ بْنُ
مَنْصُوْرٍ مِنْ مُرْسَلِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ
مَنْ قُتِلَ صَبْرًا كَانَ كَفَّارَةً
لِخَطَايَاهُ وَأَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي
الشُّعَبِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ مَنْ
قُتِلَ مَظْلُوْمًا كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ
ذَنْبٍ قَالَ وَذٰلِكَ فِي الْقُرْآنِ
إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ تَبُوْءَ بِإِثْمِيْ وَإِثْمِكَ
انْتَهٰى وَفِي الْاِسْتِدْلَالِ بِهِ بِالْقُرْآنِ
بَحْثٌ ظَاهِرُ الْعِيَانِ ۔

سے روایت کیا ہے، ابو نعیم اور دیلمی رح نے
عائشہ رض سے روایت کیا ہے، باندھ کر قتل
کرنا مقتول نے جو بھی گناہ کیا ہے۔ اسے
معاف کر دیتا ہے سعید بن منصور رح نے عمرو رح بن
شعیب سے مرسلاً روایت کیا ہے، جو باندھ
کر قتل کیا جائے۔ اس کے گناہوں کا کفارہ
ہو جاتا ہے بیہقی رح نے شعب الایمان میں
اوزاعی رح سے روایت کیا ہے، جو مظلوم قتل کیا
جائے اللہ تعالیٰ اس کے ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے
اور یہ قرآن میں بھی موجود ہے میں تیرے اور
اپنے دونوں کے گناہ سمیٹنے کا ارادہ کرتا
ہوں۔ اور قرآن سے یہ استدلال کرنا
بحیثیت الفاظ ہے۔

٤٠٠ - حَدِيْثُ مَا تَعَاظَمَ عَلَيَّ
أَحَدٌ مَرَّتَيْنِ هُوَ مِنْ كَلَامِ غَيْرِ وَاحِدٍ
مِنَ السَّلَفِ فَفِي الْمُجَالَسَةِ
لِلدِّيْنَوَرِيِّ عَنِ الْأَصْمَعِيِّ قَالَ قَالَ
أَعْرَابِيٌّ مَا أَتَاهُ عَلَى أَحَدٍ مَرَّتَيْنِ
قِيْلَ وَكَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ إِنَّهُ إِذَا

کسی پر دو مرتبہ آنا کتنا بڑا ظلم
ہے۔ یہ بہت سے اسلاف کا
کلام ہے۔ دینوری رح کی مجالسہ
میں اصمعی رح سے مروی ہے، کہ
ایک اعرابی نے کہا میں کسی کے
پاس دو بار نہیں آتا۔ اس سے

أتاه على مرة لم أعد إليه قلت ومما يؤيد معناه حديث لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين وعن الأصمعي أيضا قال لي رجل ما رأيت ذا كبر قط إلا تحول داؤه فيّ يريد إني أتكبر عليه۔

دریافت کیا گیا یہ کیسے۔ اس نے جواب دیا جب میں کسی کے پاس ایک بار آجاتا ہوں۔ تو اس کے پاس دوبارہ نہیں جاتا۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں۔ اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا نیز اصمعی سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ میں جب بھی کسی متکبر شخص کو دیکھا تو اس کی بیماری میری طرف منتقل ہو جاتی ہے یعنی میں اس پر تکبر کرنے لگتا ہوں۔

۴۰۱۔ حديث ما خلا جسد من حسد قال السخاوي لم أقف عليه بلفظه وقد ورد معناه في نزهة الحفاظ لأبي موسى المديني بسنده عن أنس مرفوعا في حديث طويل كل بني آدم حسود وسنده ضعيف۔

کوئی جسم حسد سے خالی نہیں سخاویؒ کہتے ہیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث سے واقف نہیں۔ اور اس کے معنی نزہۃ الحفاظ میں ابو موسیٰؒ المدنی کی سند سے حضرت انسؓ سے ایک طویل حدیث میں مرفوعاً مروی ہے۔ ہر بنی آدم حاسد ہے۔ اور اس کی سند ضعیف ہے۔

۴۰۲۔ حديث ما خلا قصير من حكمة ولا طويل من حماقة قال السخاوي لم أقف عليه لكن ورد عن عائشة مرفوعا جعل الخير كله في الربعة يعني

کوئی پستہ قد حکمت سے اور کوئی لمبا قد حماقت سے خالی نہیں ہوتا سخاویؒ کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ

الْمُعْتَدِلِ الَّذِي لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ أَيْ لَا بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ الْمُتَرَدِّدِ بِأَنْ يَكُونَ مَيْلُهُ إِلَى الطُّولِ كَمَا صَحَّ فِي شَمَائِلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَفَعَهُ أَنَّ اللهَ جَعَلَ الْهَوَجَ فِي الطُّوَالِ وَالْهَوَجُ بِفَتْحَتَيْنِ الْحُمْقُ وَهُوَ بِالضَّمِّ قِلَّةُ الْعَقْلِ ۔

نے تمام بھلائی ربعہ یعنی معتدل میں رکھی ہے۔ اور ربعہ وہ ہوتا ہے جو نہ بہت لمبا ہو اور نہ بہت چھوٹا۔ بلکہ اس کا قد کچھ لمبائی کی جانب مائل ہو۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں، یہ صحیح طور پر ثابت ہے۔ حسن رضہ بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے، کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے حماقت کو لمبائی میں رکھا ہے۔

٤٠٣ - حَدِيثُ مَا رَفَعَ أَحَدٌ أَحَدًا فَوْقَ قَدْرِهِ إِلَّا وَاتَّضَعَ عِنْدَهُ مِنْ قَدْرِهِ بِأَزْيَدَ لَيْسَ فِي الْمَرْفُوعِ لَكِنْ جَاءَ نَحْوُهُ فِي مَنَاقِبِ الشَّافِعِيِّ لِلْبَيْهَقِيِّ مَا أَكْرَمْتُ أَحَدًا فَوْقَ مِقْدَارِهِ إِلَّا اتَّضَعَ مِنْ قَدْرِي عِنْدَهُ بِمِقْدَارِ مَا أَكْرَمْتُهُ ۔

کسی نے کسی کو اس کی حیثیت سے اوپر نہیں اٹھایا، مگر اس کی حیثیت اس کی نظروں میں گر گئی، یہ مرفوعاً مروی نہیں بلکہ بیہقی رحمہ کے مناقب شافعی رحمہ میں اس قسم کا قول موجود ہے، میں نے کسی کی اس کی مقدار سے زیادہ عزت نہیں کی، مگر میں جتنا اس کا اکرام کرتا تھا، اتنی ہی اس کے دل میں میری قدر کم ہو گئی۔

٤٠٤ - حَدِيثُ مَا ذَاقَ مَجْلِسَ الْمُتَحَابِّينَ أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ بِلَا سَنَدٍ

محبت کرنے والوں کے ساتھ مجلس نے مزا نہیں اٹھایا، اسے دیلمی رحمہ نے بلا سند حسن

عَنِ الْحَسَنِ بِہٖ مَرْفُوْعًا اَخْرَجَہٗ	سے مرفوعاً روایت کیا ہے بیہقی نے شعب الایمان
الْبَیْہَقِیُّ فِی الشُّعَبِ مِنْ قَوْلِ ذِی	میں ذی النون مصری کا قول اسی معنی میں
النُّوْنِ الْمِصْرِیِّ بِمَعْنَاہُ ۔	نقل کیا ہے ۔
۴۰۵۔ حَدِیْثُ مَا عَاقَبْتَ	جس نے اللہ کی تیرے بارے میں نافرمانی
مَنْ عَصَی اللّٰہَ فِیْکَ بِمِثْلِ اَنْ	کی میں نے اسے اتنی سزا نہیں دی جتنا اللہ کی
یُطِیْعَ اللّٰہَ فِیْہِ بَیَّضَ لَہُ السَّخَاوِیُّ	اطاعت میں اسے اجر دیا سخاوی نے اس کی سرخی
وَلَمْ یَتَکَلَّمْ عَلَیْہِ ۔	باندھی ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا ۔
۴۰۶۔ حَدِیْثُ مَا عِنْدَ اللّٰہِ	دلوں کے جوڑنے سے زیادہ کوئی بڑی شے اللہ
شَیْءٌ اَعْظَمُ مِنْ جَبْرِ الْقُلُوْبِ	کے نزدیک کوئی نہیں ہے سخاوی کہتے ہیں
قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْرِفُہٗ فِی الْمَرْفُوْعِ	میں اسے مرفوعاً نہیں پہچانتا ۔
۴۰۷۔ حَدِیْثُ مَا عَزَلَ مَنْ وَلِیَ	کسی ولی نے اپنے بیٹے کو معزول نہیں کیا ۔
وَلَدُہٗ قَالَ شَیْخُنَا لَا اَصْلَ لَہٗ قُلْتُ	ہمارے شیخ فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں
بَلْ ھُوَ مَوْضُوْعٌ فِیْ مَبْنَاہُ وَبَاطِلٌ	ملا علی قاری فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ
فِیْ مَعْنَاہُ ۔	موضوع ہے اور معنیٰ بھی باطل ہے ۔
۴۰۸۔ حَدِیْثُ مَا عَزَّتِ النِّیَّۃُ	حدیث کی نیت نے جتنی عزت
فِی الْحَدِیْثِ اِلَّا شَرَفُہٗ قَالَ الْخَطِیْبُ	کی خدا تعالےٰ نے اسے شرف بخشا
لَا یُحْفَظُ مَرْفُوْعًا وَاِنَّمَا ھُوَ قَوْلُ	خطیب کہتے ہیں یہ مرفوعاً ثابت نہیں بلکہ
ابْنِ ہَارُوْنَ ۔	ابن ہارون کا قول ہے ۔
۴۰۹۔ حَدِیْثُ مَا عَزَّ بِقَوْمٍ	جس شے کی زیادہ عزت کی گئی وہی

إلا وهان وهو معنى الحديث الصحيح عن أنس حق على الله أن لا يرفع شيء من الدنيا إلا وضعه أخرجه البخاري.

ذلیل ہوئی۔ یہ ایک حدیث صحیح کے معنی ہیں۔ جو انسؓ سے مروی ہے کہ اللہ پر یہ فرض ہے کہ دنیا میں جب کوئی شئے بلند کی جاتی ہے تو اسے گرا دیتا ہے اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۴۱۰۔ حديث ما فضلكم أبو بكر بفضل صوم ولا صلاة ولكن بشيء وقر في قلبه أي سكن وثبت واستمر واستقر من ذكر الرب وهو في الإحياء وقال العراقي لم أجده مرفوعا وهو عند الحكيم الترمذي في النوادر من قول بكر بن عبد الله المزني.

ابوبکرؓ کی فضیلت نماز اور روزے کی وجہ سے نہیں، لیکن وہ تو اس شئے کی بنا پر ہے جو ان کے دل میں ذکر خداوندی کی بنا پر راسخ ہو گئی تھی۔ یہ حدیث احیاء میں ہے عراقی کہتے ہیں۔ میں نے اسے مرفوعاً نہیں پایا۔ لیکن حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ ترمذیؒ کی نوادر میں یہ بکر بن عبداللہ المزنی کا قول ہے۔

۴۱۱۔ حديث ما كثر أذان بلدة إلا قل بردها أخرجه الديلمي بلا سند عن علي وفي اللآلي حديث ما من مدينة يكثر أذانها إلا قل بردها موضوع.

جب کسی شہر میں اذانیں زیادہ ہوتی ہیں تو اس کی سردی کم ہو جاتی ہے۔ اسے دیلمی نے بلا سند حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے لآلی میں ہے یہ حدیث کہ جب کسی شہر میں اذانیں زیادہ ہوتی ہیں۔ تو اس کی سردی کم ہو جاتی ہے۔ یہ موضوع ہے۔

۴۱۲۔ حديث ما كل مرة تسلم الجرة ليس بحديث.

ہر بار مٹکا سالم رہتا ہے یہ حدیث نہیں ہے۔

۴۱۳۔ حَدِیْثُ: مَا امْتَلأَتْ دَارٌ مِنَ الدُّنْيَا حَبْرَةً إِلَّا امْتَلأَتْ مِنْهَا عِبْرَةً قَالَ الْعِرَاقِيُّ رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ مُرْسَلًا وَالْحَبْرَةُ بِفَتْحِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَسُكُونِ الْمُوَحَّدَةِ السُّرُورُ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ أَيْ يُسَرُّونَ وَالْعَبْرَةُ الدَّمْعُ السَّائِلُ۔

دنیا کا کوئی گھر نعمتوں سے جب بھی بھرتا ہے۔ تو وہ عبرت سے بھر جاتا ہے۔ عراقی رح کہتے ہیں۔ اسے ابن المبارک نے یحیی رح بن کثیر سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اور حبرہ کے معنی خوشی کے ہیں۔ اسی سے اللہ تعالے کا قول ہے "وہ باغ میں خوش ہوں گے"۔ اور عبرت سے مراد بہنے والا آنسو۔

۴۱۴۔ حَدِیْثُ: مَا مِنْ لَيْلَةٍ إِلَّا يُنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ مَنْ تَغْبِطُونَ فَيَقُولُونَ أَهْلَ الْمَسَاجِدِ الخ لَمْ يُوجَدْ لَهُ أَصْلٌ۔

کوئی رات ایسی نہیں گذرتی جب کہ منادی یہ ندا نہ کرتا ہو کہ اہل قبور تم کس سے رشک کرتے ہو۔ تو وہ جواب دیں گے اہل مساجد سے اس کی کوئی اصل نہیں۔

۴۱۵۔ حَدِیْثُ: مَا مِنْ جَمَاعَةٍ اجْتَمَعَتْ إِلَّا وَفِيهِمْ وَلِيُّ اللهِ لَا هُمْ يَدْرُونَ بِهِ وَلَا هُوَ يَدْرِي بِنَفْسِهِ لَا أَصْلَ لَهُ وَهُوَ كَلَامٌ بَاطِلٌ فَإِنَّ الْجَمَاعَةَ قَدْ تَكُونُونَ فُجَّارًا يَمُوتُونَ عَلَى الْكُفْرِ وَالْفُجُورِ

کوئی جماعت ایسی نہیں جب وہ جمع ہو تو اس میں ایک نہ ایک ولی ضرور ہوتا ہے جسے نہ تو لوگ جانتے ہیں۔ اور نہ وہ خود اپنے آپ کو پہچانتا ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ کلام باطل ہے۔ کیونکہ جماعت تو فجار کی بھی ہوتی ہے۔ جو کفر پر مر جاتے ہیں۔ اگر

كذا ذكره بعضهم ولو صح سنده فباب التأويل واسع عندهم.

اس کی صحیح سند ہو، تو تاویل کا دروازہ بہت وسیع ہے۔

۴۱۶۔ حديث ما من نبي نُبّئ الا بعد الاربعين قال ابن الجوزي انه موضوع ذكره الزركشي وسكت عنه السيوطي قلت ويعارضه نص قوله تعالى في يحيى وآتيناه الحكم صبيا وفي يوسف واوحينا اليه لتنبئنهم بامرهم هذا الآية ولو ثبت يحمل على الغالب

جو بھی نبی بنایا گیا ہے وہ چالیس سال کی عمر میں بنایا گیا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں ابن الجوزی کا قول ہے یہ موضوع ہے اور سیوطی نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ قرآن کی بھی معارض ہے اللہ تعالیٰ یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں، ہم نے انہیں حکم بچپن میں دیا۔ اور یوسف کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے واوحینا الیہ لتنبئنھم بامرھم ہذا، الآیۃ۔ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو اکثریت پر محمول ہوگا۔

۴۱۷۔ حديث ما النار في اليبيس باسرع من الغيبة في حسنات العباد ذكره في الاحياء وقال العراقي لم اجد له اصلا واليبس بفتحتين وبضم فسكون اليابس والمراد به الحطب اليابس ونحوه.

خشک چیزوں میں غیبت سے زیادہ بندے کی نیکیوں پر آگ اثر نہیں کرتی اسے غزالی رح نے احیاء میں ذکر کیا ہے عراقی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ یبیس سے مراد خشک لکڑی ہے۔

۴۱۸۔ حديث ما وسعني ارضي ولا سمائي ولكن وسعني قلب عبد المؤمن في الاحياء و

مجھے میری زمین اور میرے آسمان نے وسعت نہیں دی، لیکن مومن بندے کے قلب نے مجھے وسعت دی ہے، یہ حدیث احیاء میں ہے

قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَرَ لَهُ أَصْلًا وَقَالَ ابْنُ تَيْمِيَةَ هُوَ مَذْكُورٌ فِي الْإِسْرَائِيلِيَّاتِ وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ مَعْرُوفٌ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِي الذَّيْلِ وَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَعْنَاهُ وَسِعَ قَلْبُهُ الْإِيمَانَ بِي وَمَحَبَّتِي وَإِلَّا فَالْقَوْلُ بِالْحُلُولِ كُفْرٌ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَضَعَهُ الْمَلَاحِدَةُ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ أَخْرَجَ أَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ إِنَّ اللهَ فَتَحَ السَّمٰوَاتِ لِحِزْقِيلَ حَتّٰى نَظَرَ إِلَى الْعَرْشِ فَقَالَ حِزْقِيلُ سُبْحَانَكَ مَا أَعْظَمَ شَأْنَكَ يَا رَبِّ فَقَالَ اللهُ إِنَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ ضَعُفَتْ عَنْ أَنْ تَسَعَنِي وَوَسِعَنِي قَلْبُ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْوَادِعِ اللَّيِّنِ انْتَهَى وَفِيهِ إِيمَاءٌ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ

عراقی فرماتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی۔ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں یہ اسرائیلیات میں تو موجود ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی کوئی معروف سند نہیں۔ ذیل میں بھی اسی قسم کا قول ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مومن کا دل مجھ پر ایمان لانے اور اور میری محبت کی بنا پر وسیع ہو گیا۔ اور اگر یہ مراد لی جائے کہ میں اس کے قلب میں حلول کر آیا تو یہ کفر ہے زرکشیؒ کہتے ہیں اس حدیث کو کفار نے وضع کیا ہے سیوطیؒ کہتے ہیں امام احمد بن حنبل نے اپنی زہد میں وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو حزقیل کے لئے کھول دیا حتیٰ کہ اس نے عرش پر نظر ڈالی حزقیل بولا اے رب تیری شان کتنی بڑی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا آسمان و زمین مجھے وسعت دینے میں عاجز آگئے۔ مجھے نیک مومن بندے کے دل نے وسعت دیدی۔ اس میں اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی جانب ہم نے اپنی امانت کو زمین و آسمان پر پیش کیا انہوں نے اسے اٹھانے سے

وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۔

انکار کر دیا۔ اور اس سے گھبرا گئے لیکن اسے انسان نے اٹھالیا۔

فائدہ۔ اکثر محدثین اس حدیث کو موضوع قرار دیتے رہے ہیں رہا امام احمد کا وہب بن منبہ سے یہ روایت کرنا تو اولاً تو ملا علی قاری نے اس کی سند بیان نہیں کی ثانیاً وہب بن منبہ تابعی ہیں۔ اور یہ روایت مرسل ہوگئی اور مغیبات میں مرسل ہرگز قابل قبول نہیں ہوتی تیسرے یہ کہ ملا علی قاری نے جو آیت سے استدلال کیا ہے تو مفسرین کا امانت کے معنی میں بہت اختلاف ہے۔ اور ملا علی قاری نے ایک موضوع روایت کو تسلیم کرنے کے لئے جو اس کے معنی مراد لئے ہیں اس کا کوئی مفسر قائل نہیں۔

۴۲۹۔ حَدِيثُ مُتْ مُسْلِمًا وَلَا تُبَالِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْلَمُهُ بِهَذَا اللَّفْظِ قُلْتُ وَمَعْنَاهُ صَحِيحٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۔

مسلم مر اور پرواہ نہ کر۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ میں ان الفاظ سے اسے نہیں جانتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تم اسلام کی حالت میں مرو۔

۴۳۰۔ حَدِيثُ الْمَجَرَّةُ بَابُ السَّمَاءِ ذَكَرَهُ فِي النِّهَايَةِ مِنْ غَيْرِ عَزْوٍ ۔

مجرہ آسمان کا دروازہ ہے۔ (علم نجوم کے لحاظ سے مجرہ ایک منطقہ کا نام ہے) یہ نہایہ میں مذکور ہے۔

۴۳۱۔ حَدِيثُ الْمَحَبَّةُ مُكِبَّةٌ لَعَلَّهُ مَعْنَى حَدِيثِ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ ۔

محبت اوندھا گرانے والی ہے یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ کسی شئے کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔

۴۲۲ حدیث محبة الآباء صلة في الأبناء قال السخاوي لم أقف عليه بهذا اللفظ۔

آباء کی محبت بیٹوں کے لئے صلہ رحمی ہے سخاوی کہتے ہیں میں ان الفاظ سے اس سے واقف نہیں۔

۴۲۳۔ حدیث المحسود مرزوق بيض له السخاوي ولم يتكلم عليه قلت لأنه كلما حسده إخوانه رفع شأنه إذا كان شاكراً لأنعمه لقوله تعالى لئن شكرتم لأزيدنكم۔

جس سے حسد کیا جائے اسے رزق دیا جاتا ہے سخاوی نے اس کی سرخی بنائی ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا ملا علی قاری فرماتے ہیں جب کسی کے بھائی اس سے حسد کرتے ہیں تو اس کی شان خدا کی نعمتوں کا شکر کرنے کی بنا پر بلند ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں زیادہ دوں گا۔

۴۲۴۔ حدیث مداد العلماء أفضل من دماء الشهداء قال الخطيب موضوع ذكره الزركشي وقال هو من كلام الحسن البصري وروي مرفوعاً وزن حبر العلماء بدم الشهداء فرجح عليهم وقال السخاوي رواه ابن عبد البر من حديث أبي الدرداء مرفوعاً بلفظ يوزن يوم القيامة مداد العلماء بدم الشهداء وللخطيب في تاريخه من حديث نافع عن

علماء کی سیاہی شہداء کے خون سے افضل ہے خطیبؒ کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ زرکشیؒ نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ حسن بصری کا کلام ہے اور مرفوعاً بھی یہ ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے علماء کی سیاہی شہداء کے خون سے وزن کی گئی تو یہ اس سے وزنی ہو گئی۔ سخاویؒ کہتے ہیں اسے ابن عبد البرؒ نے ابو الدرداءؓ سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ علماء کی سیاہی قیامت کے روز شہداء کے خون سے وزن کی جائے گی خطیب نے اپنی تاریخ میں ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے علماء کی سیاہی شہداء کے

ابنِ عُمَرَ رَفَعَهُ وُزِنَ حِبْرُ الْعُلَمَاءِ بِدَمِ الشُّهَدَاءِ فَرَجَحَ عَلَيْهِمْ وَرَدَ فِي سَنَدِهِ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اُتُّهِمَ بِالْوَضْعِ قُلْتُ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ لِاَنَّ نَفْعَ دَمِ الشَّهِيْدِ قَاصِرٌ وَ نَفْعَ قَلَمِ الْعَالِمِ مُتَعَدٍّ حَاضِرٌ۔

کے خون سے وزن کی گئی تو اسے ترجیح دی گئی۔ اور اس کی سند میں محمد بن جعفر ہے۔ جس پر وضع کی تہمت ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں۔ کیونکہ شہید کا خون نفع پہنچانے سے قاصر ہے۔ اور عالم کی سیاہی کا نفع متعدی اور ظاہر ہے۔

۴۲۵۔ حَدِيْثُ الْمَرْءُ يَسْعَدُهُ لَا بِاَبِيْهِ وَلَا بِجَدِّهِ هُوَ مَعْنَى حَدِيْثِ مَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ وَيُمْكِنُ اَنْ يُزَادَ وَيُقَالَ وَلَا بِجَدِّهِ وَلَا بِكَدِّهِ وَقَدْ ضُبِطَ حَدِيْثُ لَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَفِي رِوَايَةٍ بِكَسْرِهَا۔

آدمی اپنی نیک بختی پر ہوتا ہے نہ کہ باپ دادا کی۔ یہ معنی ہیں۔ اس حدیث کے جہاں عمل پہنچ سکتا ہے۔ وہاں نسب نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس میں یہ زیادتی بھی ممکن ہے۔ کہ یوں کہا جائے۔ کہ نہ کوشش سے۔ اور یہ حدیث ہے۔ کہ کوشش کرنے والے کی کوشش تجھے نفع نہیں پہنچا سکتی۔

۴۲۶۔ حَدِيْثُ الْمَرْءُ عَلَى دِيْنِ خَلِيْلِهِ فَلْيَنْظُرْ بِمَنْ يُخَالِلُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ وَغَيْرُهُمْ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِهِ مَرْفُوْعًا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ فَاَخْطَأَ

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو اسے چاہیئے کہ دیکھ لے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور دیگر محدثین نے اسے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے زرکشی کہتے ہیں ابن الجوزی نے

ابن الجوزي فأورده في الموضوعات
۴۲۷۔ حديث المرض ينزل
جملة واحدة والبرء ينزل قليلا
قليلا قال السخاوي رواه الحاكم
في تاريخه والخطيب في المتفق
والديلمي من طريق الحارث بن
عبد الله الصغاني بسنده عن
عائشة به مرفوعا وهو باطل
فالصغاني اتهم بالوضع وقد
قال الخطيب عقيب إيراده له
أنه أخطأ فيه خطأ فظيعا وأتى
أمرا شنيعا ولا يثبت عن النبي
عليه الصلوة والسلام بوجه
من الوجوه ولا عن أحد من
الصحابة وإنما هو قول عروة بن
الزبير وقال السيوطي رواه
الديلمي والحاكم في التاريخ من
طريق عبد الله بن الحارث عن
عائشة مرفوعا انتهى وكلامه

غلطی کھائی ہے کہ اسے موضوعات میں شمار کیا ہے
بیماری ایک دم نازل ہوتی ہے
اور شفا تھوڑے تھوڑے ہوتی ہے سخاوی
کہتے ہیں اسے حاکم نے اپنی تاریخ میں روایت
کیا ہے خطیب رح نے متفق میں اور
دیلمی رح نے حارث بن عبد اللہ الصغانی
کے واسطے سے حضرت عائشہ رض سے
مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن یہ باطل
ہے کیونکہ صغانی وضع کے ساتھ متہم ہے
خطیب رح نے اسے نقل کرنے کے بعد لکھا
ہے کہ اس میں دیلمی رح نے سخت خطا کی ہے
اور بہت بری بات بیان کی ہے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی
سے کسی طریقہ سے بھی ثابت نہیں۔ یہ عروہ رض
بن الزبیر کا قول ہے۔ سیوطی رح کہتے ہیں اسے
دیلمی رح اور حاکم رح نے تاریخ میں عبد اللہ
بن الحارث کے واسطے سے حضرت
عائشہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے
اور ان کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے

يُفِيدُ أَنَّهُ غَيْرُ مَوْضُوعٍ كَمَا لَا يَخْفَى

کہ یہ موضوع نہیں۔

۴۲۸۔ حَدِيثُ الْمَرِيضِ أَنِينُهُ تَسْبِيحٌ وَصِيَاحُهُ تَكْبِيرٌ وَنَفَسُهُ صَدَقَةٌ وَنَوْمُهُ عِبَادَةٌ وَنَقْلُهُ مِنْ جَنْبٍ إِلَى جَنْبٍ جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ إِنَّهُ لَيْسَ بِثَابِتٍ۔

مریض کا کراہنا تسبیح۔ اس کا چیخنا تکبیر۔ اس کا سانس صدقہ۔ اس کا سونا عبادت اور اس کا ایک طرف سے دوسری طرف کروٹ لینا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ عسقلانی فرماتے ہیں یہ ثابت نہیں۔

۴۲۹۔ حَدِيثُ مَسْحِ الرَّقَبَةِ أَمَانٌ مِنَ الْغُلِّ قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ أَنَّهُ مَوْضُوعٌ قُلْتُ وَلٰكِنْ رَوَاهُ أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ مَنْ مَسَحَ قَفَاهُ مَعَ رَأْسِهِ وُقِيَ عَنِ الْغُلِّ وَالْحَدِيثُ مَوْقُوفٌ إِلَّا أَنَّهُ فِي الْحُكْمِ مَرْفُوعٌ لِأَنَّ مِثْلَهُ لَا يُقَالُ بِالرَّأْيِ وَيُقَوِّيهِ مَا رُوِيَ مَرْفُوعًا مِنْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ لٰكِنْ بِسَنَدٍ

گردن کا مسح کرنا طوق سے امان ہے نووی شرح المہذب میں فرماتے ہیں یہ موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے ابو عبید القاسم نے موسیٰ بن طلحہ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص اپنی گدی کا سر کے ساتھ مسح کرے وہ طوق سے محفوظ رکھا جائے گا۔ یہ حدیث موقوف ہے۔ لیکن مرفوع کے حکم میں ہے۔ کیونکہ اس میں رائے اور قیاس کا دخل نہیں۔ اور اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے۔ جو مسند فردوس میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً سند ضعیف کے ساتھ مروی ہے۔ اور ضعیف پر

ضَعِيْفٌ وَالضَّعِيْفُ يُعْمَلُ بِهٖ فِيْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ اِتِّفَاقًا وَلِذَا قَالَ اَئِمَّتُنَا اَنَّ مَسْحَ الرَّقَبَةِ مُسْتَحَبٌّ اَوْسُنَّةٌ ۔

فضائل میں عمل کیا جا سکتا ہے اسی باعث ہمارے آئمہ کا قول کہ گردن کا مسح مستحب یا سنت ہے ۔

فائدہ جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے تو اختلاف اس بات میں ہے کہ گردن کا مسح کانوں کے بعد الٹے ہاتھوں سے کرنا یہ بدعت ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ثابت نہیں۔ رہی موسیٰ بن طلحہ کی حدیث اس کی تائید دوسری حدیث بھی کرتی ہے۔ جس میں آتا ہے کہ حضور جب سر کا مسح فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو گدی تک لے جاتے۔ پھر انہیں وہیں واپس لاتے جہاں سے مسح شروع فرمایا تھا۔ تو اس سے گدی کا مسح تو ثابت ہوا۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پورے سر کا مسح کیا جائے اور اسی کے ساتھ سیدھے ہاتھوں سے گدی کا مسح کیا جائے۔ تو یہ مسح تو سنت ہے۔ اور اگر کانوں کے مسح کے بعد الٹے ہاتھ سے گدی کا مسح کیا جائے۔ جیسا کہ فقہاء لکھتے ہیں تو وہ تو ان احادیث سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

۴۳۰ - حَدِيْثُ مَسْحِ الْعَيْنَيْنِ بِبَاطِنِ اَنْمُلَتَيِ السَّبَّابَتَيْنِ بَعْدَ تَقْبِيْلِهِمَا عِنْدَ سِمَاعِ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ مَعَ قَوْلِهٖ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللهِ رَبًّا وَ

دونوں شہادت کی انگلیوں کے پوروں سے انہیں چومنے کے بعد آنکھوں کا مسح کرنا جس وقت موذن اشہدان محمد رسول اللہ کہے۔ تو سننے والا اشہدان محمداً عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا کہے، اور یہ فعل کرے۔ اسے دیلمی رح نے فردوس میں

بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيًّا ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ حَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِيْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا يَصِحُّ وَاَوْرَدَهُ الشَّيْخُ اَحْمَدُ الرَّدَّادُ فِيْ كِتَابِهِ مُوْجِبَاتُ الرَّحْمَةِ بِسَنَدٍ فِيْهِ مَجَاهِيْلُ مَعَ اِنْقِطَاعِهِ عَنِ الْخِضْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكُلُّ مَا يُرْوٰى فِيْ هٰذَا فَلَا يَصِحُّ رَفْعُهُ اَلْبَتَّةَ قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُهُ عَلَى الصِّدِّيْقِ فَيَكْفِي الْعَمَلُ بِهِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ وَقِيْلَ لَا يُفْعَلُ وَلَا يُنْهٰى وَغَرَابَتُهُ لَا تَخْفٰى عَلٰى ذَوِي النُّهٰى ۔

ابوبکر رض صدیق سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو یہ کام کرے اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی سخاوی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں اور شیخ احمد الرداد نے اسے اپنی کتاب موجبات الرحمہ میں روایت کیا ہے۔ لیکن اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں۔ اور سند بھی منقطع ہے۔ اور وہ یہ روایت خضر علیہ السلام سے کرتے ہیں۔ اور اس مضمون میں جتنی بھی روایات مروی ہیں کوئی بھی صحیح نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق سے یہ قول ثابت ہو گیا۔ تو عمل کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ حضور کا ارشاد ہے میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑ لو۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ یہ فعل نہ کیا جائے اور نہ منع کیا جائے۔ اور اس کا غریب ہونا اہل عقل سے مخفی نہیں۔

فائدہ: نہ خود یہ فعل کیا جائے۔ بلکہ اس سے منع بھی کیا جائے۔ کیونکہ یہ بدعت سیئہ ہے۔ رہا ملا علی قاری کا یہ قول کہ یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق سے ثابت

ہے۔ تو خلاف تو ثبوت ہی ہے۔ اور امام سخاوی اسے غیر صحیح قرار دے رہے ہیں۔ تو اس پر عمل کیسے جائز ہوگا۔ ثانیاً جواب موذن کی جو روایات ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ سننے والا بھی وہی کلمہ کہے۔ جو موذن کہتا ہے اور جس روایت میں رضیت باللہ ربا الخ کے الفاظ ہیں۔ اس روایت میں یہ ہے۔ کہ یہ کلمہ ہر دو کلمۂ شہادت سننے کے بعد کہا جائے۔ تو یہ حدیث ان احادیث صحیحہ کے خلاف ہوگی۔ اور جب یہ روایت صحیح نہیں تو روایت صحیحہ کا ترک کیسے جائز ہوگا۔

۴۳۱۔ حَدِیْثُ الْمَصَائِبِ مَفَاتِیْحُ الْاَرْزَاقِ تَرْجَمَہُ السَّخَاوِیُّ وَلَمْ یَتَکَلَّمْ عَلَیْہِ قُلْتُ وَھُوَ یَحْتَمِلُ فِی الْمَعْنٰی اِحْتِمَالَیْنِ اَحَدُھُمَا اَنَّہٗ یُجِیْرُہٗ فِیْ مُصِیْبَتِہٖ وَیُعَوِّضُہٗ خَیْرًا مِنْہُ کَمَا یُشِیْرُ اِلَیْہِ حَدِیْثُ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِنْھَا وَثَانِیْھِمَا مَا اشْتَھَرَ مِنْ قَوْلِھِمْ مَصَائِبُ قَوْمٍ عِنْدَ قَوْمٍ فَوَائِدُ وَمِنَ اللَّطَائِفِ مَوْتُ الْحَمِیْرِ عُرْسُ الْکِلَابِ ۔

مصائب رزق کی چابیاں ہیں، سخاوی نے اس کی سرخی بنائی ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ دو معنی کو محتمل ہے ایک تو یہ کہ خدا مصیبت پر اجر دیتا ہے اور اس کے عوض بھلائی عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث اس کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کے بعد میرے لئے خیر عطا فرما۔ دوسرے یہ کہ لوگوں میں جو قول مشہور ہے ایک قوم کی مصیبتیں دوسری قوم کے نزدیک فائدے ہیں اور ایک لطیفہ ہے کہ گدھے کی موت کتوں کی شادی ہے۔

۴۳۲۔ حَدِیْثُ مُصَارَعَتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَبَا جَھْلٍ لَا اَصْلَ لَہٗ کَمَا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوجہل سے کشتی لڑنا اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ حلبی نے حاشیۂ اشفاء

ذكره الحليمي في حاشية المشكٰوة .

میں تحریر کیا ہے ۔

۴۳۲ ۔ حَدِيْثُ مِصْرُ أَطْيَبُ الْأَرْضِيْنَ تُرَابًا وَعَجَمُهَا أَكْرَمُ الْعَجَمِ أَنْسَابًا قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ يُذْكَرُ مَعْنَاهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَلَا أَعْرِفُهُ مَرْفُوْعًا انْتَهٰى وَلَعَلَّ الْمُرَادُ بِعَجَمِهَا الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى لِأَنَّهُمْ مِنْ نَسَبِ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

مصر تمام زمینوں میں مٹی کے لحاظ سے سب سے زیادہ پاک ہے ، اور اس کے عجم بلحاظ نسب عجمی لوگوں میں سب سے زیادہ شریف ہیں ، عسقلانی رحمہ فرماتے ہیں اس معنی میں ایک روایت عمرو رضی بن العاص سے بھی مروی ہے ، لیکن میں کسی کو مرفوع نہیں پاتا ۔ ہو سکتا ہے کہ عجم سے مراد یہود و نصاریٰ ہوں ۔ کیونکہ وہ نسباً یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم ؑ کی اولاد سے ہیں ۔

۴۳۳ ۔ حَدِيْثُ مِصْرُ كِنَانَةُ اللّٰهِ فِي أَرْضِهٖ مَا طَلَبَهَا عَدُوٌّ إِلَّا أَهْلَكَهُ اللّٰهُ وَكِنَانَةُ السَّهْمِ بِالْكَسْرِ جُعْبَةٌ مِنْ جِلْدٍ لَا خَشَبَ فِيْهِ أَوْ بِالْعَكْسِ عَلٰى مَا فِي الْقَامُوْسِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَرَ الْحَدِيْثَ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَوَرَدَ بِمَعْنَاهُ أَحَادِيْثُ لَا صَحِيْحَ مِنْهَا شَيْءٌ لٰكِنْ فِي صَحِيْحِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوْعًا إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ

مصر اللہ کی زمین میں اس کا ترکش ہے جس دشمن نے بھی اسے طلب کیا اللہ نے سے ہلاک کر دیا ۔ سخاوی رحمہ کہتے ہیں میں نے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو کہیں نہیں پایا اور اس معنی میں بہت سی حدیثیں موجود ہیں ۔ جس میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ، لیکن صحیح مسلم میں ابوذر رضی سے مرفوعاً مروی ہے عنقریب تم ایک زمین کو فتح کرو گے جس میں قیراط کا ذکر کیا جائے گا ۔ تم اس کے باشندوں

أرضًا يُذكر فيها القيراط فاستوصوا
بأهلها خيرًا فإن لهم ذمة ورحمًا
قال الزهري الرحم باعتبار
هاجر والذمة باعتبار إبراهيم
أي ابن النبي عليه الصلوة و
السلام وقال العسقلاني أراد
بالذمة العهد الذي دخلوا به
في الإسلام أيام عمر فإن مصر
فتحت صلحًا وفي هذا الحديث
من أعلام نبوته عليه السلام
فتح مصر وإعطاء أهلها العهد
وكذا قال الزركشي لا أصل له
لكن في الطبراني من حديث
كعب بن مالك إذا فتحت مصر
فاستوصوا بالقبط خيرًا فإن
لهم ذمة ورحمًا وأصله في مسلم و
قال السيوطي في كتاب الخطط
يقال إن في بعض كتب الإلهية
مصر خزائن الأرض كلها فمن

کو بھلائی کی وصیت کرو، کیونکہ ان کے لئے
ذمہ اور صلہ رحمی کا تعلق ہے، زہری فرماتے
ہیں رحم کا تعلق باعتبار فتح اور ذمہ داری کا
تعلق ابراہیم کا انکی اولاد سے ہونے کے باعث
امام عسقلانی فرماتے ہیں ذمہ سے وہ عہد مراد
ہے جس کے ذریعہ وہ حضرت عمرؓ کے زمانہ
میں اسلام میں داخل ہوئے۔ کیونکہ مصر صلحاً
مفتوح ہوا اور یہ اس حدیث میں مصر کے
مفتوح ہونے کے بارے میں حضور کی پیشینگوئی
ہے۔ اور اس کے باشندوں کے لئے عہد کی
اسی طرح زرکشی رحمہ کہتے ہیں، کہ پہلی روایت کی
کوئی اصل نہیں، لیکن طبرانی رحمہ میں کعبؓ بن
مالک سے یہ حدیث مروی ہے، کہ جب تم
مصر فتح کرو، تو قبطیوں کو بھلائی کی وصیت
کرو، کیونکہ ان کے لئے ذمہ ہے اور اس کی
اصل صحیح مسلم میں ہے، سیوطی رحمہ کتاب الخطط
میں فرماتے ہیں بعض کتاب الٰہیہ میں مصر
تمام زمین کا خزانہ ہے جو شخص اس کے
ساتھ برائی کا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسے

فمن أرادها بسوء قصمه الله وعن كعب الأحبار مصر بلد معافاة من الفتن من أرادها بسوء كبه الله على وجهه وعن أبي موسى الأشعري أهل مصر الجند الضعيف ما كادهم أحد إلا كفاه الله مؤنتهم قال تبيع بن عامر الكلاعي فأخبرت بذلك معاذ بن جبل فأخبرني أن بذلك أخبره رسول الله عليه الصلوة والسلام وقد ورد لفظ الكنانة في الشام أخرجه ابن عساكر عن عون بن عبد الله بن عتبة قال قرأت فيما أنزل الله على بعض الأنبياء أن الله يقول الشام كنانتي فإذا غضبت على قوم رميتهم منها بسهم.

ٹکڑے ٹکڑے فرما دیتا ہے کعب احبار سے روایت ہے مصر ایسا شہر ہے جو فتنوں سے مامون ہے جو اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسے الٹے منہ گراتا ہے ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے اہل مصر کمزور لشکر کے قریب ہے کہ کوئی ان کا ارادہ کرے مگر اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا تبیع بن عامر الکلاعی کہتے ہیں کہ میں نے اس بات کی خبر معاذ بن جبل سے بیان کی انہوں نے فرمایا یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے۔ اور کنانہ کا لفظ شام کے بارے میں بھی وارد ہوا ہے۔ ابن عساکر رح نے عون بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے ان کتابوں میں جو اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء پر نازل فرمائی ہیں، یہ پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شام میرا تیر ہے رجب میں کسی پر غضب ناک ہوتا ہوں۔ تو اس تیر کے ذریعہ انہیں مارتا ہوں۔

۴۳۸ حديث المضمضة والاستنشاق ثلاثا فريضة للجنب

جنبی کے لئے تین بار کلی کرنا۔ اور ناک میں پانی دینا فرض ہے، لیکن یہ روایت لفظ

موضوع مبناه وإن كان صحيحًا عندنا معناه.

موضوع ہے۔ اگرچہ اس کے معنی ہمارے نزدیک صحیح ہیں۔

۴۳۶ - حديث المعاصي تزيل النعم. قال السخاوي لم أقف عليه يعني مرفوعًا وإلا فهو كلام كثير من السلف وقال الشاعر شعر

إذا كنت في نعمة فارعها فإن المعاصي تزيل النعم

ذكره ابن الربيع ويؤيده في المعنى قوله تعالى إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم وقوله تعالى فكفرت بأنعم الله فأذاقها الله لباس الجوع الآية.

گناہ نعمتوں کو زائل کردیتے ہیں سخاوی کہتے ہیں میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں ورنہ یہ اکثر اسلاف کا کلام ہے شاعر کہتا ہے ۔ جب تو کسی نعمت میں ہو تو اس سے ڈرتا رہ، کیونکہ گناہ نعمتوں کو زائل کردیتے ہیں۔ ابن الربیع نے اس کا ذکر کیا ہے، اور اس معنی کی اللہ تعالیٰ کا قول بھی تائید کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو تبدیل نہیں فرماتا، جب تک وہ اپنے آپ کو تبدیل نہ کرلیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، انہوں نے اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھوک کا لباس پہنا دیا، الآیۃ۔

۴۳۷ - حديث المعدة بيت الداء والحمية رأس الدواء وهو من كلام الحارث بن كلدة طبيب العرب ولا يصح رفعه إلى النبي عليه السلام وفي الإحياء مرفوعًا البطنة أصل الداء والحمية أصل الدواء

معدہ بیماری کا گھر ہے۔ اور پرہیز اصل علاج ہے۔ یہ حارث بن کلدہ طبیب عرب کا کلام ہے۔ اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرنا صحیح نہیں۔ احیاء العلوم میں مرفوعاً مروی ہے۔ پیٹ کی بیماری، بیماری کی جڑ ہے۔ اور پرہیز

وَعَوِّدُوْا كُلَّ جِسْمٍ بِمَا اعْتَادَ قَالَ
الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْ لَهُ أَصْلًا وَكَذَا
حَدِيْثُ الْمَعِدَةِ حَوْضُ الْبَدَنِ
وَالْعُرُوْقُ إِلَيْهَا وَارِدَةٌ اَلْحَدِيْثُ
قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ لَا يُعْرَفُ هٰذَا
مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّمَا
هُوَ مِنْ كَلَامِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيْدِ
بْنِ الْجَعْدِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ فِي الْحَدِيْثِ
الْأَوَّلِ لَا أَصْلَ لَهُ وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ
كَلَامِ بَعْضِ الْأَطِبَّاءِ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ
أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا فِي كِتَابِ
الصَّمْتِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ
أَجْمَعَتِ الْأَطِبَّاءُ عَلَى أَنَّ رَأْسَ
الطِّبِّ الْحِمْيَةُ قُلْتُ وَاجْتَمَعَتِ
الْحُكَمَاءُ عَلَى أَنَّ رَأْسَ الْحِكْمَةِ
الصَّمْتُ وَأَخْرَجَ الْخَلَّالُ مِنْ حَدِيْثِ
عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا اَلْأَزْمُ دَوَاءٌ وَ
الْمَعِدَةُ بَيْتُ الدَّاءِ وَعَوِّدُوْا
بَدَنًا مَا اعْتَادَ انْتَهَى وَالْأَزْمُ بِفَتْحِ

اس کا علاج ہے، اور ہر بدن کو اتنا
تیار کرو، جتنا تیار کر سکو، عراقی رح کہتے ہیں
میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی اسی
طرح یہ حدیث کہ معدہ بدن کا حوض ہے
اور رگیں اس میں آکر ملتی ہیں، امام دارقطنی رح
فرماتے ہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام
سے نہیں پہچانا جاتا، بلکہ یہ عبد الملک بن
سعید بن الجعد کا کلام ہے۔ زرکشی رح پہلی
حدیث کے بارے میں کہتے ہیں، اس کی کوئی
اصل نہیں، یہ بعض اطبا کا کلام ہے، امام
سیوطی رح فرماتے ہیں، ابن ابی الدنیا نے کتاب
الصمت میں وہب رح بن منبہ سے روایت
کیا ہے، کہ اطبا اسی امر پر متفق ہیں، کہ
اصل طب بچار ہے، ملا علی قاری رح
فرماتے ہیں، حکمار کا اتفاق ہے، کہ حکمت
کی جڑ خاموشی ہے۔ خلال رح نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے بچار اترنا
دوا ہے۔ اور معدہ بیماری کا گھر ہے، اپنے
بدنوں کو وہاں تک تیار کرو، جہاں تک

فَتَكُوْنَ الْحَمِيَّةُ ۔

تیار ہو سکیں۔

۴۲۸۔ حَدِيْثُ مُعَلِّمِ الصِّبْيَانِ اِذَا لَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمْ كُتِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الظَّلَمَةِ مِنْ قَوْلِ مَكْحُوْلٍ وَهُوَ سَيِّدُ التَّابِعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ ۔

بچوں کے استاد اگر بچوں میں انصاف نہ کریں تو وہ قیامت کے روز ظالموں کے ساتھ لکھے جائیں گے۔ یہ مکحول رحمہ کا قول ہے۔ جو شام میں تابعین کے سردار ہیں۔

۴۲۹۔ حَدِيْثُ الْمُغْتَابِ وَالْمُسْتَمِعِ شَرِيْكَانِ فِي الْاِثْمِ ذَكَرَهُ فِي الْاِحْيَاءِ وَلَمْ يُخَرِّجْهُ الْعِرَاقِيُّ فَلَا يُعْرَفُ لَهُ اَصْلٌ فِيْ مَبْنَاهُ اِلَّا اَنَّهُ صَحِيْحٌ فِيْ مَعْنَاهُ اِذَا كَانَ الْمُسْتَمِعُ سَمِعَ بِسَمْعِ الرِّضَاءِ فَفِي الطَّبْرَانِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا نَهٰى عَنِ الْغِيْبَةِ وَعَنِ الْاِسْتِمَاعِ فِي الْغِيْبَةِ وَفِي التَّنْزِيْلِ وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا الْاٰيَةَ وَقَدْ وَرَدَ مَنِ اغْتِيْبَ عِنْدَهُ اَخُوْهُ الْمُسْلِمُ فَلَمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ يَسْتَطِيْعُ نَصْرَهُ اَذَلَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا

غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ اس کا غزالی رحمہ نے احیاء میں ذکر کیا ہے۔ عراقی نے اسے بیان نہیں کیا اور اس کی کوئی اصل نہیں پہچانی جاتی لیکن اس کے معنی صحیح ہیں کیونکہ جب سننے والا رضامندی سے سنے تو طبرانی میں ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ غیبت اور غیبت کے سننے سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن میں ہے ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ اور یہ روایت موجود ہے جس کے پاس اس کے مسلم بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد نہ کرے۔ حالانکہ مدد کی طاقت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرے گا۔ اسے ابن ابی الدنیا نے اس

في ذم الغيبة عن أنس ۔

سے روایت کیا ہے ۔

۴۴۰ - حديث المقل ترجمه السخاوي ولم يتكلم عليه وقال ابن الربيع ولم أعرف معناه قلت وقد ذكر في القاموس له معان منها البطء والغمس والغوص في الماء وغيرها قال والمناسب هنا أنه بالضم الكندر الذي يتدخن به اليهود والظاهر أن المناسب في هذا المقام هو مقل الذباب في الطعام وهو غمسه وقد تقدم عن المغرب أن حديث إذا وقع الذباب في إناء أحدكم فامقلوه صحيح مرفوع وأما فامقلوه ثم انقلوه فمصنوع وموضوع ۔

ڈبونے کی حدیث، سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ ابن الربیع کہتے ہیں، میں اس کے معنی نہیں سمجھا تھا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں قاموس میں اس کے کئی معنی بیان کئے گئے ہیں، ڈبونا اور پانی میں غوطہ لگانا۔ صاحب قاموس فرماتے ہیں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مراد وہ انگیٹھی لے جائے جس میں یہود بخور جلاتے ہیں۔ لیکن ظاہر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام میں مراد مکھی کا کھانے وغیرہ میں ڈبونا مراد لیا جائے۔ اور یہ حدیث گذر چکی ہے جب مکھی برتن میں گر جائے۔ تو اسے اچھی طرح ڈبو دو۔ یہ حدیث صحیح مرفوع ہے۔ اور ثم انقلوه والی روایت موضوع ہے۔

۴۴۱ - حديث المقام بمكة سعادة والخروج منها شقاوة لا أصل له في المرفوع وإنما ذكره الحسن البصري في رسالته ۔

مکہ میں ٹھہرنا سعادت اور مکہ سے نکلنا بدبختی ہے۔ اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں۔ اسے حسن بصری نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے۔

۴۴۲ حدیث مَلْعُوْنٌ مَنْ زَادَ وَلَمْ یَشْتَرِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْلَمُہٗ فِی الْمَرْفُوْعِ قُلْتُ لٰکِنْ ثَبَتَ النَّهْیُ عَنِ النَّجْشِ وَهُوَ اَنْ یَزِیْدَ فِیْ سَوْمِ شَیْءٍ وَلَمْ یُرِدْ شِرَاءَہٗ ۔

وہ شخص لعنتی ہے جس نے بولی میں زیادتی کی اور مال نہ خرید اسخاوی کہتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں جانتا ملا علی قاری فرماتے ہیں آنحضرت صلعم سے نجش کی ممانعت ثابت ہے اور نجش اسی کو کہا جاتا ہے کہ قیمت میں زیادتی کردی جائے اور خریدنے کا ارادہ نہ ہو۔

۴۴۳ حدیث مَنِ ابْتُلِیَ بِبَلِیَّتَیْنِ فَلْیَخْتَرْ اَسْهَلَهُمَا هُوَ مَعْنٰی قَوْلِ عَائِشَةَ مَا خُیِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَیْنَ اَمْرَیْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَیْسَرَهُمَا مَا لَمْ یَکُنْ اِثْمًا ۔

جو دو مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے وہ نرم کو اختیار کرے یہ حضرت عائشہ کے قول کے معنی ہیں کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں اختیار دیا گیا آپ نے نرم کو اختیار کیا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔

۴۴۴ حدیث مَنْ اَتَتْ عَلَیْهِ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً وَلَمْ یَغْلِبْ خَیْرُہٗ شَرَّہٗ فَلْیَتَجَهَّزْ اِلَی النَّارِ اَخْرَجَهُ الْاَزْدِیُّ بِسَنَدِہٖ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ بِهٖ مَرْفُوْعًا اَشَارَ اِلَیْهِ الْخَطِیْبُ حَیْثُ قَالَ عَجَبٌ مِنَ الْمُؤَلِّفِ تَقْرِیْرُہٗ وَعَلَامَةُ الْوَضْعِ لَائِحَةٌ عَلَیْهِ قُلْتُ اِنْ کَانَ الْعَلَامَةُ عَلٰی اِسْنَادِہٖ فَمُسَلَّمٌ وَاِلَّا فَلَیْسَ فِیْ مَعْنَاہُ

جس کی عمر چالیس سال کی ہو جائے اور اسکی بھلائی اسکی شرارت پر غالب نہ آئے تو اسے دوزخ کی تیاری کر لینی چاہیے اسے ازدی نے اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور خطیب نے ان الفاظ کے ساتھ اس کی جانب اشارہ کیا ہے مؤلف سے بہت تعجب ہے کہ انہوں نے اس حدیث کا اقرار کیا ہے اور وضع کی علامت اس پر ظاہر ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں جہاں تک سند سے اس کے موضوع ہونے کا تعلق ہے تو مسلم ہے لیکن معنوی لحاظ سے اس کے

مَا يَدُلُّ عَلَى بُطْلَانِ مَبْنَاهُ وَفِي
بَعْضِ الْأَلْفَاظِ لَعَلَّهُ فَالْمَوْتُ خَيْرٌ
لَهُ وَيُؤَيِّدُهُ حَدِيثُ مَنْ لَمْ يَرْعَوِ
عِنْدَ الشَّيْبِ وَيَسْتَحِي مِنَ الْعَيْبِ
وَلَمْ يَخْشَ اللهَ فِي الْغَيْبِ فَلَيْسَ
لِلّٰهِ فِيهِ حَاجَةٌ ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ بِلَا
سَنَدٍ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعًا وَأَمَّا الْحَسَنُ
قَوْلُ أَبِي يَزِيدَ لَمَّا رَأَى وَجْهَهُ فِي
الْمِرْآةِ ظَهَرَ الشَّيْبُ وَلَمْ يَذْهَبِ
الْعَيْبُ وَمَا أَدْرِي مَا فِي الْغَيْبِ ٭

بطلان کی کوئی وجہ ثابت نہیں ہوئی۔ اور بعض عام
لفظوں میں یہ ہے مگر اس کے لئے موت بہتر ہے
اور ایک حدیث اس کی تائید کرتی ہے جو بڑھاپے
کے وقت نڈر اور عیب سے نہ ڈرا یا اور غیب میں اللہ
سے نہ ڈرا تو اللہ کے لئے اس میں کوئی حاجت نہیں ہے
دیلمی نے بلا سند جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے (بالفاظ
دیگر جو موضوع ہیں) اور ابو یزید نے جب انہوں نے
اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا تو کتنی عمدہ بات فرمائی بڑھاپا
آگیا اور عیب نہیں گیا۔ اور میں نہیں جانتا کہ غیب
میں کیا ہے

۴۴۵۔ حَدِيثُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُؤْتِيَهُ
اللهُ عِلْمًا بِغَيْرِ تَعَلُّمٍ وَهُدًى بِغَيْرِ
هِدَايَةٍ فَلْيَزْهَدْ فِي الدُّنْيَا لَمْ
يُوجَدْ لَهُ أَصْلٌ كَمَا فِي الْمُخْتَصَرِ وَ
مَعْنَاهُ صَحِيحٌ مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ
وَرَّثَهُ اللهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ وَ
اللهُ أَعْلَمُ ٭

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بغیر
سیکھے علم اور بغیر راہ دکھائے ہدایت عطا ہو جائے
تو وہ دنیا میں زہد اختیار کرے۔ اس کی کوئی اصل
نہیں جیسا کہ مختصر میں ہے اور معنی اس کے صحیح ہیں
اور اس حدیث سے ماخوذ ہیں کہ جس نے اپنے
علم کے مطابق عمل کیا تو اللہ تعالےٰ اس
کو اس علم کا وارث بناتا ہے جو وہ نہیں
جانتا ہے ٭

۴۴۶۔ حَدِيثُ مَنْ أَحَبَّ

جو شخص اپنے دو محبوب یا شریف چیز طا

جَيِّبِ تَيَمَّمِ اَوكَرَمِ مُنْتَبِرٍ كَفِيٍّ عَطَائِهِ
مَنْ كَرُمَ حَبِيبَ تَيَمَّمٍ فَلَا يَكْتُبَنَّ
بَعْدَ الْعَصْرِ لَا اَصْلَ لَهُ فِي الْمَرْفُوعِ
لَكِنْ سَخَاوِيُّ يُمْكِنُ الْمَعْنَى بَعْدَ
خُرُوجِ الْعَصْرِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَكُوْنَ
سِرَاجٌ عِنْدَهُ وَقَدْ اَوْصَى الْاِمَامُ
اَحْمَدُ بَعْضَ اَصْحَابِهِ اَنْ لَا يَنْظُرَ
بَعْدَ الْعَصْرِ اِلَى كِتَابٍ اَخْرَجَهُ
الْخَطِيْبُ قُلْتُ هُوَ مِنْ كَلَامِ الطَّبِيْبِ
كَمَا قَالَ الشَّافِعِيُّ الْوَرَّاقُ اِنَّمَا
يَاْكُلُ مِنْ دِيَةِ عَيْنَيْهِ اِنْتَهٰى وَفِي
مَعْنَاهُ الْخَيَّاطُ وَاَرْبَابُ الصَّنَائِعِ
حَدِيْثُ مَنْ اَحَبَّكَ
لِشَيْءٍ مَلَّكَ عِنْدَ انْقِضَائِهِ لَيْسَ
بِحَدِيْثٍ وَاِنَّمَا وُجِدَ مَعْنَاهُ مَنْقُوْشًا
عَلٰى خَاتَمِ بَعْضِ الْحُكَمَاءِ وَقَدْ
يُقْتَبَسُ اَيْضًا مِنْ كَلَامِ الْعُلَمَاءِ
حَيْثُ قَالُوْا يَجِبُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ
وَتُحِبَّ لِذَاتِهِ لَا لِجَنَّتِهِ وَنَارِهِ

کو چاہتا ہے، تو وہ عصر کے بعد نہ لکھے، اس
کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں، سخاوی کہتے ہیں ہو
سکتا ہے، کہ ان کے نزدیک عصر کے بعد
بغیر چراغ کے لکھنا ہو۔ امام احمد رح نے اپنے
بعض اصحاب کو وصیت کی تھی، کہ عصر کے
بعد کتاب کی جانب نظر نہ کریں، جیسا کہ
خطیب نے اسے روایت کیا ہے، ملا علی رح
قاری فرماتے ہیں، یہ طبیب کا کلام ہے
جیسا کہ شافعی الوراق کا قول ہے، کہ وہ
اپنی آنکھوں کی دیت کھاتا ہے، اور اس
معنی میں درزی اور ارباب صنائع
داخل ہیں۔

جو تجھ سے کسی شے کے لئے محبت کرے
اس کے پورا کرنے کا وہ مالک ہو جاتا ہے۔ یہ
حدیث نہیں ہے، ہاں اس کے معنی بعض حکماء
کی انگوٹھیوں پر منقوش تھے اور یہ بھی بعض حکماء کے
قول سے استنباط کیا جاتا ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ
اللہ کی عبادت اس کی ذات سے محبت کی بنا پر
کی جائے نہ کہ جنت و دوزخ کے لئے، حتی کہ امام

حتى قال الفخر الرازي من تصور أنه لو لم يخلق جنة ولا نارا لم يكن يعبد الله فهو كافر بالله ولعل وجه ذلك الإطلاق قوله تعالى وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون وقوله سبحانه وإياي فاعبدون وهذا لا ينافي قوله عز وعلا يدعون ربهم خوفا وطمعا سواء تقول المعنى خوفا من غضبه وطمعا في رحمته أو خوفا من ناره وطمعا في جنته فإن الثاني من باب الترهيب والترغيب في عبادته كما يرغب العبد في خدمة سيده ويرهب وكذا الولد في حق والده ۔

فخر الدین رازی فرماتے ہیں جو شخص یہ خیال کرے کہ اگر جنت و دوزخ پیدا نہ کی جاتی تو وہ اللہ کی عبادت نہ کرتا تو وہ اللہ کے ساتھ کفر کر رہا ہے اور شاید اس اطلاق کی وجہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے میں نے انسان اور جنات کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خاص میری عبادت کرو اور یہ اس قول خداوندی کے منافی نہیں کہ وہ اپنے خدا کو خوف و طمع سے پکارتے ہیں یعنی خوف تو اس کے غضب کا اور طمع اس کی رحمت کی یا خوف تو جہنم کا اور امید جنت کی ۔ دوسری شئے عبادت میں ترہیب و ترغیب سے تعلق رکھتی ہے ۔ جیسا کہ بندے کو مالک کی خدمت کی ترغیب دی جاتی ہے اور نافرمانی سے ڈرایا جاتا ہے ۔ ایسے ہی لڑکے کو والد کے حق میں ۔

٤٨٤ - حديث من أذل عالما بغير حق أذله الله يوم القيامة على رؤوس الخلائق من نسخة سمعان بن المهدي المكذوبة

جو کسی عالم کو بغیر حق کے ذلیل کرے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز تمام مخلوق کے سامنے ذلیل کرے گا ۔ یہ سمعان بن المہدی المکذوب کے نسخہ سے منقول ہے ۔ جیسا کہ ذیل

كَذَا فِي الذَّيْلِ ۔

میں ہے ۔

۴۴۹۔ حَدِيثُ مَنْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ظَهَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ وَقَدْ أَخْطَأَ فَرَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ بِهِ مَرْفُوعًا وَسَنَدُهُ ضَعِيفٌ وَهُوَ عِنْدَ أَحْمَدَ عَنْ مَكْحُولٍ مَرْفُوعًا بِلَفْظِ تَفَجَّرَتْ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَيُرْوَى بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ وَصَلَهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ طَرِيقِ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قُلْتُ وَالْحَدِيثُ الْمُرْسَلُ أَيْضًا حُجَّةٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ

جس نے اللہ کے لئے چالیس روز تک خلوص اختیار کیا تو خدا کی جانب سے اس کی زبان پر حکمت کی باتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ لیکن انہوں نے غلطی کی۔ کیونکہ ابو نعیم نے حلیہ میں ابو ایوب رضہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ امام احمد رح نے مکحول رح سے مرفوعاً لفظ تفجرت (پھوٹنے لگتی ہیں) کے ساتھ روایت کیا ہے (یہ مرسل ہے) زرکشی رح کہتے ہیں یہ ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ سیوطی کہتے ہیں۔ اسے ابو نعیم نے حلیہ میں مکحول رح کے ذریعہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے۔

۴۵۰۔ حَدِيثُ مَنْ أَسْمَكَ فَلْيَسْتَمْ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ إِنَّهُ بَاطِلٌ ۔

جو بلندی اختیار کرے۔ اس سے تجاوز کرنا چاہیئے۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں یہ باطل ہے۔

۴۵۱ حدیث مَنْ اَسْلَمَ عَلٰی یَدَیْہِ رَجُلٌ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ قَالَ الصَّغَانِیُّ مَوْضُوْعٌ ۔

جس کے ہاتھ پر ایک آدمی اسلام لے آئے اس کے لئے جنت واجب ہو گئی صغانی فرماتے ہیں یہ موضوع ہے ۔

۴۵۲ حدیث مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَہُوَ مَغْبُوْنٌ وَمَنْ کَانَ یَوْمُہٗ شَرًّا مِنْ اَمْسِہٖ فَہُوَ مَلْعُوْنٌ اِلَّا فِیْ مَنَامٍ لِعَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ رَوَّادٍ قَالَ اَوْصَانِیْ بِہٖ فِی الرُّؤْیَا بِزِیَادَۃٍ فِیْ اٰخِرِہٖ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ وَلَعَنَ الزِّیَادَۃَ وَ مَنْ لَمْ یَکُنْ فِیْ زِیَادَۃٍ فَہُوَ فِیْ نُقْصَانٍ وَلِلّٰہِ دَرُّ الْبُسْتِیِّ شعر

زِیَادَۃُ الْمَرْءِ فِیْ دُنْیَاہُ نُقْصَانٌ
وَرِبْحُہٗ غَیْرُ مَحْضِ الْخَیْرِ خُسْرَانٌ

وَقَدْ قَالَ تَعَالٰی وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۔

جس کا ایک روز برابر ہوا، وہ غبن کیا گیا اور جس کا ایک روز شرارتوں میں گزرا، وہ ملعون ہے، یہ نہیں پہچانی جاتی سوائے عبد العزیز بن رواد کے خواب کے وہ کہتے ہیں مجھے خواب میں یہ وصیت کی گئی ہے اور اس کے آخیر میں کچھ زیادتی بھی ہے، اسے بیہقی رحمہ نے روایت کیا ہے اور لعنت زیادتی میں نہیں نقصان میں ہے، شاعر کا قول ہے ؎

آدمی کی دنیا میں زیادتی نقصان ہے اور اس کی کمائی میں سوائے ٹوٹے کے کوئی نفع نہیں ہے اور

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انسان ٹوٹے میں ہے۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کئے نیک اور وصیت کرتے ہیں ساتھ حق کے اور وصیت کرتے ہیں ساتھ صبر کے ۔

۴۵۳ حدیث مَنْ اَعَانَ ظَالِمًا سَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْہِ رَوَاہُ ابْنُ عَسَاکِرَ

جو ظالم کی اعانت کرے اس پر اللہ تعالیٰ ظالم کو مسلط فرما دیتا ہے، اسے ابن عساکر نے

فی تاریخه من حدیث ابن مسعود
به مرفوعا وفی سنده متهم
بالوضع وهو ابو زکریا العدوی
نعم فقد ذکره السخاوی قلت وقد
یؤیده ثبوتا انه اخرجه الدیلمی
من حدیث ابن مسعود الا انه لم
یسنده وقال السیوطی اخرجه
ابن عساکر فی تاریخه من طریق
الحسن بن علی بن زکریا عن سعید
بن عبد الجبار الکرابیسی عن حماد
بن سلمة عن عاصم عن زر عن
ابن مسعود مرفوعا من اعان
ظالما سلطه الله علیه انتهی
ولیس فی هذا الاسناد غبار
کما لا یخفی۔

اپنی تاریخ میں ابن مسعودؓ سے مرفوعاً
روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ابو
زکریا العدوی وضع کے ساتھ متہم ہے اس کا
سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے
ہیں۔ اس کی تائید میں وہ ثبوت ہے جو دیلمی
نے ابن مسعودؓ سے بغیر سند کے روایت کیا
ہے۔ (جب سند نہیں تو ثبوت کیسا عذر گناہ
بدتر از گناہ) سیوطیؒ کہتے ہیں۔ ابن عساکر نے اپنی
تاریخ میں اس سند سے مرفوعاً روایت کیا ہے
حسن بن علی بن زکریا سعید بن عبدالجبار الکرابیسی
حماد بن سلمہ عاصم بن بہدلہ۔ زر بن حبیش۔ ابن
مسعودؓ سیوطیؒ کہتے ہیں۔ اس سند پر کوئی
غبار نہیں۔ بشرطیکہ یہ حسن بن علی
بن زکریا ابو زکریا العدوی
نہ ہو۔

۴۵۴ حدیث من اعان تارك
الصلوة بلقمة فکانما قتل
الانبیاء کلهم موضوع انتهی علی
ما فی اللآلی۔

جس نے تارک الصلوۃ کی ایک
لقمہ سے بھی مدد کی۔ گویا اس نے تمام
انبیاء کو قتل کر دیا۔ یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ
لآلی میں ہے۔

۴۵۵ - حَدِيثُ مَنِ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ حَلَالًا أَعْطَاهُ اللهُ مِائَةَ قَصْرٍ مِنْ دُرَّةٍ بَيْضَاءَ وَكَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ ثَوَابَ أَلْفِ شَهِيدٍ بَاطِلٌ وَضَعَهُ دِينَارٌ۔

جو حلال طور پر غسل جنابت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے سفید موتیوں کے سو محل عطا فرماتا ہے اور ہر قطرہ کے بدلے سو شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ یہ باطل ہے اسے دینار نے وضع کیا ہے۔

۴۵۶ - حَدِيثُ مَنْ أَفْرَدَ الْإِقَامَةَ فَلَيْسَ مِنَّا مَوْضُوعٌ كَذَا فِي اللَّآلِي وَكَذَا حَدِيثُ جَابِرٍ فِي ثَوَابِ الْمُؤَذِّنِ بِطُولِهِ مَوْضُوعٌ۔

جس نے اقامت مفرد طور پر کہی وہ ہم میں سے نہیں ہے یہ موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں ہے اسی طرح جابر کی وہ حدیث جو موذن کے ثواب کے بارے میں ایک لمبی حدیث ہے وہ بھی موضوع ہے۔

۴۵۷ - حَدِيثُ مَنْ أَكْرَمَ غَرِيبًا فِي غُرْبَتِهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا بِلَا سَنَدٍ وَيُقَوِّيهِ حَدِيثُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ۔

جو مسافر کی اس کے سفر میں مدد کرے اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ دیلمی نے اسے بلا سند ابن عباسؓ سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ لیکن اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے۔ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اسے مہمان کی عزت کرنی چاہیئے۔

۴۵۸ - حَدِيثُ مَنِ احْتَكَرَ الطَّعَامَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللهِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ فِي

جو چالیس روز تک کھانے کی چیز چھپا کر رکھے (قیمت بڑھانے کے لئے مال چھپا کر رکھنا) تو وہ اللہ سے بری ہے اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں ۲۲ ہمت کہا ہے لیکن عراقی کہتے ہیں ان کے اس قول پر اعتراض

الْحَكَمِ بِوَضْعِهِ نَظَرٌ وَقَدْ صَحَّحَهُ الْحَاكِمُ قُلْتُ وَقَدْ ذَكَرَهُ الْجَلَالُ السُّيُوطِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ بِلَفْظِ مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا عَلَى أُمَّتِيْ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَتَصَدَّقَ بِهِ لَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ مُعَاذٍ رض۔

ہے۔ کیونکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں سیوطی رح نے جامع الصغیر میں اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص میری امت پر چالیس روز تک کھانا روکے رکھے۔ اب اگر اس سے صدقہ بھی کرے گا تو وہ قبول نہ کیا جائے گا۔ ابن عساکر نے اسے معاذ رض سے روایت کیا ہے۔

۴۵۹۔ حَدِيْثُ مَنْ أَكَلَ طَعَامَ أَخِيْهِ بِسُرُوْرِهِ لَمْ يَضُرَّهُ هُوَ مِنْ كَلَامِ أَبِيْ سُلَيْمَانَ الدَّارَانِيِّ۔

جو شخص اپنے بھائی کا کھانا اس کی خوشی سے کھائے تو وہ اسے ضرر نہ پہنچائے گا۔ یہ ابو سلیمان دارانی کا قول ہے۔

۴۶۰۔ حَدِيْثُ مَنْ أَكَلَ فُوْلَةً بِقِشْرِهَا أَخْرَجَ اللهُ مِنْهُ مِنَ الدَّاءِ مِثْلَهَا أَوْرَدَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الضُّعَفَاءِ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رض بِهِ مَرْفُوْعًا وَذَكَرَهُ ابْنُ الْقَيِّمِ فِيْ مَوْضُوْعَاتِهِ وَأَوْرَدَهُ الذَّهَبِيُّ فِي الْمِيْزَانِ وَهُوَ بَاطِلٌ وَذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ نُقِلَ عَنِ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ قَالَ الْفُوْلُ يَزِيْدُ فِي الدِّمَاغِ وَالدِّمَاغُ يَزِيْدُ

جو لوبیا چھلکے سمیت کھائے اللہ تعالیٰ اس سے اتنی ہی بیماری دور کرتا ہے۔ اسے ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں حضرت عائشہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابن القیم رح نے اسے اپنی موضوعات میں شمار کیا ہے۔ امام ذہبی رح نے اسے میزان میں نقل کرکے لکھا ہے، کہ یہ باطل ہے۔ اور امام ذہبی رح فرماتے ہیں امام شافعی رح سے منقول ہے کہ لوبیا دماغ میں زیادتی کرتا ہے اور دماغ عقل میں

فِي الْعَقْلِ .

زیادتی کرتا ہے ۔

۴۶۱۔ حَدِيْثُ مَنْ اَكَلَ مَعَ مَغْفُوْرٍ غُفِرَ لَهٗ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ هُوَ كِذْبٌ مَوْضُوْعٌ لَا اَصْلَ لَهٗ لَا صَحِيْحٌ وَلَا حَسَنٌ وَلَا ضَعِيْفٌ وَكَذَا قَالَ غَيْرُهٗ لَيْسَ لَهٗ اِسْنَادٌ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَلَيْسَ مَعْنَاهُ صَحِيْحًا عَلَى الْاِطْلَاقِ فَقَدْ يَاْكُلُ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُوْنَ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَا يَخْفٰى اَنَّ الْكُفَّارَ لَيْسُوْا مِنْ اَهْلِ الْمَغْفِرَةِ وَلَا يَبْعُدُ اَنَّهٗ اِذَا اَكَلَ مُؤْمِنٌ مَعَ صَالِحٍ بِنِيَّةِ الْبَرَكَةِ وَالْمَحَبَّةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى اَنْ يَّنَالَهُ الْمَغْفِرَةُ وَالرَّحْمَةُ .

جو شخص مغفرت شدہ کے ساتھ کھانا کھائے اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے امام عسقلانی فرماتے ہیں یہ جھوٹ ہے موضوع ہے اس کی کوئی اصل نہیں، نہ یہ صحیح ہے نہ حسن اور نہ ضعیف، اور دیگر لوگوں کا قول ہے کہ اہل علم کے نزدیک اس کی کوئی سند نہیں اور نہ اس کے معنی مطلقاً صحیح ہیں اس لئے کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار اور منافقین بھی کھاتے ہیں، اس کا سخاوی نے ذکر کیا ہے اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ کفار اہل مغفرت سے نہیں ہیں ہاں یہ بات کچھ بعید نہیں کہ اگر کوئی کسی نیک آدمی کے ساتھ برکت اور محبت خداوندی کی بنا پر کھانا کھائے تو اس کی بھی مغفرت ہو جائے یا اس پر بھی رحمت ہو جائے ۔

۴۶۲۔ حَدِيْثُ مَنِ اسْتُرْضِيَ فَلَمْ يَرْضَ فَهُوَ شَيْطَانٌ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَاِنَّمَا يُرْوٰى عَنِ الشَّافِعِيِّ بِزِيَادَةٍ وَمَنِ اسْتُغْضِبَ فَلَمْ يَغْضَبْ فَهُوَ حِمَارٌ .

جو شخص رضامندی چاہے اور دوسرا راضی نہ ہو، تو وہ شیطان ہے، یہ حدیث نہیں ہے امام شافعیؒ سے کچھ زیادتی کے ساتھ مروی ہے، جو زبردستی غصہ لانا چاہے اور غصہ نہ آئے تو وہ گدھا ہے ۔

۴۶۳- حَدِیْثُ مَنِ اکْتَحَلَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ بِالْاِثْمِدِ لَمْ تَرْمَدْ عَیْنَاهُ اَبَدًا رَوَاهُ الْحَاکِمُ وَغَیْرُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِهٖ مَرْفُوْعًا وَقَالَ الْحَاکِمُ اِنَّهٗ مُنْکَرٌ وَقَالَ السَّخَاوِیُّ بَلْ هُوَ مَوْضُوْعٌ اَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ قَالَ الْحَاکِمُ وَالْاِکْتِحَالُ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ یَرِدْ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِیْهِ اَثَرٌ وَهُوَ بِدْعَةٌ اِبْتَدَعَهَا قَتَلَةُ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ وَقَدْ ذَکَرَهُ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّیْنِ السُّیُوْطِیُّ فِیْ جَامِعِ الصَّغِیْرِ بِلَفْظِ مَنِ اکْتَحَلَ بِالْاِثْمِدِ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ تَرْمَدْ عَیْنَاهُ اَبَدًا رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَدِ الْتَزَمَ اَنْ لَا یَذْکُرَ فِیْ کِتَابِهٖ هٰذَا حَدِیْثًا مَوْضُوْعًا فَالْحَدِیْثُ غَیْرُ مَوْضُوْعٍ عِنْدَهٗ وَغَایَةُ الْاَمْرِ اَنَّهٗ ضَعِیْفٌ ۔

جو عاشوراء کے روز اثمد کا سرمہ لگائے تو اس کی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔ اسے حاکم وغیرہ نے ابن عباس رضؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور کہتے ہیں یہ منکر ہے۔ سخاوی کہتے ہیں بلکہ موضوع ہے اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں عاشوراء کے روز سرمہ لگانا اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت مروی نہیں یہ وہ بدعت ہے جو حسین رضؓ کے قاتلوں نے ایجاد کی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جلال الدین سیوطی رح نے اپنی جامع الصغیر میں انہی الفاظ کے ساتھ اسے ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیہقی رح کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے یہ التزام کر رکھا ہے۔ کہ اپنی کتاب میں کوئی حدیث موضوع بیان نہیں کرتے اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ حدیث سیوطی رح کے نزدیک موضوع نہیں ہے اور یہ روایت ضعیف ہے۔

۴۶۴- حَدِيثُ مَنِ انْتَهَرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ اَمْنًا وَاِيْمَانًا مَوْضُوعٌ۔

جو صاحب بدعت کو جھڑکے تو اللہ تعالیٰ اس کا دل امن وایمان سے بھر دیتا ہے یہ موضوع ہے۔

۴۶۵- حَدِيثُ مَنْ اُهْدِيَتْ لَهُ هَدِيَّةٌ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ فَهُمْ شُرَكَاؤُهُ فِيهَا اَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ فَاَخْطَأَ نَقْلَهُ اَوْرَدَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمَيْدٍ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رض بِهِ مَرْفُوعًا وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ اَنَّهُ لَا يَصِحُّ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَيْءٌ وَكَذَا قَالَ الْبُخَارِيُّ عَقِيبَ اِيْرَادِهِ لَهُ تَعْلِيقًا فَقَالَ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ جُلَسَاءَهُ شُرَكَاؤُهُ وَلَا يَصِحُّ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ الْمَوْقُوفُ اَصَحُّ وَذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ مَنْ اُهْدِيَ لَهُ هَدِيَّةٌ فَجُلَسَاؤُهُ شُرَكَاؤُهُ فِيهَا

جس کے پاس ہدیہ بھیجا جائے۔ اور اس کے پاس لوگ موجود ہوں۔ تو وہ اس میں شریک ہیں۔ ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کر کے غلطی کھائی ہے۔ اسے عبد اللہ بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے عقیلی کہتے ہیں اس باب میں حضور سے کوئی حدیث صحیح نہیں۔ ایسے ہی بخاری اسے معلقاً لانے کے بعد فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت کی جاتی ہے کہ اس کے ساتھ بیٹھنے والے اس کے شریک ہیں لیکن یہ صحیح نہیں عسقلانی رح کہتے ہیں۔ موقوف زیادہ صحیح ہے۔ جیسا کہ سخاوی رحمہ اللہ تعالےٰ نے ذکر کیا ہے زرکشی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی رح نے حسن بن علی

رواہ الطبرانی من حدیث حسن بن علیؓ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۴۶۶۔ حدیث من بان عذرہ وجبت الصدقۃ علیہ قال السخاوی لا اصل لہ۔

جس کا عذر ظاہر ہو جائے اس پر صدقہ واجب ہے۔ سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔

۴۶۷۔ حدیث من بلغہ عن اللہ عزوجل شیء فیہ فضیلۃ فاخذ بہ ایمانا بہ ورجاء ثوابہ اعطاہ اللہ ذلک وان لم یکن کذلک قد سبق علی العسقلانی فی کلام علی لو احسن احدکم ظنہ بحجر لنفعہ اللہ بہ فقال لا اصل لہ ونحوہ من بلغہ شیء الحدیث والحق ان بینہما فرقا فی تلویح المعنی وتصحیح المبنی فان الحدیث الثانی رواہ ابو الشیخ فی مکارم الاخلاق عن جابر مرفوعا وفی سندہ بشیر بن عبید وھو متروک ولہ طرق لا

جس شخص کو اللہ عزوجل سے کوئی شے فضیلت کی پہنچے اور وہ اسے اس پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی غرض سے لازم پکڑے تو اللہ تعالیٰ اسے یہ شے عطا فرما دیتا ہے اگرچہ ایسا نہ ہو۔ عسقلانی کا پہلے اس حدیث کے تحت اگر کوئی شخص پتھر کے ساتھ اچھا گمان کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بھی اسے نفع پہنچا دیتا ہے، کلام گذر چکا اس کی اور اس حدیث جسے اللہ سے کوئی شے پہنچے اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ معنوی لحاظ سے دونوں میں فرق ہے اور دوسری حدیث کو ابو الشیخ نے مکارم الاخلاق میں جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں بشیر بن عبید متروک ہے۔ اور اس کی کئی سندات ہیں جو

تَخْلُوْ مِنْ مَتْرُوْكٍ وَمَنْ لَا يُعْرَفُ
كَمَا ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ إِلَّا أَنَّ غَايَةَ
الْأَمْرِ فِيْهِ أَنَّهُ ضَعِيْفٌ وَيُقَوِّيْهِ
أَنَّهُ رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ مِنْ حَدِيْثِ
أَنَسٍ كَمَا ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَكَذَا
ذَكَرَهُ الْعِزُّ بْنُ جَمَاعَةَ فِيْ مَنْسَكِهِ
الْكَبِيْرِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُسْنِدْ وَلَمْ يَعْزُ
إِلَى أَحَدٍ وَيُؤَيِّدُهُ مَا ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ
فِيْ جَامِعِهِ الصَّغِيْرِ وَقَالَ رَوَاهُ
الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ أَنَسٍ بِلَفْظِ
مَنْ بَلَغَهُ عَنِ اللّٰهِ فَضِيْلَةٌ فَلَمْ
يُصَدِّقْ بِهَا لَمْ يَنَلْهَا فَفِي الْجُمْلَةِ
لَهُ أَصْلٌ أَصِيْلٌ لٰكِنِ اسْتَشْكَلَ
بِأَنَّهُ إِنْ حَمَلَ مَا بَلَغَهُ عَلَى الْحَدِيْثِ
الضَّعِيْفِ يُنَافِيْهِ قَوْلُهُ إِيْمَانًا
بِهِ لِأَنَّهُ إِذَا اعْتَقَدَ الثُّبُوْتَ أَثِمَ لِأَنَّهُ
يَقُوْلُ إِيْمَانًا بِهِ فِيْ غَرَضِ كَوْنِ
الْحَدِيْثِ الَّذِيْ بَلَغَهُ ضَعِيْفًا لِأَنَّ
الضَّعِيْفَ لَا يُطْلَقُ إِلَّا حَيْثُ لَمْ

متروک سے خالی ہیں۔ اور مجہول راوی بھی پائے
جاتے ہیں جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے مقصد
کلام یہ ہے کہ یہ ضعیف ہے اور اس کی تقویت
وہ حدیث کرتی ہے جو ابن عبد البر نے انس رضؓ سے
روایت کی ہے جیسا کہ زرکشی نے ذکر کیا ہے
ایسے ہی عز بن جماعہ نے اپنی منسک الکبیر میں بغیر
سند کے ذکر کیا ہے۔ اور کسی کی جانب نسبت
نہیں کی اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جو
سیوطی رح نے اپنی جامع الصغیر میں نقل کی ہے کہ طبرانی
نے اوسط میں انس رضؓ سے ان الفاظ کے ساتھ
روایت کیا ہے کہ جسے اللہ سے کوئی فضیلت
پہنچے پھر اسے صدقہ نہ کرے تو اسے وہ شے
حاصل نہیں ہوتی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس کی
کچھ نہ کچھ اصل ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ اگر اس حدیث
کو ضعیف پر محمول کیا جائے تو ایمانا بہ کا قول اس
کی نفی کرتا ہے کیونکہ اگر اس لفظ کی بنا پر اس کے
ثبوت کا اعتقاد کر لیا جائے کیونکہ ضعیف نہیں
بولی جاتی جب تک مضمون ثابت نہ ہو اور اگر
اسے صحیح پر محمول کیا جائے۔ تو آخر کا لفظ درج ہے

يكن المضمون ثابتا وان حمل
على الصحيح نلغاه قوله وان لم
يكن الامر كذلك لان فرض كون
ذلك الامر ليس كذلك ينافي
الصحة المستلزمة لكونه كذلك
والجواب انا نختار الاول ونقول
اعتقاد الثبوت لا يتوقف على
السند لجواز ان يكون من وجه
اخر كما اذا كان ما مادرج
في عموماته فالثبوت حينئذ
من حيث هذا الادراج لا غير
او نختار الثاني فنحمله على ما صح
سنده ظنا في ظاهره فهذا يمكن
التصديق بثبوته من هذه
الحيثية ويحتمل انه غير صحيح
باطنا فحينئذ يكتب له ذلك
الثواب الذي بلغه مع كون
الحديث غير واقع لكن بعض
رواته الظاهرة العدالة مع بقية

ایسا نہ ہو۔ اس کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ کسی
امر کا فرض ہونا دوسری شئے کی صحت مستلزمہ
کا نفی نہیں کرتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم
اول کو پسند کرتے ہیں اور اس کے ثبوت کا
اعتقاد رکھتے ہیں اور سند پر توقف نہ کیا جائے گا
اس خیال کی بنا پر اس کی کوئی اور سند ہو۔ کیونکہ
جب یہ عام ہو گئی تو ہم اسے عمومات میں شمار
کریں گے۔ تو ثبوت اس کے درج ہونے
کی بنا پر ہو گا۔ نہ کہ کوئی اور۔ اور اگر ہم دوسرے
جملہ کو اختیار کریں تو ہم اسے ظنی طور پر
صحت سند پر محمول کریں گے۔ تو ہماری یہ
تصدیق باعتبار ظاہر ہو گی۔ ہو سکتا ہے
کہ باطن میں صحیح نہ ہو۔ تو اس حدیث کی بنا پر جو
واقع میں حدیث نہیں۔ یہ ثواب لکھا جائیگا
کیونکہ اس کے بعض روات ایسے ہیں جو شروط
کے ساتھ ظاہراً و باطناً عادل ہیں۔ اور محققین
کے نزدیک صحت، حسن اور ضعف کا دارومدار
صرف ظاہر پر ہوتا ہے۔ اور یہ احتمال
رہتا ہے کہ صحیح موضوع ہے اور موضوع

الشروط وما ماثلها لكن والمحققون على ان الصحة والحسن والضعف انما هي من حيث الظاهر فقط مع احتمال كون الصحيح موضوعا وعكسه لكن افاده الشيخ ابن حجر المكي في حل معنى هذا الحديث الا انه جعل مرجع الضمير في قوله فالاخذ به اي بالفضيلة بمعنى الفضل والظاهر انه راجع الى شيء فيه فضيلة ومعنى اخذه عمل به قولا او فعلا ثم قوله ايمانا به اي ايمانا بالله وايقانا برجاء ثوابه لان المعنى ايمانا بذلك الحديث كما حله الشيخ فالمحتاج الى تمحل في الجواب والله اعلم بالصواب.

صحیح۔ جیسا کہ شیخ ابن حجر المکی نے اس حدیث کے حل میں لکھا ہے۔ کیوں کہ قول فالاخذ بہ کی ضمیر کا مرجع فضیلت بمعنی فضل کی جانب کیا جائے۔ اور ظاہر بھی یہی ہے تو اس وقت اخذ بہ کے معنی یہ ہوں گے کہ قولاً وفعلاً اس پر عمل کیا۔ پھر یہ قول ایماناً بہ۔ یعنی اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے۔ کیونکہ معنے یہ ہوں گے کہ اس حدیث پر ایمان رکھتے ہوئے۔ جیسا کہ شیخ نے حل کیا ہے۔ تو یہ جواب خود جواب کا محتمل ہوگا

۴۶۸- حديث من بشرني بخروج صفر بشرته بالجنة لا اصل له.

جو شخص مجھے صفر کے نکل جانے کی خوشخبری سنائے گا میں اسے جنت کی خوشخبری سناؤں گا۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۴۶۹۔ حَدِیْثُ مَنْ بُوْرِكَ لَهُ فِیْ شَیْءٍ فَلْیَلْزَمْهُ قَالَ ابْنُ تَیْمِیَّةَ هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ قُلْتُ وَهُوَ اشْتَرَاهُ مِنْهُ فَاَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ رض وَعَائِشَةَ كَمَا ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِیُّ قَالَ السَّخَاوِیُّ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ رض بِهٖ مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ مَنْ اَصَابَ مِنْ شَیْءٍ فَلْیَلْزَمْهُ وَهُوَ عِنْدَ الْبَیْهَقِیِّ فِی الشُّعَبِ بِلَفْظِ مَنْ رُزِقَ بَدَلَ مَنْ اَصَابَ قُلْتُ وَهُوَ كَذٰلِكَ فِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ بِاللَّفْظَیْنِ۔

جسے کسی شئے میں برکت دی جائے تو وہ اسے لازم پکڑ لے۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ یہ بعض سلف کا کلام ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں انہیں بھول ہوئی۔ ورنہ ابن ماجہ رح نے اسے انس رض اور عائشہ رض سے روایت کیا ہے جیسا کہ زرکشی کہتے ہیں۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ اسے ابن ماجہ رح نے انس رض سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جسے کوئی شئے پہنچے وہ اسے لازم پکڑ لے اور بیہقی نے شعب میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جسے رزق دیا جائے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ جامع الصغیر میں دونوں طرح موجود ہے۔

۴۷۰۔ حَدِیْثُ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَاَةً لِمَالِهَا حَرَمَهُ اللّٰهُ مَالَهَا وَجَمَالَهَا قَالَ الزَّرْكَشِیُّ لَا یُعْرَفُ وَقَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْهِ وَفِی الصَّحِیْحَیْنِ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِمَالِهَا وَجَمَالِهَا وَحَسَبِهَا وَدِیْنِهَا فَاظْفَرْ

جو عورت سے اس کے مال کے باعث شادی کرے اللہ تعالیٰ اس کے مال اور خوبصورتی کو حرام کرے۔ زرکشی کہتے ہیں یہ معلوم نہیں۔ سخاوی کہتے ہیں۔ میں اس سے واقف نہیں۔ صحیحین میں عورت سے نکاح اس کے مال اس کے جمال اس کے حسب اور اس کے دین کی بنا پر کیا جاتا

بِنَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ ۔

ہے۔ تم دین والی سے مدد چاہو۔

۴۷۱۔ حَدِيْثُ مَنْ تَزَيَّى بِغَيْرِ زِيِّهٖ فَقُتِلَ فَدَمُهٗ هَدْرٌ لَيْسَ لَهٗ أَصْلٌ مُعْتَمَدٌ وَحِكَايَاتُ الْجِنِّ الْمَرْوِيَّةُ فِي ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَثْبُتْ مِنْهَا شَيْءٌ ۔

جو صورت بدل لے پھر قتل کر لیا جائے تو اس کا خون بے کار ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور حکایات جن جو اس بارے میں حضور صلعم سے مروی ہیں۔ اس میں سے کوئی شے ثابت نہیں۔

۴۷۲۔ حَدِيْثُ مَنْ تَكَلَّمَ بِكَلَامِ الدُّنْيَا فِي الْمَسْجِدِ أَحْبَطَ اللّٰهُ أَعْمَالَهٗ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ الصَّغَانِيُّ مَوْضُوْعٌ وَهُوَ كَذٰلِكَ لِأَنَّهٗ بَاطِلٌ مَبْنًى وَمَعْنًى ۔

جو مسجد میں کوئی دنیاوی بات کرے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس سال کے عمل اٹھا لیتا ہے۔ صغانی کہتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ کیونکہ یہ لفظاً بھی باطل ہے اور معنیً بھی۔

۴۷۳۔ حَدِيْثُ مَنْ تَوَاضَعَ لِغَنِيٍّ لِأَجْلِ غِنَاهُ ذَهَبَ ثُلُثَا دِيْنِهٖ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ قَالَ السُّيُوْطِيُّ وَلَمْ يُصِبْ فَقَدْ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَأَنَسٍ بِلَفْظِ مَنْ دَخَلَ عَلٰى غَنِيٍّ فَتَوَاضَعَ لَهٗ ذَهَبَ ثُلُثَا دِيْنِهٖ وَقَالَ فِي كُلٍّ مِنْهُمَا إِسْنَادٌ

جو کسی امیر کی اس کی امارت کی بنا پر تواضع کرتا ہے تو اس کا دو تہائی دین چلا جاتا ہے اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ لیکن سیوطیؒ کہتے ہیں ان کا یہ قول صحیح نہیں کیونکہ بیہقیؒ نے اپنی شعب میں ابن مسعودؓ اور انسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے جو کسی امیر کے پاس جائے اور اس کی تواضع کرے تو اس کا دو تہائی دین چلا جاتا ہے سیوطیؒ کہتے ہیں دونوں

ضعیفٌ۔

(کی سند ضعیف ہیں نہ کہ موضوع)

۴۷۴۔ حَدِیْثُ مَنْ جَالَسَ عَالِمًا فَکَاَنَّمَا جَالَسَ نَبِیًّا قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْرِفُهٗ فِی الْمَرْفُوْعِ قُلْتُ لٰکِنْ مَعْنَاهُ صَحِیْحٌ لِاَنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَوَرَدَ الشَّیْخُ فِیْ قَوْمِهٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِهٖ۔

جو عالم کے پاس بیٹھا گویا وہ نبی کے پاس بیٹھا۔ سخاوی کہتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں پہچانتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں معنی اس کے صحیح ہیں۔ کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم نہ جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ اور یہ بھی وارد ہے کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں۔

ف:۔ شیخ والی روایت حرف شین میں گذر چکی۔ اس کی بھی یہی حیثیت ہے۔ اور علماء کا وارث انبیاء ہونا یا یہ حکم کہ اگر تم نہ جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ اس سے معنی کی صحت قائم نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ ان امور کا کوئی منکر نہیں بلکہ سوال اس امر کا ہے۔ کیا عالم کے پاس بیٹھنا نبی کے پاس بیٹھنے کے مترادف ہو سکتا ہے یا شیخ نبی کی طرح ہو سکتا ہے۔ ملا علی قاری نے اصل اعتراض کو نظر انداز کر دیا۔ حالانکہ بغیر تاویل کے ان ہر دو روایات کے الفاظ موجب کفر ہیں۔

۴۷۵۔ حَدِیْثُ مَنْ جَدَّ وَجَدَ تَرْجَمَهُ السَّخَاوِیُّ وَلَمْ یَتَکَلَّمْ عَلَیْهِ قُلْتُ لَا اَصْلَ لَهٗ بَلْ هُوَ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ الْفُضَلَاءِ وَکَذَا حَدِیْثُ

جس نے کوشش کی اس نے پا لیا۔ سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ یہ بعض فضلاء کا کلام ہے۔ اسی طرح یہ حدیث

لتجر ولجر۔ کہ جس نے پناہ چاہی پناہ دیا گیا۔

۵۱۴۔ حدیث من جمع مالا من تهاوش اذهبه الله في نهابر۔ قال السخاوي لا اصل له انتهى لكن اخرجه القضاعي عن ابي سلمة الحمصي به مرفوعا وابو سلمة قاضي حمص لا صحبة له فهو مع ضعفه مرسل وفي سنده متروك كما قال السخاوي قلت المرسل حجة عند الجمهور وقد ذكر في جامع الصغير بلفظ من اصاب مالا من تهاوش اذهبه الله في نهابر اخرجه ابن النجار عن ابي سلمة الحمصي فهو ضعيف لا موضوع والمعنى ان كل مال اصيب من غير حله ولا يدري وجه اخذه اذهبه الله في المهالك غاية امره انه تجمع مهاوش من الهوش بمعنى الجمع والخلط و

جس نے حرام سے مال جمع کیا اللہ تعالیٰ اسے قطع رحمی میں لے جاتا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں لیکن قضاعی نے اسے ابوسلمۃ الحمصی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابوسلمہ قاضی حمص ضعیف ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ مرسل بھی ہے۔ اور اس میں ایک راوی متروک بھی ہے۔ جیسا کہ سخاوی فرماتے ہیں ملا علی قاری کہتے ہیں کہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے (متروک گو حجت نہیں) اور جامع الصغیر میں یہ ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ جو حرام سے مال پاتا ہے خدا تعالےٰ اسے حرام میں لے جاتا ہے۔ اسے ابن النجار نے ابوسلمۃ الحمصی سے روایت کیا ہے۔ تو یہ روایت ضعیف ہے۔ موضوع نہیں رہی ہاں موضوع تو کوئی بھی نہیں کہتا ہر ایک ضعیف مرسل اور متروک

الميم زائدة ويروى من نهاوش بفتح النون وكسر الواو جمع نهواش وهو بمعناه كذا في النهاية وفي القاموس ان المهاوش ما غصب وسرق والنهابر المهالك وزاد بعضهم والامور المتبددة.

کہتا ہے) اور مقصد یہ ہے کہ جو بھی مال حرام سے وصول ہوگا۔ وہ حرام میں جائے گا۔ نہاوش کے معنی غضب اور چوری کے آتے ہیں۔ اور نہابر کے معنے مہالک کے آتے ہیں۔

۴۷۷۔ حديث من جهل شيئا عاداه قال ابن الربيع ليس بحديث لكن هو كما قال الشاعر
المرء لا يزال عدوا لما جهل

جو کسی شئے سے جاہل ہو تو اس نے اس سے عداوت برتی۔ ابن الربیع کہتے ہیں یہ حدیث نہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ شاعر کے قول کی طرح ہے آدمی جب تک جاہل رہتا ہے ہمیشہ دشمن رہتا ہے۔

۴۷۸۔ حديث من حدث حديثا فعطس عنده فهو حق قال السخاوي رواه ابو يعلى عن ابي هريرة مرفوعا وكذا اخرجه الدارقطني والطبراني والبيهقي وقال انه منكر عن ابي الزناد وقال غيره انه باطل ولو كان سنده في الشمس انتهى وفيه بحث لا يخفى قال الزركشي فقد حسنه النووي

جو کوئی حدیث بیان کرے اور اس وقت اسے چھینک آجائے تو گویا کہ وہ حق ہے سخاوی کہتے ہیں اسے ابو یعلیٰ نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اسی طرح دارقطنی، طبرانی اور بیہقی نے بھی اور امام بیہقی فرماتے ہیں یہ منکر ہے۔ دیگر علماء کہتے ہیں یہ باطل ہے چاہے اس کی سند سورج کی طرح چمکدار کیوں نہ ہو۔ اور اس میں بہت بڑی بحث ہے جو مخفی نہیں۔ زرکشی کہتے ہیں، امام نووی نے اس کی تحسین کی ہے اور جو لوگ

وَاَخْطَأَ مَنْ قَالَ اِنَّ الْحَدِيْثَ بَاطِلٌ وَلِلطَّبْرَانِيْ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَصْدَقُ الْحَدِيْثِ مَا عُطِسَ عِنْدَهُ ۔

یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث باطل ہے انہوں نے غلطی کی اور طبرانی میں انس رض سے مروی ہے سب سے سچی بات وہ ہے کہ جس کے کہتے وقت چھینک آجائے ۔

۴۷۹ ۔ حَدِيْثُ مَنْ حَفَرَ لِاَخِيْهِ قَلِيْبًا اَوْقَعَهُ اللّٰهُ فِيْهِ قَرِيْبًا قَالَ الْعَسْقَلَانِيْ لَمْ اَجِدْ لَهُ اَصْلًا قُلْتُ وَلٰكِنَّ اَلْفَاظُ بَعْضِهِمْ مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِاَخِيْهِ وَقَعَ فِيْهِ وَلٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۔

جو اپنے بھائی کیلئے گڑھا کھودے قریب ہے کہ اللہ اسے اس میں گرا دیگا۔ عسقلانی فرماتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں بعض لوگوں کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ جو اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودے خود اس میں گرتا ہے لیکن اس کے معنی صحیح ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قول سے مستفاد ہیں۔ ولا یحیق المکر السیئ الا باہلہ ۔

۴۸۰ ۔ حَدِيْثُ مَنْ حَلَفَ بِاللّٰهِ صَادِقًا كَانَ كَمَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ وَقَدَّسَهُ تَرْجَمَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ قُلْتُ مَعْنَاهُ صِدْقٌ وَصَوَابٌ لِاَنَّهُ اِذَا كَانَ فِيْ يَمِيْنِهٖ صَادِقًا يَكُوْنُ حَلْفُهُ بِاللّٰهِ ذِكْرًا مُوَافِقًا وَلَوْ كَانَ الْحَالِفُ مُنَافِقًا قَالَ ابْنُ الرَّبِيْعِ مَا عَلِمْتُهُ فِي الْمَرْفُوْعِ

جو اللہ کی سچی قسم کھائے تو گویا اس نے اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کی سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے لیکن اس پر کلام نہیں کیا ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح اور سچ ہیں۔ کیونکہ اگر وہ اپنی قسم میں سچا ہے تو یہ اللہ کا ذکر ہوگا، چاہے قسم کھانے والا منافق کیوں نہ ہو۔ ابن الربیع رح کہتے ہیں۔ میں اسے مرفوعاً نہیں جانتا۔ امام شافعی رحمہ اللہ

وَقَدْ قَالَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ رح مَا حَلَفْتُ بِاللّٰهِ تَعَالَى قَطُّ صَادِقًا وَلَا كَاذِبًا إِجْلَالًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَوْ كَانَ مَعْنَى هٰذَا الْحَدِيثِ صَحِيحًا لَمَا كَانَ تَرْكُ الْيَمِينِ إِجْلَالًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْخِصَالِ الْمَحْمُودَةِ انتهى وَلَا يَخْفَى أَنَّهُ لَوْ كَانَ تَرْكُهُ مِنَ الْخِصَالِ الْحَمِيدَةِ لَمَا كَانَ يَفْعَلُ مِنْ شَمَائِلِ السَّعِيدَةِ وَقَدْ حَلَفَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوَاضِعَ مُتَعَدِّدَةٍ مِنْ أَحَادِيثَ مُتَبَدِّدَةٍ كَمَا حَلَفَ اللّٰهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ فِي أَمَاكِنَ مِنْ خِطَابِهِ فَيَنْبَغِي أَنْ يُحْمَلَ تَرْكُ الْحَلِفِ مِنَ الْخِصَالِ الْمَحْمُودَةِ عَلَى حَالَةِ الْخُصُومَةِ فِي الْمُعَامَلَةِ بِأَنْ يُعْطِيَ مَا يَتَوَجَّهُ عَلَيْهِ وَلَا يَحْلِفُ عَمَلًا بِالْمُعَامَلَةِ۔

فرماتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کی کبھی قسم نہیں کھائی سنہ سچی نہ جھوٹی۔ اللہ تعالیٰ کی عزت کا خیال کرتے ہوئے تو اگر اس حدیث کے معنی صحیح تسلیم کئے جائیں، تو یہ کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال کے باعث قسم نہ کھانا بہرصورت ایک خصلت محمودہ ہے اور یہ بات مخفی نہیں کہ خصلت محمودہ کو ترک کرنا جبکہ اس کا فعل خود محمودہ ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر قسم کھائی جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پہ خطاب کرتے ہوئے قسم کھائی تو مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ قسم چھوڑنا خصال محمودہ میں داخل ہے، اور علی الخصوص معاملات میں لڑائی یا دشمنی کے وقت اور جان کر معاملات میں قسم نہ کھائے

۱۸۴۔ حَدِيثُ مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا

جو بازار میں داخل ہوتے وقت یہ کہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی

شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي
وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ
الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَتَبَ
اللّٰهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ
أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهُ أَلْفَ
أَلْفِ دَرَجَةٍ قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ الْجَوْزِيَّةِ
هٰذَا الْحَدِيثُ مَعْلُولٌ أَعَلَّهُ أَئِمَّةُ
الْحَدِيثِ ذَكَرَهُ التِّرْمِذِيُّ فِي
جَامِعِهِ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ
وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ سَأَلْتُ أَبِي
عَنْ هٰذَا فَقَالَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ
وَقَعَ فِيهِ خَطَأٌ وَغَلَطٌ وَرَوَاهُ
ابْنُ مَاجَةَ فِي سُنَنِهِ وَفِي سَنَدِهِ
ضُعْفٌ كَمَا قَالَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَ
النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَأَبُو زُرْعَةَ
وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ لَا يَحِلُّ كَتْبُ
حَدِيثِهِ إِلَّا عَلَى وَجْهِ التَّعَجُّبِ
كَمَا يَنْفَرِدُ بِالْمَوْضُوعَاتِ عَنِ
الْأَثْبَاتِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْحَالَاتِ

ومیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھتا ہے ایک لاکھ گناہ مٹاتا ہے اور ایک لاکھ درجے بڑھاتا ہے، ابن الجوزی کہتے ہیں یہ حدیث معلول ہے اسے ائمہ حدیث نے معلول قرار دیا ہے۔ ترمذیؒ نے اسے اپنی جامع میں نقل کر کے فرمایا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے ابن ابی حاتم کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے فرمایا یہ منکر ہے اس میں خطا اور غلطی واقع ہوئی ہے۔ اسے ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے جیسا کہ دارقطنیؒ، نسائیؒ، دارمیؒ اور ابو زرعہؒ کا قول ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں کتب حدیث میں جو یہ روایت نقل کی جاتی ہے از راہ تعجب کی جاتی ہے، اور انہوں نے اسے اکیلے موضوعات میں شمار کیا ہے (لیکن یہ روایت ترمذیؒ میں دو سندوں سے مروی ہے۔ ایک سند پر امام ترمذیؒ نے سکوت اختیار کیا ہے۔ اور وہ بہت عمدہ سند ہے)

۴۸۲ - حَدِيثُ مَنْ دَعَا لِظَالِمٍ بِطُولِ الْبَقَاءِ فَقَدْ أَحَبَّ أَنْ يُعْصَى اللهُ ذَكَرَهُ الْغَزَالِيُّ فِي الْإِحْيَاءِ وَالزَّمَخْشَرِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ أَرَهُ فِي الْمَرْفُوعِ بَلْ أَخْرَجَهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ قَوْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَكُلُّ مَا يُرْوَى فِي مَعْنَاهُ مَوْضُوعٌ أَيْ بِحَسَبِ إِسْنَادِهِ وَمَبْنَاهُ وَإِلَّا فَلَا شَكَّ فِي صِحَّةِ مَعْنَاهُ وَقَدْ قَالَ الْعِرَاقِيُّ فِي تَخْرِيجِ أَحَادِيثِ الْإِحْيَاءِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا فِي كِتَابِ الصَّمْتِ فِي قَوْلِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَكَذَا قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي تَخْرِيجِ الْكَشَّافِ

جو ظالم کے لئے لمبی عمر کی دعا کرتا ہے گویا وہ اللہ کی نافرمانی کو پسند کرتا ہے۔ اسے غزالی نے اپنی احیاء میں اور زمخشری نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے سخاوی رح کہتے ہیں میں نے اسے مرفوعاً کہیں نہیں دیکھا۔ ابو نعیم نے اسے حلیہ میں سفیان ثوری کا قول نقل کیا ہے، ابن الجوزی کہتے ہیں، اس معنی میں جتنی روایات بیان کی جاتی ہیں سب موضوع ہیں یعنی باعتبار سند اور باعتبار الفاظ، ورنہ معنی کی صحت میں تو کوئی شک نہیں۔ عراقی رح تخریج احادیث الاحیاء میں فرماتے ہیں اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں حسن بصری کا قول نقل کیا ہے۔ اسی طرح امام عسقلانی رح نے تخریج کشاف میں فرمایا ہے۔

۴۸۳ - حَدِيثُ مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَا صَلٰوةَ لَهُ مَوْضُوعٌ۔

جو اپنے ہاتھ اٹھائے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہ موضوع ہے۔

۴۸۴ - حَدِيثُ مَنْ زَارَنِي وَزَارَ أَبِي إِبْرَاهِيمَ فِي عَامٍ وَاحِدٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ إِنَّهُ

جس نے میری اور میرے باپ ابراہیم ع کی ایک سال میں زیارت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں، یہ موضوع ہے

موضوع وكذا قال النووي في آخر الحج من شرح المهذب بانه موضوع باطل لا اصل له وقال الذهبي طرقه كلها لينة يقوي بعضها بعضا لكن ما في رواتها متهم بالكذب۔

امام نووی شرح المہذب میں فرماتے ہیں۔ یہ موضوع ہے باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں امام ذہبیؒ فرماتے ہیں اس کے تمام طریقے نرم ہیں گرچہ ایک دوسرے کی تقویت ضرور کرتے ہیں لیکن اس کے رواۃ میں کذب کے ساتھ متہم راوی موجود ہیں۔

۴۸۵۔ حديث من زار العلماء فكانما زارني ومن صافح العلماء فكانما صافحني ومن جالس العلماء فكانما جالسني ومن جالسني في الدنيا اجلس الي يوم القيمة قال في الذيل في اسناده حفص كذاب۔

جس نے علماء کی زیارت کی اس نے گویا میری زیارت کی، اور جس نے علماء سے مصافحہ کیا اس نے گویا مجھ سے مصافحہ کیا اور جو علماء کے ساتھ بیٹھا گویا وہ میرے ساتھ بیٹھا۔ اور جو دنیا میں میرے ساتھ بیٹھا میں اسے قیامت میں اپنے ساتھ بٹھاؤں گا۔ ذیل میں ہے کہ اس کی سند میں حفص کذاب ہے۔

۴۸۶۔ حديث من زرع حصد ليس بحديث في المبنى وهو صحيح في المعنى في الدنيا والعقبى وقد تقدم الكلام على حديث الدنيا مزرعة الآخرة۔

جو بوئے گا وہ کاٹے گا۔ یہ لفظاً حدیث نہیں ہے، لیکن بلحاظ معنی کہ دنیا میں جو بوئے گا آخرت میں وہی کاٹے گا اس پر کلام اس حدیث کے تحت گذر چکا کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

۴۸۷۔ حديث من سبق الى

جو مباح کام کی طرف پہل کرے وہ اسی کے لئے

مباح فهو له هو معنى ما في ابي داود من حديث اسمر بن مضرس بلفظ من سبق الى ما لم يسبق اليه فهو له قال البغوي لا اعلم بهذا الاسناد غير هذا الحديث وصححه الضياء في المختارة وذكره السخاوي قلت وفي الجامع الصغير من سبق الى ما لم يسبق اليه مسلم فهو له رواه ابو داود والضياء عن ام جندب انتهى ويؤيده حديث منى مناخ من سبق .

ہے یہ اس حدیث کے معنی میں جو ابوداؤد میں اسمر بن مضرس سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے جو ایسی شئی کی جانب سبقت کرے جس کی جانب کسی نے سبقت نہ کی ہو تو وہ اسی کے لئے ہے۔ بغوی فرماتے ہیں میں اس سند کے ساتھ کسی اور حدیث کو نہیں جانتا۔ ضیاء نے مختارہ میں اس کی تصحیح کی ہے جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں ہے جس نے اس شئے کی جانب سبقت کی جس کی جانب کسی مسلمان نے پہلے نہ کی ہو تو وہ اسی کے لئے ہے اسے ابوداؤد اور ضیاء نے ام جندبؓ سے روایت کیا ہے اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے منیٰ جائے قیام اسی کے لئے ہے جو سبقت کر جائے۔

۴۸۸ - حديث من سر اخاه المؤمن فقد سر الله ذكره في الاحياء وقال العراقي روى ابن حبان والعقيلي في الضعفاء من حديث ابي بكر الصديق رضي الله عنه بلفظ من سر مؤمنا فانما سر الله وقال

جو اپنے مومن بھائی کو خوش کرے اللہ اسے بھی خوش کرتا ہے۔ یہ احیاء میں ہے۔ عراقی کہتے ہیں کہ ابن حبان اور عقیلی نے ضعفاء میں ابوبکر صدیقؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو مومن کو خوش کرے اللہ تعالیٰ اسے خوش کرتا ہے۔ عقیلیؒ کہتے ہیں یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ ذیل میں ہے یہ حدیث جو مومن کو خوش کرے اللہ اسے

العقيلي باطل لا أصل له وفي الذيل
حديث من سرّ مؤمنا فإنما سرّ
الله ومن عظم مؤمنا فإنما
يعظم الله ومن أكرم مؤمنا فإنما
يكرم الله هو كذب بيّن وقال
ابن حبان سمعت جعفر بن أبي
أبان يملي حدثنا ابن رمح
حدثنا الليث عن نافع عن ابن
عمر من سرّ المؤمن فقد سرّني
ومن سرّني فقد سرّ الله فقلت
يا شيخ اتق الله ولا تكذب على
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال لست مني في حل أنتم
تحسدوني لإسنادي فخوفته
حتى حلف لا يحدث بمكة ۔

خوش کرتا ہے، جو مومن کی عظمت کرے اللہ اس کی عظمت کرتا ہے، اور جو مومن کا اکرام کرے اللہ اس کا اکرام کرتا ہے، یہ صاف جھوٹ ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں میں نے جعفر بن ابی ابان کو ابن رمح، لیث، نافع، ابن عمر کی سند سے یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ جس نے مومن کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا۔ میں نے اس سے کہا اے شیخ اللہ سے ڈر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہ بول اس نے کہا تم مجھ سے حلال جگہ میں نہیں ہو تم مجھ سے میری سند کے باعث حسد کرتے ہو تو میں نے اسے خوف دلایا حتی کہ اس نے یہ قسم کھائی کہ وہ مکہ میں حدیث بیان نہ کرے گا۔

۴۸۹ حديث من سمّى في
وضوئه لم يزل ملكان يكتبان
له الحسنات حتى يحدث من
ذلك الوضوء في إسناده ابن

جو وضو میں بسم اللہ پڑھے تو دو فرشتے اس کی نیکیاں لکھتے رہتے ہیں حتی کہ اس کا یہ وضو ٹوٹے اس کی سند میں ابن علوان ہے۔ جو مشہور

عَلْوَانَ الْمَشْهُوْرِ بِالْوَضْعِ ۔

کذاب ہے ۔

۴۹۰۔ حَدِيْثُ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَائِلِيْنَ عَدْلًا وَمَرْحَبًا بِالصَّلٰوةِ اَهْلًا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَيْ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ اَلْفَيْ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ اَلْفَيْ اَلْفِ دَرَجَةٍ لَا اَصْلَ لَهٗ ۔

جو آذان کی آواز سنے اور یہ کہے مرحبا بالقائلین عدلا و مرحبا بالصلوۃ اہلا اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو لاکھ نیکیاں لکھتا ہے، دو لاکھ برائیاں مٹاتا ہے اور دو لاکھ درجے لکھتا ہے ۔ اس کی کوئی اصل نہیں ۔

۴۹۱۔ حَدِيْثُ مَنْ شَكٰى ضَرُوْرَتَهٗ وَجَبَ مَعُوْنَتُهٗ هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ ۔

جو اپنی ضرورت کی شکایت کرے اس کی مدد واجب ہو جاتی ہے یہ بعض سلف کا کلام ہے ۔

۴۹۲۔ حَدِيْثُ مَنْ صَبَرَ عَلٰى حَرِّ مَكَّةَ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ تَبَاعَدَتْ مِنْهُ جَهَنَّمُ مَسِيْرَةَ مِائَتَيْ عَامٍ اَخْرَجَهُ الْعُقَيْلِيُّ فِي الضُّعَفَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ مَنْ صَبَرَ عَلٰى حَرِّ مَكَّةَ سَاعَةً بَاعَدَ اللّٰهُ جَهَنَّمَ مِنْهُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا وَقَالَ هٰذَا بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ

جو مکہ کی گرمی پر دن کا کچھ حصہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے جہنم کو دو سو سال کی مسافت پر دور کر دیتا ہے ۔ اسے عقیلی نے ابن عباس رض سے مرفوعاً کتاب الضعفاء میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے ۔ جو مکہ کی گرمی پر تھوڑی دیر بھی صبر کرے اللہ تعالیٰ اس سے دوزخ کو ستر سال کی مسافت پر دور فرما دیتا ہے اور عقیلی کہتے ہیں یہ باطل ہے ۔ اس کی کوئی

قُلْتُ قَدْ ذَكَرَهُ الْإِمَامُ النَّسَفِيُّ فِي تَفْسِيرِ الْمَدَارِكِ وَهُوَ إِمَامٌ جَلِيلٌ فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ لِلْحَدِيثِ أَصْلٌ أَصِيلٌ غَايَتُهُ أَنَّهُ يَكُونُ ضَعِيفًا ۔

اصل نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں امام نسفی نے تفسیر مدارک میں اسے نقل کیا ہے۔ اور وہ بہت بڑے امام ہیں۔ اس باعث اس حدیث کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہو گی چاہے وہ ضعیف ہو۔

فائدہ۔ امام نسفی مفسر اور فقیہہ ہیں نہ کہ محدث۔ اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ فقہ اور تفسیر کی اکثر کتب میں ہمہ قسم کی روایات پائی جاتی ہیں۔ تو خالی انکا نقل کرنا حجت نہیں ہو سکتا۔

۴۹۳۔ حَدِيثُ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا أَجْرَ لَهُ قَالَ عَبْدُ الْبَرِّ خَطَأٌ فَاحِشٌ وَالصَّوَابُ رِوَايَةُ فَلَا شَيْءَ لَهُ قُلْتُ وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى رِوَايَةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَدْ بَيَّنْتُ الْمَسْأَلَةَ فِي رِسَالَةٍ مُسْتَقِلَّةٍ ۔

جو مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھے اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔ عبد البر کہتے ہیں یہ فحش غلطی ہے اصل روایت کے الفاظ ہیں۔ اس پر کوئی شے نہیں۔ اور اس کے دو مقصد ہو سکتے ہیں کہ اس کے لئے اجر نہیں یا دوسرے اس کے لئے کوئی گناہ یا سزا نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ پہلی روایت دوسری روایت پر محمول ہے۔ اور میں نے اس مسئلہ کو ایک مستقل رسالہ میں بیان کیا ہے۔

۴۹۴۔ حَدِيثُ مَنْ صَلَّى خَلْفَ تَقِيٍّ فَكَأَنَّمَا صَلَّى خَلْفَ نَبِيٍّ لَا أَصْلَ لَهُ ۔

جس نے متقی کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۴۹۵۔ حَدِيثُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ

جس نے مجھ پر درود پڑھا اور میری اولاد پر

وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ جَفَانِي لَمْ يُوجَدْ۔

نہ پڑھا، گویا اس نے مجھ پر ظلم کیا یہ کہیں نہیں پائی جاتی

۴۹۶۔ حَدِيثُ مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ أُسْبُوعًا وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَشَرِبَ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ بَالِغَةً مَا بَلَغَتْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا يَصِحُّ وَقَدْ وَلَعَ بِهِ الْعَامَّةُ كَثِيرًا لَا سِيَّمَا بِمَكَّةَ بِحَيْثُ كُتِبَ عَلٰى بَعْضِ جُدُرِهَا الْمُلَاصِقِ لِزَمْزَمَ وَتَعَلَّقُوا فِي ثُبُوتِهِ بِمَنَامٍ وَشِبْهِهِ مِمَّا لَا يَثْبُتُ الْأَحَادِيثُ النَّبَوِيَّةُ بِمِثْلِهِ قُلْتُ وَحَدِيثٌ أَخْرَجَهُ الْوَاحِدِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ وَالْجُنْدِيُّ فِي فَضَائِلِ مَكَّةَ وَالدَّيْلَمِيُّ فِي مُسْنَدِهِ بِلَفْظِ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ أُسْبُوعًا ثُمَّ أَتٰى مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ فَرَكَعَ عِنْدَهُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَتٰى زَمْزَمَ فَشَرِبَ مِنْ مَائِهَا أَخْرَجَهُ

جو ہفتہ کے روز بیت اللہ کا طواف کرے، مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے اور زمزم کا پانی پیئے تو اس کے جتنے بھی گناہ ہوتے ہیں معاف ہو جاتے ہیں سخاوی کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے اور اس میں بہت عام لوگ مبتلا ہیں خصوصاً اہل مکہ۔ حتی کہ زمزم کی بعض دیواروں پر بھی یہ لکھ دیا اور اس کے ثبوت میں ایک خواب اور اسی قسم کی دیگر روایات جو حضور سے ثابت نہیں لکھ دیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کو واحدی نے اپنی تفسیر میں۔ جندی نے فضائل مکہ میں، اور دیلمی نے اپنی مسند میں ان الفاظ سے روایت کیا ہے جو ہفتہ کے روز بیت اللہ کا طواف کرے پھر مقام ابراہیم پر آکر دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر زمزم کا آکر پانی پیے۔ اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے ایسے ہی پاک کر دیتا ہے جیسا کہ

اللہ من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ لا یقال انہ موضوع فانہ انہ ضعیف مع ان قول السخاوی لا یصح لا ینافی الضعف والحسن الا ان یرید بہ انہ لا یثبت وکان المزنی فھم ھذا المعنی حتی قال فی مختصرہ انہ باطل لا اصل لہ وقد اغرب بعض علمائنا فی استدلالہ بھذا الحدیث علی تکفیر الکبائر والصغائر مع ان کون الحج یکفر الکبائر خلاف الاجماع کما صرح بہ التوربشتی والقاضی عیاض والنووی وغیرھم من الاکابر انہ لا یکفر الکبائر الا التوبۃ۔

اس روز تھا جب اس کی ماں نے جنا تھا۔ یہ نہ کہا جائے کہ یہ موضوع ہے۔ بلکہ ضعیف ہے۔ اور سخاوی ؒ کا یہ قول کہ یہ صحیح نہیں ہے یہ ضعیف اور حسن ہونے کے منافی نہیں ہے ہاں اگر انہوں نے اس سے یہ ارادہ کیا ہو کہ یہ ثابت نہیں ہے مزنی نے یہی معنی سمجھے اسی باعث انہوں نے اپنی مختصر میں فرمایا ہے کہ یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ بڑے اور چھوٹے ہر قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حج کبیرہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ لیکن یہ اجماع کے خلاف ہے، جیسا کہ توربشتی رح، قاضی عیاض اور اکابرین سے نووی وغیرہ نے کہا ہے۔ کہ کبائر کو صرف توبہ مٹا سکتی ہے۔

۴۹۷- حدیث من طاف اسبوعا فی المطر غفر لہ ما سلف من ذنوبہ لا اصل لہ فی المرفوع لکنہ فعل حسن حتی ان البدر

جو ہفتہ کے روز بارش میں بیت اللہ کا طواف کرے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں کیونکہ بدر بن جماعہ نے بارش میں بیت اللہ کا طواف کیا

ابن جماعة طاف بالبيت سباحة
لما حاذى الحجر غطس لتقبيله
ولكن اتفق لغيره من المتاخرين
وغيرهم بل قال مجاهد ان ابن
الزبير طاف سباحة ذكره السخاوي
وقد اخرج ابن جماعة من حديث
ابن عمر رضي الله عنهما في كتاب
الحج من سننه حديثا بمعناه
فالحديث له اصل .

جب وہ حجر کے قریب آئے چومنے کے لئے
پہنچے تو بارش میں ڈبک چکے تھے، اسی
طرح اہل مکہ اور غیر اہل مکہ کے لئے بھی یہ
اتفاق پیش آیا۔ بلکہ مجاہد کہتے ہیں ابن
الزبیر رضہ نے بارش میں طواف کیا ہے
جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے، ابن جماعۃ
نے اپنی سنن میں ابن عمر رضہ سے ایک روایت
اسی معنی کی نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ اس کی کچھ نہ کچھ اصل ہے۔

۴۹۸ - حديث من طاف
حول البيت سبعا في يوم صائف
شديد حره وحسر عن رأسه
وقارب بين خطاه وقل التفاته
وغض بصره وقل كلامه الا
بذكر الله تعالى واستلم الحجر
في كل طواف من غير ان يؤذي
احدا كتب الله له بكل قدم
يرفعها ويضعها سبعين الف
حسنة ومحا عنه سبعين الف

جو شدید گرمی میں بیت اللہ کے
سات طواف کرے، اپنے سر کو کھول رکھے
اپنی غلطیوں کو سامنے رکھے، ادھر ادھر
توجہ کم کرے، نگاہ کو نیچی رکھے، اور
بات کم کرے، سوائے اللہ کے ذکر کے
اور ہر طواف میں کسی کو ایذا پہنچائے بغیر
حجر کو چومے اللہ تعالے اس کے
ہر قدم کے بدلے ستر ہزار نیکیاں لکھتا ہے
اور ستر ہزار برائیاں مٹاتا ہے، ستر ہزار درجے
بلند کرتا، اس کی جانب سے ستر غلام

سَبْعَةٍ وَرُفِعَ لَهُ سَبْعِيْنَ اَلْفَ دَرَجَةٍ وَيُعْتِقُ اللّٰهُ عَنْهُ سَبْعِيْنَ رَقَبَةً عَنْ كُلِّ رَقَبَةٍ عَشَرَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَيُعْطِيْهِ اللّٰهُ تَعَالٰى سَبْعِيْنَ شَفَاعَةً اِنْ شَاءَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِنْ شَاءَ فِي الْعَامَّةِ وَاِنْ شَاءَ عُجِّلَتْ لَهُ فِي الدُّنْيَا وَاِنْ شَاءَ اُخِّرَتْ لَهُ فِي الْآخِرَةِ اَخْرَجَهُ الْجُنْدِيُّ فِيْ تَارِيْخِ مَكَّةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا وَفِيْ رِسَالَةِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَمَنَاسِكِ ابْنِ الْحَاجِّ نَحْوُهُ لٰكِنَّ آثَارَ الْوَضْعِ لَائِحَةٌ لَدَيْهِ وَلِذَا قَالَ السَّخَاوِيُّ اِنَّهٗ بَاطِلٌ ۔

آزاد کرتا جن میں سے ہر ایک کی قیمت دس ہزار ہوتی ہے۔ اور اسے ستر آدمیوں کی شفاعت مرحمت فرماتا ہے چاہے اپنے گھر والوں کی کرے۔ یا عام لوگوں کی چاہے دنیا میں اسے طلب کرلے اور چاہے آخرت کے لئے رکھ لے۔ جندی نے اسے تاریخ مکہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ رسالۃ الحسن البصری اور مناسک ابن الحاج وغیرہ میں بھی اسی قسم کی روایات ہیں۔ لیکن آثار وضع ان کے نزدیک چمک رہے ہیں۔ اسی باعث سخاوی کہتے ہیں یہ باطل ہے۔

۴۹۹ حَدِيْثُ مَنْ طَافَ اُسْبُوْعًا حَافِيًا حَاسِرًا كَانَ لَهٗ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ وَمَنْ طَافَ اُسْبُوْعًا فِي الْمَطَرِ غُفِرَ لَهٗ مَا سَلَفَ مِنْ ذَنْبِهٖ ذَكَرَهُ الْغَزَالِيُّ فِي الْاِحْيَاءِ وَقَالَ

جو ہفتے کے روز ننگے سر اور ننگے پاؤں طواف کرے اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے اور ہفتہ کے روز بارش میں طواف کرے اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اسے غزالی نے احیاء میں ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں: میں نے اسے

الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْهُ هٰكَذَا وَعِنْدَ
التِّرْمِذِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ
ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَنْ طَافَ
بِالْبَيْتِ أُسْبُوعًا فَأَحْصَاهُ كَانَ
كَعِتْقِ رَقَبَةٍ قُلْتُ وَفِي الْجَامِعِ
الصَّغِيرِ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا
وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ.

اس طرح نہیں پایا۔ لیکن ترمذی اور ابن ماجہ میں
ابن عمرؓ سے اسی طرح ہے کہ جو ہفتہ کے
روز طواف کرے، اور اسے گھیرے (یعنی
چاروں طرف) تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کا
ثواب ملتا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں
ہے جو بیت اللہ کا طواف کرے اور دو رکعت نماز
پڑھے تو اسے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

٥٠٠ - حَدِيثُ مَنْ عَبَدَ اللهَ
بِجَهْلٍ كَانَ مَا يُفْسِدُهُ أَكْثَرَ مِمَّا
يُصْلِحُ يُرْوٰى مِنْ كَلَامِ ضِرَارِ بْنِ
الْأَزْوَرِ الصَّحَابِيِّ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ
عَنْ وَاثِلَةَ مَرْفُوعًا الْمُتَعَبِّدُ بِغَيْرِ
فِقْهٍ كَالْحِمَارِ فِي الطَّاحُونَةِ وَيُؤَيِّدُهُ
حَدِيثُ الْفَقِيهُ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى
الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ.

جو اللہ کی جہالت کے ساتھ عبادت کرے
تو اللہ تعالے اس کی صلاحیتوں کو بھی مٹا
دیتا ہے یہ ضرار بن الازور صحابی کا قول ہے
دارمی نے واثلہ بن الاسقع سے مرفوعاً روایت
کیا ہے بغیر علم کے عبادت کرنے والا ایسا ہی ہے
جیسا کہ چکی میں گدھا، اور اس کی تائید یہ حدیث
بھی کرتی ہے ایک عالم شیطان کے لئے ایک
ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔

٥٠١ - حَدِيثُ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ
فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَةَ
مَوْضُوعٌ وَقَالَ السَّمْعَانِيُّ أَنَّهُ لَا
يُعْرَفُ مَرْفُوعًا وَإِنَّمَا يُحْكٰى عَنْ

جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے
خدا کو پہچان لیا، ابن تیمیہؒ کہتے ہیں یہ موضوع
ہے، سمعانیؒ کہتے ہیں یہ مرفوعاً پہچانی
نہیں جاتی۔ یہ یحیی بن معاذ الرازی کا قول

يحيى بن معاذ الرازي من قوله وقال النووي انه ليس بثابت يعني من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا معناه ثابت فقد قيل من عرف نفسه بالجهل فقد عرف ربه بالعلم ومن عرف نفسه بالفناء فقد عرف ربه بالبقاء ومن عرف نفسه بالعجز والضعف فقد عرف ربه بالقدرة والقوة وهو مستفاد من قوله تعالى (ومن يرغب عن ملة ابراهيم الا من سفه نفسه) اى جهلها حيث لم يعرف ربها۔

ہے۔ امام نووی رح فرماتے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں۔ لیکن معنی اس کے صحیح ہیں۔ یعنی جس نے اپنے نفس کو باعتبار جہالت پہچان لیا۔ اس نے خدا کو باعتبار علم پہچان لیا۔ یا جس نے اپنے نفس کی فنا کو پہچان لیا اس نے خدا کی بقا کو پہچان لیا یا جس نے اپنے عجز اور ضعف کو پہچان لیا۔ اس نے خدا کی قدرت اور قوت کو پہچان لیا۔ اور یہ بات قرآن سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ ابراہیم ع کی ملت سے وہی انکار کر سکتا ہے۔ جو اپنے نفس سے جاہل ہو۔ یعنی اپنی جہالت کی بنا پر خدا کو نہیں پہچانتا۔

۵۰۲۔ حديث من عرف نفسه استراح ليس في المرفوع بل يروى عن سفيان بن عيينة ليس يضره المداح من عرف نفسه يعني فاستراح من مدح الخلق وذمهم

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے آرام پا لیا۔ یہ مرفوع حدیث نہیں بلکہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اسے کوئی تعریف نقصان نہیں پہنچا سکتی یعنی اس نے لوگوں کی تعریف اور برائی سے آرام پالیا۔

۵۰۳۔ حَدِیْثُ مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ فَکَتَمَ فَمَاتَ مَاتَ شَهِیْدًا یُرْوٰی مِنْ طَرِیْقِ سُوَیْدِ ابْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ اَبِیْ یَحْیَی الْقَتَّاتِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِهٖ مَرْفُوْعًا بِلَفْظٍ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَهُوَ مِمَّا اَنْکَرَهُ ابْنُ مَعِیْنٍ وَغَیْرُهٗ عَلٰی سُوَیْدٍ حَتّٰی حَکَی الْحَاکِمُ عَنْ یَحْیَی بْنِ مَعِیْنٍ لَمَّا ذُکِرَ لَهٗ هٰذَا الْحَدِیْثُ قَالَ لَوْ کَانَ لِیْ فَرَسٌ وَرُمْحٌ غَزَوْتُ سُوَیْدًا قَالَ الْهَرَوِیُّ وَلٰکِنَّهٗ لَمْ یَنْفَرِدْ بِهٖ فَقَدْ رَوَاهُ الزُّبَیْرُ بْنُ بَکَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ بِهٖ مَرْفُوْعًا وَهُوَ سَنَدٌ صَحِیْحٌ وَقَدْ ذَکَرَهُ ابْنُ حَزْمٍ فِیْ مَعْرِضِ الْاِحْتِجَاجِ فَقَالَ فَاِنْ اَهْلَکْتُ هَوًی اَهْلِکْ شَهِیْدًا

جس نے عشق کیا پھر پاک دامن رہا اور چھپایا تو وہ شہید کی موت مرا۔ یہ اس سند سے روایت کی جاتی ہے۔ سوید بن نصر، علی بن مسہر، ابو یحییٰ القتات مجاہد اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوعاً مروی ہے۔ سوید پر یحییٰ بن معین نے انکار کیا ہے۔ حتیٰ کہ حاکم نے یحییٰ بن معین سے یہ روایت کیا ہے۔ کہ جب ان کے سامنے یہ حدیث ذکر کی گئی۔ تو انہوں نے فرمایا اگر میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہوتا تو سوید سے جنگ کرتا ہروی کہتے ہیں لیکن سوید اسے روایت کرنے میں منفرد نہیں بلکہ اسے زبیر بن بکار نے اس سند کے ساتھ عبدالملک بن عبدالعزیز الماجشون عبدالعزیز بن ابی حازم، ابن ابی نجیح مجاہد سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور یہ سند صحیح ہے۔ ابن حزم نے اسے معرض احتجاج میں ذکر کیا ہے اور فرمایا اگر خواہش ہلاک ہو گئی تو وہ شہید مرا۔ اگرچہ وہ آنکھ کے قرار کی تمنا کرے۔ اسے ہم سے ثقہ لوگوں نے روایت

وَاِنْ تَمُتْ بَقِيْتَ قَرِيْرَ عَيْنٍ
رَوَى لَنَا هٰذَا اَقْوَامٌ ثِقَاتٌ نَاقُوْا
بِالصِّدْقِ عَنْ كِذْبٍ وَمَيْنٍ وَ
قَالَ ابْنُ الرَّبِيْعِ تَعَفَّفَ اِذَا مَا
تَخَلَّى بِالْخِلِّ عِلْمًا يَكُوْنُ الْمَوْلٰى نَاظِرًا
وَشَهِيْدًا فَفِيْ خَبَرِ الْمُخْتَارِ مَنْ عَفَّ
كَاتِمًا هَوَاهُ اِذَا مَاتَ مَاتَ شَهِيْدًا
قَالَ السُّيُوْطِيُّ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِيْ تَارِيْخِ
نَيْسَابُوْرَ وَالْخَطِيْبُ فِيْ تَارِيْخِ
بَغْدَادَ وَابْنُ عَسَاكِرَ فِيْ تَارِيْخِ
دِمَشْقَ وَاَخْرَجَ الْخَطِيْبُ اَيْضًا مِنْ
حَدِيْثِ عَائِشَةَ بِلَفْظِ مَنْ عَشِقَ
فَعَفَّ فَمَاتَ مَاتَ شَهِيْدًا
وَاَوْرَدَهُ الدَّيْلَمِيُّ بِلَا اِسْنَادٍ اَلْعِشْقُ
مِنْ غَيْرِ رِيْبَةٍ كَفَّارَةٌ لِلذُّنُوْبِ ۔
۴۸۵۔ حَدِيْثُ مَنْ عَصَى اللّٰهَ
فِيْ غُرْبَتِهِ رَدَّهُ اللّٰهُ خَائِبًا اِلٰى فِيْ
كُرْبَتِهِ تَرْجَمَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ
عَلَيْهِ قُلْتُ وَلَا اَصْلَ لَهُ فِيْمَا اَعْلَمُ ۔

کیا ہے۔ جو کذب سے پاک ہیں ابن الربیع ؒ
کہتے ہیں پاکدامنی سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ خلوت
میں ہوں تب بھی وہ اس خیال سے پاکدامن
رہیں کہ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور حاضر ہے
کیونکہ حدیث میں ہے جو اپنی خواہش کو چھپاتے
ہوئے پاکدامن رہے۔ تو جب وہ مریگا
تو شہید کی موت مرے گا۔ سیوطی ؒ کہتے
ہیں اسے حاکم نے تاریخ نیشاپور میں خطیب نے
تاریخ بغداد میں اور ابن عساکر نے تاریخ
دمشق میں روایت کیا ہے خطیب نے عائشہ
سے بھی ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا
ہے۔ خطیب ؒ نے عائشہ ؓ سے بھی ان الفاظ کے
ساتھ روایت کیا ہے۔ جو عشق کرے پھر پاکدامن
رہے تو وہ شہید کی موت مرے گا اور دیلمی ؒ نے بلا سند یہ
روایت کی ہے عشق بغیر شک کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

جو سفر میں اللہ کی نافرمانی کرے اللہ تعالیٰ اسے
مصیبت میں ٹالے گا۔ سخاوی نے اس کی سرخی باندھی
ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں فرمایا۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں جہانتک میں جانتا ہوں اس کی کوئی اصل نہیں۔

۵۰۵۔ حَدِيْثُ مَنْ عَلَّمَ أَخَاهُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ فَقَدْ مَلَكَ رَقَبَتَهُ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ مَوْضُوْعٌ وَفِي الذَّيْلِ هُوَ كَمَا قَالَ ۔

جس نے اپنے بھائی کو قرآن کی ایک آیت کی تعلیم دی تو وہ اس کی گردن کا مالک ہو گیا ابن تیمیہ کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ ذیل میں بھی ایسا ہی ہے

۵۰۶۔ حَدِيْثُ مَنْ فَضَّلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ابْنِيْ بِعَلِيٍّ فَعَلَيْهِ كَذَا وَكَذَا بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهُ وَهُوَ مِنْ مُفْتَرَيَاتِ الشِّيْعَةِ الشَّنِيْعَةِ ۔

جو میرے اور میری اولاد کے درمیان علی کے ذریعہ فرق کرے تو اس پر اتنا اتنا گناہ ہے۔ یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور یہ شیعوں کی مفتریات میں سے ہے ۔

۵۰۷۔ حَدِيْثُ مَنْ قَالَ فِيْ دِيْنِنَا بِرَأْيِهِ فَاقْتُلُوْهُ وَضَعَهُ إِسْحَاقُ الْمَلْطِيُّ كَمَا فِي الْوَجِيْزَةِ ۔

جو ہمارے دین میں اپنی رائے سے کوئی بات کہے اسے قتل کر ڈالو اسے اسحاق الملطی نے وضع کیا تھا۔ جیسا کہ وجیزہ میں ہے ۔

۵۰۸۔ حَدِيْثُ مَنْ تَقَدَّمَ لِأَخِيْهِ بِقَبْقَابٍ يَتَوَضَّأُ بِهِ فَكَأَنَّمَا قَدَّمَ جَوَادًا قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ هُوَ مَوْضُوْعٌ وَفِي الذَّيْلِ هُوَ كَمَا قَالَ

جو اپنے بھائی کے وضو کے لئے لوٹا آگے کرے تو گویا اس نے ایک گھوڑا پیش کیا۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ ذیل میں بھی ایسا ہی ہے ۔

۵۰۹۔ حَدِيْثُ مَنْ قَرَأَ بِالْبَقَرَةِ وَلَمْ يَدْعُ بِالشَّيْخِ فَقَدْ ظَلَمَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ قُلْتُ لَعَلَّ أَصْلَهُ أَنَّ مَنْ كَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ

جو سورت بقرہ پڑھے اور شیخ نہ کہا جائے تو اس پر ظلم نہ کرے اس نے ظلم کیا۔ سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں، ہو سکتا ہے۔ کہ زہراوین (بقرہ و آل عمران)

إِذَا قَرَأَ الزَّهْرَاوَيْنِ كَانَ جَلِيلًا عِنْدَهُمْ۔

کا پڑھنا صحابہ کے نزدیک بڑا کام سمجھا جاتا ہو۔

۵۱۰۔ حَدِيثُ مَنْ قَرَأَ بِالْقُرْآنِ مَنْكُوسًا أُلْقِيَ فِي النَّارِ مَنْكُوسًا مَوْضُوعٌ۔

جو الٹا قرآن پڑھے۔ اسے الٹا دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ یہ موضوع ہے۔

۵۱۱۔ حَدِيثُ مَنْ قَرَأَ فِي الْفَجْرِ بِأَلَمْ نَشْرَحْ وَأَلَمْ تَرَ كَيْفَ لَمْ يَرْمَدْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ وَكَذَا قِرَاءَةُ سُورَةِ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ عَقِيبَ الْوُضُوءِ لَا أَصْلَ لَهُ وَهُوَ مُفَوِّتٌ سُنَّتَهُ انْتَهَى وَأَرَادَ أَنَّهُ لَا أَصْلَ لَهُ فِي الْمَرْفُوعِ وَإِلَّا فَقَدْ ذَكَرَ الْفَقِيهُ أَبُو اللَّيْثِ السَّمَرْقَنْدِيُّ وَهُوَ إِمَامٌ جَلِيلٌ وَأَمَّا قَوْلُهُ وَهُوَ مُفَوِّتٌ سُنَّتَهُ أَيْ سُنَّةَ الْوُضُوءِ فَفِيهِ أَنَّ الْوُضُوءَ لَيْسَ لَهُ سُنَّةٌ مُسْتَقِلَّةٌ كَمَا حَقَّقَهُ الْغَزَالِيُّ وَإِنَّمَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَ كُلِّ وُضُوءٍ وَلَمْ يُشْرَطْ أَحَدٌ فَوْرِيَّتَهَا بَعْدَهُ فَلَا

جو صبح کی نماز میں الم ترکیف اور الم نشرح پڑھے اس کی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔ سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ایسے ہی سورت القدر کا وضوء کے بعد پڑھنا۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں اور یہ سنت کو بھی فوت کرنے والا ہے مراد ان کی یہ ہے کہ مرفوعاً اس کی کوئی اصل نہیں۔ ورنہ فقیہ ابو اللیث السمرقندی نے جو بڑے امام ہیں اس کا ذکر کیا ہے۔ رہا یہ قول کہ سنت کو فوت کرنے والا ہے۔ تو مراد یہ کہ وضوء کی سنت کو کیونکہ وضوء میں کوئی سنت مستقلہ نہیں جیسا کہ غزالیؒ نے تحقیقاً ثابت کیا ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ ہر وضوء کے بعد نماز پڑھی جائے۔ اور اس کی جلدی کی شرط نہیں۔ تو وضوء کے بعد اور نماز سے

يُنَافِي قِرَاءَةَ سُورَةٍ وَغَيْرِهَا عَقِيبَ الْوُضُوءِ قَبْلَ الصَّلَاةِ نَعَمْ قِيلَ الْأَوْلَى أَنْ يُصَلِّيَ قَبْلَ أَنْ يَنْشِفَ أَعْضَاءَهُ وُضُوءُهُ وَاللهُ أَعْلَمُ۔

قبل کسی سورت وغیرہ کا پڑھنا۔ اس کے منافی نہ ہوگا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وضو کے اعضاء سوکھنے سے قبل نماز پڑھی جائے۔

فائدہ۔ وضو کے بعد یہ دعا حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو علی کل شئ قدیر۔ اللہم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین۔

۵۱۲ - حَدِيثُ مَنْ قَصَدَنَا وَجَبَ حَقُّهُ عَلَيْنَا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ لَكِنْ فِي مَعْنَاهُ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَإِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ وَقَدْ مَضٰى قُلْتُ وَكَذَا لَكِنْ فِي مَعْنَاهُ إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ وَلَا شَكَّ أَنَّ كُلَّ مُؤْمِنٍ كَرِيمٌ عِنْدَ اللهِ بِشَهَادَةِ قَوْلِهِ تَعَالٰى إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ۔

جو ہمارا ارادہ کرے ہم پر اس کا حق واجب ہو چکا۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں لیکن مراد یہ ہے کہ سائل کا حق ہے چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ اور یہ حدیث گذر چکی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے جب تمہارے پاس کوئی قوم کا شریف شخص آئے تو اس کی عزت کرو اور اس میں بھی شک نہیں کہ ہر شخص اللہ کے نزدیک شریف ہے۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ شریف تم میں سے زیادہ متقی ہے

۵۱۳ - حَدِيثُ مَنْ قَصَّ أَظْفَارَهُ مُخَالِفًا لَمْ يَرَ فِي عَيْنَيْهِ رَمَدًا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَجِدْهُ لَكِنْ نَصَّ

جو مخالف طور پر ناخون کاٹے اس کی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔ سخاوی کہتے ہیں میں نے اسے کہیں نہیں پایا۔ امام احمد بن حنبل اس کے

الامام احمد على استحبابه كان الشرف الدمياطي يأثر ذلك عن بعض مشائخه .

کے مستحب ہونے کے قائل ہیں اور شرف الدمیاطی اسے بعض مشائخ سے نقل کیا کرتے تھے۔

۵۱۴. حديث من قضى صلوة من الفرائض في اخر جمعة من شهر رمضان كان ذلك جابرًا لكل صلوة فائتة في عمره الى سبعين سنة باطل قطعا لانه مناقض للاجماع على ان شيئا من العبادات لا يقوم مقام فائتة سنوات ثم لا عبرة بنقل النهاية ولا بقية شراح الهداية فانهم ليسوا من المحدثين ولا اسندوا الحديث الى احد من المخرجين .

جو ماہ رمضان کے اخیر جمعہ میں سے کوئی نماز چھوڑ دے۔ تو وہ ہر نماز پر جو اس نے اپنی زندگی میں چھوڑی ہے ستر سال تک ظلم کرتاہے گا۔ یہ قطعی طور پر باطل ہے۔ کیونکہ یہ اجماع کے قطعی طور پر منافی ہے کیونکہ عبادات میں سے کوئی بھی عبادت ایسی نہیں جو کئی سال کے عبادت کے قائم مقام ہو سکے۔ صاحب نہایہ یا شراح ہدایہ کا نقل کرنا اسے معتبر نہ ہوگا کیونکہ وہ محدث نہیں ہیں۔ اور نہ انہوں نے حدیث کی کسی مخرج کی جانب نسبت کی ہے۔

۵۱۵. حديث من قطع رجاء من ارتجاه قطع الله منه رجاء يوم القيامة فلم يلج الجنة ينسب لحيوة الحيوان الكبرى معروف

جن سے امید کی جا سکتی ہے اگر ان سے قطع امید کرے تو اللہ تعالے قیامت کے لئے بھی اس کی امید منقطع کر دے گا۔ اور وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ حیوۃ الحیوان الکبریٰ کی جانب منسوب

احمد عن ابی هریرة به مرفوعا وقال السخاوی وذلک مختلف علی احمد۔

کی جاتی ہے کہ اس نے امام احمد کے ذریعہ ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے سخاوی کہتے ہیں یہ امام احمد پر مختلف ہے۔

۵۱۶- حدیث من کتم سره ملک امره قال السخاوی لیس فی المرفوع۔

جو اپنے راز کو چھپائے اس کے کام کا اسی کو مالک بنا دیا جاتا ہے (یعنی وہی ذمہ دار رہ جاتا ہے) سخاوی کہتے ہیں اس سے مرفوعاً واقف نہیں۔

۵۱۷- حدیث من کثرت صلوته باللیل حسن وجهه بالنهار لا اصل له وهو موضوع من غیر قصد نفعل اتفق ائمة المحدثین علی انه من قول شریک قاله لثابت لما دخل علیه ذکره السخاوی۔

جس کی رات کی نمازیں زیادہ ہوں اس کا چہرہ دن میں حسین ہو جاتا ہے اس کی کوئی اصل نہیں بلا ارادہ وضع ہو گئی کیونکہ ائمہ حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ یہ جملہ شریک کے لئے ثابت البنانی نے کہا تھا۔ جب شریک ان کے پاس گئے (شریک معتبر رواۃ میں سے ہیں) وہ ثابت کے اس قول کو غلطی سے حدیث سمجھ بیٹھے جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے۔

۵۱۸- حدیث من لبس نعلا صفراء قل همه یروی عن ابن عباس مرفوعا بلفظ لم یزل فی سرور ما دام لابسها بدل قل همه وقال ابن ابی حاتم عن ابیه انه کذب موضوع وعزاه الزمخشری

جو زرد جوتے پہنے اس کی کوشش کم ہو جاتی ہے، یہ ابن عباس سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کی جاتی ہے اس کا پہننے والا ہمیشہ سرور میں رہتا ہے۔ ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے روایت کیا ہے یہ جھوٹ موضوع ہے اور زمخشری نے کشاف میں اسے حضرت علیؓ کی جانب منسوب کیا ہے

فِی الْکَشَّافِ لِتَعَلُّقٍ بِلَفْظِ التَّرْجَمَۃِ	اور اس کا ماخذ اللہ تعالے کا یہ قول ہے اس
وَکَانَ الْمَاخَذُ قَوْلَہٗ تَعَالٰی صَفْرَآءُ	گلئے کا رنگ گہرا زرد ہونا چاہیئے. جو دیکھنے
فَاقِعٌ لَّوْنُھَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ۔	والوں کو بھی خوش کر دے ۔
۵۱۹ - حَدِیْثُ مَنْ لَعِبَ بِالشِّطْرَنْجِ	جو شطرنج کھیلے وہ ملعون ہے. نووی فرماتے
فَھُوَ مَلْعُوْنٌ قَالَ النَّوَوِیُّ لَا یَصِحُّ	ہیں یہ صحیح نہیں بلکہ جھوٹ اور مرفوعاً اس باب میں
بَلْ ھُوَ کِذْبٌ لَمْ یَثْبُتْ مِنَ الْمَرْفُوْعِ	کوئی حدیث ثابت نہیں. ملا علی قاری فرماتے
فِیْ ھٰذَا الْبَابِ شَیْءٌ ذَکَرَہُ السَّخَاوِیُّ	ہیں. ایک حدیث وارد ہے کہ جو شطرنج کھیلے
قُلْتُ وَقَدْ وَرَدَ مَلْعُوْنٌ مَنْ لَعِبَ	یا شطرنج کی جانب دیکھے وہ ملعون ہے اور ایسا
بِالشِّطْرَنْجِ وَالنَّاظِرُ اِلَیْھَا کَالْاٰکِلِ	ہی ہے جیسا کہ سور کا گوشت کھانے والا۔ ابن
لَحْمِ الْخِنْزِیْرِ رَوَاہُ ابْنُ عَبْدَانَ وَ	عبدان. ابو موسیٰ. اور ابن حزم نے اسے حبۃ بن
اَبُوْ مُوْسٰی وَابْنُ حَزْمٍ عَنْ حَبَّۃَ بْنِ	مسلم سے مرسلاً روایت کیا ہے. جیسا کہ سیوطیؒ
مُسْلِمٍ مُرْسَلًا کَذَا فِیْ جَامِعِ الصَّغِیْرِ	کی جامع الصغیر میں ہے. اور انہوں نے قاعدہ کے
لِلسُّیُوْطِیِّ وَھُوَ مُلْتَزِمٌ اَنْ لَّا یَذْکُرَ	مطابق اس کے موضوع ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ اور
فِیْہِ مَوْضُوْعًا وَالْمُرْسَلُ حُجَّۃٌ عِنْدَ	مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے. غایت امر یہ ہے
الْجُمْھُوْرِ فَغَایَۃُ الْاَمْرِ فِیْہِ اَنَّ سَنَدَہٗ	کہ اس کی سند ضعیف ہے. اور شطرنج کی
ضَعِیْفٌ وَیَتَقَوّٰی بِاَحَادِیْثَ ثَابِتَۃٍ	برائی میں جو احادیث ثابت ہیں وہ اسے تقویت
وَرَدَتْ فِیْ ذَمِّ الشِّطْرَنْجِ۔	پہنچاتی ہیں۔

فائدہ :- ابو موسیٰ اشعریؓ سے مسلمؒ، ابو داؤدؒ، ابن ماجہؒ، ابن حبانؒ، اور حاکم وغیرہ نے یہ روایت کی ہے کہ جو چوسر کھیلے اس نے اپنے ہاتھ سور کا خون میں رنگے ہیں. چوسر کی حرمت میں بہت سی احادیث

صحیح وارد ہیں۔ لیکن حافظ عبد العظیم المنذری نے اپنی ترغیب ترہیب میں اس روایت میں لفظ شطرنج کا بھی اضافہ کیا ہے۔ اگرچہ وہ خوان کے نزدیک زیادت راوی ہے لیکن دیگر احادیث سے اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے ایک تو ابن عبدان وغیرہ کی روایت اوپر گذر چکی۔ ابن حجر المکی نے زواجر میں ابو موسیٰؓ سے یہ روایت کی ہے کہ شطرنج سوائے گنہگار کے کوئی نہیں کھیل سکتا۔ ابن حجر المکی نے ابن عمرؓ سے یہ روایت کیا ہے کہ شطرنج بدترین جوا ہے اسی طرح ابن عباسؓ۔ ابراہیم نخعیؒ۔ مجاہدؒ۔ اسحٰق بن راہویہ وغیرہ سے بھی اس کی ممانعت ثابت ہے اشرم نے اپنی جامع میں واثلہ بن الاسقع سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر روز مخلوق کی جانب تین سو ساٹھ بار نظر کرتا ہے۔ اس میں شطرنج کھیلنے والے کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ ابوبکر اجری نے ابو ہریرہؓ سے یہ روایت کیا ہے کہ جب تم ان جوا کھیلنے والوں یعنی چوسر اور شطرنج کھیلنے والوں کے پاس سے گزرو۔ تو انہیں سلام نہ کرو۔ اور ایک روایت میں ابو ہریرہؓ سے یہ مروی ہے۔ کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب شطرنج کھیلنے والے کو ہوگا ان روایات میں موقوف روایات بطریقہ حسن ثابت ہیں۔ اور اس کی حرمت ابو ہریرہؓ ابو موسیٰ اشعریؓ۔ ابن عمرؓ۔ ابن عباسؓ۔ اسحٰق بن راہویہ۔ مجاہدؒ۔ ابراہیم نخعیؒ۔ ابو حنیفہؒ مالکؒ۔ احمد بن حنبلؒ وغیرہ سے متفقہ طور پر ثابت ہے۔ صرف امام شافعی اور امام عامر شعبیؒ اس کے جواز کے چند شرائط کے ساتھ قائل ہیں۔ امام شافعی رح کے نزدیک اس میں جوا اور نماز وغیرہ سے غفلت نہ ہو اور امام شعبیؒ اس میں ایک اور اضافہ فرماتے ہیں۔ کہ گالی گلوچ بھی نہ ہو۔ جیسا کہ حافظ منذری نے ترغیب وترہیب میں ذکر کیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ مرفوع روایات اگرچہ ضعیف ہیں۔ لیکن ایک دوسری کی تقویت ہی کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ روایت درجہ حسن لغیرہ

میں داخل ہوئی۔ اور جب صحابہ کرام سے اس کی حرمت اور ممانعت صحیح طور پر ثابت ہے۔ تو اب اگر یہ کہا جائے کہ یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔ تو غلط نہ ہوگا۔ اور امام نووی رحمہ اللہ تعالےٰ کا یہ فرمانا کہ یہ ثابت نہیں یعنی مرفوعاً ثابت نہیں۔ اور صحابہ کی اقتدار دین کا ایک اہم جزو ہے۔ اسے ترک نہیں کیا جا سکتا۔

۵۲۰ حدیث مَنْ لَمْ یُدَاوِمْ عَلٰی اَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ لَمْ تَنَلْهُ شَفَاعَتِیْ ذَکَرَهُ السُّیُوْطِیُّ فِیْ اٰخِرِ کِتَابِ الْمَوْضُوْعَاتِ اَنَّ الْحَافِظَ ابْنَ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِیَّ سُئِلَ عَنْهُ فَاَجَابَ بِاَنَّهٗ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ۔

جو ظہر سے قبل کی چار رکعتوں کی پابندی نہ کرے اسے میری شفاعت نہ پہنچے گی۔ سیوطی نے اسے کتاب الموضوعات کے اخیر میں ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ حافظ ابن حجر سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

۵۲۱ حدیث مَنْ لَمْ یَخَفِ اللّٰهَ خِیْفَ مِنْهُ لَمْ یَثْبُتْ مَبْنَاهُ وَصَحِیْحٌ مَعْنَاهُ۔

جو اللہ سے نہ ڈرے۔ اس سے ڈرا جائے۔ یہ لفظاً ثابت نہیں لیکن معنیً صحیح ہے۔

۵۲۲ حدیث مَنْ لَمْ یُصْلِحْهُ الْخَیْرُ یُصْلِحْهُ الشَّرُّ هُوَ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ۔

جس کی بھلائی اصلاح نہ کرسکے اس کی برائی اصلاح کر دیتی ہے۔ یہ بعض سلف کا کلام ہے۔

۵۲۳ حدیث مَنْ لَمْ یَکُنْ عِنْدَهٗ صَدَقَةٌ فَلْیَلْعَنِ الْیَهُوْدَ

جس کے پاس صدقہ نہ ہو۔ وہ یہود پر لعنت کرے۔ یہ صحیح

لا یصح۔

نہیں ہے۔

۵۲۴ حدیث من لانت کلمتہ وجبت محبتہ من کلام علیؓ قالہ الخطیب

جس کی گفتگو نرم ہو اس کی محبت واجب ہے یہ حضرت علیؓ کا قول ہے، جیسا کہ خطیبؒ نے روایت کیا ہے۔

۵۲۵ حدیث من لم ینفعہ علمہ ضرہ جھلہ لا اعرفہ۔

جسے علم نفع نہ پہنچائے اسے اس کی جہالت نقصان پہنچائیگی۔ میں اسے نہیں پہچانتا۔

۵۲۶۔ حدیث من نصح جاھلا عاداہ جاء عن بعض السلف ولیس فی شیء من المسندات وقال السخاوی لا استحضرہ بل روی الخطیب عن معمر بن المثنی لا تردن علی معجب خطا فیستفید منک علما ویتخذک عدوا۔

جو جاہل کو نصیحت کرے اسے اپنا دشمن بناتا ہے۔ بعض اسلاف کا کلام ہے، یہ مسند روایت نہیں سخاوی کہتے ہیں میں اسے نہیں جانتا لیکن خطیب نے معمر بن المثنی سے روایت کیا ہے۔ کہ خطا، کی جگہ پر نہ جاؤ۔ کیونکہ وہ تجھ سے علم کا فائدہ تو اٹھائے گا، اور تجھے اپنا دشمن بنائے گا۔

۵۲۷ حدیث من وسع علی عیالہ فی یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ السنۃ کلھا وفی روایۃ سائر سنتہ قال الزرکشی لا یثبت انما ھو من کلام محمد بن المنتشر قال السیوطی کلا بل

جو عاشوراء کے روز اپنے گھر والوں پر وسعت کرے اللہ تعالیٰ اس پر سارا سال وسعت کرتا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں یہ ثابت نہیں بلکہ محمد بن المنتشر کا کلام ہے، سیوطیؒ کہتے ہیں ہرگز ایسا نہیں، بلکہ یہ صحیح ہے ثابت ہے بیہقیؒ نے شعب الایمان میں ابو سعید خدریؓ ابو ہریرہؓ

هُوَ ثَابِتٌ صَحِيْحٌ اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي
الشُّعَبِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِي سَعِيْدٍ
الْخُدْرِيِّ وَاَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ
وَجَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَقَالَ
اَسَانِيْدُهُ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ وَلٰكِنْ اِذَا
ضُمَّ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَاُقُوَّةً وَقَالَ
الْحَافِظُ اَبُو الْفَضْلِ الْعِرَاقِيُّ فِي اَمَالِيْهِ
حَدِيْثُ اَبِي هُرَيْرَةَ هٰذَا وَرَدَ مِنْ
طُرُقٍ صَحَّحَ بَعْضَهَا اَبُو الْفَضْلِ بْنِ
نَاصِرٍ وَاَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي
الْمَوْضُوْعَاتِ مِنْ طَرِيْقِ سُلَيْمَانَ
بْنِ اَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْهُ وَقَالَ
سُلَيْمَانُ مَجْهُوْلٌ ذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ
فِي الثِّقَاتِ قَالَ فَالْحَدِيْثُ حَسَنٌ
عَلٰى رَأْيِهِ قَالَ وَلَهُ طُرُقٌ عَنْ جَابِرٍ
عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ اَخْرَجَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ
فِي الْاِسْتِذْكَارِ مِنْ رِوَايَةِ اَبِي الزُّبَيْرِ
عَنْهُ وَهِيَ اَصَحُّ طُرُقِهِ قَالَ وَقَدْ
وَرَدَ اَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ رض

ابن مسعودؓ اور جابرؓ سے روایت کیا ہے
اگرچہ سب کی سندات ضعیف ہیں لیکن ایک
دوسرے کی تقویت کرتی ہیں۔ حافظ ابو الفضل
العراقی اپنی امالی میں فرماتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ
کی روایت مختلف سندات سے مروی ہے
جس میں سے بعض کو ابو الفضل بن ناصرؒ نے
صحیح قرار دیا ہے۔ ابن الجوزی نے سلیمان بن
ابی عبداللہ کے ذریعہ اسے ابو ہریرہؓ سے
موضوعات میں روایت کیا ہے اور ابن الجوزی
کہتے ہیں سلیمان مجہول ہے۔ لیکن ابن حبانؒ
نے سلیمان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ تو
حدیث ان کی رائے کے لحاظ سے حسن
ہوئی۔ ابن الجوزی کہتے ہیں یہ روایت جابرؓ
سے مسلم کی شرطوں کے مطابق کئی طریقوں
سے مروی ہے۔ ابن عبدالبرؒ نے استذکار
میں ابو الزبیر کے ذریعہ جابرؓ سے روایت کیا ہے
اور یہ سب سے عمدہ طریقہ ہے۔ ابن عبدالبرؒ
کہتے ہیں یہ ابن عمرؓ سے بھی مروی ہے اور دارقطنی
نے افراد میں ابن عمرؓ سے موقوفاً روایت

وَاَخْرَجَہُ الدَّارَ قُطْنِیْ فِی الْاَفْرَادِ مَوْقُوْفًا	کیا ہے۔ اور اسے ابن عبد البر رح نے
عَلٰی ابْنِ عُمَرَ وَقَدْ اَخْرَجَہُ ابْنُ عَبْدِالْبَرِّ	ایک عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے
بِسَنَدٍ جَیِّدٍ وَرَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِی	بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن المنتشر سے
الشُّعَبِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ	بھی روایت کیا ہے اور وہ کہتے ہیں یہ کہا جاتا تھا
کَانَ یُقَالُ فَذَکَرَہٗ وَقَدْ جَمَعْتُ	اور پھر انہوں نے حدیث ذکر کی اس کے تمام
طُرُقَہٗ فِیْ جُزْءٍ ھٰذَا الْکَلَامِ الْعِرَاقِیِّ	طرق عراقی کی امالی میں ایک جزو میں جمع ہیں۔
فِیْ اَمَالِیْہِ نَقَلَہُ السُّیُوْطِیُّ وَقَالَ	جسے سیوطی نے نقل کیا ہے۔ میں نے اس جزو
قَدْ لَخَّصْتُ الْجُزْءَ الَّذِیْ جَمَعَہٗ	کو مختصر کر کے تعقبات علی الموضوعات
فِی التَّعَقُّبَاتِ عَلَی الْمَوْضُوْعَاتِ ۔	میں جمع کر دیا ہے۔
۵۲۸۔ حَدِیْثُ مَنْ یَّخْطُبُ	جو حسین عورت کو پیغام دے
الْحَسْنَاءَ یُعْطِ مَھْرَھَا الْبَرَّ حَدِیْثٌ	تو اس کا مہر بھی دے ۔یہ حدیث نہیں
وَلَعَلَّ الْحَسْنَاءَ کِنَایَۃٌ عَنِ الْحَسَنَۃِ	ہے۔ اور ہو سکتا ہے حسناء سے مراد
الْمُعَبَّرِ عَنْھَا فِی التَّنْزِیْلِ بِالْحُسْنٰی	وہ نیکی ہو جو قرآن میں حسنیٰ سے تعبیر کی
وَمَھْرُھَا کِنَایَۃٌ عَنِ الْاَعْمَالِ	گئی ہے۔ اور مہر سے اعمال صالحہ کی جانب
الصَّالِحَۃِ الْمُسْتَحْسَنَۃِ ۔	کنایہ ہو۔
۵۲۹۔ حَدِیْثُ مِنْ تَمَامِ الْحَجِّ	حج کے کمال میں سے اونٹوں کو
ضَرْبُ الْجِمَالِ ھُوَ مِنْ کَلَامِ الْاَعْمَشِ	مارنا ہے۔ یہ اعمش رح کا کلام ہے جیسا کہ
قَالَہُ ابْنُ الرَّبِیْعِ قُلْتُ قَدْ صَحَّ	ابن الربیع رح کا قول ہے۔ ملا علی قاری رح
ضَرْبُ الصِّدِّیْقِ جَمَالَہٗ فِیْ حَجَّۃٍ	فرماتے ہیں یہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ حضرت

الوداع بحضرة النبي صلى الله عليه وسلم ولم ينكر عليه فدل على ان المراد منه اضافة المصدر الى فاعله وقيل اضافته الى المفعول وهو الاظهر ومعنى التمام اشهر والمعنى انه يحمل في سبيله حتى يضرب وهان والله المستعان۔

ابوبکر صدیق رض نے حضور کی موجودگی میں اپنے اونٹ کو مارا، اور آپ نے کوئی اعتراض نہ فرمایا۔ تو یہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ یہاں مصدر کی اضافت فاعل کی جانب ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اضافت مفعول کی جانب ہو اور یہ زیادہ عمدہ ہے، اور تمام کے معنی اشہور ہیں۔

۵۳۰۔ حديث من حسن المرافقة الموافقة ترجمه السخاوي ولم يتكلم عليه قلت ومعناه ما في المثل لولا الانعام لهلك الانام۔

موافقت کی دوستی کتنی عمدہ ہے سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے اور اس پر کوئی کلام نہیں فرمایا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی ایک مثال میں پائے جاتے ہیں اگر چوپائے نہ ہوتے تو مخلوق تباہ ہو جاتی۔

۵۳۱۔ حديث من علامة الساعة التدافع عن الامامة ليس بحديث ومعناه صحيح ذكره ابن الربيع وقد ورد عن سلامة بنت الحر مرفوعا ان من اشراط الساعة ان يتدافع اهل المسجد

قیامت کی علامت میں سے امامت سے رک جانا ہے، یہ حدیث نہیں ہے البتہ اس کے معنی صحیح ہیں۔ ابن الربیع نے اس کا ذکر کیا ہے، سلامہ رض بنت الحر سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اہل مسجد رک جائیں گے اور انہیں نماز پڑھانے کے لئے بھی

لَا يَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ .

کوئی نہ ملے گا۔ اسے امام احمدؒ، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۵۳۲۔ حَدِيثُ مِنْ فِتْنَةِ الْعَالِمِ أَنْ يَكُونَ الْكَلَامُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ السُّكُوتِ ذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ وَكَذَا ذَكَرَهُ فِي الْمُخْتَصَرِ .

عالم کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ انہیں کلام خاموشی سے زیادہ محبوب ہوگا۔ اسے غزالیؒ نے احیا میں ایک طویل حدیث میں ذکر کیا ہے عراقیؒ کہتے ہیں ابونعیمؒ اور ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے جیسا کہ عراقی نے مختصر میں ذکر کیا ہے۔

۵۳۳۔ حَدِيثُ مِنَ الذُّنُوبِ ذُنُوبٌ لَا يُكَفِّرُهَا إِلَّا الْوُقُوفُ بِعَرَفَةَ فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْ لَهُ أَصْلًا .

گناہوں میں سے بعض گناہ ایسے ہیں، کہ جنہیں سوائے عرفہ کے قیام کے کوئی شئے نہیں مٹا سکتی۔ یہ بھی احیاء میں ہے عراقی کہتے ہیں میں نے اس کی اصل کہیں نہیں پائی۔

۵۳۴۔ حَدِيثُ مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ إِنَّهُ غَيْرُ ثَابِتٍ قُلْتُ هُوَ مِنْ كَلَامِ الصُّوفِيَّةِ وَالْمَعْنَى مُوتُوا اخْتِيَارًا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا اضْطِرَارًا وَالْمُرَادُ بِالْمَوْتِ الْاِخْتِيَارِيِّ تَرْكُ الشَّهَوَاتِ وَاللَّهَوَاتِ وَمَا يَتَرَتَّبُ عَلَيْهَا مِنَ

مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ عسقلانیؒ کہتے ہیں، یہ ثابت نہیں ہے۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں، یہ صوفیاء کا کلام ہے اور مقصد یہ ہے، کہ اضطراری موت سے قبل خود اختیاری موت مر جاؤ۔ اور اختیاری موت سے مراد شہوات، لذات دنیا اور غفلتوں کو

مِنَ الدَّنَاءَاتِ وَالْغَفَلَاتِ ۔

ترک کر دینا ہے ۔

۵۳۵ حَدِيْثُ الْمَوْتُ كَفَّارَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ وَلَمْ يُصِبْ فِيْهِ كَمَا ذَكَرَهُ الْعِرَاقِيُّ فِي أَمَالِيْهِ مِنْ أَنَّهُ وَرَدَ مِنْ طُرُقٍ يَبْلُغُ بِهَا رُتْبَةَ الْحَسَنِ انْتَهَى وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ وَالْقُضَاعِيُّ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ رضہ مَرْفُوْعًا وَصَحَّحَهُ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ الْعِرَاقِيِّ

موت ہر مسلم کا کفارہ ہے۔ ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ عراقیؒ اپنی امالی میں فرماتے ہیں، کہ یہ اتنی سندات سے مروی ہے جو رتبہ حسن تک پہنچتی ہیں بیہقیؒ نے شعب میں اور قضاعی نے انسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور ابوبکر بن العراقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۵۳۶ حَدِيْثُ الْمُؤْمِنُ إِذَا قَالَ صَدَقَ وَإِذَا قِيْلَ لَهُ صَدَّقَ لَا يُعْرَفُ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَكَأَنَّهُ مُقْتَبَسٌ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَالَّذِيْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ وَالْمُرَادُ بِالْمُؤْمِنِ هُوَ الْكَامِلُ وَاسْتَأْنَسَ السَّخَاوِيُّ بِشِقِّهِ الْأَوَّلِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلٰى كُلِّ جِبِلَّةٍ غَيْرِ الْخِيَانَةِ وَالْكَذِبِ وَالثَّانِيْ بِحَدِيْثِ رَأٰى عِيْسَى بْنُ

مومن جب بولتا ہے تو سچ بولتا ہے اور جب اس سے کوئی بات بیان کی جاتی ہے تو تصدیق کرتا ہے یہ ان الفاظ کے ساتھ پہچانی نہیں جاتی۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کے قول سے مستنبط ہے جو سچ بات لایا اور سچ کی تصدیق کی یہی متقین لوگ ہیں اور مومن سے مراد مومن کامل ہے سخاوی نے پہلی شق کو اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مومن کی عادت ہر بات پر ڈھل جاتی ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے اور دوسرے الفاظ پر نظر رکھتے ہوئے یہ حدیث ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا آپ نے فرمایا تو نے چوری کی اس نے جواب دیا قسم ہے کہ ذات

مريم رجلا يسرق فقال له أسرقت فقال لا والذي لا إله إلا هو فقال آمنت بالله وكذبت عيني بل روى ابن ماجه عن ابن عمر من حلف بالله فليصدق ومن حلف له بالله فليرض ومن لم يرض بالله فليس من الله.

کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے چوری نہیں کی حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لایا اور میری آنکھوں نے جھوٹ بولا۔ ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے جو اللہ کی قسم کھائے اس کی تصدیق کرنی چاہیئے اور جو کسی کیلئے اللہ کی قسم کھائے اسے راضی ہو جانا چاہیئے اور جو اللہ کے ساتھ راضی نہ ہو اسے اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔

۵۲۷ - حديث المؤمن سريع الغضب سريع الرجوع كذا أورده الغزالي في الإحياء وقال مخرجه أنه لم يجده قلت أثبت هو معنى حديث الحدة تعتري لخيار أمتي وقد جاء في حديث طويل أن المؤمن قد يكون سريع الغضب سريع الفيء فتلك بتلك وقد يكون بطيء الغضب سريع الفيء فمن هو المؤمن الكامل والناقص من يكون حاله بالعكس.

مومن کو غصہ جلد آتا ہے، اور رجوع بھی جلد کرتا ہے۔ اسے غزالی نے احیاء میں ذکر کیا ہے۔ اور غزالی کہتے ہیں اس طرح یہ حدیث کہیں نہیں پائی جاتی۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں یہ حدیث حدت کے معنی ہیں اور ایک لمبی حدیث میں آتا ہے کہ مومن کو جلد غصہ آتا ہے اور جلد اترتا ہے اور ایسے ہی کبھی دیر میں غصہ آتا ہے اور جلد اترتا ہے۔ تو یہ مومن کامل ہے اور ناقص وہ ہے جو اس کے برعکس ہو یعنی جلد غصہ آئے اور دیر میں اترے۔

۵۲۸ - حديث المؤمن يسير

مومن بلحاظ مؤنت آسان ہوتا ہے صغانی

المؤمنۃ۔ قال الصغانی موضوع۔

کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔

۵۳۹۔ حدیث المؤمن غر کریم والمنافق خب لئیم قال الصغانی موضوع من احادیث المصابیح ولم یصب فقد رواہ احمد عن ابی ہریرۃ مرفوعا ولفظہ الفاجر بدل المنافق و الخب بالکسر وبفتح الخداع و معنی غر کریم انہ لیس بذی مکر وھو ینخدع لانقیادہ ولینہ

مومن مکار نہیں ہوتا بلکہ شریف ہوتا ہے اور منافق دھوکہ باز اور بدبخت ہوتا ہے۔ صغانی کہتے ہیں یہ مصابیح کی احادیث سے ایک موضوع حدیث ہے لیکن صغانی کا قول صحیح نہیں امام احمد نے اسے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور اس میں منافق کی جگہ لفظ فاجر ہے خب کے معنی دھوکہ کے آتے ہیں اور غر کریم کا مقصد یہ ہے کہ وہ مکار نہیں ہوتا بلکہ اپنی طبیعت میں اتباع کی مادہ کی وجہ سے دھوکہ کھا جاتا ہے لیکن حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ مومن نہ دھوکہ دیتا ہے نہ دھوکہ کھاتا ہے)

۵۴۰۔ حدیث المؤمن حلوی والکافر خمری قال العسقلانی باطل لا اصل لہ قلت قد تقدم انہ علیہ الصلوۃ والسلام کان یحب الحلواء والعسل وسیأتی ان قلب المؤمن یحب الحلواء۔

مومن حلوا خور اور کافر شراب خور ہوتا ہے عسقلانی فرماتے ہیں یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ پہلے گذر چکا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حلوا اور شہد پسند تھا اور یہ حدیث بھی گذر چکی کہ مومن کا دل حلوے کو پسند کرتا ہے؛

۵۴۱۔ حدیث المؤمن لیس بحقود فی الاحیاء وقال العراقی لم اقف لہ علی اصل قلت و

مومن کینہ پرور نہیں ہوتا۔ یہ احیاء میں ہے عراقی کہتے ہیں میں اس کی اصل سے واقف نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح

مَعْنَاهُ صَحِيحٌ وَالْمُرَادُ بِهِ الْمُؤْمِنُ الْكَامِلُ	ہیں اور مومن سے مراد مومن کامل ہے۔ اللہ
لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ	تعالیٰ فرماتا ہے اور ہم نے ان کے دل سے کینہ
مِنْ غِلٍّ أَيْ حَسَدٍ وَحِقْدٍ ۔	نکال پھینکا ۔
۴۲ ۵ - حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ مُلْقِي	مومن ملاقات کرنے والا اور کافر بچنے والا ہے
وَالْكَافِرُ مُوقِي لَيْسَ بِحَدِيثٍ وَ	یہ حدیث نہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مومن
الْمَعْنَى أَنَّ الْمُؤْمِنَ مُلْقِي بِالْبَلَايَا	مصیبتوں سے ملنے والا ہے۔ تاکہ اس کے
تَكْفِيرًا لِمَا لَهُ مِنَ الْخَطَايَا وَالْكَافِرُ	گناہوں کا کفارہ ہو سکے۔ اور کافر مصائب سے
مَحْفُوظٌ عَنِ الْبَلَايَا مَحْفُوفٌ بِالنِّعَمِ	محفوظ رہتا ہے اور نعمتوں میں لگا رہتا ہے تاکہ
لِيَبْقَىٰ عَلَيْهِ الْبَقَايَا وَلِأَنَّ الدُّنْيَا	اس پر وہ گناہ باقی رہیں کیونکہ دنیا مومن کا قید خانہ
سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ ۔	اور کافر کی جنت ہے ۔
۴۳ ۵ - حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ مُؤْتَمَنٌ	مومن اپنے نسب پر امین ہوتا ہے
عَلَىٰ نَسَبِهِ لَا أَصْلَ لَهُ مَرْفُوعٌ وَإِنَّمَا	اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں بلکہ
هُوَ مِنْ قَوْلِ مَالِكٍ وَغَيْرِهِ مِنَ	یہ علماء میں سے امام مالک رح وغیرہ
الْعُلَمَاءِ بِلَفْظِ النَّاسُ مُؤْتَمَنُونَ	کا قول ہے۔ کہ لوگ اپنے نسب پر امین
عَلَىٰ أَنْسَابِهِمْ ۔	ہوتے ہیں ۔
۴۴ ۵ - حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ يَخْدَعُ	مومن کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ یہ
مِنْ كَلَامِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ذَكَرَهُ	سعید بن جبیر کا قول ہے جس کا ذکر
فِي الشِّفَاءِ وَالْمَعْنَى أَنَّ الْمُؤْمِنَ	شفاء میں ہے۔ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ
الْمَحْمُودَ مِنْ طَبْعِهِ الْعِزَّةُ وَقِلَّةِ	مومن طبعاً شرارتوں سے پرہیز کرتا ہے۔ اللہ

الفطنة للشر وترك البحث عنه و لیس ذلك منه جهلا ولكن كرما وحسن خلق وحلما۔ — اس سے احتراز اگرچہ اس سے جاہل نہیں ہوتا لیکن اپنی شرافت اور اخلاق کی بنا پر دھوکہ کھا جاتا ہے۔

۴۵۵۔ حدیث المؤمن یغبط والمنافق یحسد من کلام الفضل — مومن سے رشک اور کافر سے حسد کیا جاتا ہے۔ یہ فضل کا کلام ہے۔

حرف النون

۴۵۶۔ حدیث الناس بزمانهم اشبه منهم بآبائهم قیل انه من کلام عمر رضی الله عنه و قیل انه قول علی وهو الاشهر الاظهر۔ — لوگ اپنے زمانہ کے لحاظ سے اپنے آباء سے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ اور ایک خیال یہ ہے کہ یہ حضرت علیؓ کا قول ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے۔

۴۵۷۔ حدیث الناس علی دین ملیکهم او ملوکهم قال السخاوی لا اعرفه حدیثا وهو قریب مما قبله معنی۔ — لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں۔ سخاوی کہتے ہیں۔ میں اسے بلحاظ حدیث نہیں پہچانتا۔ یہ معنوی لحاظ سے پہلے قول کے قریب ہے۔

۴۵۸۔ حدیث الناس بالناس هو معنی الحدیث الصحیح امتی کالبنیان یشد بعضه بعضا — لوگ لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں یہ حدیث صحیح کے معنی ہیں میری امت عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کو

الحديث.

تقویت پہنچاتا ہے۔

۵۴۹ - حديث الناس مجزيون بأعمالهم عزاه السخاوي إلى النحويين وتمامه إن خيرا فخير وإن شرا فشر وقال الجلال السيوطي في الدرر ذكره ابن جرير في تفسيره عن ابن عباس موقوفا قلت وفي التنزيل هل تجزون إلا ما كنتم تعملون.

لوگ اپنے اعمال کا بدلہ دیئے جائیں گے۔ اسے سخاوی نے نحویین کی جانب منسوب کیا ہے اور مقصد یہ ہے کہ اگر وہ اچھے ہیں تو اچھا بدلہ اور برے ہیں تو برا بدلہ۔ جلال الدین سیوطی اپنی درر میں فرماتے ہیں۔ اسے ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں قرآن میں ہے تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

۵۵۰ - حديث الناس نيام فإذا ماتوا انتبهوا هو من قول علي كرم الله وجهه.

لوگ سوتے ہیں جب یہ مر جائیں گے تو جاگ اٹھیں گے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

۵۵۱ - حديث نبش القمل يورث النسيان يروى في حديث مرفوع شديد الضعف وفي سنده الحكم بن عبد الله الأيلي المتهم بالوضع والكذب كما قاله ابن عدي في كامله.

جوں پھینکنا نسیان پیدا کرتا ہے۔ یہ ایک حدیث مرفوع میں روایت کیا جاتا ہے۔ جو شدید ضعیف ہے۔ اور اس کی سند میں حکم بن عبد اللہ الایلی ہے۔ جو کذب وضع کے ساتھ متہم ہے جیسا کہ ابن عدی نے اپنی کامل میں لکھا ہے۔

۵۵۲ - حديث النبي لا يولف

نبی زمین کے نیچے ایک ہزار مکمل نہیں کرتا

تحت الأرض أي لا يكمل الألف بعد موته بل تقوم القيامة قبله وهو باطل لا أصل له و ممن صرح ببطلانه العز الديريني في الدرر الملتقطة وقال أنه مما نقل عن علماء أهل الكتاب ولا يصح بل كلما ورد فيه تحديد لوقت يوم القيامة على التعيين فإما أن لا يكون له أصل أو لا يثبت إسناده قلت يعني وقد ضعفه السيوطي في رسالته الكشف عن مجاوزة هذه الأمة الألف وقد تحقق قوله مجاوزة عن الألف ببضعة عشرة سنة .

یعنی مرنے کے بعد ایک ہزار سال مکمل نہیں ہوتے بلکہ اس سے قبل قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں عز الدیرینی نے درر الملتقطة میں اس کے بطلان کی تصریح کی ہے۔ اور وہ کہتے ہیں جو کچھ علماء اہل کتاب سے نقل کیا جاتا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ہر وہ روایت جس میں قیامت کے روز کا کوئی وقت معینہ ظاہر ہوتا ہو یا تو اس کی کوئی اصل نہیں یا وہ سنداً ثابت نہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں سیوطی نے اسے رسالة الکشف میں ضعیف قرار دیا۔ کیونکہ اس امت کو ایک ہزار سال سے زائد گزر چکا۔ اور یہ محقق بات ہے کہ اب لوگ ایک ہزار سال سے زیادہ گذار چکے ۔

۵۵۳۔ حديث النساء تنصر بعضهن بعضا هو من قول عكرمة وقد أدرج في حديث صحيح البخاري .

عورتیں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں۔ یہ عکرمہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ اور صحیح بخاری کی حدیث میں مدرج ہو گیا ۔

۵۵۴۔ حديث النسيان طبع

بھول انسان کی طبیعت ہے سخاوی کہتے

الانسان قال السخاوي لا اعرفه
بهذا اللفظ بل في الطبراني عن ابن
عباس مرفوعا المؤمن نساء ان
ذكر ذكر قلت وفي التنزيل
واذكر ربك اذا نسيت فلا تنسى
الا ما شاء الله . وعهدنا الى آدم
من قبل فنسي ويروى الانسان
مشتق من النسيان في تحقيقه
كلام عن بعض البيان وقيل
اول الناس اول الناسي .

ہیں میں اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں پہچانتا، بلکہ
طبرانی میں ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے، مومن
بہت بھولنے والا ہے، اگر یاد کرتا ہے تو یاد کرتا رہتا ہے
ملا علی قاری فرماتے ہیں قرآن میں ہے جب تو بھول
جائے تو اپنے خدا کو یاد کر۔ وہ نہیں بھولتا مگر
جو اللہ چاہے۔ ہم نے آدم سے پہلے عہد لیا تھا مگر
وہ بھول گیا، اور یہ بھی کہ انسان نسیان سے مشتق ہے
اور اس کی تحقیق میں بہت طویل کلام ہے۔ اور یہ بھی
کہا جاتا ہے کہ پہلا شخص پہلا بھولنے والا ہے
(یعنی آدم علیہ السلام)

٥٥٥ . حديث نصرة الله
للعبد خير من نصرته نفسه من
كلام وهيب بن الورد قال
يقول الله ابن آدم اذا ظلمت
فاصبر وارض بنصرتي فان نصرتي
لك خير من نصرتك لنفسك و
عن الامام احمد قال بلغني انه
مكتوب في التوراة فذكره
قاله السخاوي وقال السيوطي مع

اللہ کے بندے کے لئے مدد خود اس
کی اپنے نفس کی مدد سے بہتر ہوتی ہے۔ یہ
وہیب بن الورد کا قول ہے، وہ کہتے ہیں اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم جب تجھ پر ظلم کیا جائے
تو صبر کر اور میری مدد سے راضی ہو جا کیونکہ میری
مدد جو تیرے لئے ہوگی وہ تیری اپنی ذات کی مدد
سے بہتر ہوگی۔ امام احمد فرماتے ہیں مجھے یہ خبر
پہنچی ہے کہ یہ بات تورات میں لکھی ہوئی ہے۔
جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ سیوطی کہتے ہیں

أخرجه عبد الله بن أحمد في
زوائد الزهد عنه قال بلغني ۔

۵۵۰ حديث النظر إلى الوجه
الجميل عبادة قال ابن القيم
سئل عنه شيخنا يعني ابن تيمية
فقال هذا كذب باطل على
رسول الله عليه الصلوة والسلام
لم يروه أحد بإسناد صحيح بل
هو من الموضوعات وقد ورد
النظر إلى الوجه الحسن يجلو البصر
والنظر إلى الوجه القبيح يورث
القلح وهو بفتحتين صفرة تعلو
الانسان ووسخ يركبها رواه أبو
نعيم في الحلية عن جابر كل شطر
منه بسند ولكن كلاهما ضعيف
والثاني أشد ضعفا ويقويه
الأول حديث النظر إلى المرأة
الحسناء والخضرة يزيدان في
البصر رواه أبو نعيم في الحلية عن

عبد اللہ بن احمد نے زہد میں اپنے والد
سے یہ روایت نقل کی ہے ۔

اچھے چہرے کی جانب دیکھنا بھی عبادت
ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں ہمارے شیخ یعنی امام
ابن تیمیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت
کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا یہ جھوٹ ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے۔ کسی نے بھی اسے
صحیح سند کے ساتھ روایت نہیں کیا بلکہ یہ
موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ وارد ہے
کہ اچھے چہرہ کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے
اور برے چہرے کی طرف دیکھنا قلح پیدا کرتا
ہے (یعنی جو انسان کو بُرا بنا دیتا ہے زردی پیدا
کرتا ہے) اور میل پیدا کرتا ہے جس پر وہ سوار
ہو جاتا ہے۔ ابو نعیم نے حلیہ میں جابر سے سند
کے ساتھ اس کا ہر ایک حصہ روایت کیا ہے
لیکن دونوں ضعیف ہیں اور دوسری بہت زیادہ ضعیف ہے
اور پہلی روایت کی یہ حدیث تائید کرتی ہے خوبصورت
عورت اور گھاس کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے
اسے ابو نعیم نے حلیہ میں جابر سے روایت کیا ہے،

جابر كما رواه في الجامع الصغير فهو ضعيف ليس بموضوع ۔

جیسا کہ سیوطی نے اسے جامع الصغیر میں نقل کیا ہے اور یہ روایت ضعیف ہے، موضوع نہیں۔

٥٥٧ - حديث نظرة إلى وجه العالم أحب إلى الله من عبادة ستين سنة صياما وقياما في نسخة سمعان وغيره عن أنس رضي الله عنه مرفوعا بمعناه ولا يصح قال السخاوي وقد ورد النظر على وجه عبادة رواه الطبراني والحاكم عن ابن مسعود وعمران بن الحصين ۔

عالم کے چہرہ کی جانب دیکھنا ساٹھ سال کے قیام اور روزوں سے بہتر ہے۔ یہ سمعانؒ وغیرہ میں حضرت انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔ اور اس کے معنی بھی مروی ہیں لیکن سخاویؒ کہتے ہیں، یہ صحیح نہیں اور یہ بھی وارد ہوا ہے۔ کہ عالم کے چہرہ کی جانب دیکھنا عبادت ہے۔ اسے طبرانی اور حاکم نے ابن مسعودؓ اور عمران بن حصینؓ سے روایت کیا ہے۔

٥٥٨ - حديث نعم الصهر القبر قال الزركشي لم يوجد في مسند الفردوس من حديث ابن عباس مرفوعا نعم الكفو القبر للجارية وبيض له في المسند قال السيوطي في الطيوريات بسنده عن علي بن عبد الله قال نعم الأختان القبور ۔

آدمی کا اچھا داماد قبر ہے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں یہ کہیں نہیں پائی جاتی۔ مسند فردوس میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے قبر عورت کے لئے اچھا خاوند ہے اور مصنف نے مسند میں اسی کی سرخی باندھی ہے سیوطیؒ کہتے ہیں طیوریات میں سند کے ساتھ علی بن عبداللہ سے مروی ہے انہوں نے کہا داماد قبریں اچھی نہیں ہیں

٥٥٩ - حَدِيثُ نِعْمَ الْعَبْدُ صُهَيْبٌ لَوْ لَمْ يَخَفِ اللّٰهَ لَمْ يَعْصِهِ اِشْتَهَرَ فِي كَلَامِ الْأُصُولِيِّينَ وَأَصْحَابِ الْمَعَانِي وَأَهْلِ الْعَرَبِيَّةِ فَبَعْضُهُمْ يَرْوِيهِ عَنْ عُمَرَ رض وَبَعْضُهُمْ يَرْفَعُهُ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَرَأَيْتُ بِخَطِّ شَيْخِنَا يَعْنِي الْعَسْقَلَانِيَّ أَنَّهُ ظَفِرَ بِهِ فِي مُشْكِلِ الْحَدِيثِ لِابْنِ قُتَيْبَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ ابْنُ قُتَيْبَةَ سَنَدًا وَقَالَ أَرَادَ أَنَّ صُهَيْبًا إِنَّمَا يُطِيعُ اللّٰهَ حُبًّا لَهُ لَا لِمَخَافَةِ عِقَابِهِ انْتَهٰى وَقَالَ السُّبْكِيُّ فِي شَرْحِ التَّلْخِيصِ لَمْ أَرَ هٰذَا الْكَلَامَ فِي شَيْءٍ مِنْ كُتُبِ الْحَدِيثِ لَا مَرْفُوعًا وَلَا مَوْقُوفًا وَلَا عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَا عَنْ عُمَرَ رض مَعَ شِدَّةِ التَّفَحُّصِ عَنْهُ وَقَالَ الشُّمُنِّيُّ فِي حَاشِيَةِ الْمُغْنِي عَنْ وَالِدِهِ أَنَّهُ رَأٰى بِخَطِّهِ مَا صُورَتُهُ رَأَيْتُ الْحَافِظَ أَبَا بَكْرٍ

صہیب اچھا بندہ ہے، اگر اللہ سے نہ ڈرتا، تو اس کی نافرمانی نہ کرتا۔ یہ اصولیین اصحاب معانی اور اہل عربیہ کے کلام میں بہت مشہور رہے۔ بعض تو اسے حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں اور بعض اسے مرفوعاً بیان کرتے ہیں سخاویؒ کہتے ہیں میں نے اپنے شیخ یعنی عسقلانیؒ کے خط میں دیکھا، کہ انہوں نے اسے ابن قتیبہؒ کی مشکل الحدیث کی جانب منسوب کیا ہے۔ لیکن ابن قتیبہ نے سند ذکر نہیں کی اور ابن قتیبہ کا مقصد یہ ہے کہ صہیبؓ اللہ کی اطاعت اس کی محبت کی بنا پر کرتا ہے، عذاب کے خوف سے نہیں۔ سبکی شرح تلخیص میں فرماتے ہیں، میں نے یہ کلام حدیث کی کسی کتاب میں نہیں دیکھا، نہ مرفوعاً نہ موقوفاً، نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ حضرت عمرؓ سے۔ اگرچہ بہت تلاش کیا۔ شمنیؒ حاشیۃ المغنی میں اپنے والد سے روایت

بن العربی نسبہ الی عمر بن الخطاب
الا انہ لم یبین لہ اسنادا وقال
العراقی لا اصل لھذا الحدیث
ولم اقف لہ علی اسناد قط
فی شیء من کتب الحدیث وبعض
النحاۃ ینسبونہ الی عمر بن الخطاب
من قولہ ولم ار اسنادا الی عمر
وقال الدمامینی فی حاشیۃ
علی المغنی وقفت فی الحلیۃ
لابی نعیم علی حدیث فی ترجمۃ
سالم مولی حذیفۃ من طریق
عمر قال سمعت رسول اللہ
علیہ السلام یقول ان سالما
شدید الحب للہ عز وجل
لو کان لا یخاف اللہ ما عصاہ
انتہی ذکرہ ابن ابی شریف
فی حاشیۃ شرح جمع الجوامع
قال وفی مسند ابن لہیعۃ
انتہی وقال الزرکشی لا اصل

کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ میں نے ابوبکرؓ
بن العربی کو اسے حضرت عمرؓ کی جانب
منسوب کرتے دیکھا۔ لیکن سند ان پر بھی
ظاہر نہ تھی۔ عراقی رحمۃ اللہ کہتے ہیں اس کی کوئی
اصل نہیں۔ اور نہ میں حدیث کی کسی
کتاب میں اس کی سند سے واقف ہوا۔
بعض نحوی اسے حضرت عمرؓ کی جانب
منسوب کرتے ہیں۔ لیکن میں نے حضرت عمرؓ
تک اس کی سند نہیں دیکھی۔ دمامینی
حاشیہ علی المغنی میں فرماتے ہیں۔ ابونعیمؒ کی
حلیہ میں سالمؓ مولی ابی حذیفہؓ کے
ترجمہ میں حضرت عمرؓ سے یہ روایت دیکھی
میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
آپ فرماتے تھے سالم رضی اللہ سے بہت
محبت کرنے والا ہے۔ اگر وہ اللہ سے
نہ ڈرتے تو اس کی نافرمانی نہ کرتے۔ اسے
ابن ابی شریفؒ نے شرح جمع الجوامع میں
نقل کیا ہے اور وہ کہتے ہیں یہ مسند ابن لہیعہ
میں موجود ہے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں اس حدیث

لهذا الحديث لكن في الحلية من
حديث ابن عمر مرفوعا ان سالما
شديد الحب لله لو لم يخف الله
ما عصاه وقال الحافظ السيوطي
في شرح نظم التلخيص كثر سؤال
الناس عن حديث نعم العبد
صهيب لو لم يخف الله لم يعصه
ونسبه بعضهم الى النبي عليه
الصلوة والسلام ونسبه ابن مالك
في شرح الكافية وغيره الى عمر رض
قال الشيخ بهاء الدين السبكي لم ار
هذا الكلام في شيء من كتب الحديث
لا مرفوعا ولا موقوفا لا عن عمر رض
ولا عن غيره مع شدة التفحص
عنه انتهى نعم قد ورد في سالم
لا صهيب عن عمر مرفوعا ان
معاذ بن جبل امام العلماء يوم
القيامة لا يحجبه من الله الا
المرسلون وان سالما مولى ابن

کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن حلیہ میں ابن عمرؓ سے
سالمؓ والی روایت موجود ہے حافظ سیوطیؒ
شرح نظم التلخیص میں فرماتے ہیں۔ لوگوں کے
سوالات نعم العبد صہیبؓ والی حدیث
کے بارے میں بہت بڑھ گئے ہیں اور
بعض اسے حضور کی جانب منسوب کرتے ہیں
ابن المالک نے شرح کافیہ میں اسے حضرت عمرؓ کی
جانب منسوب کیا ہے۔ شیخ بہاء الدین السبکی فرماتے
ہیں، میں نے اس کلام کو کسی حدیث کی کتاب
میں نہیں دیکھا، نہ مرفوعاً نہ موقوفاً نہ حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ کسی اور سے
باوجودیکہ کافی تلاش کیا۔ ہاں یہ حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً سالمؓ کے
بارے میں مروی ہے نہ کہ صہیبؓ کے کہ معاذ
بن جبلؓ قیامت کے روز علماء کے امام
ہوں گے۔ اللہ سے ان کے درمیان سوائے
انبیاء کے کوئی حائل نہ ہوگا۔ اور سالم
رضی اللہ عنہ مولی ابی حذیفہ اللہ سے
بہت محبت کرنے والے ہیں۔ اگر وہ

مَنْ يَّفِقْهُ شَدِيْدَ الْحُبِّ فِي اللهِ لَوْ لَمْ يَخَفِ اللهَ مَا عَصَاهُ اَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ ۔

اللہ سے نہ ڈرتے تو اس کی نافرمانی نہ کرتے۔ اسے دیلمیؒ نے روایت کیا ہے۔

٥٦٠ حَدِيْثُ نُقْطَةٌ مِنْ دَوَاتِ عَالِمٍ اَحَبُّ اِلَى اللهِ مِنْ عَرَقِ مِائَةِ ثَوْبِ شَهِيْدٍ مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي الذَّيْلِ ۔

عالم کی روایت کا ایک نقطہ اللہ تعالیٰ کو سو شہیدوں کے کپڑوں کے عرق سے زیادہ محبوب ہے۔ یہ موضوع ہے، جیسا کہ ذیل میں ہے۔

٥٦١ حَدِيْثُ نَوْمُ الْمُؤْمِنِ سُبَاتٌ اَيْ نَوْمٌ خَفِيْفٌ وَسَمْعُهُ خُبَاتٌ اَيْ ضَعِيْفٌ ذَكَرَهُ فِي النِّهَايَةِ بِلَا اِسْنَادٍ وَذَكَرَهُ الْكُوْرَانِيُّ بِلَفْظِ نَوْمُ الْمُؤْمِنِ سُبَاتٌ وَصَوْتُهُ خُبَاتٌ ۔

مومن کی نیند بھی ہلکی ہوتی ہے اور اس کی قوت سماعت بھی ہلکی ہوتی ہے۔ اسے صاحب نہایہ نے بلا سند ذکر کیا ہے، اور کورانی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ مومن کی نیند بھی ہلکی اور آواز بھی ہلکی ہوتی ہے

٥٦٢ حَدِيْثُ نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ لَا اَصْلَ لَهُ فِي الْمَرْفُوْعِ هٰكَذَا بَلْ وَرَدَ نَوْمُ الصَّائِمِ عِبَادَةٌ وَصَمْتُهُ تَسْبِيْحٌ وَعَمَلُهُ مُضَاعَفٌ وَدُعَاؤُهُ مُسْتَجَابٌ وَذَنْبُهُ مَغْفُوْرٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ

عالم کا سونا بھی عبادت ہے۔ اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں، بلکہ روایت یہ ہے کہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت۔ اس کی خاموشی تسبیح اس کا عمل دگنا۔ اس کی دعا مستجاب اور اس کے گناہ مغفرت شدہ ہیں۔ یہ بیہقیؒ نے سند ضعیف کے ساتھ عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی لٰکِنْ رَوٰی اَبُوْنُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ عَنْ سَلْمَانَ نَوْمٌ عَلٰی عِلْمٍ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوةٍ عَلٰی جَهْلٍ فَفِی الْجُمْلَةِ مَنْ کَانَ عَالِمًا فَنَوْمُهٗ عِبَادَةٌ لِاَنَّهٗ یَنْوِیْ بِهِ النَّشَاطَ عَلَی الطَّاعَةِ وَمِنْ هٰذَا قِیْلَ نَوْمُ الظَّالِمِ عِبَادَةٌ لِاَنَّهٗ فِیْ تِلْكَ النِّسْبَةِ عِبَادَةٌ بِالنِّسْبَةِ اِلَیْهِ فِیْ تَرْكِ ظُلْمِهٖ۔

روایت کی ہے، لیکن ابو نعیم نے حلیہ میں سلمانؓ سے روایت کیا ہے۔ علم کی حالت میں سونا جہل کی حالت میں نماز میں بہتر ہے فی الجملہ یہ بات تو ثابت ہوئی کہ عالم کا سونا بھی عبادت ہے اس لئے کہ وہ طاعت کی غرض سے آرام کی نیت کرتا ہے اور اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ظالم کی نیند بھی عبادت ہے اور وہ اس طرح سے کہ سونے کی حالت میں ظلم ختم ہو چکا۔

٥٦٢ - حَدِیْثُ نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ قَالَ ابْنُ دِحْیَةَ لَا یَصِحُّ وَقَالَ الْبَیْهَقِیُّ اِسْنَادُهٗ ضَعِیْفٌ وَرَوَاهُ الْعَسْکَرِیُّ فِی الْاَمْثَالِ عَنْ اَنَسٍ بِهٖ مَرْفُوْعًا وَسَنَدُهٗ ضَعِیْفٌ وَلَهٗ طَرِیْقٌ ضَعِیْفٌ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ کَمَا ذَکَرَهُ الزَّرْکَشِیُّ وَفِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ وَعَمَلُ الْمُنَافِقِ خَیْرٌ مِّنْ نِیَّتِهٖ

مومن کی نیت عمل سے بہتر ہے ابن دحیہ کہتے ہیں یہ صحیح نہیں بیہقی کہتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے، عسکریؒ نے اسے امثال میں انسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، لیکن اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ نواس بن سمعان سے بھی ایک ضعیف سند کے ساتھ یہ مروی ہے جیسا کہ زرکشی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ جامع الصغیر میں یہ ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے، مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر، اور ہر ایک اپنی نیت پر عمل

وَكُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ نِيَّتِهِ فَإِذَا عَمِلَ
الْمُؤْمِنُ عَمَلًا نَارَ فِي قَلْبِهِ نُورٌ
رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ
وَإِنَّمَا كَانَتْ نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرًا
مِنْ عَمَلِهِ لِأَنَّهَا بِانْفِرَادِهَا تَصِيرُ
عِبَادَةً يَتَرَتَّبُ عَلَيْهَا الثَّوَابُ
بِخِلَافِ أَعْمَالِ الْجَوَارِحِ فَإِنَّهَا إِنَّمَا
تَكُونُ عِبَادَةً إِذَا صَاحَبَتِ النِّيَّةُ
لِخَيْرٍ مِنْهُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا
كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً
وَلِأَنَّ مَكَانَهَا مَكَانُ الْمَعْرِفَةِ أَعْنِي
قَلْبَ الْمُؤْمِنِ قَالَ سَهْلٌ مَا خَلَقَ
اللهُ تَعَالَىٰ مَكَانًا أَعَزَّ وَأَشْرَفَ
عِنْدَهُ مِنْ قَلْبِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ
وَمَا أَعْطَىٰ كَرَامَةً لِلْخَلْقِ أَعَزَّ عِنْدَهُ
مِنْ مَعْرِفَةِ الْحَقِّ فَجَعَلَ الْأَعَزَّ
فِي الْأَعَزِّ فَمَا نَشَأَ مِنْ أَعَزِّ الْأَمْكِنَةِ
يَكُونُ أَعَزَّ مِمَّا نَشَأَ مِنْ غَيْرِهِ
قَالَ سَهْلٌ نَفْسُ عَبْدِكَ شُغْلٌ

کرتا ہے جب مومن بندہ کوئی عمل خیر کرتا ہے
تو اس کے دل میں نور روشن ہو جاتا ہے
طبرانی نے اسے سہل بن سعد سے روایت
کیا ہے۔ اور مومن کی نیت کا عمل سے
بہتر ہونا اس لئے ہے کہ اس کے ذریعہ ثواب
کا ارادہ کرتا ہے، بر خلاف اعضا کی عبادت
کے کیونکہ وہ عبادت اس وقت شمار ہوگی
جب کہ اس کے ساتھ نیت بھی شامل ہو اور اگر
مومن خالی نیت کرے اور کوئی عمل نہ کرے
تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھتا ہے
اور مومن کا دل بھی معرفت کا مقام ہوتا ہے
سہلؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مومن کے
دل سے زیادہ کوئی معزز اور اشرف مکان پیدا
نہیں فرمایا۔ اور مخلوق کو معرفت حق سے زیادہ
کوئی عزت کی شے نہیں بخشی۔ تو گویا عزت کو عزت
کی جگہ میں رکھا۔ تو جو شے معزز مقام میں نشو و نما پائے
وہ اس شے سے بہتر ہوگی جس کی تربیت بے مقام
میں ہو۔ سہلؒ فرماتے ہیں تم اس بات سے اس بندے کو بتا
کرادو کہ جب اس مقام میں پرورش پائی ہو جو اللہ کے

المكان الذي هو اعز الاماكن عنده تعالى بغيره سبحانه وفي انا عند المنكسرة قلوبهم المندرسة قبورهم وما وسعني ارضي و لا سمائي ولكن وسعني قلب عبد المؤمن اشعار بذلك و لانها تبقى بخلاف العمل ولذا قيل الخلود في الجنة والنار جزاء النية ولانها تسلم عن رياء بخلاف العمل۔

نزدیک ایک معزز مقام ہے اور میں (قول خداوندی) اس حالت میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہوتا ہے جن کی قبریں (اجسام) گری ہوئی ہیں اور مجھے زمین و آسمان نے وسعت نہیں دی کہ میں اس میں سما سکتا) لیکن مومن بندے کے دل نے مجھے وسعت دی ہے کہ میں اس میں سما جاتا ہوں) یہ روایت اسی جانب اشارہ کرتی ہے کیونکہ مومن ڈرتا رہتا ہے۔ اسی باعث کہا جاتا ہے کہ جنت میں اور دوزخ میں داخل ہونا نیت کی جزا ہے اور نیت ریاکاری سے سالم رہتی ہے بخلاف عمل کے۔

۵۶۴۔ حديث ناكح اليد ملعون لا اصل له كما صرح به الرهاوي في حاشيته على المنار۔

ہاتھ کا نکاح کرنے والا ملعون ہے (غالباً جلق مراد ہے) اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ رہاوی نے حاشیہ علی المنار میں اس کی تصریح کی ہے۔

حرف الواو

۵۶۵۔ حديث وصيي موضع سري وخليفتي في اهلي وخير من اخلف بعدي علي بن ابي طالب موضوع على ما قاله

میرا وصی، میرے بھید کی جگہ میرے گھر والوں میں میرا خلیفہ اور میرے بعد کے لوگوں میں سب سے بہتر علی ہے، یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ

الصغانی فی الدر الملتقط قلت وھو من مفتریات الشیعۃ الشنیعۃ قاتلھم اللہ فانی یؤفکون وکیف یافکون ۔

صغانی نے درر الملتقط میں لکھا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ شیعوں کی مفتریات میں سے ہے اللہ تعالیٰ انہیں قتل کرے کیسی کیسی تہمتیں لگاتے ہیں۔

۵۶۶۔ حدیث الورد الابیض خلق من عرقی والاحمر من عرق جبریل والاصفر من عرق براقی مذکور فی مسند الفردوس وغیرہ فقال النووی لا یصح وقال الآخرون انہ موضوع قلت وکذا ذکرہ ابن عدی فی ترجمۃ الحسن بن علی بن زکریا بن صالح العدوی البصری الملقب بالذئب عن علی ان النبی علیہ الصلوۃ والسلام قال لیلۃ اسری بی الی السماء سقط الی الارض من عرقی فنبت منہ الورد فمن اراد ان یشم رائحتی فلیشم الورد موضوع

سپید گلاب میرے عرق سے سرخ جبرئیل کے عرق سے اور زرد میرے براق کے عرق سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ مسند فردوس وغیرہ میں مذکور ہے۔ نووی کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے اور دیگر محدثین کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ابن عدی رح نے حسن بن علی بن زکریا بن صالح العدوی البصری کے ترجمہ میں جو ذئب سے ملقب تھے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جس رات مجھے آسمان کی جانب لیجایا گیا تو میرا پسینہ زمین پر گر گیا۔ اس سے گلاب اُگ آیا جو میری خوشبو سونگھنا چاہے وہ گلاب کو سونگھ لے یہ حدیث موضوع ہے۔

۵۶۷ ۔ حدیث الوضوء علی

وضوء پر وضوء کرنا نور علی نور ہے یہ بعات

الوضوء نور علی نور فی الاحیاء	احیاء میں ہے۔ غزالی کہتے ہیں میں اس کے
وقال مخرجہ لم اقف علیہ و	مخرج سے واقف نہیں۔ اس سے پہلے حافظ
سبقہ لذلک المنذری واما	منذری نے بھی یہی تحریر کیا ہے۔ حافظ عسقلانی
الحافظ العسقلانی فقال انہ	فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے۔ رزین
حدیث ضعیف رواہ رزین	نے اسے اپنی مسند میں روایت کی
فی مسندہ۔	ہے۔
۵۶۸۔ حدیث ولا راد لما	جب میں فیصلہ کر لوں اسے
قضیت فی حدیث الذکر بعد	کوئی رد کرنے والا نہیں۔ یہ مسند عبد بن حمید
الصلوۃ فی مسند عبد بن حمید	میں نماز کے بعد ذکر کے بارے میں ہے
واخرجہ الطبرانی بسند صحیح	طبرانی نے اسے سند صحیح کے ساتھ روایت
قال السخاوی ومن انکرہ فھو	کیا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں جو اس حدیث کا انکار
مقصر۔	کرے یہ اس کے علم کا قصور ہے۔
۵۶۹ حدیث الولد سر	لڑکا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے۔ سخاوی
ابیہ قال السخاوی لا اصل لہ	کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں زرکشی نے
وقد سبقہ الزرکشی بذلک	اس سے پہلے یہی تحریر کیا تھا۔
۵۷۰۔ حدیث ولد الزنا لا	ولد الزنا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ
یدخل الجنۃ یدور علی الالسنۃ	لوگوں کی زبان پر بہت مشہور ہے۔ لیکن
ولم یثبت بالسنۃ بل قال	سنت سے ثابت نہیں۔ بلکہ مجدالدین
القاضی مجد الدین الشیرازی	شیرازی سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں۔ یہ

فِي سَفَرِ السَّعَادَةِ وَهُوَ بَاطِلٌ۔

باطل ہے۔

۵۷۱۔ حَدِيثُ وُلِدْتُ فِي زَمَنِ الْمَلِكِ الْعَادِلِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ كَذِبٌ بَاطِلٌ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ تَكَلَّمَ شَيْخُنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ بِبُطْلَانِ مَا يَرْوِيهِ بَعْضُ الْجُهَلَاءِ عَنْ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدْتُ فِي زَمَنِ الْمَلِكِ الْعَادِلِ يَعْنِي أَنُوشِرْوَانَ۔

میں ملک العادل کے زمانہ میں پیدا ہوا سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ زرکشی کہتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ باطل ہے سیوطی کہتے ہیں بیہقی شعب الایمان میں فرماتے ہیں ہمارے شیخ ابو عبد الحافظ ان روایات کے بطلان کے قائل تھے۔ کہ جو بعض جہلا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ میں ملک العادل یعنی نوشیرواں کے زمانہ میں پیدا ہوا۔

۵۷۲۔ حَدِيثُ وَيْلٌ لِلتَّاجِرِ مِنْ بَلَى وَاللهِ وَوَيْلٌ لِلصَّانِعِ مِنْ غَدٍ وَبَعْدَ غَدٍ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ عَلَى أَصْلٍ وَذَكَرَ صَاحِبُ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ بِغَيْرِ إِسْنَادٍ نَحْوَهُ۔

تاجر کے لئے مصائب کی تباہی ہے خدا کی قسم دستکار کے لئے کل بھی اور کل کے بعد بھی تباہی ہے۔ عراقی کہتے ہیں میں اس کی اصل سے واقف نہیں صاحب مسند فردوس نے اسے حضرت علیؓ سے بغیر سند کے روایت کیا ہے۔

۵۷۳۔ حَدِيثُ وَيْهٌ اسْمُ شَيْطَانٍ يُرْوَى مِنْ قَوْلِ عُمَرَ

ویہ شیطان کا نام ہے یہ حضرت عمرؓ اور ابراہیم نخعی جو تابعین کوفہ میں

رَوَى اللهُ عَنْهُ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَهُوَ مِنْ تَابِعِي الْكُوفَةِ فَعَلَى هٰذَا يُكْرَهُ التَّسْمِيَةُ بِنَحْوِ سِيبَوَيْهِ وَنَفْطَوَيْهِ

سے ہے ان سے روایات کیا ہے، اسی وجہ سے اس قسم کے نام رکھنا مکروہ ہے۔ جیسے سیبویہ۔ نفطویہ۔

حَرْفُ الْهَاءِ

۴۷۵۔ حَدِيثُ الْهَدِيَّةُ لِمَنْ حَضَرَ وَكَذَا الْهَدَايَا مُشْتَرَكَةٌ لَا أَصْلَ لَهُمَا هٰكَذَا لٰكِنْ وَرَدَ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ مَنْ أُهْدِيَ لَهُ هَدِيَّةٌ فَجُلَسَاؤُهُ شُرَكَاؤُهُ فِيهَا كَمَا تَقَدَّمَ وَاللهُ أَعْلَمُ۔

ہدیہ ان لوگوں کے لئے ہے جو حاضر ہوں اور ایسے ہی یہ حدیث کہ ہدایا مشترک ہوتے ہیں دونوں کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن یہ حدیث جسے کوئی ہدیہ کیا جائے تو اس کے پاس بیٹھنے والے اس کے شریک ہوتے ہیں یہ سند ضعیف کے ساتھ مروی ہے جیسا کہ گذر چکا۔ واللہ اعلم

۵۷۵۔ حَدِيثُ هَلَاكُ أُمَّتِي عَالِمٌ فَاجِرٌ وَعَابِدٌ جَاهِلٌ لَمْ يُوجَدْ كَذَا فِي الْمُخْتَصَرِ۔

میری امت کو ہلاک کرنے والا ایک فاجر عالم اور ایک جاہل عابد ہے، یہ کہیں نہیں پائی جاتی جیسا کہ مختصر میں ہے۔

حَرْفُ اللَّامِ اَلِف

۶۷۵۔ حَدِيثُ لَا أَدْرِي نِصْفُ الْعِلْمِ قَوْلُ الشَّعْبِيِّ كَمَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ فِي مُسْنَدِهِ وَالْبَيْهَقِيُّ

میں آدھا علم نہیں جانتا۔ یہ شعبی کا قول ہے جیسا کہ دارمی نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے اپنی مدخل میں روایت کیا ہے۔ لیکن سعید بن منصور کی

فِي مُدْخَلِهِ لٰكِنْ فِي سُنَنِ سَعِيْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَا اَدْرِيْ ثُلُثُ الْعِلْمِ ذَكَرَ السُّيُوْطِيُّ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ بَلْ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض مِنْ قَوْلِهِ مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اللّٰهُ اَعْلَمُ قُلْتُ وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ لَا اَدْرِيْ عُزَيْرًا اَنَبِيٌّ اَمْ لَا وَفِي التَّنْزِيْلِ لَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ الاٰية

سنن میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے، میں تہائی علم نہیں جانتا۔ اسے سیوطی نے ذکر کیا ہے سخاوی رحمۃ اللہ کہتے ہیں صحیح بخاری میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔ جو جانتا ہو وہ کہہ دے اور نہ جانتا ہو اسے یہ کہنا چاہیے! اللہ جانتا ہے کیونکہ جس بات کو نہ جانتا ہو اس پر یہ کہنا کہ اللہ زیادہ جانتا ہے۔ یہ بھی ایک علم ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ میں نہیں جانتا کہ عزیر نبی تھے یا نہیں۔ اور قرآن میں ہے وہ میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔

۵۷۷۔ حَدِيْثُ لَا بَأْسَ بِبَوْلِ الْحِمَارِ وَكُلِّ مَا اُكِلَ لَحْمُهُ مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي اللَّآلِيْ۔

گدھے کے پیشاب اور ہر اس جانور کے پیشاب میں جس کا گوشت کھایا جاتا ہے کوئی حرج نہیں یہ موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں ہے۔

۵۷۸۔ حَدِيْثُ لَا بَأْسَ بِالذَّوَاقِ عِنْدَ الْمُشْتَرِيْ لَا اَصْلَ لَهٗ۔

خریدتے وقت چکھ لینے میں کوئی حرج نہیں اس کوئی اصل نہیں۔

۵۷۹۔ حَدِيْثُ لَا تَتَوَضَّأُ فِي الْكَنِيْفِ الَّذِيْ تَبُوْلُوْنَ فِيْهِ

اس برتن میں وضو کرو جس میں پیشاب کرتے ہو۔ کیونکہ مومن کے وضو کا پانی

فَإِنَّهُ وُضُوءُ الْمُؤْمِنِ يُوزَنُ مَعَ حَسَنَاتِهِ وَضَعَهُ يَحْيَى بْنُ عَنْبَسَةَ — بھی وزن کیا جائے گا اسے یحییٰ بن عنبسہ نے وضع کیا ہے۔

۵۸۰۔ حَدِيثُ لَا تُسَيِّدُونِي فِي الصَّلٰوةِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ۔ — مجھے نماز میں سردار نہ بناؤ سخاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں، اس کی کوئی اصل نہیں ہے

۵۸۱۔ حَدِيثُ لَا تَكْرَهُوا الْفِتْنَةَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ فَإِنَّهَا تُبِيرُ أَيْ تُهْلِكُ الْمُنَافِقِينَ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا كَمَا قَالَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ أَنْكَرَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي شَرْحِ الْبُخَارِيِّ وَنَقَلَهُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ أَنَّهُ بَاطِلٌ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ وَلَكِنْ أَخْرَجَهُ أَبُو نُعَيْمٍ وَفِي سَنَدِهِ ضَعِيفٌ وَمَجْهُولٌ وَسُئِلَ عَنْهُ ابْنُ وَهْبٍ فَقَالَ إِنَّهُ بَاطِلٌ وَقِيلَ لِابْنِ وَهْبٍ إِنَّ فُلَانًا حَدَّثَ عَنْكَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا تَكْرَهُوا الْفِتَنَ فَإِنَّ

آخیر زمانہ میں فتنہ کو برا نہ سمجھو، کیونکہ وہ منافقین کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اسے دیلمی نے حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ زرکشیؒ کہتے ہیں۔ سیوطیؒ کہتے ہیں حافظ ابن حجر نے شرح بخاری میں اس کا انکار کیا ہے اور انہوں نے ابن وہب سے نقل کیا ہے کہ وہ اسے باطل قرار دیتے تھے۔ سخاوی کہتے ہیں اسے ابونعیم نے بھی روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں راوی ضعیف بھی ہے اور مجہول بھی۔ ابن وہب سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ انہوں نے اسے باطل قرار دیا۔ ابن وہب سے ذکر کیا گیا کہ فلاں شخص آپ کے ذریعہ حضورؐ سے یہ روایت کرتا ہے کہ فتنوں کو برا نہ سمجھو وہ منافقوں

فیها صماد المنافقین فقال ابن وهب اعماه الله ان کان کاذبا فعمی الرجل۔

کو کاٹتا ہے۔ ابن وہب نے فرمایا۔ اگر وہ جھوٹا ہے۔ تو اسے اللہ اندھا کرے وہ اسی وقت اندھا ہو گیا۔

۵۸۲۔ حدیث لا تعد من لا یعودك قول ابن وهب ویقویه ما یروی من حدیث جابر مرفوعا من عاد مرضانا عدنا مرضاه وسنده ضعیف وقد قال عبد الله بن احمد لابیه یا ابت جارنا مرضی فما تعوده فقال له یا بنی ما عادنا انعوده قلت ولعله محمول علی التادیب لما فی حدیث ضعیف رواه الدیلمی عن انصاری یقال له قیس قال اخبرت عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال عد من لا یعودك ولعل الاول محمول علی العدل وهذا علی الفضل۔

تو اس کی عیادت نہ کر جو تیری عیادت نہ کرے۔ یہ ابن وہب کا قول ہے۔ اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جو جابرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو ہمارے بیماروں کی عیادت کریگا ہم اس کے بیمار کی عیادت کریں گے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد سے عرض کیا۔ کہ ہمارا پڑوسی بیمار رہے۔ آپ اس کی عیادت نہیں کرتے۔ امام احمد نے فرمایا جب اس نے ہماری عیادت نہیں کی۔ تو ہم اس کی عیادت کیوں کریں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ شاید یہ استحباباً فرمایا کیونکہ ایک حدیث ضعیف میں جسے دیلمی نے ایک انصاری سے روایت کیا ہے جس کا نام قیس تھا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خبر پہنچی کہ اس کی عیادت کر جو تیری عیادت کرے تو ہو سکتا ہے۔ پہلی عدل پر اور دوسری فضیلت پر محمول ہو۔

۵۸۳۔ حدیث لا تعظموني في المسجد لا يعرف له أصل۔

مسجد میں میری عظمت نہ کرو۔ اس کی کوئی اصل نہیں پہچانی جاتی۔

۵۸۴۔ حدیث لا تلد الحية إلا الحية من أمثال العرب۔

سانپ سانپ ہی جنتا ہے، یہ عرب کی ایک مثال ہے۔

۵۸۵۔ حدیث لا تمارضوا فتمرضوا ولا تحفروا قبوركم فتموتوا ذكره ابن أبي حاتم في العلل عن ابن عباس رضي الله عنهما وقال عن أبيه أنه منكر وأسنده الديلمي إلى وهب بن قيس به مرفوعا وعلى كل حال فلا يصح وأما ما يزيده العوام من قولهم فتموتوا فتدخلوا النار فلا أصل له أصلا۔

تم جان کر بیمار نہ بنو ورنہ بیمار ہو جاؤ گے اور اپنی قبریں نہ کھودو ورنہ مر جاؤ گے، اسے ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں ابن عباس سے روایت کیا ہے اور فرماتے ہیں میں نے اس حدیث کے بارے میں اپنے والد سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا یہ منکر ہے دیلمی نے اسے وہب بن قیس سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور کسی حالت میں بھی یہ صحیح نہیں اور عوام جو اس میں یہ زیادتی کرتے ہیں کہ تم مر جاؤ گے تو دوزخ میں داخل ہو جاؤ گے، اس کی قطعاً کوئی اصل نہیں۔

۵۸۶۔ حدیث لا تنظر إلى من قال وانظر إلى ما قال قال علي كرم الله وجهه كما رواه ابن السمعاني في تاريخه عنه ذكره السيوطي۔

کہنے والے کی جانب نہ دیکھو یہ دیکھو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے جیسا کہ سمعانی رحمہ اللہ نے اس کا اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے، اور اس سے سیوطی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

۵۸۷۔ حدیث لا سلام على

کھانے والے پر سلام نہیں، اس کی لفظاً

أكل لا أصل له في مبناه وهو صحيح في معناه حديث لا عذر لمن أكل وقال العسقلاني لا أصل له وليس معناه على إطلاقه صحيحا

کوئی اصل نہیں اور معنوی لحاظ سے یہ صحیح ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ کھلانے والے کے لئے کوئی عذر نہیں عسقلانی فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں لیکن معنوی لحاظ سے اس کا اطلاق صحیح نہیں۔

٥٨٧۔ حديث لا غيبة لفاسق قال أحمد منكر وقال الدارقطني والخطيب والحاكم باطل لكن قال الزركشي له طرق كثيرة وقد رواه البيهقي في سننه من حديث أنس رضي الله عنه بلفظ من ألقى جلباب الحياء فلا غيبة له وقال في إسناده ضعف وقال الهروي في ذم الكلام هو حديث حسن وساقه عن طرق عن بهز بلفظ ليس لفاسق غيبة۔

فاسق کے لئے کوئی غیبت نہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں یہ منکر ہے۔ دارقطنیؒ خطیبؒ اور حاکمؒ کہتے ہیں یہ باطل ہے۔ لیکن زرکشی رحمہ کہتے ہیں اس کی بہت سندات ہیں بیہقی رح نے اپنی سنن میں حضرت انسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو حیا کی چادر اتار پھینکے اس کے لئے غیبت نہیں۔ اور بیہقیؒ فرماتے ہیں اس کی سند میں ضعف ہے۔ ہرویؒ ذم الکلام میں فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور انہوں نے مختلف طریقوں سے اسے بہز سے روایت کیا ہے۔

٥٨٩۔ حديث لا فتى إلا علي لا سيف إلا ذو الفقار لا أصل له مما يعتمد عليه نعم يروى في أثر واه عن الحسن بن عرفة

علی کے علاوہ کوئی جوان نہیں۔ اور ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں جس پر اعتماد کیا جا سکے۔ یہ ایک بیکار اثر میں حسن بن عرفہ سے مروی ہے

الاحياء ومن حديث ابي جعفر
محمد بن علي الباقر قال نادى
ملك من السماء يوم بدر يقال
له رضوان لا سيف الا ذو الفقار
لا فتى الا علي وذكره وكذا في
رياض النضرة وقال ذو الفقار
اسم سيف النبي عليه الصلوة
والسلام وسمي به لانه كانت
فيه حفر صغار اقول ومما يدل
على بطلانه انه لو نودي بهذا
من السماء في بدر لسمعه الصحابة
الكرام ولنقل عنهم ائمة الفخام
وهذا اشبه ما ينقل من ضرب
النقارة حوالي بدر ينسبونه
الى الملئكة على وجه الاستمرار
من زمنه عليه الصلوة والسلام
الى يومنا هذا وهو باطل عقلا
ونقلا وان كان ذكره ابن المرزوق
وتبعه القسطلاني في مواهبه

اور ابو جعفر محمد بن علی الباقر سے روایت کیا
ہے، وہ کہتے ہیں، بدر کے روز ایک فرشتہ
نے آسمان سے یہ ندا دی جس کا نام رضوان
تھا ذو الفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں، اور
علیؓ کے علاوہ کوئی جوان نہیں۔ جیسا کہ ریاض
النضرہ میں ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں ذو الفقار
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کا نام
ہے۔ اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا تھا
کہ اس میں ایک چھوٹا سا گڑھا تھا۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں اس کا بطلان انہی الفاظ
سے ظاہر ہے کہ اگر بدر کے روز آسمان سے
ندا کی جاتی تو اسے صحابہ کرام سنتے اور ان
سے بڑے بڑے ائمہ نقل کرتے۔ یہ ایسا ہی ہے
جیسا کہ بدر کے روز نقاروں کی آواز کو اب
زمانہ زیادہ گذر جانے کے باعث فرشتوں
کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ اور یہ عقلاً بھی
باطل ہے اور نقلاً بھی۔ اگرچہ اس کا ابن
المرزوق نے ذکر کیا ہے اور عسقلانی نے
ان کی متابعت کی ہے اسی طرح شعلوں کی بدترین

كذا مِنْ مُفْتَرِيَاتِ الشِّيْعَةِ
الشَّنِيْعَةِ حَدِيْثُ نَادِ عَلِيًّا
مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ ، تَجِدْهُ عَوْنًا
لَكَ فِي النَّوَائِبِ ، بِنُبُوَّتِكَ يَا
مُحَمَّدُ وَبِوِلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ ۔

۵۹۰۔ حَدِيْثُ لَا مَهْرَ أَقَلَّ مِنْ
عَشَرَةِ دَرَاهِمَ قَالَ السَّخَاوِيُّ رَوَاهُ
الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا
فِي حَدِيْثٍ وَلٰكِنْ سَنَدُهُ وَاهٍ كَانَ
فِيْهِ بِشْرُ بْنُ عُبَيْدٍ وَهُوَ كَذَّابٌ وَ
قَدْ كَانَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ يَقُوْلُ
سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ
يَقُوْلُ لَمْ أَجِدْ لِهٰذَا أَصْلًا يَعْنِي
الْعَشَرَةَ فِي الْمَهْرِ وَيُعَارِضُهُ حَدِيْثُ
سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فِي الْوَاهِبَةِ نَفْسَهَا
الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ
قُلْتُ الْمُعَارَضَةُ تَنْدَفِعُ بِحَمْلِ
الْأَوَّلِ عَلَى أَقَلِّ الْمُسَمّٰى مِنَ الْمَهْرِ
أَجَلًا وَعَاجِلًا وَالثَّانِي عَلَى الْمُعَجَّلِ

مفتریات میں سے یہ بھی ہے "علی کو پکار
جو عجائب کا مظہر ہے۔ تو اسے مصائب میں
مددگار پائے گا اے محمد تیری نبوت کے ذریعہ اور
اے علی تیری ولایت کے ذریعہ (اس کا کہنے والا
مشرک اور واجب القتل ہے)

دس درہم سے کم مہر نہیں۔ سخاویؒ
کہتے ہیں اسے دار قطنی رح نے جابرؓ سے
مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن اس کی سند
بیکار ہے۔ کیونکہ اس میں بشر بن عبید کذاب
ہے۔ امام احمد فرمایا کرتے تھے۔ میں نے
سفیان بن عیینہ سے سنا کہ میں نے اس
حدیث کی کوئی اصل نہیں پائی اور سہل
بن سعد کی حدیث جس میں ہے۔ کہ
"تلاش کر چاہے لوہے کی انگوٹھی کیوں
نہ ہو" اس کے معارض ہے۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں۔ یہ تضاد اس شکل
سے ختم ہو جائے گا۔ اگر ہم اول کو
اقل مہر آجل قرار دیں۔ اور دوسری روایات
کو مہر عاجل پر محمول کریں۔ اور پہلی روایات

عمر فان روي ما يدل على ادني ما رواه البيهقي في السنن الكبرى من طرق ضعيفة لكنها يقوي بعضها ببعض عن جابر فيرتقي الى مرتبة الحسن و هو كاف في الحجة على ما بينته في شرح مختصر الوقاية والله ولي الهداية ۔

کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو بیہقیؒ نے سنن الکبریٰ میں مختلف سندات کے ساتھ اگرچہ وہ ضعیف ہیں جابر سے روایت کی ہیں لیکن یہ سندات ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں تو گویا کہ یہ روایت درجہ حسن لغیرہ تک پہنچ گئی جو حجت کے لئے کافی ہے۔ جیسا کہ ہم نے شرح مختصر الوقایہ میں بیان کیا ہے۔

فائدہ۔ لامہر اقل من عشرۃ دراہم۔ سخاوی کہتے ہیں اسے دار قطنی نے جابرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ لیکن اس کی سند بیکار ہے۔ کیونکہ اس کا ایک راوی بشر بن عبید ہے جو کذاب ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ فرمایا کرتے تھے میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی اور یہ حدیث سہل بن سعد خاتما من حدید کے بھی خلاف ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں بشر کی تمام احادیث موضوع ہیں۔ دار قطنی کہتے ہیں وہ کذاب ہے۔ دار قطنی نے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ نہ تو دس درہم سے کم میں ہاتھ کاٹا جائے اور نہ دس درہم سے کم مہر ہو۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں اس میں داؤد ضعیف ہے اور شعبی نے علی سے روایت نہیں سنی دار قطنی نے اس سند سے بھی یہ روایت کی ہے عن جویبر عن الضحاک عن النزال بن سبرۃ عن علیؓ۔ اس میں جویبر ضعیف ہے ایک اور سند سے بھی دار قطنی نے اسے ضحاک سے روایت کیا ہے۔ لیکن اس میں محمد بن مروان ابو جعفر مجہول ہے۔ ابو یعلی الموصلی نے اپنی مسند میں یہ حدیث عن مبشر عن ابی الزبیر عن جابرؓ وابی لیلی سے روایت کی ہے ابن حبان نے اسے کتاب الضعفاء میں شمار کیا ہے ملا علی قاری الحنفی فرماتے ہیں۔ اگرچہ سب کی سندات ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کی تقویت کرتی

ہیں اس لیئے یہ روایت درجہ حسن تک پہنچ گئی لیکن مولانا عبدالحی لکھنوی اپنی تعلیق الممجد میں فرماتے ہیں کثرت حدیث اس بات پر دال ہیں کہ مہر ہونا چاہیئے۔ اور اس کی مقدار کتنی ہونی چاہیئے۔ یہ احادیث سے ثابت نہیں۔ اور قرآنی آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں اگرچہ ہمارے حنفیہ حضرات اس کا یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ اس قلیل مہر سے مراد مہر معجل ہے۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔ لیکن اس جواب کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ کیونکہ اس سے یہ لازم آجائے گا۔ کہ حکم قرآن عام تھا۔ وہ خبر واحد کے ذریعہ خاص ہو جائے گا۔ شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ ان تبتغوا باموالکم محصنین۔ پس اسی لیۓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وجوب مہر کو بدستور باقی رکھا اور اس میں کوئی ایسی حد جس میں کوئی کمی بیشی نہ ہو سکے مقرر نہیں فرمائی۔ کیونکہ اظہار اہتمام میں لوگوں کی عادات مختلف اور رغبتوں کے درجات مختلف ہیں اور مال کی حرص میں ان کے جدا جدا طبقات ہیں۔ پس ان پر ان کی حد معین کرنا ناممکن ہے جس طرح اشیاء مرغوبہ کی قیمت ایک حد معین کے ساتھ منضبط کرنا ناممکن ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے ایک شخص سے فرمایا تلاش کر چاہے لوہے کی انگوٹھی کیوں نہ ہو اور فرمایا جس شخص نے اپنی بیوی کے مہر میں مٹھی بھر ستو یا چھوارے دے دیے۔ تو اس نے اس عورت کو اپنے اوپر حلال کر لیا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج اور صاحبزادیوں کے مہر میں بارہ اوقیہ متعین کیئے۔ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے۔ عورتوں کے مہر زیادہ مقرر نہ کرو۔ اگر یہ دنیا میں عزت یا پرہیزگاری کا ذریعہ ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ حقدار تھے۔ برہان الدین الحلبی فرماتے ہیں بغوی اس حدیث کو حسن قرار دیتے ہیں۔ مولانا شبیر احمد عثمانی فتح الملہم میں تحریر فرماتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے اس روایت کی

یہ سند بیان کی ہے۔ عمرو بن عبداللہ الاودی۔ وکیع۔ عباد بن منصور قاسم بن محمد۔ جابر۔ اور حافظ ابن حجر اسے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ یہ سند حسن ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ عامر شعبی رح۔ اور ابراہیم نخعی سے بھی مروی ہے۔ اگرچہ بہت ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ دس درہم سے کم مہر متعین نہ کیا جائے۔ اور موجودہ دور میں تو اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔ لیکن چونکہ احادیث صحیحہ سے اس کی مقدار ثابت نہیں ہوتی اس لئے اسے محدود کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن کے بدلے نکاح پڑھانا یہ آپ کی خصوصیت ہے۔

٥٩١۔ حَدِيْثُ لَا هَمَّ اِلَّا هَمُّ الدِّيْنِ وَلَا وَجَعَ اِلَّا وَجَعُ الْعَيْنِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ قَالَ اَحْمَدُ لَا اَصْلَ لَهٗ وَاَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ رَفَعَهٗ بِهٖ قَالَ اِنَّهٗ مُنْكَرٌ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ هُوَ فِيْ مُعْجَمِ الطَّبَرَانِيِّ الصَّغِيْرِ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ وَذَكَرَ الزَّرْكَشِيُّ عَنِ ابْنِ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ خَمْسَةُ اَحَادِيْثَ يَرْوُوْنَهَا وَلَيْسَ لَهَا اَصْلٌ وَذَكَرَ

دین کی کوشش کے علاوہ کوئی کوشش نہیں اور آنکھ کے درد کے علاوہ کوئی درد نہیں زرکشی کہتے ہیں امام احمد کا قول ہے اسکی کوئی اصل نہیں بیہقیؒ نے شعب میں اسے جابرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں یہ منکر ہے سیوطی کہتے ہیں یہ معجم الطبرانی الصغیر میں جابرؓ سے مروی ہے زرکشیؒ ابن المدنی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد فرماتے پانچ حدیثیں ہیں ہم ایسی روایت کرتے ہیں جس کی کوئی اصل نہیں جن میں سے ایک روایت یہ بھی ہے اور انہوں نے اسے

مِنْهَا هٰذَا الْحَدِيْثُ بِلَفْظِ لَا غَمَّ إِلَّا غَمُّ الدَّيْنِ ۔

ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ دین کے غم کے علاوہ کوئی غم نہیں ۔

۵۹۲۔ حَدِيْثُ لَا يَأْبَى الْكَرَامَةَ إِلَّا الْحِمَارُ هُوَ مِنْ قَوْلِ عَلِيٍّ عَلٰى مَا يُقَالُ ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَهُوَ كَذٰلِكَ فِيْ سُنَنِ سَعِيْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ اَنَّ عَلِيًّا اُلْقِيَتْ لَهُ وِسَادَةٌ فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَقَالَ ذٰلِكَ وَقَدْ اَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهٖ مَرْفُوْعًا قَالَ السُّيُوْطِيُّ اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ عَنْ عَلِيٍّ رض مَوْقُوْفًا ۔

عزت کا سوائے گدھے کے کوئی انکار نہیں کر سکتا ۔ یہ حضرت علی رض کا قول ہے جیسا کہ دیلمی نے ذکر کیا ہے ۔ سخاوی کہتے ہیں ۔ سنن سعید بن منصور میں ہے کہ حضرت علی رض کے لئے فرش بچھایا وہ اس پر بیٹھ گئے ۔ اور یہ بات فرمائی ۔ دیلمی نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً روایت کیا ہے ۔ سیوطی کہتے ہیں اسے بیہقی نے شعب میں حضرت علی رض سے موقوفاً روایت کیا ہے ۔

۵۹۳۔ حَدِيْثُ لَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ جَهْلُ الْفَرَائِضِ وَالسُّنَنِ وَيَحِلُّ لَهُ جَهْلُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي الذَّيْلِ ۔

کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ فرائض اور سنن سے جاہل رہے اور باقی تمام چیزوں سے جاہل رہنا جائز ہے ۔ یہ موضوع ہے ۔ جیسا کہ ذیل میں ہے

۵۹۴۔ حَدِيْثُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَدُ زِنْيَةٍ زَعَمَ ابْنُ طَاهِرٍ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ مَوْضُوْعٌ

جنت میں زنا کرنے والی کا لڑکا داخل نہ ہوگا ابن طاہر اور ابن جوزی کہتے ہیں یہ موضوع ہے لیکن ابونعیم نے حلیہ میں مجاہد کے ذریعہ ابوہریرہ رض سے

لكن رواه أبو نعيم في الحلية عن مجاهد عن أبي هريرة به مرفوعاً وأعله الدارقطني بأن مجاهداً لم يسمع عن أبي هريرة۔

روایت کیا ہے دارقطنی نے اس پر جرح کی ہے کہ مجاہد نے ابوہریرہ سے کوئی سماعت نہیں سنی تو یہ روایت مرسل ہوئی اور مجاہد کی مرسلات قابل قبول ہیں۔

۵۹۵۔ حديث لا يستحيي الشيخ أن يتعلم العلم كما لا يستحيي أن يأكل الخبز غير معروف۔

شیخ علم حاصل کرنے سے نہیں شرماتا جیسے روٹی کھانے سے نہیں شرماتا یہ غیر معروف ہے۔

۵۹۶۔ حديث لا يتعلم العلم مستحيي ولا متكبر قول مجاهد كما في صحيح البخاري عنه تعليقاً۔

شرم کرنے والا اور متکبر علم حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ مجاہد کا قول ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں معلقاً مروی ہے۔

۵۹۷۔ حديث لا يستدير الرغيف ويوضع بين يديك حتى يعمل فيه ثلاث مائة وستون صانعاً أولهم ميكائيل قال العراقي لم أجد له أصلاً۔

چپاتی تیار ہو کر اس وقت تک تیرے سامنے نہیں رکھی جاتی جب تک تین سو ساٹھ کاریگر اس میں کام نہیں کر لیتے۔ سب سے پہلے ان میں میکائیل ہیں۔ عراقی کہتے ہیں اس کی اصل کہیں نہیں پائی جاتی۔

۵۹۸۔ حديث لا يعذب الله بمسئلة اختلف فيها قال السخاوي أظنه من كلام بعض السلف قلت وسمعت بعض

اللہ تعالیٰ اس مسئلہ پر عذاب نہ دے گا جس میں اختلاف ہو۔ سخاوی رحمہ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ یہ بعض سلف کا قول ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں میں نے اپنے بعض مشائخ

مشائخی یقول من تبع عالما لقی اللّٰہ	سے سنا کہ جو عالم کی اتباع کرے اللہ تعالیٰ
سالما ویقویہ قولہ تعالیٰ فاسئلوا	سے سالم ملے گا اور قرآن بھی اس کی تائید کرتا
اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون	ہے، اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے دریافت
وحدیث اصحابی کالنجوم بایھم	کرلو، اور حدیث ہے میرے صحابہ ستاروں
اقتدیتم اھتدیتم وقد تقدم	کیطرح ہیں جس کی بھی اقتدا کروگے ہدایت
زیادۃ کلام علی ھذا فی حدیث	پاجاؤگے، اور اس میں اچھی طرح کلام اس حدیث کے
اختلاف امتی رحمۃ ۔	تحت گزر چکا کہ میری امت کا اختلاف بھی رحمت ہے
۵۹۹۔ حدیث لا الا الا دک	لا الا الا دک انہ سمیع علیم محیط بعلمک
یا اللّٰہ انہ سمیع علیم محیط بہ	کعسہلون بالحق وانزلناہ وبالحق نزل بخاری
علمک کعسہلون وبالحق	کہتے ہیں میرا خیال ہے۔ یہ خیال اکثر شہروں
انزلناہ وبالحق نزل قال	میں لوگوں کے زبان پر عام ہے، ان کا خیال
السخاوی ھذہ الالفاظ اشتھرت	ہے، کہ یہ رمضان کے محافظ ہیں، غرق، چوری
فی کثیر من البلاد بانھا حفظۃ	اور جلنے سے محفوظ رہتے ہیں، اور رمضان کے
رمضان یحفظ من الغرق والسرق	اخیر جمعہ میں اسے لکھا جائے جس وقت خطیب
والحرق وسائر الآفات ویکتب	منبر پر خطبہ دے رہا ہو۔ یہ بدعت ہے اس
فی آخر جمعۃ منہ والخطیب	کی کوئی اصل نہیں، حافظ عسقلانی رح نے اس
یخطب علی المنبر وھی بدعۃ	کا انکار اس وقت کیا تھا جب وہ منبر پر
لا اصل لھا وکان العسقلانی	کھڑے خطبہ دے رہے ۔ اور اثنا خطبہ میں
ینکرھا وھو قائم علی المنبر	لوگوں کو یہ لکھتے ، دیکھا ملا علی قاری رح

حَتّٰی فِی اَثْنَاءِ الْخُطَبِ حِیْنَ یَرٰی مَنْ یَکْتُبُهَا قُلْتُ وَکَلِمَۃُ کَعْسَهْلُوْنَ مَجْهُوْلَۃٌ لَا یُدْرٰی مَعْنَاهَا فَیَحْرُمُ رُقْیَاهَا اَوْ یَحْتَمِلُ اَنْ یَکُوْنَ کَلِمَۃَ کُفْرٍ یَکْفُرُ بِهَا مُتَکَلِّمُهَا۔

فرماتے کعسہلون کا جملہ مجہول ہے اس کے معنی معلوم نہیں۔ اس سے جھاڑ پھونک حرام ہے ہو سکتا ہے کہ یہ کلمہ کفر ہو اس صورت میں اس کا بولنے والا کافر ہو گا۔

حَرْفُ الْیَاءِ اٰخِرُ الْحُرُوْفِ

۶۰۰۔ حَدِیْثُ یَا اَبَا هُرَیْرَۃَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاِنَّ حَفَظَتَكَ لَا یَسْتَرِیْحُ یَكْتُبُوْنَ لَكَ الْحَسَنَاتِ حَتّٰی تُحْدِثَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوْءِ مُنْكَرٌ۔

اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب تو وضو کیا کرے تو یوں کہا کر بسم اللہ والحمد للہ فان حفظتک لا یستریح۔ تیرے لئے اس وقت تک نیکیاں لکھی جائیں گی جب تک تیرا وضو نہ ٹوٹے گا۔ یہ منکر ہے۔

۶۰۱۔ حَدِیْثُ یَا اَحْمَدُ بِطُوْلِهٖ مَوْضُوْعٌ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الصَّغَانِیُّ۔

اے احمد یہ لمبی حدیث ہے اور موضوع ہے جیسا کہ صغانی کہتے ہیں۔

۶۰۲۔ حَدِیْثُ یَا حُمَیْرَاءُ قَالَ الْمُزَنِیُّ كُلُّ حَدِیْثٍ فِیْهِ یَا حُمَیْرَاءُ فَهُوَ مَوْضُوْعٌ۔

اے حمیرا۔ مزنی رحمہ کہتے ہیں جس حدیث میں یہ لفظ ہو وہ موضوع ہے۔

۶۰۳۔ حَدِیْثُ یَا خَیْلَ اللّٰهِ ارْكَبِیْ رَوَاهُ الْعَسْكَرِیُّ فِی الْاَمْثَالِ

اے اللہ کے لشکر سوار ہو جاؤ۔ عسکری نے امثال میں انس بن مالک سے

عن انس رضي الله عنه ان حارثة بن النعمان قال يا نبي الله ادع الله لي بالشهادة فدعا له فنال فنودي يوما يا خيل الله اركبي فكان اول فارس ركب واول فارس استشهد ذكره الزركشي وقال السخاوي رواه ابن عائذ في المغازي عن الوليد بن مسلم عن سعيد بن بشير عن قتادة قال بعث رسول الله عليه الصلوة والسلام يومئذ يعني يوم بني قريظة بعد يوم الاحزاب مناديا ينادي يا خيل الله اركبي وعن السهيلي في روضه في غزوة حنين هذه اللفظة لصحيح مسلم فلينظر۔

روایت کیا ہے، حارثہ بن النعمان نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے شہادت کی دعا فرمائیے آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی انس کہتے ہیں ایک روز اعلان کیا گیا اے اللہ کے لشکر سوار ہو جا تو سب سے پہلے سوار ہونے والے اور سب سے اول شہید ہونے والے حارثہ بن النعمان تھے۔ زرکشی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ سخاوی رحمہ کہتے ہیں ابن عائذ نے مغازی میں ولید بن مسلم کے ذریعہ قتادہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کے روز جنگ احزاب کے بعد ایک منادی بھیجا جو یہ ندا کر رہا تھا۔ اے اللہ کے لشکر سوار ہو جا۔ سہیلی نے اپنی روضۃ الانف میں غزوہ حنین کے بارے میں ان الفاظ کو صحیح مسلم کی جانب منسوب کیا ہے۔ وہاں دیکھ لینا چاہیئے۔

۱۰۴۔ حديث يا شيخ ان اردت السلامة فاطلبها في سلامة غيرك منك يروي عن

اے شیخ اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو اپنے غیر کی سلامتی تلاش کر۔ یہ شیخ ابو اسحٰق الشیرازی سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ

عَنِ الشَّيْخِ اَبِي اِسْحَاقَ الشِّيْرَازِيِّ
قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ فِي الْمَنَامِ فَسَاَلْتُهُ عَنْ
حَدِيْثٍ اَسْمَعُهُ مِنْهُ وَاَرْوِيْهِ عَنْهُ
فَقَالَ لِي يَا شَيْخُ وَذَكَرَهُ وَكَانَ يَفْرَحُ
بِذٰلِكَ وَيَقُوْلُ سَمَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ شَيْخًا
كَذَا ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ الْمَنُوْفِيُّ
لَا اِنْكَارَ فِيْ رِوَايَةٍ مِثْلَ هٰذَا عَنْهُ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِي الْمَنَامِ
وَلَا فِي الْعَمَلِ بِهٖ فَاِنَّهٗ لَيْسَ حُكْمًا
يَاْتِيْ فِيْهِ الْخِلَافُ الَّذِيْ ذَكَرَهُ
اَصْحَابُنَا فِي الْخَصَائِصِ وَقَالَ
النَّوَوِيُّ فِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ اِنَّ مَا تَقَرَّرَ
فِي الشَّرْعِ لَا يَتَغَيَّرُ بِسَبَبِ مَا يَرَاهُ
النَّائِمُ ثُمَّ قَالَ وَهٰذَا فِيْ مَنَامٍ
يَتَعَلَّقُ بِاِثْبَاتِ حُكْمٍ عَلٰى خِلَافِ
مَا يَحْكُمُ بِهِ الْوُلَاةُ اَمَّا اِذَا رَاٰهُ يَاْمُرُهُ
بِمَا هُوَ مَنْدُوْبٌ اَوْ نَهَاهُ عَنْ

علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں نے آپ سے ایک
حدیث سننے کی خواہش کی تاکہ میں اوروں سے
روایت کرسکوں، آپ نے مجھ سے فرمایا اے
شیخ۔ اور انہوں نے پھر یہ روایت بیان کی
ابو اسحٰق اسے بیان کرکے بہت خوش ہوئے اور
فرماتے کہ میرا نام شیخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
رکھا ہے۔ جیسا کہ سخاوی نے اس کا ذکر کیا ہے
منوفی کہتے ہیں اس قسم کی روایات کا جو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خواب میں مروی
ہیں چاہے وہ عمل کے بارے میں ہوں انکار نہیں
مگر جس معاملہ میں ہمیں نقلاً روایت اس کے خلاف
پہنچی ہو۔ وہاں یہ حکم نہیں ہو سکتی جیسا کہ ہمارے
اصحاب نے خصائص میں ذکر کیا ہے۔ نووی شرح مسلم
میں فرماتے ہیں جو شے شریعت میں متعین ہو چکی
تو سونے والے کی خواب کی بنا پر اس میں تغیر نہیں ہو سکتا
پھر آگے چل کر فرماتے ہیں ہر وہ حکم خواب سے ثابت ہو
اور وہ احکام ظاہریہ کے خلاف ہو تو تین حال سے
خالی نہیں یا تو اس سے ارادہ امر مستحب کا ہے یا اس کام
سے روکنے کا ہے جس سے منع کیا گیا ہے یا کسی فعل کی

مُنْهِيٌّ عَنْهُ اَوْ اَرْشَدَهُ اِلٰى فِعْلِ	جانب ہدایت کا ہے۔ تو ان پر عمل کے
مَصْلِحَةٍ فَلَا خِلَافَ فِي اسْتِحْبَابِ	استحباب میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ
الْعَمَلِ عَلٰى وَفْقِهٖ لِاَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ	یہ خواب میں حکم نہیں۔ بلکہ اس
حُكْمًا بِالْمَنَامِ بَلْ مِمَّا تَقَرَّرَ مِنْ	کی اصل کا تقرر تو مسئل میں آچکا
اَصْلِ ذٰلِكَ الشَّيْءِ ۔	تھا۔

۶۰۵۔ حَدِيْثُ يَا صَفْرَاءُ يَا بَيْضَاءُ عِزِّيْ غَيْرِيْ قَالَهُ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اِذَا جَاءَهُ ابْنُ الْقَيَّاحِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِمْتَلَأَ بَيْتُ الْمَالِ مِنْ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى ابْنِ الْقَيَّاحِ حَتّٰى قَامَ عَلٰى بَيْتِ الْمَالِ وَنُوْدِيَ فِي النَّاسِ فَاَعْطَاهُمْ جَمِيْعَ مَا فِيْ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا صَفْرَاءُ يَا بَيْضَاءُ عِزِّيْ غَيْرِيْ هَا وَهَا حَتّٰى مَا بَقِيَ مِنْهُ دِرْهَمٌ وَلَا دِيْنَارٌ ثُمَّ اَمَرَ بِنَضْحِهٖ اَوْ بِرَشِّهٖ وَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ذَكَرَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ

یا زرد (دینار) یا سپید (درہم) میرے علاوہ کسی اور کی عزت کر یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے جب ان کے پاس ابن القیاح آیا اور اس نے عرض کیا اے امیر المومنین بیت المال زرد اور سپید سے بھر گیا انہوں نے فرمایا اللہ اکبر اور ابن القیاح پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے حتی کہ بیت المال پر گئے اور لوگوں میں اعلان کرا دیا بیت المال میں جتنا بھی مال تھا سب لوگوں میں تقسیم کرا دیا۔ اور یہ فرماتے جاتے تھے۔ اے صفراء۔ اے بیضا (میرے علاوہ کسی اور کی عزت کر) حتی کہ بیت المال میں نہ کوئی درہم باقی رہا۔ نہ دینار۔ پھر بیت المال میں جھاڑو دینے کا حکم دیا۔ اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کا

الائمۃ ۔ — بہت سے ائمہ نے ذکر کیا ہے۔

۶۰۶۔ حدیث یا علی اذا تزودت فلا تنس البصل قال السخاوی هو کذب بحت وکذا اما اورده الدیلمی عن عبد اللہ بن الحارث الانصاری اخی جریر به مرفوعا علیکم بالبصل فانه یطیب النطفة ویصح الولد ۔

اے علی جب تو زادِ سفر میں جائے۔ تو پیاز کو نہ بھول۔ سخاوی رح کہتے ہیں یہ صاف جھوٹ ہے۔ اسی طرح دیلمی رح نے عبد اللہ بن الحارث الانصاری سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ تم پیاز کو لازم پکڑ لو۔ کیونکہ وہ نطفوں کو صاف کرتا اور اولاد صحیح پیدا کرتا ہے۔

۶۰۷۔ حدیث یا علی اتخذ لک النعلین من حدید وافنهما فی طلب العلم قال ابن تیمیة موضوع وفی الذیل هو کما قال ۔

اے علی اپنے لئے لوہے کے دو جوتے بنا لے اور انہیں طلب علم میں فنا کر دے ابن تیمیہ رح کہتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ ذیل میں بھی ایسا ہی قول ہے۔

۶۰۸۔ حدیث یا علی ادم الصحیفة ودواة فاملی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وکتب علی وشهد جبریل ثم طویت الصحیفة قال الراوی فمن حدثکم انه یعلم ما فی الصحیفة الا املاها وکتبها وشهدها فلا تصدقوه وهذا

اے علی کاغذ اور دوات لا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بولنا شروع فرمایا۔ علی رض نے لکھا۔ اور جبرائیل ع نے شہادت دی پھر کاغذ لپیٹ دیا گیا۔ راوی کہتا ہے۔ جو شخص تجھ سے کہتا ہے کہ وہ یہ بات جانتا ہے کہ صحیفہ میں کیا تھا۔ سوائے لکھوانے والے اور شاہد کے علاوہ اس کی تصدیق نہ کرنا

فِي الْمَرَضِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ قَالَ الصَّغَانِيُّ فِي الدُّرِّ الْمُلْتَقَطِ إِنَّهُ مَوْضُوعٌ انْتَهَى وَقَدْ قَالَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِينَ إِنَّ وَصَايَا عَلِيٍّ الْمُصَدَّرَةَ بِيَاءِ النِّدَاءِ كُلَّهَا مَوْضُوعَةٌ غَيْرَ قَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

اور یہ واقعہ اس مرض میں پیش آیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ صغانی درالملتقط میں فرماتے ہیں یہ موضوع ہے۔ بعض محققین کہتے ہیں کہ علیؓ کے بارے میں وہ حدیثیں جن میں کلمہ ندائیہ ہے سب کی سب موضوع ہیں سوائے اس حدیث کے یا علی انت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ الخ۔

۶۰۹۔ حَدِيثُ يَا وَيْحَ مَنْ نَالَ الْغِنٰى بَعْدَ فَاقَةٍ كَلَامُ بَعْضِ الْكِرَامِ وَلَيْسَ عَلٰى إِطْلَاقِهِ فِي الْمَرَامِ۔

افسوس ہے اس شخص پر جسے غنی فاقہ کے بعد حاصل ہوا۔ بعض بزرگوں کا قول ہے۔ اور اس کی مراد بھی ظاہر نہیں۔

۶۱۰۔ حَدِيثُ يُؤْجَرُ الْمَرْءُ عَلٰى رَغْمِ أَنْفِهِ هُوَ مَعْنٰى حَدِيثِ عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ قَوْمٍ يُقَادُونَ لِلْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ وَفُسِّرَ السَّلَاسِلُ بِالْقُيُودِ لِلْأُسَارٰى وَفِي مَعْنَاهُ الْفَقْرُ وَالْمَرَضُ وَسَائِرُ الْبَلَايَا۔

آدمی کو ناک رگڑنے پر اجر دیا جاتا ہے۔ یہ معنی ہیں اس حدیث کے جس میں آتا ہے ہمارا رب اس قوم سے متعجب ہوتا ہے جو زنجیروں کے ساتھ جنت کی جانب مجبوراً کھینچے جائیں گے۔ زنجیروں سے مراد قیدیوں کی زنجیریں ہیں۔ اور مراد فقر و مرض و مصائب بھی ہیں۔

۶۱۱۔ حَدِيْثُ يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَحْسَنُهُمْ وَجْهًا مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي اللَّآلِي مَعَ اَنَّهُ لَيْسَ عَلٰى اِطْلَاقِهٖ۔

لوگوں کی امامت خوبصورت چہرے والا کرے۔ یہ موضوع ہے اور اپنے اطلاق پر بھی نہیں۔

۶۱۲۔ حَدِيْثُ يَدُ عَدُوِّكَ اِذَا لَمْ تَقْدِرْ عَلٰى قَطْعِهَا قَبِّلْهَا ذَكَرَهُ فِي الْمَجَالِسِ عَنِ الْمَنْصُوْرِ اِذَا مَدَّ اِلَيْكَ عَدُوُّكَ يَدَهُ فَاِنْ قَدَرْتَ عَلٰى قَطْعِهَا فَاقْطَعْهَا وَاِلَّا فَقَبِّلْهَا قُلْتُ هُوَ يَقْرُبُ مِنْ حَدِيْثِ يَتَرَقَّصُ الْقِرْدُ فِي دَوْلَتِهٖ وَتَقَدَّمَ اُسْجُدْ لَهُ فِي صَوْلَتِهٖ۔

اگر تو اپنے دشمن کا ہاتھ کاٹنے پر قادر نہ ہو تو اس کے ہاتھ چوم لے یہ مجالس میں منصور سے مروی ہے۔ اگر تیری جانب تیرا دشمن ہاتھ بڑھائے تو اسے کاٹ سکتا ہو تو کاٹ دے ورنہ اسے چوم لے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں، یہ اس حدیث کے زیادہ قریب ہے، جو مال دار کی بڑائی کے بیان میں آتی ہے۔

۶۱۳۔ حَدِيْثُ يٰسٓ لِمَا قُرِئَتْ لَهُ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَصْلَ لَهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَهُوَ بَيْنَ جَمَاعَةِ الشَّيْخِ اِسْمٰعِيْلَ الْجَبَرْتِيِّ بِالْيَمَنِ قَطْعِيٌّ بِالتَّجْرِبَةِ قُلْتُ وَقَدْ بَلَغَنِي اَنَّ شِيْعِيًّا قَرَأَ الْقِرَاءَاتِ السَّبْعَ عَلٰى شَيْخٍ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَسَافَرَ اِلٰى بِلَادِهٖ فَقِيْلَ لَهُ مَا اَحْسَنَكَ اِلَّا

سورت یٰسٓ جس کام کے لئے بھی پڑھی جائے سخاوی کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں اور شیخ اسماعیل الجبرتی کی جماعت میں تجربہ کی بنا پر یمن میں زیادہ مشہور ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے، کہ ایک شیعہ نے اہل سنت والجماعت کے ایک شیخ سے قرأت سبعہ پڑھی جب وہ اپنے شہر واپس گیا تو اس سے لوگوں نے کہا تو نے بہت

عيبك الا ان شيخك سنى فقال ما يضرنى انما احسنت العسل وتركت الظرف فوصل كلامه الى الشيخ فنادى اصحابه من القراء وقرأوا يس الى ان رجع عسلهم اليهم فلما اتموها سلب القراءة عن قلب الشيعى فرجع الى الشيخ وتاب من بدعته وخلص من غفلته وافاض الله عليه من رحمته.

اچھا کیا. لیکن تجھ میں ایک عیب ہے کہ تیرا شیخ سنی ہے اس نے جواب دیا مجھے اس سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا. کیونکہ میں نے شہد چاٹ لیا اور برتن چھوڑ دیا. یہ بات شیخ تک پہنچی. تو انہوں نے اپنے قاری شاگردوں کو آواز دی انہوں نے سورت یٰسٓ شہد واپس لوٹنے کے لئے پڑھی جب انہوں نے اسے مکمل کیا تو اس شیعہ کے دل سے قرأت سلب ہو چکی تھی سو وہ شیخ کے پاس لوٹ کر آیا اور اپنی بدعت سے توبہ کی اپنی غفلت سے چھٹکارا پایا اور اللہ نے اس پر رحمتیں نازل فرمائیں

٦١٤ - حديث يصوم اهل نياهذا يقال حين يرى الهلال بمكان دون مكان اذا اختلفت المطالع قال السخاوى وهو شئ ما علمته يعنى فى الحديث والا ففى الفقه معروف وعند الاختلاف موصوف.

روزہ رکھے جس پر چاند ظاہر ہو جائے. یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ چاند مطالع کے مختلف ہونے کی بنا پر ہر ایک جگہ نظر آئے اور دوسری جگہ نظر نہ آئے سخاوی کہتے ہیں میں نے اسے باعتبار حدیث کہیں نہیں پایا. ورنہ یہ فقہ میں معروف ہے اور اختلاف میں مشہور ہے.

٦١٥ - حديث يساق الى مصر كل قصير العمر اخرجه ابو نعيم

ہر چھوٹی عمر والا مصر کی طرف چلایا جائیگا اور ابو نعیم نے اور طبرانی نے کبیر میں ابن خباب

وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَابْنُ شَاهِيْنَ وَابْنُ السَّكَنِ فِي الصَّحَابَةِ وَابْنُ يُوْنُسَ وَغَيْرُهُمْ كُلُّهُمْ مِنْ طَرِيْقِ مُوْسَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رَبَاحٍ رَفَعَهُ أَنَّ مِصْرَ سَيُفْتَحُ بَعْدِيْ فَانْتَفِعُوْا خَيْرَهَا أَيْ اُطْلُبُوْا نَفْعَهَا وَلَا تَتَّخِذُوْهَا دَارًا فَإِنَّهُ يُسَاقُ إِلَيْهَا أَقَلُّ النَّاسِ أَعْمَارًا هٰذَا اللَّفْظُ الْأَوَّلُ لِلْبَارِقِيْنَ بِمَعْنَاهُ قَالَ ابْنُ يُوْنُسَ أَنَّهُ مُنْكَرٌ جِدًّا وَقَالَ أَعَاذَ اللّٰهُ مُوْسٰى أَنْ يُحَدِّثَ بِمِثْلِ هٰذَا فَإِنَّهُ كَانَ أَتْقَى لِلّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ وَتَبِعَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فَأَوْرَدَهُ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ إِنَّهُ لَا يَصِحُّ۔

اور ابن السکن نے صحابہ میں اور ابن یونس وغیرہ نے وغیرہ نے موسیٰ بن علی بن رباح عن ابیہ عن جدہ کے واسطے سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ مصر عنقریب میرے بعد فتح ہو جائے گا۔ اس کی بھلائی سے تو فائدہ حاصل کرو اور اسے گھر نہ بناؤ کیونکہ اس کی جانب وہ لوگ کھینچے جائیں گے۔ جن کی عمریں کم ہوں گی۔ ابن یونس کہتے ہیں یہ بہت منکر ہے اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ موسیٰ اس جیسی حدیث بیان کریں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ سے اس بارے میں بہت ڈرنے والے تھے۔ ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ بخاری کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے:

۶۱۶۔ حَدِيْثُ يَقِي الْحَرُّ الَّذِيْ يَقِي الْبَرْدَ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ وَلَيْسَ بِحَدِيْثٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الرَّبِيْعِ قُلْتُ هُوَ مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ

گرمی سے وہی چیز بچاتی ہے جو سردی سے بچاتی ہے اس کے معنی صحیح ہیں لیکن یہ صحیح نہیں جیسا کہ ابن الربیع نے ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مستفاد ہے وہ اور پاجامے

الحر أي والبرد فهو من باب الاكتفاء بذكر أحد الضدين عن الآخر فتأمل وتدبر.

تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور سردی سے بھی یہ باب اکتفا سے تعلق رکھتی ہے یعنی ایک ضد ذکر کر کے دوسری مراد لی گئی ہے۔ خوب غور کر لو۔

٦١٧ - حديث اليقين الايمان كله موضوع على ما ذكره الصغاني

یقین پورا ایمان ہے یہ موضوع ہے جیسا کہ صغانی نے ذکر کیا ہے۔

٦١٨ - حديث يوم الاربعاء يوم نحس مستمر اخرجه الطبراني في الاوسط عن جابر رضي الله عنه قال السخاوي لا اصل له وردَ في فضيلة والتنفير منه احاديث كلها واهية قلت وعلى تقدير صحته هذا الحديث اربعة فهو تفسير لقوله تعالى يوم نحس مستمر بانه يوم الاربعاء وقد كان نحسا وشؤما على الاعداء وكان سعدا ومباركا على الاحباء قال وكذا ما يروى في ايام الاسبوع مرفوعا يوم السبت يوم مكر وخديعة ويوم الاحد

بدھ کا دن برابر منحوس ہے اسے طبرانی نے اوسط میں جابر سے روایت کیا ہے سخاویؒ کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں اس کی فضیلت یا اس کے منحوس ہونے کے بارے میں جتنی روایات ہیں سب کی سب واہیات ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی صحت کو چار باتیں ثابت کرتی ہیں۔ ایک تو اللہ تعالیٰ کے اس قول یوم نحس مستمر کی تفسیر کہ وہ بدھ کا روز اور وہ دشمنوں کے لئے نحس تھا لیکن دوستوں کے لئے مبارک اور سعد تھا۔ ایسے ہی ہفتہ کے دنوں کے بارے میں مرفوع روایت ہے کہ ہفتہ کا روز مکر اور دھوکہ کا دن ہے۔ اتوار کا دن درخت لگانے اور تعمیر کا دن ہے۔ پیر کا دن سفر اور طلب رزق کے لئے ہے منگل کا دن لڑائی اور

يَوْمُ غَرْسٍ وَبِنَاءٍ وَالْاِثْنَيْنِ يَوْمُ
سَفَرٍ وَطَلَبِ رِزْقٍ وَالثُّلَاثَاءُ
يَوْمُ حَدِيْدٍ وَبَأْسٍ وَالْاَرْبِعَاءُ
يَوْمٌ لَا اَخْذَ وَلَا اِعْطَاءَ وَالْخَمِيْسُ
يَوْمُ طَلَبِ الْحَوَائِجِ وَالْجُمُعَةُ
يَوْمُ خِطْبَةِ النِّكَاحِ اَخْرَجَهُ اَبُوْ يَعْلٰى
مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَهُوَ ضَعِيْفٌ
اَيْضًا لٰكِنْ يُرْوٰى عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا
قَالَتْ اِنَّ اَحَبَّ الْاَيَّامِ الَّتِيْ يَخْرُجُ
فِيْهِ مُسَافِرِيْ وَاَنْكِحُ فِيْهِ وَاَخْتِنُ
فِيْهِ صَبِيِّيْ يَوْمُ الْاَرْبِعَاءِ انْتَهٰى كَلَامُ
السَّخَاوِيِّ وَتَقَدَّمَ بَعْضُ الْكَلَامِ
عَلٰى حَدِيْثِ مَا بُدِئَ شَيْءٌ يَوْمَ
الْاَرْبِعَاءِ اِلَّا وَتَمَّ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ
وَتَعَالٰى اَعْلَمُ ۔

تکلیف کا دن ہے اور بدھ کا دن وہ ہے
جس میں نہ کوئی شئے لی جاتی ہے نہ دی جاتی
ہے جمعرات کا دن حاجت طلب کرنے
کا دن ہے اور جمعہ کا دن نکاح کا دن ہے
اسے ابو یعلی نے ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے لیکن یہ بھی ضعیف
ہے لیکن حضرت عائشہ رض سے یہ روایت
ہے کہ مجھے تمام دنوں میں سب سے
زیادہ محبوب جس میں مسافر سفر کو جائے
اسی میں نکاح پڑھا جائے۔ اور بچہ کی ختنہ
کی جائیں وہ بدھ کا روز ہے یہاں تک
کہ سخاوی کا کلام تھا اور کچھ کلام اس بارے
میں پہلے اس حدیث کے تحت گذر چکا کہ جو
کام بدھ کے روز شروع کیا جائے وہ پورا
ہوتا ہے۔

٦١٩ - حَدِيْثُ يَوْمُ صَوْمِكُمْ
يَوْمُ نَحْرِكُمْ لَا اَصْلَ لَهٗ كَمَا قَالَ
اَحْمَدُ وَغَيْرُهٗ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَ
ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ بِلَفْظِ نَحْرُكُمْ يَوْمَ

تمہارے روزہ کا دن تمہاری قربانی کا
روز ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ جیسا
کہ امام احمد وغیرہ کا قول ہے۔ اسے سخاوی
نے ذکر کیا ہے۔ زرکشی اسے نقل کرتے ہے

صُومُکُمْ ثُمَّ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا اَصْلَ لَہٗ قُلْتُ وَلَوْ صَحَّ یُحْمَلُ عَلَی الْغَالِبِ اَوْ عَلٰی سُنَّۃٍ وَرَدَتْ وَھُوَ عَامُ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اَوْ غَیْرِہٖ وَ اللّٰہُ اَعْلَمُ۔	بعد کہتے ہیں۔ امام احمد رح فرمایا کرتے تھے۔ اس کی کوئی اصل انہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے اغلب یا سنت پر محمول کیا جائے، جیسا کہ عام حجۃ الوداع وغیرہ میں وارد ہے۔

فَصْلٌ

قَالَ شَیْخُ مَشَائِخِنَا الْحَافِظُ شَمْسُ الدِّیْنِ السَّخَاوِیُّ فِیْ خَاتِمَۃِ الْمَقَاصِدِ الْحَسَنَۃِ فِیْ بَیَانِ الْاَحَادِیْثِ الْمُشْتَہِرَۃِ عَلَی الْاَلْسِنَۃِ وَاِذَا انْتَہٰی مَا اَوْرَدْنَاہُ مِمَّا اسْتَحْضَرْنَاہُ فَیُلْحَقُ بِذٰلِکَ مَا اشْتَہَرَ مِنْ لِقَاءِ بَعْضِ الْاَئِمَّۃِ وَنَحْوِھِمْ بِبَعْضٍ وَکَذَا التَّصَانِیْفُ الْمُضَافَۃُ لِلنَّاسِ وَقُبُوْرِ اَقْوَامٍ ذَوِیْ جَلَالَۃٍ مَعَ بُطْلَانِ ذٰلِکَ کُلِّہٖ وَ لِلنَّاسِ بِہٖ غَرَامٌ بَیْنَ کَثِیْرٍ مِنَ الْعَوَامِّ بِالْعِلْمِ اِمَّا مُطْلَقًا اَوْ فِیْ	ہمارے شیخ حافظ شمس الدین السخاوی اپنی کتاب مقاصد الحسنہ فی بیان الاحادیث المشتہرہ کے خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ وہ روایات جو آئمہ کی ایک دوسرے سے ملاقات کے بارے میں اور ایسے ہی وہ تصانیف جو بڑے بڑے لوگوں کی قبروں کے بارے میں لکھی گئیں ہیں یہ سب کی سب باطل ہیں، اور عوام میں علم کے ساتھ بہت تذکرہ ہے، وہ علم مطلق ہو یا خصوصی بعض اوقات جس کا صحیح علم نہیں ہوتا۔ اس میں تقلید سے بھی کام لیا جاتا ہے، جو لوگ صفات کے ساتھ متصف تھے وہ اس قسم کی روایات

خُصُوصِ عِلْمٍ مُعَيَّنٍ وَرُبَّمَا تَسَاهَلَ
فِي ذٰلِكَ مَنْ لَا مَعْرِفَةَ لَهُ بِذٰلِكَ
تَغْلِيْطًا أَوِ اسْتَصْحَبَ مَا كَانَ
مُتَّصِفًا بِهِ ثُمَّ زَالَ بِالتَّرْكِ أَوْ
تَشَاغَلَ بِمَا أَشْغَلَهُ عَنِ الْوَصْفِ
الْأَوَّلِ وَهُوَ فِي جَمِيْعِ هٰذَا أَكْثَرُ
لَا يَنْحَصِرُ فَمِنَ الْأَوَّلِ قَوْلُ ابْنِ
تَيْمِيَّةَ مَا اشْتُهِرَ مِنْ أَنَّ الشَّافِعِيَّ
وَأَحْمَدَ اجْتَمَعَ بِشَيْبَانَ الرَّاعِيِّ
وَسَأَلَاهُ فَبَاطِلٌ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ
الْمَعْرِفَةِ لِأَنَّهُمَا لَمْ يُدْرِكَاهُ قَالَ
وَكَذٰلِكَ مَا ذَكَرُوْهُ مِنْ أَنَّ الشَّافِعِيَّ
اجْتَمَعَ بِأَبِي يُوْسُفَ عِنْدَ الرَّشِيْدِ
بَاطِلٌ فَلَمْ يَجْتَمِعِ الشَّافِعِيُّ بِالرَّشِيْدِ
إِلَّا بَعْدَ مَوْتِ أَبِي يُوْسُفَ وَقَالَ
الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ وَكَذَا الرِّحْلَةُ الْمَنْسُوْبَةُ
لِلشَّافِعِيِّ إِلَى الرَّشِيْدِ وَأَنَّ مُحَمَّدَ
ابْنَ الْحَسَنِ حَرَّضَهُ عَلَى قَتْلِهِ وَأَنَّ
أَخْرَجَهَا الْبَيْهَقِيُّ فِي مَنَاقِبِ الشَّافِعِيِّ

کے ترک میں مشغول رہے۔ اس کے باوجود
یہ لوگوں میں بہت عام ہیں جن کا انحصار
بھی ممکن نہیں۔ پہلی قسم کی روایات میں
یہ بہت مشہور ہے کہ امام شافعیؒ
اور امام احمد بن حنبل رحمہ شیبان راعی
کے پاس جمع ہوئے اور ان سے سوالات
کئے۔ ابن تیمیہ رحمہ فرماتے ہیں یہ بالاتفاق
رائے باطل ہے۔ کیونکہ ان دونوں حضرات
نے شیبان رحمہ کا زمانہ نہیں پایا ایسے
ہی یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ امام شافعیؒ
امام ابو یوسف کے ساتھ رشید کے پاس
جمع ہوئے۔ یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ امام
امام شافعی رشید کے پاس ابو یوسفؒ کی
وفات کے بعد پہنچے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ
فرماتے ہیں ایسے ہی یہ واقعہ جو امام شافعیؒ
کی جانب منسوب ہے کہ وہ سفر کرکے رشید کے
پاس گئے اور امام محمد بن الحسن الشیبانی نے
رشید کو ان کے قتل پر ابھارا۔ اور اسے بیہقیؒ نے
مناقب شافعی میں روایت کیا ہے یہ بھی موضوع

وَغَيْرِهٖ فَهُوَ مَوْضُوعٌ مَكْذُوبٌ
وَمِنَ الثَّانِي قَوْلُ الْمَيْمُونِيِّ سَمِعْتُ
أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُولُ ثَلَاثَةُ
كُتُبٍ لَيْسَ لَهَا أُصُولٌ الْمَغَازِي
وَالْمَلَاحِمُ وَالتَّفْسِيرُ قَالَ الْخَطِيبُ
فِي جَامِعِهٖ هٰذَا مَحْمُولٌ عَلٰى كُتُبٍ
مَخْصُوصَةٍ فِي هٰذِهِ الْمَعَانِي الثَّلَاثَةِ
غَيْرِ مُعْتَمَدٍ عَلَيْهَا لِعَدَمِ عَدَالَةِ
نَاقِلِيهَا وَزِيَادَةِ الْقُصَّاصِ فِيهَا
وَأَمَّا كُتُبُ الْمَلَاحِمِ فَجَمِيعُهَا
بِهٰذِهِ الصِّفَةِ وَلَيْسَ يَصِحُّ فِي
ذِكْرِ الْمَلَاحِمِ الْمُرْتَقَبَةِ وَالْفِتَنِ
الْمُنْتَظَرَةِ غَيْرُ أَحَادِيثَ يَسِيرَةٍ
وَأَمَّا كُتُبُ التَّفْسِيرِ فَمِنْ أَشْهَرِهَا
كِتَابَا الْكَلْبِيِّ وَمُقَاتِلِ بْنِ سُلَيْمَانَ
وَقَدْ قَالَ أَحْمَدُ فِي تَفْسِيرِ الْكَلْبِيِّ
مِنْ أَوَّلِهٖ إِلٰى آخِرِهٖ كَذِبٌ قِيلَ لَهٗ
فَيَحِلُّ النَّظَرُ فِيهِ قَالَ لَا قُلْتُ وَقَدْ
قَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَكِتَابُ مُقَاتِلٍ

ہے اور جھوٹ ہے۔ حالانکہ امام محمد امام شافعی کے
استاد اور سوتیلے باپ ہیں اور امام شافعی انکے بارے
میں فرماتے ہیں میں نے محمد بن الحسن سے اونٹ کے
بوجھ کے برابر علم حاصل کیا۔ اور ایسے ہی میمون کا یہ
قول کہ امام احمد فرمایا کرتے تھے۔ کہ تین قسم کی کتابوں کی
کوئی اصول نہیں مغازی۔ ملاحم اور تفسیر خطیب اپنی
جامع میں فرماتے ہیں یہ ان مضامین کی ان خاص کتب
کے بارے میں ہے کہ جن پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا
اس لیے کہ ان کے ناقل صاحب عدالت نہ تھے علاوہ
اسمیں قصوں کی بھرمار تھی۔ ملاحم کا جہاں تک تعلق ہے
تو اس مضمون کی تمام کتب اس صفت کے ساتھ موصوف
ہیں اور آئندہ آنیوالے فتنوں کے بارے میں چند
احادیث کے علاوہ کوئی صحیح نہیں اور جہاں تک کتب
تفسیر کا تعلق ہے تو اس میں سب سے زیادہ مشہور
کلبی اور مقاتل بن سلیمان کی کتابیں ہیں۔ امام
احمد بن حنبل تفسیر کلبی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ
وہ از اول تا آخر جھوٹ ہے ان سے دریافت
کیا گیا کہ اسے دیکھنا بھی جائز ہے یا نہیں۔
انہوں نے فرمایا نہیں۔ زرکشی کہتے ہیں مقاتل

قريب منه قال السيوطي ومنه كتب صحيحة ونسخ معتبرة بينت حالها في آخر كتاب الاتقان في علوم القرآن وسطرتها كلها في تفسير المسند انتهى واما المغازي فمن اشهرها كتاب محمد بن اسحق وكان ياخذ من اهل الكتاب وقد قال الشافعي كتب الواقدي كذب وليس في المغازي صحيح من مغازي موسى بن عقبة انتهى .

کی تفسیر بھی اسی کے قریب قریب ہے سیوطی کہتے ہیں تفسیر کا جہاں تک تعلق ہے اسمیں صحیح کتابیں اور معتبر نسخے بھی موجود ہیں جن کا حال میں نے کتاب الاتقان فی علوم القرآن کے اخیر میں کیا ہے۔ مغازی کا جہاں تک معاملہ ہے اس میں مشہور محمد بن اسحاق کی کتاب ہے اور وہ اہل کتاب سے نقل کرتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں واقدی کی کتابیں جھوٹی ہیں۔ اور مغازی میں موسے بن عقبہ کی مغازی کے علاوہ کوئی کتاب صحیح نہیں ؛

ومن القبور ما بين كرك بجبل لبنان من البقاع انه قبر نوح عليه السلام وانما حدث في اثناء المائة السابعة والمشهد الذي ينسب لابي بن كعب بالجانب الشرقي من دمشق مع اتفاق العلماء انه لم يقدم مهما فضلا عن دفنه فيها والمكان

ایسے ہی قبروں کا معاملہ ہے یہ جو کہا جاتا ہے کہ جبل لبنان کی ایک گھاٹی میں حضرت نوح ؑ کی قبر ہے۔ اور یہ بات ساتویں صدی میں بیان کی گئی ایسے ہی دمشق کی جانب شرقی میں ایک مشہد ابی بن کعب کے نام سے منسوب ہے۔ حالانکہ تمام علماء متفق ہیں کہ ابی رضہ دمشق تشریف ہی نہیں لائے۔ کجا کہ وہاں دفن ہونا ایسے

لابن عمر من الجبل المبني بمعقد لا يصح من وجه لأنهم اتفقوا على أنه توفي بمكة وكذا المكان الذي ينسب لعقبة بن عامر من قرافة مصر إنما هو منام رآه بعضهم بعد مدة متطاولة والمكان المنسوب لأبي هريرة بعسقلان إنما هو قبر حيدرة بن خيشنة كما جزم به بعض الحفاظ الشاميين لكن قد جزم ابن حبان وشيخنا بالأول والمكان المعروف بالمشهد الحسيني من القاهرة ليس الحسين مدفونا به بالاتفاق وإنما فيه رأسه فيما ذكره بعض المصريين ونفاه بعضهم قاله شيخنا يعني العسقلاني وأما التقي بن تيمية فقد رأيت له جوابا بالغ في إنكار ذلك كله فيه والمكان المعروف بالسيدة

جبل مولات میں ایک مکان ابن عمرؓ کی جانب منسوب ہے، وہ بھی کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ تمام علماء متفق ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات مکہ معظمہ میں ہوئی۔ ایسے ہی ایک مصر میں ایک مکان عقبہ بن عامر کی جانب منسوب کیا جاتا ہے، حالانکہ ایک طویل مدت کے بعد بعض لوگوں نے یہ بات خواب میں دیکھی تھی۔ اسی طرح عسقلان میں جو مکان ابوہریرہؓ کی جانب منسوب ہے وہ حیدر بن خیشنہ کی قبر ہے، جیسا کہ بعض شامی حفاظ نے اس کی تصریح کی ہے۔ اگرچہ ابن حبان اور ہمارے شیخ نے قول اول کو تسلیم کیا ہے۔ تاہم مصر میں وہ مقام جو مشہد حسینؓ کے نام سے مشہور ہے، وہاں حضرت حسینؓ بالاتفاق دفن نہیں، بلکہ وہاں صرف ان کا سر ہے۔ اس کا بعض مصریوں نے ذکر کیا ہے لیکن بعض مصری منکر ہیں۔ جیسا کہ ہمارے شیخ ابن حجر العسقلانی نے اس کا ذکر کیا ہے میں نے امام تقی الدین بن تیمیہ کا ایک

نفیسة ابنة الحسن بن زید
بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی
فقد ذکرہ بعض اہل المعرفة
ان خصوص ھذا المحل الذی
الذی یزار لیس ھو قبرھا و
لکنھا فی تلك البقعة بالاستفاضة
والاستفاضة ذلك مع ما بعدہ
یطول وھو جدیر بایرادہ فی
تالیف انتہی۔

جواب دیکھا ہے۔ جس میں انہوں
نے اس کا شدت سے انکار کیا ہے
اور کافی طویل جواب ہے۔ نفیسہ
بنت حسن بن علی بن ابی طالب کی
جانب جو مکان مشہور ہے۔ جس کا بعض
اہل معرفت نے اس کی زیارت
کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ یہ
ان کی قبر نہیں۔ اگرچہ وہ اسی گھاٹی
میں مدفون ہیں۔

فصل

اقول ومما یلحق بہ ما
قالہ العلامة الشیخ محمد بن الجزری
لا یصح تعیین قبر نبی غیر قبر
نبینا علیہ الصلوٰة والسلام
نعم سیدنا ابراھیم علیہ السلام
فی تلك القریة لا بخصوص تلك
البقعة انتہی وکان فیہ اشارة
الی ان لا وجود لنور القمر و

ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے ساتھ وہ
بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیے جو علامہ شیخ محمد بن الجزری
نے فرمائی ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے علاوہ کسی نبی کی قبر کی تعیین صحیح نہیں۔ ہاں
سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اس گاؤں میں
مدفون ہیں نہ کہ خاص اس مکان میں جس کی جانب
ان کی نسبت ہے۔ اور گویا کہ یہ اشارہ اسی امر کی
جانب ہے کہ سورج کی روشنی جب ظاہر ہو گئی تو چاند

الکواکب بعد ظهور ضیاء الشمس وایماء إلی نسخ سائر الأدیان فی جمیع الأماکن و الأزمان ولئلا یشارکه احد فی زیارته بتعظیم له الشان کما ذکر من الحکمة فی دفنه علیه السلام بالمدینة لئلا ینقص رتبته لو دفن بمکة فی جنب بیت الله الحرام ودفن بمکة کثیر من الصحابة الکرام واما مقابرهم فغیر معروفة کما ذکره الأعلام حتی قبر خدیجة انما بنی علی ما وقع لبعضهم من المنام ثم اختلفوا فی مکان مولده علیه الصلوة والسلام وان اشتهر عند اهل مکة بالموضع المعروف عند الأنام ۔

اور ستاروں کی چمک کا وجود کہاں باقی رہا اور یہ چیز خود اس بات کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ اب تمام مقامات اور تمام زمانوں میں کل ادیان ومذاہب کا نسخ ہو چکا، ورنہ آپ کی زیارت میں کوئی نہ کوئی اور بھی اسی عظمت وشان کے ساتھ شریک ہوتا، اور یہی حکمت تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا، کیونکہ اگر مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کے پہلو میں دفن کیا جاتا، تو آپ کے رتبہ میں کمی آتی۔ اگرچہ مکہ معظمہ میں بہت سے صحابہ کرام دفن کئے گئے لیکن ان کی قبریں غیر معروف ہیں، جیسا کہ خود نشانات ظاہر کرتے ہیں، حتی کہ حضرت خدیجہ کی قبر بھی بعض لوگوں کے خواب پر بنائی گئی۔ پھر اس امر میں بھی اختلاف ہے، کہ حضور کی جائے پیدائش کون سی ہے، اگرچہ اہل مکہ کے نزدیک اس سلسلہ میں ایک مقام مشہور ہے ۔

اما ما احدثوا من مواليد ابی بکر وعمر وعلی رضی الله عنهم

اسی طرح ابوبکر وعمر اور علی کی جائے پیدائش کا کچھ لوگ ذکر کرتے ہیں حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں تو ان کی جائے

مع عدم ثبوتها فلا يظهر وجه التبرك بأرضها إلا باعتبار مآل أمرهم وعلو قدرهم في أواخر عمرهم وإلا فحين ولادتهم لم يكن لهم شيء من ولايتهم نعم رهم في الأحوال اللاحقة أنهم سبقت لهم الحسنى في الأحوال السابقة.

ومن جملة مفتريات الشيعة الشنيعة جعل صورة قبر آدم ونوح عليهما السلام بجنب قبر علي رضي الله عنه مع أن قبره أيضا ليس بثابت وإنما بني على أمر المنام ونحوه من الكلام ولعل الباعث على ما فعلوه أنهم لما رأوا مقام الشيخين من الصحابة الكرام في ضريحه عليه السلام قصدوا بالترويج على رضي الله عنه عن تفرده في

پیدائش کے ساتھ تبرک کی کوئی صورت ہی نہیں کیونکہ اعتبار تو ان کے انجام کا اور اخیر عمر میں ان کی قدر و منزلت کا ہے اور پیدائش کے انہیں کوئی ولایت حاصل نہ تھی (کیونکہ پیدائش بھی کفار کے گھر میں ہوئی اور نشوو نما بھی اور خود بھی ایک مدت تک کافر رہے) ہاں اس لحاظ سے کہ ان کے لئے مستقبل میں نیکی سبقت کر چکی تھی۔ جیسا کہ مستقبل کے واقعات نے ثابت کیا۔

اسی طرح شیعوں کی بیہودگیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علیؓ کی قبر کے پہلو میں آدم اور نوح علیہ السلام کی قبر بھی بنادی حالانکہ خود حضرت علی کی قبر ثابت نہیں وہ بھی ایک خواب کی بنیاد پر بنائی گئی تھی۔ اور غالباً انہوں نے یہ فعل اس لئے اختیار کیا کہ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ صحابہ کرام میں ابوبکرؓ و عمرؓ کو جو مقام حضور کے پہلو میں دفن ہونے سے حاصل ہے۔ وہ اور کسی کو حاصل نہیں تو انہوں نے جھوٹی قبریں بنانے کا ارادہ کر لیا۔ تاکہ حضرت علی کو بھی کوئی مقام حاصل

ذٰلِكَ الْمَقَامِ۔
وَكَذَا مَا يَنْسِبُوْنَ مِنَ الْبُرْءِ
الْاَعْمٰى وَالْاَشَلِّ وَالْمُقْعَدِ وَنَحْوِهِمْ
فِيْ مَقْبَرَةِ الْاِمَامِ عَلِيِّ بْنِ مُوْسٰى
الرِّضَاءِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰبَائِهِ التَّحِيَّةُ
وَالثَّنَاءُ فَاِنَّهٗ زُوْرٌ وَّبُهْتَانٌ وَكَذَا
مَا ادَّعَاهُ جَهَلَةُ اَهْلِ الْحَرَمَيْنِ بِرُؤْيَةِ
النُّوْرِ عِنْدَ قَبْرِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ
بِخُصُوْصِ لَيْلَةِ الْمِعْرَاجِ فَاِنَّهٗ كِذْبٌ
مِنْ عَمَلِ اَهْلِ الْبُطْلَانِ وَالزُّوْرِ۔
وَاَمَّا نُوْرُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ فَهُوَ فِيْ غَايَةٍ مِنَ الظُّهُوْرِ
شَرْقًا وَّغَرْبًا وَاَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ
نُوْرُهٗ وَسَمَّاهُ فِيْ كِتَابِهٖ نُوْرًا وَفِيْ
دُعَائِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ نُوْرًا وَفِي التَّنْزِيْلِ
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ
بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ
نُوْرَهٗ وَقَالَ تَعَالٰى اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ

حاصل ہو سکے۔
اسی طرح یہ باتیں جو منسوب کی جاتی
ہیں، کہ علی بن موسیٰ الرضا رح کے مقبرہ میں
اندھا بینا اور بیکار ہاتھ والا کارآمد ہو جاتا
ہے یہ سب جھوٹ اور بہتان ہے اسی طرح
اہل مکہ اور اہل مدینہ کے جہلاء کا یہ دعویٰ کہ لیلۃ
المعراج میں حضور کی قبر مبارک کے قریب نور نظر
آتا ہے، یہ بھی جھوٹ ہے اور جھوٹے آدمیوں کی باتیں
ہیں اکیونکہ معراج کے بارے میں حدیث و تاریخ معینہ
ثابت نہیں۔
رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک
وہ تو شرقاً اور غرباً ظاہر ہی ہے، سب سے پہلے اللہ
نے آپ کے نور کو پیدا کیا، اور اپنی کتاب میں بھی آپ کا
نام نور رکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے
اے اللہ میرے لئے نور پیدا فرما دیجئے، اور قرآن
میں ہے یہ لوگ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے
بجھانا چاہتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالےٰ اپنے نور کو مکمل
فرما کر رہیں گے، دوسرے مقام پر فرماتا ہے،
اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے اس کے نور

وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ فِیْ قَلْبِ
مُحَمَّدٍ وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ لَّمْ
يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ
لٰكِنْ هٰذَا النُّوْرُ لَيْسَ لَهٗ ظُهُوْرٌ
اِلَّا فِیْ عَيْنِ اَهْلِ الْبَصِيْرَةِ فَاِنَّهَا
لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى
الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ۔
وَفِی الْخُلَاصَةِ قَالَ الشَّيْخُ
قَدْ صُنِّفَ كُتُبٌ فِی الْحَدِيْثِ
وَجَمِيْعُ مَا احْتَوَتْ عَلَيْهِ مَوْضُوْعٌ
لمُوْضُوْعَاتِ الْقُضَاعِيِّ وَمِنْهَا
الْاَرْبَعُوْنَ الْوَدْعَانِيَّةُ وَمِنْهَا
وَصَايَا عَلِيٍّ كُلُّهَا مَوْضُوْعَةٌ سِوٰى
الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ وَهُوَ يَا عَلِیُّ اَنْتَ
مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى
غَيْرَ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ قَالَ الصَّغَانِیُّ
وَمِنْهَا وَصَايَا عَلِیٍّ كُلُّهَا الَّتِیْ اَوَّلُهَا
يَا عَلِیُّ لِفُلَانٍ ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ
وَفِیْ اٰخِرِهَا النَّهْیُ عَنِ الْمُجَامَعَةِ فِیْ

کی مثال اس طاق کی طرح ہے (طاق سے
مراد حضور کا دل) ومن لم یجعل اللہ لہ نورا
فما لہ من نور۔ لیکن یہ نور وہ ہے
جس کا ظہور نہیں (بالفاظ دیگر یہ
نور قلب ہے یا نور ایمان ہے۔) اہل
بصیرت کو وہ نظر آجاتا ہے۔ لیکن جن کے
دل اندھے ہیں، وہ کیا دیکھیں گے۔
خلاصہ میں ہے شیخ فرماتے ہیں حدیث کی
وہ کتابیں اور دیگر قسم کی وہ کتب جو اس نور
کے ظہور کے بارے میں تصنیف کی گئیں سب
موضوع ہیں جیسا کہ موضوعات قضاعی۔ اسی
طرح ابن ودعان کی اربعون، اور کتاب
وصایا علیؓ تمام کی تمام موضوع ہے سوائے
پہلی حدیث یا علیؓ انت منی بمنزلۃ ہارون
من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی۔ صغانی فرماتے
ہیں وصایا علیؓ سب کی سب موضوع ہے
اس کی پہلی روایت یہ ہے کہ فلاں کے لیے
تین علامتیں ہیں اور اخیر میں خاص خاص
اوقات میں صحبت سے منع کیا گیا۔ اور آخری

أوقات مخصوصة كلها موضوعة و
آخر هذه الوصايا يا علي أعطيتك
في هذه الوصية علم الأولين و
الآخرين وضعها حماد بن عمرو
النصيبي وقال السيوطي في اللآلي
وكذا وصايا علي موضوعة واتهم
به حماد بن عمرو وكذا وصاياه
الأخرى وضعها عبد الله بن زياد
بن سمعان أو شيخه قال الصغاني
وأول هذه الودعانيات كأن
الموت فيها على غيرنا كتب وقد
ذكرناه مع غيره من موضوعات
الشباب وآخرها ما من بيت إلا
وملك يقف على بابه خمس مرات
فإذا وجد الإنسان قد نفد
أكله وانقطع أجله ألقى عليه
غم الموت فغشيته كربته و
غمرته سكرته قال السيوطي في
الذيل إن الأربعين الودعانية

وصیت یہ ہے کہ میں اے علی تجھے اس وصیت
میں اولین وآخرین کا علم عطا کرتا ہوں اسے
حماد بن عمرو النصیبی نے وضع کیا تھا۔ سیوطی
لآلی میں فرماتے ہیں اسی طرح وصایا علی بھی
سب موضوع ہیں۔ اور ان کی وضع کی تہمت
حماد بن عمرو پر ہے۔ اسی طرح وہ وصایا علی
جو عبد اللہ بن زیاد بن سمعان یا اس کے
شیخ نے وضع کی تھیں سب موضوع ہیں۔
صغانی کہتے ہیں۔ اس کی اول روایت یہ ہے
کان الموت فیہا علی غیرنا۔ اور آخری روایت
یہ ہے۔ کہ کوئی گھر ایسا نہیں جہاں فرشتہ
پانچ بار دروازے پر نہ ٹھہرتا ہو جب انسان
کا رزق ختم ہو جاتا۔ اور اس کی مدت
پوری ہو جاتی ہے۔ تو اس پر موت کا غم ڈال
دیا جاتا ہے۔ تو اس کی مصیبت اسے
بے ہوش کر دیتی ہے۔ اور اس کی عمر میں
سکرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ سیوطی ذیل میں
فرماتے ہیں ان اربعین ودعانیہ میں سے اس
طریقے کے ساتھ کوئی حدیث مرفوع صحیح نہیں

لا يصح فيها حديث مرفوع هذا
هذا الشيخ في هذه الأسانيد
وإنما يصح منها ألفاظ يسيرة وإن
كان كلامها حسنا وموعظة فليس
كل ما هو حق حديثا بل عكسه
وهي مسروقة سرقها ابن ودعان
من واضعها زيد بن رفاعة و
يقال إنه الذي وضع رسائل
إخوان الصفا وكان من أجهل
خلق الله في الحديث وأقلهم حياء
وأجرؤهم على الكذب قال الصغاني
ومنها كتاب فضل العلماء لمحدث
شرف البلخي وأوله من تعلم مسئلة
من الفقه فله كذا ومن الأحاديث
الموضوعة بإسناد واحد أحاديث
الشيخ المعروف بابن أبي الدنيا وهو
الذي يزعمون أنه أدرك عليا و
عمر طويلا وأخذ بركابه فركبه
وأصابه ركابه فشجه فقال مد الله

ہاں ان میں سے کچھ تھوڑے سے الفاظ
صحیح ہیں۔ اگرچہ کلام عمدہ اور ناصحانہ ہے
لیکن یہ تو ضروری نہیں کہ جو بات حق ہو وہ
حدیث بھی ہو، ہاں یہ ضروری ہے، کہ ہر حدیث
حق ضرور ہو گی، اور یہ سب روایات چوری
ہیں اسے ابن ودعان نے زید بن رفاعہ کی بدعت
پھیلانے والی سے چوری کیا تھا، یہ بھی کہا جاتا
ہے کہ یہی وہ شخص ہے جس نے رسائل اخوان
الصفاء وضع کئے، یہ حدیث کے معاملہ میں
تمام مخلوق میں سب سے زیادہ جاہل سب سے
زیادہ بے حیا اور سب سے زیادہ جھوٹ پر جری
تھا۔ صغانی فرماتے ہیں اسی قسم کی کتب میں سے
کتاب فضل العلماء بھی ہے جسے محدث شرف البلخی
نے تصنیف کیا ہے اور اس کی پہلی روایت یہ ہے
کہ جو فقہ کا ایک مسئلہ بھی حاصل کرے اسکیلئے اتنا اجر ہے اسی
طرح شیخ ابن ابی الدنیا کے بارے میں جو لوگوں میں روایت مشہور ہے
وہ بھی موضوع ہے کہ ابن ابی الدنیا علی اور عمر کے ساتھ کافی مدت
تک رہے اور گھوڑے کی رکاب پکڑ کر سوار ہوئے تو عمر کی رکاب نے
انہیں زخمی کر دیا، حضرت عمر نے انہیں عمر کی برکت کی دعا دی

في غيره منه وأحاديث ابن نسطور
الرومي وأحاديث بشر ونعيم بن
سالم وخراش عن أنس وأحاديث
دينار عنه وأحاديث أبي هدبة
إبراهيم بن هدبة القيسي.

ومنها كتاب يسمى بسند
أنس البصري مقدار ثلثمائة
يرويه سمعان بن المهدي عن
أنس وأوله أمتي في سائر الأمم
كالقمر في النجوم وفي الذيل
سمعان بن المهدي عن أنس لا
يكاد يعرف ألصقت به نسخة
مكذوبة قطع الله من وضعها وفي
لسان الميزان هي من رواية محمد
بن مقاتل الرازي عن جعفر بن
هارون عن سمعان فذكر النسخة
وهي أكثر من ثلث مائة حديث
أكثر متونها موضوعة انتهى قال
الصغاني ومنها الأحاديث التي

اسی طرح ابن نسطور الرومی بشر اور نعیم بن سالم کی احادیث
ایسے ہی خراش کی ہے وہ احادیث جو اس نے
انسؓ سے روایت کی ہیں۔ ایسے ہی دینار کی انسؓ
سے روایتیں اور ابو ہدبہ ابراہیم بن ہدبہ القیسی
کی احادیث سب موضوع ہیں۔

اسی طرح وہ کتاب جو مسند انسؓ کے نام سے
مشہور ہے اور انس سے اسے سمعان بن المہدی
نے روایت کیا ہے جس میں تین سو کے قریب
روایات ہیں اور پہلی حدیث اس کی یہ ہے۔ کہ
میری امت تمام امتوں میں ایسی ہی ہے جب
کہ چاند تاروں میں ذیل میں ہے سمعان بن المہدی
پہچانا نہیں جاتا اس نے ایک جھوٹا نسخہ انس سے
منسوب کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے وضع کرنے
والے کو قطع کرے لسان المیزان میں ہے یہ نسخہ
محمد بن مقاتل الرازی کی روایت سے منقول
ہے اور وہ اسے جعفر بن ہارون کے واسطے
سمعان سے ایک نسخہ کی روایت کرتا ہے
جس میں تین سو سے زیادہ روایتیں ہیں۔
اور ان کے اکثر متون موضوع ہیں صغانی

فِي غَيْرِهِ لِمَنْ مَدَّهُ وَأَحَادِيثُ ابْنِ نَسْطُورَ الرُّومِيِّ وَأَحَادِيثُ بِشْرٍ وَنُعَيْمِ بْنِ سَالِمٍ وَخِرَاشٍ عَنْ أَنَسٍ وَأَحَادِيثُ دِينَارٍ عَنْهُ وَأَحَادِيثُ أَبِي هُدْبَةَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هُدْبَةَ الْقَيْسِيِّ۔

اسی طرح ابن نسطور الرومی، بشر اور نعیم بن سالم کی احادیث ایسے ہی خراش کی ہے وہ احادیث جو اس نے انسؓ سے روایت کی ہیں۔ ایسے ہی دینار کی انسؓ سے روایتیں اور ابوہدبہ ابراہیم بن ہدبہ القیسی کی احادیث سب موضوع ہیں۔

وَمِنْهَا كِتَابٌ يُسَمَّى بِمُسْنَدِ أَنَسٍ الْبَصْرِيِّ مِقْدَارُ ثَلَاثِ مِائَةٍ يَرْوِيهِ سَمْعَانُ بْنُ الْمَهْدِيِّ عَنْ أَنَسٍ وَأَوَّلُهُ أُمَّتِي فِي سَائِرِ الْأُمَمِ كَالْقَمَرِ فِي النُّجُومِ وَفِي الذَّيْلِ سَمْعَانُ بْنُ الْمَهْدِيِّ عَنْ أَنَسٍ لَا يَكَادُ يُعْرَفُ أُلْصِقَتْ بِهِ نُسْخَةٌ مَكْذُوبَةٌ قَطَعَ اللّٰهُ مَنْ وَضَعَهَا وَفِي لِسَانِ الْمِيزَانِ هِيَ مِنْ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ مُقَاتِلٍ الرَّازِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ هَارُونَ عَنْ سَمْعَانَ فَذَكَرَ النُّسْخَةَ وَهِيَ أَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثِ مِائَةِ حَدِيثٍ أَكْثَرُ مُتُونِهَا مَوْضُوعَةٌ انْتَهَى قَالَ الصَّغَانِيُّ وَمِنْهَا الْأَحَادِيثُ الْمَكِّيُّ

اسی طرح وہ کتاب جو مسند انسؓ کے نام سے مشہور ہے اور انس سے اسے سمعان بن المہدی نے روایت کیا ہے جس میں تین سو کے قریب روایات ہیں اور پہلی حدیث اس کی یہ ہے کہ میری امت تمام امتوں میں ایسی ہی ہے جیسے کہ چاند تاروں میں۔ ذیل میں ہے سمعان بن المہدی پہچانا نہیں جاتا اس نے ایک جھوٹا نسخہ انس سے منسوب کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے وضع کرنے والے کو قطع کرے۔ لسان المیزان میں ہے یہ نسخہ محمد بن مقاتل الرازی کی روایت سے منقول ہے اور وہ اسے جعفر بن ہارون کے واسطے سمعان سے ایک نسخہ کی روایت کرتا ہے جس میں تین سو سے زیادہ روایتیں ہیں۔ اور ان کے اکثر متون موضوع ہیں صغانی

تُرْوٰى فِيْ تَسْمِيَتِهٖ بِأَحْمَدَ لَا تَثْبُتُ شَيْءٌ مِنْهَا ۔

کہتے ہیں اسی طرح وہ احادیث جن میں یا احمدؒ کا لفظ آئے ایک بھی ثابت نہیں ۔

وَمِنْهَا خُطْبَةُ الْوَدَاعِ مِنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَفَعَهُ وَأَوَّلُهُ لَا يَرْكَبُ أَحَدُكُمُ الْبَحْرَ عِنْدَ ارْتِجَاجِهٖ قُلْتُ وَمِنْهَا مَسَائِلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ فِي امْتِحَانِهِ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَهِيَ قَدْرُ كُرَّاسَةٍ مِنْ مُهْمَلَاتِ الْكَلَامِ وَفِي اللَّآلِي الْخُطْبَةُ الْأَخِيْرَةُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِطُوْلِهَا مَوْضُوْعَةٌ اتُّهِمَ بِهٖ مَيْسَرَةُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهٖ لَا بُوْرِكَ فِيْهِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهٖ ۔

اسی قسم کی روایات میں سے خطبۃ حجۃ الوداع بھی ہے جو ابو الدرداء سے مرفوعاً مروی ہے جسکی ابتداء یہ ہے کہ کوئی تم میں سے سمندر کا سفر تموّج کے وقت نہ کرے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اسی طرح وہ سوالات ہیں جو عبد اللہ بن سلام نے حضور کا امتحان لیتے وقت سنے تھے اور وہ ایک اچھا خاصہ رسالہ ہے جو مہملات سے بھرے لآلی میں ہے اخیر خطبہ میں ابو ہریرہ اور ابن عباس سے ایک لمبی روایت مروی ہے جو موضوع ہے اسے میسرہ بن عبد ربہ نے وضع کیا تھا خدا کے سامنے اسے برکت عطا نہ ہو ۔

وَفِي الْوَجِيْزِ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ كَتَبْتُ جُمْلَةً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ عَنْ مُوْسَى بْنِ إِسْمٰعِيْلَ وَابْنِ مُوْسٰى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ آبَائِهٖ إِلٰى عَلِيٍّ رَفَعَهَا أَخْرَجَ إِلَيْنَا نُسْخَةً قَرِيْبًا مِنْ أَلْفِ حَدِيْثٍ عَنْ مُوْسَى الْمَذْكُوْرِ

وجیز میں ہے ابن عدی کہتے ہیں میں نے محمد بن اشعث سے احادیث لکھیں جنہیں وہ موسیٰ بن اسمٰعیل اور ابن موسیٰ بن جعفر سے بواسطہ حضرت علی سے مرفوعاً روایت کرتا تھا انہوں نے ہمارے سامنے ایک نسخہ نکالا جس میں ایک ہزار سے زائد موسیٰ المذکور سے روایات مروی تھیں اور عام روایات اس کی منکر تھیں دار قطنی فرماتے ہیں یہ بھی ایک

مِنْ اٰبائِہٖ بِخطٍّ طرِیٍّ علامتُھا مناکیرُ
قالَ الدّارقطنیُّ اِنَّہٗ مِنْ اٰیاتِ اللّٰہِ
وضعُ ذٰلِکَ الکتابِ یعنی
العلویّاتِ قالَ العسقلانیُّ و
سمّاہُ السُّننَ وکلُّہٗ بسندٍ واحدٍ
مِنْہُ لا خیلَ ابقٰی عن اولادِھِمْ
لامرأۃٍ کابنۃِ العمِّ وعبدِ اللّٰہِ
وابنِ احمدَ عن ابیہِ عن علیٍّ
الرِّضا وابیہِ غیرُ مرضیّۃٍ وکذا
نسبتُہٗ الٰی عبدِ اللّٰہِ بنِ احمدَ
غیرُ صحیحۃٍ اِنْ کانَ المرادُ بِہٖ
الامامَ احمدَ بنَ حنبلٍ فتأمّلْ
فانَّہٗ محلُّ زللٍ ثمّ استحقَّ المطلقُ
لہٗ اباطیلُ ومنھا لا یحلُّ لامرأۃٍ
تؤمنُ باللّٰہِ انْ تضعَ الفرجَ علی
السّرجِ ومن منعَ الماعونَ لزمہٗ
طرفُ البخلِ قلتُ والثّانی مستفادٌ
من قولہٖ تعالٰی ویمنعونَ الماعونَ
ومنھا لعنَ اللّٰہُ النّاظرَ والمنظورَ

اللہ کا عذاب ہے۔ کہ یہ کتاب یعنی علویات وضع کی گئی
عسقلانی فرماتے ہیں اس کا نام انہوں نے سنن رکھا
ہے اور سب کی سب ایک ہی سند سے مروی ہیں۔
اس میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کوئی سیاہ و سرخ
گھوڑا باقی نہ رہے گا اور یہ احادیث ایک عورت سے
جو چچازاد بہن ہے اور عبداللہ بن احمد، احمد، علی الرضا
کے ذریعہ ایک نسخہ روایت کیا جاتا ہے جو موضوع ہے
اور باطل ہے اس کے وضع کی نسبت عبداللہ یا احمد
کی جانب تو ہو نہیں سکتی جیسا کہ بعض اصحاب کو غلط
فہمی ہے اسی طرح وضع کی نسبت رضا یا ان کے والد
کی جانب یہ بھی بہتر نہیں اور عبداللہ بن احمد کی جانب بھی
ہرگز بھی صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر اس سے مراد امام احمد بن
حنبل ہیں تو یہ تو تباہی کا مقام ہے پھر غلطی کی باطل روایات
بھی اسی کی مستحق ہیں جس کی ایک روایت یہ ہے کہ وہ
عورت جو اللہ پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں کہ وہ اپنی
شرمگاہوں کو چراغوں پر رکھے اور جو مانگنے والے کو روکے
اس کے لئے بخل لازم ہو گیا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں
یہ دوسری روایت اللہ تعالیٰ کے قول ویمنعون
الماعون سے مستفاد ہے ایسے ہی یہ روایت کہ اللہ

إليه، ومنها لا تقولوا مسيجد ولا مصيحف ونهى عن تصغير الأسماء المعظمة وأن يسمى حمدون أو علوان أو كعموش وغيرها وروي عن ابن جريج عن عطاء عن أبي سعيد الوصية لعلي في الجماع وكيف يجامع فانظر إلى هذا الدجال ما أجرأه. قلت أراد بالدجال الراوي عن ابن جريج وإلا فهو إمام جليل.

تعالیٰ دیکھنے والے پر اور جس شئے کی جانب دیکھا جائے اس پر لعنت فرماتا ہے ایسے ہی یہ روایت کہ مسجد اور مصیحف نہ کہا کرو اور مصغر نام نہ رکھا کرو اور نہ حمدون، علوان اور کعموش وغیرہ نام رکھو۔ ابن جریج عطاء ابوسعید کے ذریعہ جماع کے بارے میں حضرت علیؓ کیلئے وصیت روایت کی جاتی ہے۔ کہ کس طرح جماع کیا جائے اس دجال کو دیکھئے کہ جھوٹ میں کتنا جری ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہاں دجال سے مراد ابن جریجؒ نہیں ورنہ وہ تو بہت بڑے امام ہیں۔ بلکہ ابن جریجؒ سے روایت کرنے والا مراد ہے

وقال الديلمي أسانيد كتاب العروس لأبي الفضل جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين واهية لا يعتمد عليها وأحاديثه منكرة.

دیلمیؒ کہتے ہیں کتاب العروس کی اسناد جو ابو الفضل جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی تک پہنچتی ہیں، سب واہیات ہیں ان پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور روایات بھی سب منکر ہیں۔

قلت ومن القواعد الكلية أن نقل الأحاديث النبوية والمسائل الفقهية والتفاسير القرآنية لا يجوز إلا من الكتب المتداولة

ملا علی قاری فرماتے ہیں اسی باعث قاعدہ کلیہ ہے کہ احادیث نبویہ فقہی مسائل اور تفسیر قرآنیہ بجز کتب متداولہ کے کسی سے روایت کرنا جائز نہیں کیونکہ دیگر کتب پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اسلئے کہ زنادقہ

لِعَدَمِ الْاِعْتِمَادِ عَلٰى غَيْرِهَا مِنْ
وَضْعِ الزَّنَادِقَةِ وَاِلْحَاقِ الْمَلَاحِدَةِ
بِخِلَافِ كُتُبِ الْمَحْفُوْظَةِ فَاِنَّ
نُسَخَهَا يَكُوْنُ صَحِيْحَةً مُعْتَمَدَةً وَ
قَدْ حَكَى السُّيُوْطِيُّ عَنِ ابْنِ الْجَوْزِيِّ
اَنَّ مَنْ وَقَعَ فِيْ حَدِيْثِهِ الْمَوْضُوْعُ
وَالْكِذْبُ وَالْقَلْبُ اَنْوَاعٌ مِنْهُمْ
مَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ الزُّهْدُ فَغَفَلَ
عَنِ الْحِفْظِ اَوْ ضَاعَتْ كُتُبُهٗ
فَحَدَّثَ عَنْ حِفْظِهٖ فَغَلَطَ فِيْ
نَقْلِهٖ وَمِنْهُمْ قَوْمٌ ثِقَاتٌ لٰكِنِ
اخْتَلَطَ عُقُوْلُهُمْ اَوَاخِرَ اَعْمَارِهِمْ
وَمِنْهُمْ مَنْ رَوَى الْخَطَأَ سَهْوًا فَلَمَّا
رَاَى الصَّوَابَ وَاَيْقَنَ لَمْ يَرْجِعْ
اَنَفَةً اَنْ يَنْسِبُوْهُ اِلَى الْغَلَطِ وَ
مِنْهُمْ زَنَادِقَةٌ وَضَعُوْهُ قَصْدًا
اِلٰى فَسَادِ الشَّرِيْعَةِ وَاِيْقَاعِ
الشَّكِّ وَالتَّلَاعُبِ بِالدِّيْنِ وَ
قَدْ كَانَ بَعْضُ الزَّنَادِقَةِ يَتَفَضَّلُ

اور ملاحدہ نے اس میں بہت کچھ الحاق کیا ہے بخلاف
کتب محفوظہ کے کیونکہ ان کے نسخے صحیح اور معتمد ہوتے
ہیں سیوطی نے ابن الجوزی سے روایت کیا ہے کہ احادیث
میں جو موضوع، جھوٹ اور دیگر مختلف قسم کی روایات داخل
ہوئیں یہ ان لوگوں کی جانب سے داخل ہوئیں جن پر زہد غالب
تھا یا تو ان کا حافظہ کمزور ہو گیا۔ یا ان کی کتابیں ضائع ہو گئیں
اور انہوں نے اپنے حافظے سے احادیث بیان کرنی شروع کیں
اور اسے روایت کرنے میں غلطی کھائی۔ ایسے ہی اس قوم سے
بھی نقصان پہنچا جو خود ثقہ تھے لیکن اخیر عمر میں ان کی
عقلیں جواب دے گئیں۔ بعض رواۃ اس قسم کے بھی
ہیں جنہوں نے بھول سے غلط روایت بیان کی جب انہیں
صحت کا علم ہوا تو انہوں نے صحیح جانب اس خیال سے رجوع
نہ کیا کہ لوگ انہیں غلط بیانی کی طرف منسوب کریں گے ان
میں سے زنادقہ بھی ہیں جنہوں نے قصداً حدیثیں وضع کیں
ان کا مقصد دین میں فساد، اختلاف باہمی اور دین
کو ایک کھیل کی حیثیت دینا تھا بعض زنادقہ فسخ کی
فضیلت بیان کرتے جس کے باعث شیخ درس میں وہ
شئے بھی بیان کر جاتا جو حدیث میں نہ تھی بعض اشخاص
وہ بھی تھے جنہوں نے دین کی نصرت کے لئے حدیثیں وضع

المغفل فيدس في كتابه ما ليس عن حديثه ومنهم من يضع لنصرة مذهبه ومنهم من يضع حسبة ترغيبا وترهيبا ومنهم من اجاز وضع الاسانيد لكلام حسن ومنهم من قصد التقريب الى السلطان ومنهم القصاص لانهم يريدون احاديث ترقق وتنفق انتهى ۔

گیں بعض وہ لوگ بھی تھے جو ترغیب و ترہیب کی احادیث ثواب سمجھ کر وضع کرتے بعض وہ بھی تھے جنہوں نے ہر عمدہ بات کے لئے سند وضع کرنا جائز سمجھا تھا بعضوں کا مقصد وضع حدیث سے بادشاہوں کا تقرب تھا۔ انہیں میں سے قصہ گو بھی تھے جن کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں سے ایسی روایات بیان کی جائیں جس سے لوگوں کے دل نرم ہوں اور پھر وہ ہم پر مال خرچ کریں ؛

وروى عن مالك قال دخلت على المامون والمجلس خاص باهله فاذا بين الخليفة والوزير فرجة فجلست بينهما فحدثته مرفوعا اذا ضاق المجلس باهله فبين كل سيدين مجلس عالم في الذيل هو منكر ومالك لم يبق الا زمن المامون ۔

امام مالک سے روایت کیا جاتا ہے کہ جب میں مامون کے پاس گیا اور وہ اپنی مجلس خاص میں بیٹھا ہوا تھا تو خلیفہ اور وزیر کے مابین کچھ جگہ باقی تھی میں ان دونوں کے درمیان بیٹھ گیا اور میں نے مامون سے یہ مرفوع روایت بیان کی کہ جب جگہ تنگ ہو تو عالم کی جگہ دو سرداروں کے درمیان ہوتی ہے۔ ذیل میں ہے یہ روایت منکر ہے۔ اور امام مالک مامون کی خلافت سے قبل ہی وفات پا گئے تھے ۔

وفي الذيل اخرج الحارث بن اسامة في مسنده عن داود

ذیل میں ہے حارث بن اسامہ نے اپنی مسند میں داؤد بن المحبر سے تیس سے اٹھائیس نقل

المختبر بضعا وثلاثين حديثا قال العسقلاني كلها موضوعة۔

کی ہیں، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، یہ تمام کی تمام موضوع ہیں۔

ومنها ان الاحمق يصيب بحمقه اعظم من فجور الفاجر وانما يرتفع العباد غدا في الدرجات وينالون الزلفى من ربهم على قدر عقولهم۔

اسی قسم کی روایات میں سے یہ بھی ہے، کہ جب کوئی احمق اپنی کسی بڑی حماقت کی بنا پر کوئی بڑائی کر بیٹھتا، تو وہ لوگوں کے درجے بلند کرتا اور خدا سے اپنی بدعقلی کی بنا پر رحمت کا بھی طالب رہتا۔

ومنها افضل الناس اعقل الناس۔

اسی قسم کی ایک اور روایت یہ ہے کہ لوگوں میں سب سے افضل وہ ہے جو سب سے زیادہ عاقل ہو۔

ومنها قيل يا رسول الله ما اعقل هذا النصراني فزجره فقال مه ان العاقل من عمل بطاعة الله۔

اسی طرح یہ روایت کہ آپ سے عرض کیا گیا، یا رسول اللہ یہ نصرانی کتنا عاقل ہے تو آپ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا کہ عاقل وہ ہے، جو اللہ کی طاعت کرے۔

ووضع سليمان بن موسى بضعا وعشرين حديثا منها قيل لعلقمة ما اعقل النصارى فقال مه فلقد ابن مسعود كان ينهانا ان نسمي الكافر عاقلا ومنها ركعتان من العاقل افضل

سلیمان بن موسیٰ نے بیس سے زیادہ روایات وضع کیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ علقمہ سے عرض کیا گیا کہ نصاریٰ کتنے عقلمند ہیں، انہوں نے کہا ہمیں ابن مسعود کسی نصرانی کو عاقل کہنے سے منع کرتے تھے، اسی سلیمان کی موضوع روایتوں میں سے یہ بھی ہے کہ عاقل کی دو رکعت نماز جاہل کی ستر رکعت

مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً مِنَ الْجَاهِلِ وَ
لَوْ قُلْتُ سَبْعَمِائَةِ رَكْعَةٍ لَكَانَ
كَذٰلِكَ وَمِنْهَا اَنَّ عَدِيَّ بْنَ
حَاتِمٍ اَطْرٰى اَبَاهُ وَذَكَرَ مِنْ سُؤْدَدِهٖ
وَشَرَفِهٖ وَعَقْلِهٖ فَقَالَ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ الشَّرَفَ
وَالسُّؤْدَدَ وَالْعَقْلَ فِي الدُّنْيَا وَ
الْاٰخِرَةِ لِلْعَامِلِ بِطَاعَةِ اللّٰهِ فَقَالَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرِي
الضَّيْفَ وَيُطْعِمُ الطَّعَامَ وَيَصِلُ
الْاَرْحَامَ وَيُعِيْنُ النَّوَائِبَ وَيَفْعَلُ
وَيَفْعَلُ فَهَلْ يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ شَيْئًا
فَقَالَ لَا اِنَّ اَبَاكَ لَمْ يَقُلْ قَطُّ رَبِّ
اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ
وَفِي الذَّيْلِ اَيْضًا اَنَّ قِصَّةَ رَحِيْلِ
بِلَالٍ ثُمَّ رُجُوْعِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ
بَعْدَ رُؤْيَتِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
فِي الْمَنَامِ وَاَذَانِهٖ بِهَا وَارْتِجَاجِ
اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَا اَصْلَ لَهٗ وَهِيَ

نمازوں سے بہتر ہے اگر میں سات سو بھی کہوں، تو
کوئی بات نہیں، اس کی ایک روایت یہ بھی ہے
کہ عدی بن حاتم الطائی نے اپنے والد کی سرداری
اس کی عزت و شرف اور عقل حضور کے سامنے بیان
کی تو آپ نے فرمایا، سرداری، عزت اور عقل دنیا و
آخرت میں اللہ کی اطاعت کرنے والے کے
لئے ہے عدی نے عرض کیا یا رسول اللہ
وہ مہمان داری کرتا، لوگوں کو کھانا کھلاتا، صلہ
رحمی کرتا، اور مصائب میں مدد کرتا اور اسی قسم کے
دیگر امور انجام دیتا تو کیا اسے کوئی شے بھی فائدہ
نہ پہنچائے گی آپ نے فرمایا ہرگز نہیں تیرے باپ نے
کبھی نہیں کہا کہ اے میرے خداوند قیامت کے روز
میرے گناہ معاف کرنا معنوی لحاظ سے اتنی بات تو صحیح
ہے کہ بحالت کفر کوئی بھلائی بھی فائدہ نہیں پہنچاتی ذیل
میں ہے اسی طرح بلال کے کوچ کر جانے اور
پھر مدینہ واپس آنے کا واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بعد وہ مدینہ
واپس آگئے، وہاں اذان دی جس سے اہل مدینہ
کانپ گئے اس کی کوئی اصل نہیں، اور یہ موضوع

بِبِنَيْتِهِ الْمَوْضُوعِ انْتَهَى وَكَانَ ابْنُ
حَجَرٍ الْمَكِّيُّ مَا اطَّلَعَ عَلَيْهِ وَذَكَرَهُ
فِي كِتَابِهِ الْمَوْضُوعِ لِلزِّيَادَةِ وَفِي
الذَّيْلِ أَيْضًا أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَبْنِيَ مَسْجِدَ
الْمَدِينَةِ أَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَقَالَ ابْنِهِ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ طُولًا فِي
السَّمَاءِ غَيْرَ مُزَخْرَفَةٍ وَلَا مُنَقَّشَةٍ
لَمْ يُوجَدْ وَلَيْسَ أَيْضًا أَنَّهُ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ إِذَا كَانَ يُصَلِّي
ظَنَّ الظَّانُّ أَنَّهُ جَسَدٌ لَا رُوحَ فِيهِ

وَفِي الْمُخْتَصَرِ الرَّجُلَانِ
مِنْ أُمَّتِي لَيَقُومَانِ إِلَى الصَّلٰوةِ
وَرُكُوعُهُمَا وَسُجُودُهُمَا وَاحِدٌ وَإِنَّمَا
بَيْنَ صَلٰوتَيْهِمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ مَوْضُوعٌ وَفِيهِ أَيْضًا كَانَ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا يَجْلِسُ
إِلَيْهِ أَحَدٌ يُصَلِّي إِلَّا خَفَّفَ صَلٰوتَهُ
وَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَلَكَ حَاجَةٌ فَإِذَا

ہے۔ ابن حجر المکی نے اس پر مطلع کیا ہے
اور اپنی کتاب الموضوع میں کچھ زیادتی
کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں ہے سلیمان
کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی بنانے کا ارادہ فرمایا
تو جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے فرمایا
اسے سات گز اونچی بناؤ۔ اور اس میں کسی
قسم کے نقش و نگار نہ ہوں اس کی ایک
ذیل میں یہ بھی ہے۔ کہ جب حضور نماز پڑھتے
تو دیکھنے والا یہ خیال کرتا کہ یہ ایسا جسم ہے
کہ جس میں روح نہیں۔

مختصر میں ہے کہ میری امت میں دو آدمی ایسے ہونگے
کہ جب وہ نماز کو کھڑے ہوں گے تو ان کے رکوع و سجود
برابر ہوں گے اور ان دونوں کی نمازوں کے مابین
اتنا ہی فرق (باعتبار درجہ) ہوگا جتنا زمین و آسمان
کے مابین، یہ روایت موضوع ہے۔ مختصر میں ہے
کہ جب حضور نماز پڑھتے ہوتے اور کوئی آپ کے
پاس آکر بیٹھتا۔ تو آپ نماز ہلکی کر دیتے اور اس
کی جانب متوجہ ہو کر اس کی حاجت دریافت

فرغ من حاجته عاد إلى صلوته لم يوجد.

وفيه أيضا لا يصح في صلوة الأسبوع شيء وفي ليلة الجمعة اثنتي عشرة ركعة بالإخلاص عشر مرات باطل لا أصل له وكذا ركعتان بإذا زلزلت خمسة عشرة مرة وفي رواية خمسين مرة والكل منكر باطل ويوم الجمعة ركعتان والأربع والاثنا عشرة لا أصل له وقيل الجمعة أربع ركعات بالإخلاص خمسين مرة لا أصل له وكذا صلوة عاشوراء وصلوة الرغائب موضوع بالاتفاق كذا بقية صلوات ليالي رجب وليلة السابع والعشرين من رجب وليلة النصف من شعبان مائة ركعة في كل ركعة عشر مرات

فرماتے اور اسے پورا کرنے کے بعد نماز شروع فرماتے، یہ کہیں نہیں پائی جاتی۔

نیز مختصر میں ہے کہ ہفتہ کی نمازوں کے بارے میں جو روایات آتی ہیں وہ بھی صحیح نہیں۔ ایسے ہی جمعہ کی رات کو بارہ رکعت نماز پڑھنا اور ہر رکعت میں دس دس بار سورت اخلاص پڑھنا یہ باطل ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ایسے ہی وہ دو رکعتیں جن میں اذا زلزلت پندرہ پندرہ بار پڑھی جائے۔ اور ایک روایت میں پچاس بار کا ذکر ہے۔ یہ سب کی سب منکر ہیں اور باطل ہیں ایسے ہی جمعہ کے دن میں دو چار اور بارہ رکعتوں کی روایات ہیں ان کی بھی کوئی اصل نہیں۔ ایسے ہی یہ روایت کہ جمعہ کے روز چار رکعت نماز پڑھی جائے اور ہر ایک میں سورت اخلاص پچاس پچاس بار پڑھی جائے اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ اسیطرح عاشورہ کی نماز اور صلوۃ الرغائب بالاتفاق موضوع ہیں اسی طرح بقیہ وہ نمازیں جو رجب کی راتوں میں وعلی الخصوص ستائیسویں رجب کی رات میں اور اسی طرح شعبان کی پندرہویں رات میں سو رکعت نماز پڑھنا اور ہر ایک میں سورت اخلاص دس بار پڑھنا اور نمازوں

بِالْإِخْلَاصِ وَلَا تَغْتَرَّ بِذِكْرِهَا فِي قُوْتِ الْقُلُوْبِ وَإِحْيَاءِ الْعُلُوْمِ وَلَا بِذِكْرِ الثَّعْلَبِيِّ فِي تَفْسِيْرِهٖ وَكَذَا فِي شَرْحِ الْأَوْرَادِ۔

کا جو ذکر قوت القلوب یا احیاء العلوم میں ہے اس سے کوئی دھوکہ نہ کھائے ایسے ہی ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور شرح الاوراد میں جو اس کا ذکر ہے اس سے بھی کوئی دہوکہ نہ کھا سکے

ثُمَّ فِي الْمَوَاهِبِ مَا يَذْكُرُهُ الْقُصَّاصُ مِنْ أَنَّ الْقَمَرَ دَخَلَ فِي جَيْبِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَخَرَجَ مِنْ كُمِّهٖ لَيْسَ لَهٗ أَصْلٌ كَمَا حَكَاهُ الشَّيْخُ بَدْرُ الدِّيْنِ الزَّرْكَشِيُّ عَنْ شَيْخِهِ الْعِمَادِ بْنِ كَثِيْرٍ فِي حَيٰوةِ الْحَيَوَانِ لِلدَّمِيْرِيِّ قَالَ الْقُرْطُبِيُّ يُقَالُ لِلصُّرَدِ الصَّوَّامُ وَرُوِّيْنَا فِي مُعْجَمِ عَبْدِ الْبَاقِي بْنِ قَانِعٍ عَنْ أَبِي غَلِيْظٍ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ الْجُمَحِيِّ قَالَ رَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى يَدَيَّ صُرَدٌ فَقَالَ هٰذَا أَوَّلُ طَائِرٍ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَالْحَدِيْثُ مِثْلُ اسْمِهٖ غَلِيْظٌ فَقَدْ قَالَ الْحَاكِمُ هُوَ مِنْ

مواہب میں ہے کہ قصہ گو جو یہ ذکر کرتے ہیں کہ چاند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کے گریبان میں سے داخل ہو کر آپ کی آستین سے نکل گیا، اس کی بھی کوئی اصل نہیں جیسا کہ شیخ بدر الدین الزرکشی نے شیخ عماد بن کثیر سے نقل کیا ہے۔ حیٰوۃ الحیوان الدمیری میں ہے۔ قرطبی رح کہتے ہیں صرد (ایک پرندہ) کو بہت روزہ رکھنے والا بولا جاتا ہے، اور معجم عبدالباقی القانع میں یہ روایت موجود ہے کہ ابو غلیظ امیۃ بن خلف الجمحی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا اور میرے ہاتھ پر صرد پرندہ تھا، آپ نے فرمایا یہ پہلا پرندہ ہے جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا تھا، اور یہ حدیث غلیظ نام کی طرح غلط ہے، حاکم فرماتے ہیں

الْأَحَادِيثُ الَّتِي وَضَعَهَا قَتَلَةُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ حَدِيثٌ بَاطِلٌ وَرُوَاتُهُ مَجْهُولُونَ انْتَهٰى وَمَا اشْتَهَرَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ زَمَانَ الرُّؤْيَا فِي أَيَّامِ الْوَحْيِ كَانَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَقَدْ صَرَّحَ التُّورِبِشْتِيُّ بِأَنَّهُ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ وَوَافَقَهُ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ ۔

یہ حدیث حضرت حسین کے قاتلوں نے وضع کی تھی۔ یہ حدیث باطل ہے۔ اور اس کے رواۃ مجہول ہیں۔ اور یہ جو علماء میں مشہور ہے کہ خواب کا زمانہ ایام وحی میں چھ ماہ رہا۔ توریشتی رحمہ نے تصریح کی ہے۔ کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور نووی نے بھی شرح مسلم میں ان کی موافقت کی ہے۔

وَأَمَّا مَا أَخْرَجَهُ الدُّولَابِيُّ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَأْسُ رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِي حِجْرِ عَلِيٍّ وَهُوَ يُوحٰى إِلَيْهِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ يَا عَلِيُّ صَلَّيْتَ الْعَصْرَ قَالَ لَا قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ فِي حَاجَتِكَ وَحَاجَةِ رَسُولِكَ فَرُدَّ عَلَيْهِ الشَّمْسَ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ فَصَلّٰى وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ قَالَ الْعُلَمَاءُ إِنَّهُ حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ وَلَمْ تُرَدَّ الشَّمْسُ لِأَحَدٍ وَإِنَّمَا

اور دولابی نے جو یہ حضرت حسین سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک علی کی گود میں تھا اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی جب وحی ختم ہوئی تو آپ نے دریافت فرمایا اے علی رض تم نے عصر کی نماز پڑھی۔ انہوں نے عرض کیا نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تو جانتا ہے کہ علی تیرے اور تیرے رسول کے کام میں تھا تو سورج لوٹا دیا گیا۔ علی نے نماز پڑھی اور سورج غروب ہو گیا۔ علماء کہتے ہیں، یہ حدیث موضوع ہے اور سورج بجز یوشع بن نون

خُبِّسَتْ لِيُوشَعَ بْنِ نُوْنٍ كَذَا فِي رِيَاضِ النَّضْرَةِ فِي مَنَاقِبِ الْعَشَرَةِ إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَهُ فِي الشِّفَاءِ مِنَ الرِّوَايَةِ الطَّحَاوِيِّ وَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ فِي شَرْحِهِ وَكَذَا فِي السِّيَرِ عَلَى وَجْهِ الْاِسْتِيفَاءِ۔

کے کسی کے لئے نہیں لوٹایا گیا، جیسا کہ ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ میں ہے مگر اس واقعہ کو قاضی عیاض نے شفاء میں طحاوی کے ذریعہ روایت کیا ہے میں نے اس کی شرح میں اس کی وجہ بیان کر دی ہے یہ واقعہ سیر میں بھی پورے طور پر موجود ہے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ الْجَوْزِيُّ فِي شَرْحِ الْمَصَابِيحِ وَأَمَّا مَا يُزَادُ بَعْدَ قَوْلِهِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ مِنْ نَحْوِ وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَكَ دَارَ السَّلَامِ فَلَا أَصْلَ لَهُ بَلْ هُوَ مُخْتَلَفُ بَعْضِ الْقُصَّاصِ۔

شیخ جوزی شرح مصابیح میں فرماتے ہیں اور یہ جو لوگ حضور کے اس قول اللھم انت السلام ومنک السلام کے بعد جو یہ زیادتی کرتے ہیں۔ والیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام وادخلنا دارالسلام اس کی بھی کوئی اصل نہیں، بلکہ یہ بعض قصہ گووں کی داخل کی ہوئی ہے۔

وَحَكَى الشَّيْخُ الْعَلَّامَةُ الزَّيْنُ الْعِرَاقِيُّ أَنَّهُ اشْتَهَرَ بَيْنَ الْعَوَامِّ أَنَّ مَنْ قَطَعَ صَلٰوةَ الضُّحٰى يَتْرُكُهَا عَمِيَ يَعْنِي فَصَارَ كَثِيرٌ مِنْهُمْ يَتْرُكُهَا أَصْلًا لِذٰلِكَ وَلَيْسَ كَمَا قَالُوهُ أَصْلٌ بَلِ الظَّاهِرُ أَنَّهُ مِمَّا

شیخ علامۃ الزین العراقی فرماتے ہیں لوگوں میں مشہور ہے جو چاشت کی نماز قطع کرے گا یعنی گاہے گاہے چھوڑ دیگا وہ اندھا ہو جائے گا ایسے لوگوں نے اسی باعث بالکل ترک کر رکھی ہے اور جیسا کہ ان کا خیال ہے اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ ظاہر قضیہ یہ ہے کہ شیطانوں نے ان کی زبان سے

أَلْقَاهُ الشَّيْطَانُ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ لِيَحْرِمَهُمُ الْخَيْرَ الْكَثِيرَ (قُلْتُ) وَمِنْ هُنَا تَرَكَ النِّسَاءُ صَلٰوةَ الضُّحَى وَنَحْوَهَا بِحُدُوثِ الْحَيْضِ فِيهِنَّ وَقَدْ تَقَدَّمَ بُطْلَانُ حَدِيثِ تَارِكِ الْوِرْدِ مَلْعُونٌ ۔

یہ بات جاری کرائی ہے تاکہ وہ خیر کثیر سے محروم رہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں عورتیں اسی باعث چاشت کی نماز نہیں پڑھتیں کیونکہ ایام کے زمانہ میں وہ پڑھنے سے مجبور ہیں اور اس حدیث کا رد کہ ورد ترک کرنے والا ملعون ہے، بطلان گزر چکا۔

وَقَالَ ابْنُ أَمِيرِ الْحَاجِّ وَفِي ذِي الْحُلَيْفَةِ آبَارٌ يُسَمِّيهَا الْعَوَامُّ أَبَارَ عَلِيٍّ وَأَنَّهُ قَاتَلَ الْجِنَّ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْآبَارِ وَهُوَ كَذِبٌ مِنْ قَائِلِهِ ۔

ابن ابی الحاج کہتے ہیں۔ ذوالحلیفہ میں کچھ کنوئیں ہیں جو حضرت علی رضہ کے نام سے موسوم ہیں اور کہا جاتا ہے کہ حضرت نے ان کنوؤں میں جنات سے جنگ کی تھی۔ یہ کہنے والے کا جھوٹ ہے؛

فصل

وَقَدْ سُئِلَ ابْنُ قَيِّمِ الْجَوْزِيَّةِ هَلْ يُمْكِنُ مَعْرِفَةُ الْحَدِيثِ الْمَوْضُوعِ بِضَابِطٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْظَرَ فِي سَنَدِهِ فَقَالَ هٰذَا سُؤَالٌ عَظِيمُ الْقَدْرِ وَإِنَّمَا يَعْرِفُ ذٰلِكَ مَنْ تَضَلَّعَ فِي مَعْرِفَةِ السُّنَنِ الصَّحِيحَةِ

امام ابن القیم الجوزی سے دریافت کیا گیا کیا کسی موضوع حدیث کے بغیر سند کے کسی قاعدہ سے اس کا پہچاننا ممکن ہے یا نہیں انہوں نے فرمایا یہ تو بڑا سوال ہے۔ اور اس کو وہی شخص پہچان سکتا ہے جو سنن صحیحہ کی معرفت اتنے درجہ کی رکھتا ہو کہ سنن صحیحہ اس کے گوشت اور خون تک میں سرایت کر چکی ہو اور اسے اس میں ملکہ پیدا ہو گیا ہو

وَخَلَطَتْ بِلَحْمِهٖ وَدَمِهٖ وَصَارَ لَهٗ فِيْهَا مَلَكَةٌ وَاخْتِصَاصٌ شَدِيْدٌ بِمَعْرِفَةِ السُّنَنِ وَالْاٰثَارِ وَمَعْرِفَةِ سِيْرَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَهَدْيِهٖ فِيْمَا يَأْمُرُ بِهٖ وَيَنْهٰى عَنْهُ وَيُخْبِرُ عَنْهُ وَيَدْعُوْ اِلَيْهِ وَيُحِبُّهٗ وَيَكْرَهُهٗ وَيَشْرَعُهٗ لِلْاُمَّةِ بِحَيْثُ كَاَنَّهٗ مُخَالِطٌ لَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بَيْنَ اَصْحَابِهِ الْكِرَامِ فَمِثْلُ هٰذَا يَعْرِفُ مِنْ اَحْوَالِهٖ وَهَدْيِهٖ وَكَلَامِهٖ وَاَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ وَمَا يَجُوْزُ اَنْ يُخْبِرَ بِهٖ وَمَا لَا يَجُوْزُ مَا لَا يَعْرِفُهٗ غَيْرُهٗ وَهٰذَا شَاْنُ كُلِّ مَتْبُوْعٍ مَعَ تَابِعِهٖ فَاِنَّ الْاَخَصَّ بِهٖ الْحَرِيْصَ عَلٰى تَتَبُّعِ اَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ مِنَ الْعِلْمِ بِهَا وَالتَّمْيِيْزِ بَيْنَ مَا يَصِحُّ اَنْ يُّنْسَبَ اِلَيْهِ وَمَا لَا يَصِحُّ لَيْسَ كَمَنْ لَا يَكُوْنُ كَذٰلِكَ وَهٰذَا شَاْنُ الْمُقَلِّدِيْنَ

اور اس امر کی خصوصیت پیدا ہو گئی ہو۔ کہ وہ سنن آثار اور سیرت رسول سے واقف ہونے کے علاوہ اس امر کو بھی خوب جانتا ہو کہ حضور کن باتوں کا حکم دیتے اور کن امور سے منع فرماتے کونسی کونسی خبریں بیان فرمائیں، کہا کیا دعا فرمائی۔ کس بات کو پسند فرماتے اور کس بات کو برا سمجھتے، اور امت کے لئے کونسی بات مشروع فرمائی۔ گویا کہ اسے اتنا ملکہ ہو کہ جیسا کہ وہ خود صحابہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت اختلاط رکھتا ہو۔ اسی طرح آپ کے احوال، آپ کی عادات و شمائل آپ کے اقوال و افعال کس بات کے جائز ہونے کی خبر دیا و فرمائی اور کس شے کے ناجائز ہونے کی، اور ان امور سے وہ اس حد تک واقف ہو کہ اس کے علاوہ دوسرا انہیں نہ پہچان سکے کیونکہ ہر مقتدا کی اپنے مقتدی کے ساتھ یہی شان ہوتی ہے۔ اور اس میں یہ تخصیص ہونی چاہیئے کہ وہ آپ کے اقوال و افعال کا علم حاصل کرنے پر حریص ہو اور اس بات کی تمیز کر سکے کہ کونسی شے کی حضور کے ساتھ نسبت صحیح ہے اور کس شے کی غلط ہے کیونکہ

مع ائمتهم يعرفون من اقوالهم
ونصوصهم ومذاهبهم و
اساليبهم ومشاربهم ما لا يعرفه
غيرهم.

فمن ذلك ما رواه جعفر
بن حسن عن ابيه عن ثابت
عن انس مرفوعا من قال سبحان
الله وبحمده غرس الله له الف
الف نخلة في الجنة اصلها ذهب
فجعفر هذا هو جعفر بن حسن
بن فرقد ابو سليمان القصاري
البصري قال ابن عدي احاديثه
منكر وقال الازدي يتكلمون
فيه واما ابوه فقال يحيى بن
معين لا شيء ولا يكتب حديثه
قال النسائي والدارقطني ضعيف
وقال ابن حبان خرج من حد
العدالة وقال ابن عدي عامة
احاديثه غير محفوظة.

آپ اور لوگوں کی طرح نہیں ہیں، مقلدین کا بھی اپنے ائمہ
کے ساتھ یہی قاعدہ ہے کہ وہ اپنے ائمہ کے اقوال، ان کی
نصوص، مذہب، طریقہ کار اور ان کا مشرب اس حد تک
پہچانتے ہیں کہ کوئی دوسرا نہیں پہچانتا۔

اس قسم کی مثالوں میں سے وہ روایت بھی ہے
جو جعفر بن حسن نے حسن ثابت کے واسطے سے
انسؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے، جو سبحان اللہ
وبحمدہ کہے اللہ تعالےٰ اس کے لئے جنت میں ایک
لاکھ درخت لگا دیتا ہے جس کی جڑ سونے کی ہوتی
ہے، تو یہ جعفر جعفر بن حسن بن فرقد ابو سلیمان
القصاری البصری ہے، ابن عدی کہتے ہیں
اس کی احادیث منکر ہیں، ازدی کہتے ہیں محدثین
کو اس میں کلام ہے، رہا اس کا باپ حسن تو اس کے
بارے میں یحیی بن معین فرماتے ہیں کوئی شے نہیں
اور اس کی احادیث نہ لکھی جائیں۔ نسائی اور
دارقطنی فرماتے ہیں، یہ ضعیف ہے، ابن
حبان رح کہتے ہیں، وہ حد عدالت سے باہر ہے
ابن عدی رح کہتے ہیں اس کی عام احادیث
غیر محفوظ ہیں۔

وَمِنْ ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ ابْنُ مَنْدَةَ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيْثِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْجُوْيْبَارِيِّ الْكَذَّابُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ أَدْهَمَ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ دَعَا بِهٰذِهِ الْأَسْمَاءِ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ حَيٌّ لَا تَمُوْتُ وَغَالِبٌ لَا تُغْلَبُ وَبَصِيْرٌ لَا تَرْتَابُ وَسَمِيْعٌ لَا تَشُكُّ وَصَادِقٌ لَا تَكْذِبُ وَصَمَدٌ لَا تُطْعَمُ وَعَالِمٌ لَا تُعَلَّمُ إِلٰى أَنْ قَالَ فَوَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ لَوْ دُعِيَ بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ عَلٰى صَفَائِحِ الْحَدِيْدِ لَذَابَتْ وَعَلٰى مَاءٍ جَارٍ لَسَكَنَ وَمَنْ دَعَا عِنْدَ مَنَامِهِ بِهَا بُعِثَ بِكُلِّ حَرْفٍ مِنْهَا سَبْعُمِائَةِ أَلْفِ مَلَكٍ يُسَبِّحُوْنَ لَهُ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لَهُ وَتَابَعَهُ كَذَّابٌ آخَرُ سُلَيْمَانُ بْنُ

ان روایات میں سے وہ بھی ہے جو ابن مندہ وغیرہ نے احمد بن عبد اللہ الجویباری الکذاب سے اس سند کے ساتھ شقیق ابراہیم بن ادہم، یزید، اویس قرنی حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی اللھم انت حی لا تموت وغالب لا تغلب و بصیر لا ترتاب وسمیع لا تشک وصادق لا کذب وصمد لا تطعم وعالم لا تعلم۔ اس کے بعد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے، جو ان کلمات کے ساتھ دعا کرے گا۔ تو لوہے کے تختے بھی پگھل جائیں گے پانی ساکن ہو جائے گا۔ اور جو اسے سوتے وقت پڑھے اللہ تعالٰی اس کے ہر حرف کے بدلے سات لاکھ فرشتے بھیجے گا، جو اس کے لئے تسبیح و استغفار کریں گے۔ اس کی متابعت ایک دوسرے کذاب، سلیمان بن عیسی نے بھی کی ہے۔ وہ اسے ثوری کے ذریعہ ابراہیم بن ادہم سے روایت کرتا ہے۔ یہ اور اسی

بن عيسى عن الثوري عن ابراهيم بن ادهم وهذا وامثاله مما لا يرتاب من له ادنى معرفة بالنبي عليه الصلوة والسلام وكلامه انه موضوع مختلق وافك مفترى عليه ۔

قسم کی دیگر مثالیں ایسی ہیں۔ کہ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے ادنیٰ معرفت بھی حاصل ہو گی وہ اسے قبول نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ کلام موضوع اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت ہے ۔

ومن ذلك ما رواه عباس بن الضحاك البلخي كذاب اشر عن عمر بن ضحاك مجهول لا يعرف عن ابن معاوية عن الاعمش عن ابي صالح عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم من كتب بسم الله الرحمن الرحيم لم يقم الهاء التي في الله الا كتب الله له الف الف حسنة ومحا عنه الف الف سيئة ورفع له الف الف درجة ۔

اسی قسم کی ایک روایت وہ بھی ہے۔ جو عباس بن الضحاک البلخی اشر نے اس سند کے ذریعہ۔ عمر بن الضحاک المجہول لایعرف ابن معاویہ۔ اعمش۔ ابو صالح۔ ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ جو شخص بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھے تو اللہ کی ہا ابھی پوری نہ ہو گی۔ کہ اللہ اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھے گا۔ اور ایک لاکھ برائیاں مٹائے گا۔ اور ایک لاکھ درجے بلند فرمائے گا ۔

ومن ذلك ما رواه ابو العلاء عن نافع عن ابن عمر يرفعه من كفن ميتا فان له بكل شعرة

انہی روایات میں سے وہ بھی ہے جو ابو العلاءؒ نے نافع کے ذریعہ ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی ہے جو میت کو کفن دے تو اس کے لئے ہر بال

يُصِيبُ كَفَنَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَ
أَبُو الْعَلَاءِ هٰذَا يَرْوِي عَنْ نَافِعٍ
مَا لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ وَلَا يَجُوزُ
الْاِحْتِجَاجُ بِهِ وَهٰذَا الْحَدِيثُ قَدْ
رَوَاهُ الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا
أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا
الصَّلْتُ بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ
قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ يُقَالُ أَنَّ أَبَا
الْعَلَاءِ هُوَ الْخَفَّافُ الْكُوفِيُّ وَاسْمُهُ
خَالِدُ بْنُ طَهْمَانَ انْتَهٰى وَقَالَ
يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ هُوَ ضَعِيفٌ خَلَطَ
قَبْلَ مَوْتِهِ بِعَشْرِ سِنِينَ وَكَانَ
قَبْلَ ذٰلِكَ ثِقَةً وَكَانَ فِي تَخْلِيطِهِ
كُلُّ مَا جَاؤُا بِهِ يَقْرَؤُهُ .

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيثٌ يَرْوِيهِ
مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَيْلَمَانِيُّ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ مَنْ صَامَ يَوْمَ صَبِيحَةِ
يَوْمِ الْفِطْرِ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ

کے بدلے جو کفن کو لگے . دس نیکیاں ہوں گی
یہ ابو العلاء جو نافع سے روایت کرتا ہے
اس کا حدیث میں کوئی درجہ نہیں اور نہ
اس سے احتجاج جائز ہے . اس حدیث
کو حسن بن سفیان نے اس سند کے ساتھ
ابو الربیع الزہرانی صلت بن الحجاج . ابو
العلاء روایت کیا ہے . دارقطنی رحکہتے
ہیں یہ ابو العلاء خفاف الکوفی ہے اور اس کا نام
خالد بن طہمان ہے . یحیی بن معین فرماتے ہیں
یہ ضعیف ہے اور وفات سے دس سال قبل
اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا . اگرچہ اس سے
قبل یہ ثقہ تھا . خرابی حافظہ کے بعد جو الفاظ
بھی لوگ اس کے سامنے پڑھ دیتے وہ اسے
حدیث میں داخل کر دیتا .

اسی قسم کی وہ روایت بھی ہے جو محمد بن
البیلمانی نے ابن عمر رضہ سے مرفوعاً روایت کی
ہے جو عید کے دن صبح روزہ رکھے گویا
اس نے ساری زندگی کے روزے رکھے
یہ حدیث باطل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ

وهذا حديث باطل موضوع
على رسول الله صلى الله عليه وسلم
وابن البيلماني يروي المناكير
قال البخاري وابو حاتم الرازي و
النسائي هو منكر الحديث وقال
يحيى بن معين ليس بشيء وقال
الدارقطني والحميدي ضعيف
وقال ابن حبان حدث عن ابيه
بنسخة فيها ثمانين حديثا
كلها موضوعة لا يجوز الاحتجاج به
ولا ذكره الا على وجه التعجب به

ومن ذلك حديث من صام
يوم عاشوراء كتب الله له عبادة
ستين سنة فهذا باطل يرويه
حبيب بن ابي حبيب عن ابراهيم
الصائغ عن ميمون بن مهران
عن ابن عباس وحبيب هذا
غير حبيب كان يضع الاحاديث

ومن ذلك حديث يرويه

علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ ہے ابن البیلمانی
منکر روایات بیان کیا کرتا تھا۔ بخاریؒ
ابو حاتم رازی اور نسائی کہتے ہیں اس کی
حدیث منکر ہے۔ یحیی بن معین کہتے ہیں
یہ کوئی شئے نہیں۔ دار قطنیؒ اور حمیدیؒ
کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں
یہ اپنے والد کے ایک نسخہ سے روایت
کیا کرتا تھا جس میں اسی حدیثیں تھیں اور
سب کی سب موضوع تھیں۔ ان میں سے
کسی کے ساتھ احتجاج جائز نہیں ہاں تعجب
کے طور پر اسے ذکر کر سکتا ہے۔

ایسے ہی روایت جو عاشورہ کے روز روزہ
رکھے۔ اللہ تعالے اس کے لئے ساٹھ سال
کی عبادت لکھتا ہے۔ یہ باطل ہے۔ اسے
حبیب بن ابی حبیب۔ ابراہیم الصائغ میمون
بن مہران۔ ابن عباس کے ذریعہ روایت کرتا ہے
اور یہ حبیب وہ حبیب نہیں جو احادیث
وضع کیا کرتا تھا۔

اسی قسم کی ایک روایت وہ بھی ہے جو ذکر کرتا

زکریا بن دویل الکندی الکذاب الاشر عن حمید الطویل عن انس عن النبی علیہ السلام من داوم علی صلوٰۃ الضحیٰ ولم یقطعها الا من علۃ کنت انا وهو فی الجنۃ فی زورق من نور فی بحر من نور حتی نزور رب العلمین ۔

بن دویل الکندی الکذاب الاشر نے حمید کے ذریعہ انس سے مرفوعاً روایت کی ہے جو نماز چاشت پر مداومت کرے اور اسے درمیان میں قطع نہ کرے تو وہ اور میں جنت میں نور کی ایک کشتی میں نور کے سمندر میں ساتھ سوار ہوں گے۔ اور رب العلمین کی ایک ساتھ زیارت کریں گے۔

ومن ذلک حدیث یرویه عمر بن راشد عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم بینهن یعدلن له بعبادۃ اثنتی عشرۃ سنۃ وعمر هذا قال فیه الامام احمد ویحیی بن معین والدارقطنی ضعیف وقال احمد ایضا لا یساوی حدیثه شیئا وقال البخاری هذا حدیث منکر

انہی روایات میں سے وہ روایت بھی ہے جو عمر بن راشد نے یحیی بن ابی کثیر ابوسلمہ کے ذریعہ ابوہریرہ سے کی ہے۔ جو شخص بعد المغرب چھ رکعت نماز پڑھے اور ان میں درمیان میں کوئی بات نہ کرے۔ تو اس کی یہ چھ رکعتیں بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی (یہ روایت ابن ماجہ میں ہے) امام احمد یحیی بن معین اور اور دارقطنی اس عمر بن راشد کے بارے میں فرماتے ہیں یہ ضعیف ہے امام احمد یہ بھی فرماتے ہیں اس کی حدیث کسی شئے کی بھی مساوی نہیں امام بخاری فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے اور انہوں نے اسے بہت ضعیف قرار دیا۔ ابن حبان فرماتے

ضَعَّفَهُ جِدًّا وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ لَا
يَحِلُّ ذِكْرُهُ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ الْقَدْحِ
وَأَنَّهُ يَضَعُ الْحَدِيثَ عَلَى مَالِكٍ وَ
ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الثِّقَاتِ

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيثُ مَنْ
صَلَّى يَوْمَ الْأَحَدِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ
بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ
الْحَمْدُ وَآمَنَ الرَّسُولُ إِلَى آخِرِهَا
كَتَبَ لَهُ أَلْفَ حَجَّةٍ وَأَلْفَ عُمْرَةٍ
وَأَلْفَ غَزْوَةٍ وَبِكُلِّ رَكْعَةٍ أَلْفَ
أَلْفَ صَلٰوةٍ وَجَعَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ
النَّارِ أَلْفَ خَنْدَقٍ فَقَبَّحَ اللّٰهُ
وَاضِعَهُ مَا أَجْرَأَ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيثُ مَنْ
صَلَّى لَيْلَةَ الْأَحَدِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ
يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ
مَرَّةً وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ خَمْسَةَ
عَشَرَ مَرَّةً أَعْطَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
ثَوَابَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ عَشَرَ مَرَّاتٍ

ہیں اس کا ذکر بھی جائز نہیں بجز اس کے کہ اس
روایت پر جرح مقصود ہو کیونکہ عمر بن راشد امام
مالک اور ابن ابی ذئب وغیرہ جیسے ثقات پر
احادیث وضع کیا کرتا تھا۔

اسی قسم کی یہ روایت ہے جو اتوار کے دن ایک سلام سے
چار رکعت پڑھے اور ہر ایک میں سورت فاتحہ اور آمن
الرسول سے آخر سورت تک پڑھے تو اسکے لئے اللہ
تعالیٰ ایک ہزار حج، ایک ہزار عمرہ اور ایک ہزار
غزوہ کا ثواب لکھتا ہے اور ہر رکعت کے بدلے ایک
لاکھ نمازوں کا ثواب دے اور اسکے اور دوزخ کے مابین ایک
ہزار خندق حائل کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس
روایت کو وضع کرنے والے کی صورت بگاڑ دے وہ
اللہ اور رسول پر جھوٹ بولنے میں کتنا جری ہے؛

اسی طرح یہ حدیث کہ جو اتوار کی شب میں
چار رکعت پڑھے، اور ہر رکعت میں سورۃ
فاتحہ ایک بار اور سورت اخلاص پندرہ پندرہ
بار تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز
دس بار قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے
کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور جب وہ قبر سے نکالا

وَعَمِلَ بِمَا فِي الْقُرْآنِ وَيَخْرُجُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ قَبْرِهِ وَوَجْهُهُ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَيُعْطِيهِ اللهُ بِكُلِّ رَكْعَةٍ أَلْفَ مَدِينَةٍ مِنْ لُؤْلُؤٍ فِي كُلِّ مَدِينَةٍ أَلْفَ قَصْرٍ مِنْ زَبَرْجَدٍ فِي كُلِّ قَصْرٍ أَلْفَ دَارٍ مِنَ الْيَاقُوتِ وَفِي كُلِّ دَارٍ أَلْفَ بَيْتٍ مِنَ الْمِسْكِ فِي كُلِّ بَيْتٍ أَلْفَ سَرِيرٍ وَاسْتَمَرَّ هَذَا الْكَذَّابُ الْأَشِرُ عَلَى الْأُلُوفِ.

جلائے گا۔ تو اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ اور اللہ تعالے اسے ہر رکعت کے بدلے ایک ہزار موتیوں کے شہر عطا فرمائے گا۔ اور ہر شہر میں ایک ہزار زبرجد کے محل ہوں گے اور ہر قصر میں ایک ہزار یاقوت کے مکان اور ہر مکان میں ایک ہزار مشک کے کمرے اور ہر کمرے میں ایک ہزار تخت ہوں گے علی ہذا القیاس اسی طرح یہ کذاب اور بدمعاش ایک ہزار کی قید لگاتا چلا گیا۔

وَمِنْ ذَلِكَ حَدِيثُ مَنْ صَلَّى يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ سِتَّ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ مَرَّةً وَعِشْرِينَ مَرَّةً قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَيَسْتَغْفِرُ اللهَ بَعْدَ ذَلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ أَعْطَاهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَوَابَ أَلْفِ صِدِّيقٍ وَأَلْفِ عَابِدٍ وَأَلْفِ زَاهِدٍ فَقَبَّحَ اللهُ وَاضِعَهُ وَمُخْتَلِقَهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ عَلَيْهِ

بعینہ یہ روایت جو دوشنبہ کی رات میں چھ رکعت نماز پڑھے ہر ایک میں سورت فاتحہ ایک بار اور سورت اخلاص بیس بار پڑھے اور بعد میں دس بار استغفار کرے تو اللہ تعالے اسے قیامت کے روز ایک ہزار صدیق۔ ایک ہزار عابد اور ایک ہزار زاہدوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالے اس کے واضع اور حضور پر جھوٹ بولنے والے کی صورت بگاڑ دے

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَهُوَ مِنْ عَمَلِ
الْجُوْيْبَارِيِّ الْخَبِيْثِ ۔

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ مَنْ
صَلّٰى لَيْلَةَ الْاِثْنَيْنِ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ
يَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ
مَرَّةً وَّاٰيَةَ الْكُرْسِيِّ مَرَّةً وَّقُلْ هُوَ
اللّٰهُ اَحَدٌ مَرَّةً وَّقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ
الْفَلَقِ مَرَّةً وَّقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ
مَرَّةً كُفِّرَتْ ذُنُوْبُهُ كُلُّهَا وَاَعْطَاهُ
اللّٰهُ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ مِنْ دُرَّةٍ بَيْضَاءَ
فِيْ جَوْفِ الْقَصْرِ سَبْعَةُ اَبْيَاتٍ
طُوْلُ كُلِّ بَيْتٍ ثَلَاثَةُ اٰلَافِ ذِرَاعٍ
وَعَرْضُهُ مِثْلُ ذٰلِكَ وَاسْتَقَرَّ هٰذَا
الْكَذَّابُ الْخَبِيْثُ عَلٰى حَدِيْثٍ
طَوِيْلٍ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الْمُجَازَفَاتِ
وَهُوَ مِنْ عَمَلِ الْحُسَيْنِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ
كَذَّابٌ دَجَّالٌ يَرْوِيْ عَنْ مُحَمَّدِ
بْنِ طَاهِرٍ وَوَضَعَ مِنْ هٰذَا الضَّرْبِ
الْاَحَادِيْثَ صَلٰوةُ يَوْمِ الْاَحَدِ لَيْلَةَ

یہ احمد بن عبداللہ الجویباری الکذاب
الخبیث کا کام ہے۔

یہ بھی ایک روایت ہے۔ جو دو
شنبہ کی رات کو چار رکعت نماز پڑھے
ہر رکعت میں سورت فاتحہ ایک بار
آیت الکرسی ایک بار۔ قل ہو اللہ۔
ایک بار قل اعوذ برب الفلق ایک
بار قل اعوذ برب الناس ایک
بار پڑھے۔ تو اللہ تعالے اس کے
تمام گناہوں کا۔ کفارہ فرما دے گا
اور اس کے لئے اللہ تعالے جنت
میں ایک محل بنائے گا۔ جو سفید
موتیوں کا ہوگا۔ ہر محل میں سات گھر
ہوں گے۔ جن کا طول و عرض تین
ہزار گز ہوگا۔ اسی طرح اس
کذاب خبیث نے ایک لمبی حدیث
بیان کی۔ جس میں یہی خرافات بھری
ہوئی ہیں۔ اور یہ تمام شرارت
حسین بن ابراہیم کذاب و دجال کی

الأحد ويوم الاثنين وليلة الاثنين ويوم الثلاثاء وليلة الثلاثاء وهكذا في سائر أيام الأسبوع ولياليه.

وهذا باب واسع جدًّا وإنما ذكرنا منه جملة ليتعرف بها أن هذه الأحاديث وأمثالها مما فيه هذه المجازفات القبيحة الباردة كلها كذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد اعتنى بها كثير من الجهال بالحديث من المنتسبين إلى الزهد والفقر وكثير من المنتسبين إلى الفقه والأحاديث الموضوعة عليها ظلمة وركاكة ومجازفات باردة تنادي على وضعها واختلاقها مثل حديث من صلى الضحى كذا وكذا ركعة أعطي ثواب سبعين نبيا وكان هذا الكذاب

کی ہے، جو محمد بن طاہر سے روایت کرتا ہے، اسی طرح اس نے ہفتے کے تمام ایام کے لئے اس نے احادیث وضع کیں۔

یہ باب بہت وسیع ہے ہم نے اس میں سے کچھ تھوڑا ساجز و بیان کیا ہے تاکہ اس قسم کی احادیث کی پہچان پیدا ہو جائے کہ جن روایات میں اس قسم کی خرافات قبیحہ ہوں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے، اور اسی قسم کی احادیث ان جہلاء نے وضع کی ہیں، جو زہد، فقر اور تصوف کے ساتھ منسوب ہیں (اور اس کی تصدیق کرنا چاہیں تو آجکل پیروں کو دیکھ لیں وہ صحیح طور پر اپنے ان شیاطین آباء کے جانشین ہیں) اور بہت سی روایات وہ ہیں جو فقہ کی جانب منسوب ہیں، اور ان موضوع روایات پر ایک ظلمت ورکاکت اور خرافات ظاہر ہوتی ہے جو خود اس کے موضوع ہونے کو بیان کر دیتی ہے مثلاً

الخبيث لم يعلم أن غير النبي لو صلى عمر نوح لم يعط ثواب نبي واحد، وكقوله من اغتسل يوم الجمعة بنية وخشية كتب الله بكل شعرة نورا يوم القيامة ورفع الله له بكل قطرة درجة في الجنة من الدر والياقوت والزبرجد بين كل درجتين مسيرة مائة عام وهو في حديث طويل قبح الله واضعه وهو من عمل عمر بن صبيح الكذاب الخبيث والله أعلم۔

یہ روایت جو چاشت کی اتنی اتنی رکعت نماز پڑھے تو اسے ستر انبیاء کا ثواب دیا جاتا ہے اور یہ خبیث کذاب اتنی بات نہیں جانتا کہ اگر کوئی شخص نبی کے علاوہ عمر نوح کے برابر بھی نماز پڑھے تو اسے ایک نبی کی نماز کا ثواب نہیں مل سکتا۔ ایسے ہی یہ قول کہ جو جمعہ کے روز ڈرتے ہوئے غسل کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر بال کے بدلے قیامت کے روز نور اور ہر قطرہ کے بدلے جنت میں موتی یاقوت اور زبرجد کا ایک درجہ عطا فرمائے گا اور ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہوگی اس طرح اس نے ایک لمبی حدیث روایت کی اللہ تعالیٰ اس کے واضع کی صورت خراب کرے اور یہ روایت عمر بن صبیح الکذاب الخبیث کی وضع کردہ ہے

فصل

ونحن ننبه على أمور كلية يعرف بها كون الحديث موضوعا۔

اب ہم ان امور کلیہ کو بتانا چاہتے ہیں جن کے ذریعہ حدیث کے موضوع ہونے کا علم حاصل ہو جائے۔

فمنها اشتماله على أمثال

اول یہ ہے کہ حدیث ایسی امثال و خرافات

هٰذه المجازفات التي لا يقول مثلها رسول الله عليه الصلوٰة والسلام وهي كثيرة كقوله في الحديث المكذوب من قال لا اله الا الله خلق الله من تلك الكلمة طائرا له سبعون الف لسان لكل لسان سبعون الف لغة يستغفرون الله له ومن فعل كذا وكذا اعطي في الجنة سبعين الف مدينة في كل مدينة سبعين الف قصر في كل قصر سبعين الف حوراء وامثال هٰذه التي لا يخلو حال واضعها من احد الامرين اما ان يكون في غاية من الجهل والحمق واما ان يكون زنديقا قصد التنقيص برسول الله عليه الصلوٰة والسلام باضافة مثل هٰذه الكلمات اليه.

پر مشتمل ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسی بات نہ فرمائی ہو اور یہ مکذوبین کی روایات میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ مثلاً یہ روایت جو شخص لا الہ الا اللہ کہے، تو اللہ تعالےٰ اس کلمہ سے ایک پرندہ پیدا فرماتا ہے۔ جس کی ستر زبانیں ہوتی ہیں اور ہر زبان میں ستر لغت ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ سے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں یا اسی قسم کی دیگر روایات جن میں یہ آتا ہے کہ جو فلاں فلاں عمل کرے۔ تو جنت میں اسے ستر شہر عطا کئے جائیں گے ہر شہر میں ستر ہزار قصر اور ہر قصر میں ستر ہزار حوریں ہوں گی۔ اور اس قسم کی مثالیں دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو ان کا واضع انتہائی درجہ جاہل اور احمق ہے یا زندیق ہے۔ کہ اس قسم کے کلمات حضور کی جانب منسوب کر کے آپ کی تنقیص کا ارادہ مقصود تھا۔

وَمِنْهَا أَنْ يُكَذِّبَ الْحِسُّ لَهُ
كَحَدِيْثِ الْبَاذِنْجَانِ لِمَا أُكِلَ لَهُ
وَحَدِيْثُ الْبَاذِنْجَانِ شِفَاءٌ مِّنْ
كُلِّ دَاءٍ، قَبَّحَ اللّٰهُ وَاضِعَهُمَا فَإِنَّهُ لَوْ
قَالَهُ بَعْضُ جَهَلَةِ الْأَطِبَّاءِ لَسَخِرَ
النَّاسُ مِنْهُ وَلَوْ أَكَلَ الْبَاذِنْجَانَ
لِلْحُمّٰى السَّوْدَاءِ الْغَالِبَةِ وَكَثِيْرٍ
مِنَ الْأَمْرَاضِ لَمْ يَزِدْهَا إِلَّا شِدَّةً
وَلَوْ أَكَلَهُ فَقِيْرٌ لِيَسْتَغْنِيَ لَمْ يُفِدْهُ
الْغِنٰى أَوْ جَاهِلٌ لِيَتَعَلَّمَ لَمْ يُفِدْهُ
الْعِلْمَ وَكَذٰلِكَ حَدِيْثُ إِذَا عَطَسَ
الرَّجُلُ عِنْدَ الْحَدِيْثِ فَهُوَ صِدْقٌ
وَهٰذَا وَإِنْ صَحَّحَ بَعْضُ النَّاسِ
سَنَدَهُ فَالْحِسُّ يَشْهَدُ بِوَضْعِهِ
لِأَنَّا نُشَاهِدُ الْعُطَاسَ وَالْكَذِبَ
يَعْمَلُ عَمَلَهُ وَلَوْ عَطَسَ مِائَةُ
أَلْفِ رَجُلٍ عِنْدَ حَدِيْثٍ يُرْوٰى
عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
لَمْ يُحْكَمْ بِصِحَّتِهِ بِالْعُطَاسِ وَلَوْ

دوسری قسم کی روایات وہ ہیں جنہیں حس
جھوٹ تصور کرے۔ جیسا کہ یہ حدیث کہ بینگن
جس شئے کے لئے بھی کھایا جائے۔ اور یہ روایت کہ
بینگن ہر بیماری کی شفاء ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے
واضع کی صورت خراب کرے۔ یہ حدیث بعض جاہل
حکماء نے لوگوں کو مسخر کرنے کیلئے یہ وضع
کی ہے۔ بینگن سوداوی بخار
اور بہت سے امراض ایسے ہیں کہ بینگن سے مرض میں اور
شدت واقع ہو جاتی ہے۔ اگر اسے فقیر کھائے تو غنی
ہو جائے اور اسکا غنا کبھی ختم نہ ہو۔ اگر جاہل کھائے تو
عالم بن جائے۔ اور اسکا علم کبھی ختم نہ ہو۔ اسی طرح یہ
روایت کہ جب کسی کو بات کرتے وقت چھینک آ جائے
تو سمجھو وہ بات سچی ہے۔ اگرچہ اس روایت کی سند بعض
لوگوں سے صحیح بھی ہو لیکن حس اس کے موضوع ہونے کی گواہی
دے رہی ہے۔ کیونکہ ہمارا مشاہدہ یہ بات ثابت کرتا ہے
کہ چھینک اور جھوٹ بیک وقت بھی واقع ہوتے ہیں۔ اور
جھوٹ جھوٹ ہے چاہے ایک لاکھ آدمی کیوں نہ چھینکیں
اور حضور سے جو احادیث ثابت ہیں ان میں سے کسی ایک پر
بھی چھینک کے ذریعہ صحت کا حکم نہیں لگایا گیا۔ اور اگر

عَطَسُوا عِنْدَ شَهَادَةِ رَجُلٍ لَمْ
يُحْكَمْ بِصِدْقِهِ قُلْتُ وَقَدْ رَوَى
أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ
عَنْهُ بِلَفْظِ الْعُطَاسِ عِنْدَ الدُّعَاءِ
شَاهِدُ صِدْقٍ كَذَا فِي الْجَامِعِ
الصَّغِيرِ وَلَا يَخْفَى أَنَّهُ إِذَا ثَبَتَ
شَيْءٌ فِي الْعَقْلِ فَلَا عِبَارَةَ
بِمُخَالَفَةِ الْحِسِّ مِنَ الْعَقْلِ وَ
كَذَلِكَ حَدِيثُ عَلَيْكُمْ بِالْعَدَسِ
فَإِنَّهُ مُبَارَكٌ يُرِقُّ الْقَلْبَ وَيُكْثِرُ
الدَّمْعَةَ قَدَّسَ فِيهِ سَبْعُونَ
نَبِيًّا وَقَدْ سُئِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ
مُبَارَكٍ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ وَقِيلَ
لَهُ إِنَّهُ يُرْوَى عَنْكَ فَقَالَ
دَعْنِي مَا رَفَعَ شَيْئًا فِي الْعَدَسِ
إِنَّهُ شَهْوَةُ الْيَهُودِ وَلَوْ قُدِّسَ فِيهِ
نَبِيٌّ وَاحِدٌ لَكَانَ شِفَاءً مِنَ الْأَدْوَاءِ
فَكَيْفَ بِسَبْعِينَ نَبِيًّا وَقَدْ سَمَّاهُ
اللهُ تَعَالَى أَدْنَى وَذَمَّ مَنِ اخْتَارَهُ

کسی کی شہادت کیوقت تمام لوگ چھینکیں تب بھی
اسکی صداقت کا حکم جاری نہیں کیا جاتا۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں ابو نعیم نے ابو ہریرۃؓ سے اسے ان الفاظ کیساتھ
روایت کیا ہے کہ بوقت دعا کیوقت چھینک
آجانا سچا گواہ ہے جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے اور یہ بات
مخفی نہیں کہ اگر کوئی بات عقلاً ثابت ہو جائے تو اگر
حس عقل کی مخالفت کرے تو اس کی کوئی حیثیت
باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح یہ روایت کہ مسور کی دال کو
لازم پکڑ لو کیونکہ یہ مبارک ہے دل کو نرم کرتی اور آنسوؤں
کو زیادہ کرتی ہے اس میں ستر انبیاء کے ذریعے پاکی داخل کی
گئی ہے۔ عبداللہ بن المبارک سے اس روایت کے بارے
میں دریافت کیا گیا اور ان سے سوال کیا گیا کہ یہ روایت
آپ سے کی جاتی ہے انہوں نے فرمایا میرا نام نہ لو، میں
مسور کا کوئی درجہ بھی بلند نہیں کر سکتا یہ تو یہود کی خواہشات
کا نتیجہ ہے اور اگر اسے ایک نبی بھی پاک بناتا تو یہ
تمام بیماریوں کی شفا بن جاتی۔ کجا کہ ستر انبیاء۔ اللہ تعالیٰ نے
اسے معمولی شے قرار دیا ہے اور ان لوگوں کی مذمت
کی جنہوں نے من و سلویٰ کے مقابلے میں اسے ترجیح دی
اور اسے پیاز اور لہسن کے برابر قرار دیا۔ اسی باعث

من المن والسلوی وجعله قرب
الثوم والبصل افتری انبیاء
بنی اسرائیل فقد سوا فیه لهذه
العلة والمضار التی فیه من تهییج
السوداء والنفخ والریاح الغلیظة
وضیق النفس والدم الفاسد
وغیر ذلك من المضار المحسوسة
وکثیر ان یکون هذا الحدیث
من وضع الذین اختاروه علی
المن والسلوی واشباههم قلت
وقد تقدم ما یقوی کلامه
وکذلك حدیث ان الله
خلق السموات والارض یوم
عاشوراء وکذلك حدیث اشربوا
علی الطعام تشبعوا فان الشرب
علی الطعام یفسده ویمنع من
استقراره فی المعدة ومن کمال
نضجه وکذلك حدیث اکذب
الناس الصباغون والصواغون

ان یہود نے انبیاء بنی اسرائیل پر یہ افترا باندھا
کہ انہوں نے اسے اس عیب سے پاک کر دیا حالانکہ
اس میں مختلف نقصانات ہیں۔ سوداء کو زیادہ
کرنا، نفخ اور ریاح غلیظہ پیدا کرتی ہے۔ نیز
سانس کو روکتی اور خون فاسد پیدا کرتی ہے
اس کے علاوہ اور بہت سے محسوس نقصانات
موجود ہیں۔ اور یہ حدیث ان لوگوں نے وضع کی
ہے جنہوں نے اسے من وسلوی پر ترجیح دی ہے
یا انہی جیسے دیگر اشخاص۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں، پہلے دیگر علماء کے اقوال گزر چکے، جو ابن
المبارک کی تائید کرتے ہیں
اسی طرح یہ حدیث کہ اللہ تعالےٰ نے
زمین و آسمان عاشوراء کے روز پیدا
فرمائے۔ اسی طرح یہ حدیث کہ کھانے پر
پانی پیا کرو، ایک تو اس سے تمہارا پیٹ
بھر جائے گا۔ نیز کھانے پر پانی پینا کھانے کو
تحلیل کر دیتا ہے۔ اور کھانے کو معدہ میں
ٹھہرنے نہیں دیتا۔ اسی طرح یہ حدیث کہ لوگوں
میں سب سے جھوٹے رنگریز ہیں۔ تو حس اس

فالحس يرد هذا الحديث فإن الكذب في غيرهم أضعافه فيهم كالرافضة فإنهم أكذب خلق الله والكهان والطرقية والمنجمون وقد تأوله بعضهم على أن المراد بالصباغ الذي يزيد في الحديث ألفاظا تزيينه والصواغ الذي يصوغ الحديث ليس له أصل وهذا تكلف بارد الحديث باطل قلت وهذا أغرب منه فإن الحديث بعينه رواه أحمد وابن ماجة عن أبي هريرة في الجامع الصغير.

حدیث کا انکار کرتی ہے، کیونکہ ان کے علاوہ دیگر طبقوں میں ان سے بہت زیادہ جھوٹ پایا جاتا ہے، جیسے رافضی کہ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ جھوٹے ہیں، کاہن اور نجومی وغیرہ۔ بعض علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہاں صباغ سے مراد وہ لوگ ہیں جو حدیث میں بطور زینت الفاظ کی زیادتی کرتے ہیں، حدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں، بلکہ یہ حدیث میں زبردستی کی تاویل ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ قول غریب ہے کیونکہ اس حدیث کو احمد، ابن ماجہ نے ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہے، جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔

فصل

ومنها سماجة الحديث وكونه مما يسخر منه كحديث لو كان الأرز رجلا لكان حليما ما أكله جائع إلا أشبعه وهذا من

معرفت حدیث میں سماجۃ الحدیث بھی داخل ہے اور اس میں وہ روایات داخل ہیں جن کے ذریعہ لوگوں کو مسخر کیا جاتا ہے، جیسا کہ یہ روایت اگر چاول انسان ہوتا تو بہت حلیم الطبع

التمر البارد الذي يصان عنه
الفضلاء فضلا عن سيد
الانبياء وحديث الجوز دواء
والجبن داء فاذا دخل في الجوف
صار شفاء فلعن الله واضعه
على رسول الله عليه السلام و
حديث لو يعلم الناس ما في
الحلبة لاشتروها بوزنها ذهبا
وحديث احضروا موائدكم
البقل فانه مطردة للشياطين و
حديث ما من ورقة الهندباء
الا عليها قطرة من ماء الجنة
وحديث بئست البقلة الجرجير
من اكل منها ليلا بات ونفسه
تنازعه ويضرب عرق الجذام
من انفه كلوه نهارا وكفوا عنها
ليلا وحديث فضل دهن
البنفسج على الادهان كفضل
اهل البيت على سائر الخلق و

ہوتا جب بھی اسے بھوکا کھائیگا تو اس کا پیٹ بھر جائیگا
اور یہ اس قسم کی فضولیات ہیں کہ جن سے فضلا بھی بری ہیں
کجا کہ سید الانبیاء، اور یہ حدیث اخروٹ دوا ہے اور
اور پھٹا ہوا دودھ بیماری ہے لیکن پیٹ میں داخل
ہونیکے بعد شفاء بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے واضع
پر جس نے اسے حضور کی جانب منسوب کیا ہے لعنت فرمائے
اسی طرح یہ روایت اگر لوگ یہ جان لیں کہ عادات
میں کیا خوبی ہے تو اسے سونے سے وزن کر کے خریدیں
اسی طرح یہ روایت کہ اپنے دسترخوانوں پر ترکاری فروس
رکھا کرو کیونکہ وہ شیطان کو دور کرتی ہے ایسے ہی
یہ روایت کہ ہندبا (ایک ترکاری) کے پتوں پر جنت کے
پانی کا ایک قطرہ ہے، اسی طرح یہ حدیث کہ جرجیر ترکاری
بہت بری ہے جو اسے رات کو کھائے گا، اس کا سانس
رکتا رہے گا، اور جذام کا عرق اس کی ناک سے گزرتا رہیگا
اسے دن میں کھاؤ اور رات میں اسے نہ کھاؤ، ایسے ہی
یہ روایت کہ بنفشہ کا تیل تمام تیلوں پر ایسی ہی فضیلت
رکھتا ہے جیسا کہ اہل بیت تمام مخلوق پر اسی طرح
یہ روایت کہ ککڑی تمام ترکاریوں سے اتنی ہی افضل
ہے جیسا کہ گندم تمام دانوں سے افضل ہے اور یہ

حدیث فضل الکراث علی سائر
البقول کفضل البر علی الحبوب
وحدیث الکماۃ والکرفس
طعام الیاس والیسع وحدیث
ما من رمان الا ویلقح بحبۃ من
من رمان الجنۃ وحدیث ربیع
امتی العنب والبطیخ وحدیث
علیکم بکذا ومتی اکل العنب
مع الخبز وحدیث علیکم بالملح
فان فیہ شفاء من سبعین
داء وحدیث من اکل فولۃ
بقشرہا اخرج اللہ منہ من الداء
مثلہا لعن اللہ واضعہا قلت
اوردہ ابن حبان فی الضعفاء
من حدیث عائشۃ مرفوعا و
حدیث لا تسبوا الدیک فانہ
صدیقی ولو یعلم بنو آدم ما فی
صوتہ لاشتروا ریشہ ولحمہ
بالذہب قلت لکن صدر الحدیث

روایت کماۃ اور کرفس ہر امیر وغریب کا کھانا ہے
اور یہ روایت کوئی انار ایسا نہیں کہ اس کے
دانوں کے ساتھ جنت کے انار کے دانے نہ ہوں
میری امت کا موسم بہار انگور اور بطیخ ہے (ایک
گھاس ہے جس کے پتے روئی کی طرح ہوتے ہیں اور
زمین پر پھیلتے ہیں۔ اور اس میں پھل آتا ہے) اور یہ
روایت روٹی کے ساتھ انگور کھانے پر مداومت کیا
کرو۔ اور یہ روایت نمک کو لازم پکڑ لو کیونکہ اس
میں ستر بیماریوں سے شفا ہے۔ اور جو لوبیا کو مع
چھلکوں کے کھائے اللہ تعالیٰ اس سے اتنی ہی
بیماریاں دور فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان روایات
کے وضع کرنے والے پر لعنت فرمائے۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں اس روایت کو ابن حبان نے ضعفاء میں
حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور یہ
حدیث مرغ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ میرا دوست ہے
اگر بنی آدم اس بات کو جان لیں کہ اس کی آواز میں
کیا خوبی ہے تو اس کے پر اور گوشت کو سونے کے
بدلے خریدیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس روایت کا
شروع حصہ صحیح ہے، کیونکہ ابوداؤدؒ نے سند

ثابت فقد رواه ابو داود مرفوعا بسند حسن عن زيد بن خالد بلفظ لا تسبوا الديك فانه يوقظ للصلوة وروى ابن قانع عن ايوب بن عتبة بسند ضعيف الديك الابيض صديقي زاد ابو بكر البرقي عن ابي زيد الانصاري وصديق صديقي وعدو عدو الله وفي رواية الحارث عن عائشة وانس بلفظ وعدو عدوي وزاد الحارث عن ابي زيد الانصاري يحرس دار صاحبه وتسع دور حولها ورواه البغوي عن خالد بن معدان وقال سبع ادر جمع دار وفي رواية العقيلي وابي الشيخ في العظمة عن انس ولفظه الديك الابيض الافرق حبيبي وحبيب حبيبي جبرئيل يحرس بيته وستة عشر بيتا من جيرانه اربعة عن اليمين

حسن کے ساتھ زید بن خالدؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے مرغ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔ ابن قانع نے ایوب بن عتبہ سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ سپید مرغ میرا دوست ہے۔ ابوبکر البرقی نے ابوزید انصاری سے اس میں کچھ الفاظ زیادہ کئے ہیں۔ اور میرے دوست کا دوست اور اللہ کے دشمن کا دشمن ہے۔ اور حارث کی روایت میں عائشہؓ اور انسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ میرے دشمن کا دشمن ہے۔ اور حارث نے ابوزید انصاریؓ سے یہ زیادتی بھی روایت کی ہے کہ گھر والوں کا پہرہ دیتا اور اس کے اردگرد گھومتا رہتا ہے۔ بغوی نے خالد بن معدانؓ سے سات مکانوں کا ذکر کیا ہے۔ اور عقیلی اور ابوالشیخ کی روایت میں انسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ سپید مرغ میرا بھی دوست اور میرے دوست جبرائیل کا بھی دوست ہے۔ مالک کے گھر کا بھی پہرہ دیتا ہے اور اس کے سولہ پڑوسیوں کے مکانوں کا بھی۔ چار دائیں، چار بائیں، چار آگے

وَاَرْبَعَةٌ عَنِ الشِّمَالِ وَاَرْبَعَةٌ مِنْ قُدَّامِهِ وَاَرْبَعَةٌ مِنْ خَلْفِهِ اَخْرَجَهُ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ وَمَعَ وُجُوْدِ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ وَلَوْ كَانَتْ ضَعِيْفَةً وَتَتَقَوّٰى بِكَثْرَةِ الطُّرُقِ لَمْ يَحْسُنِ الْحُكْمُ عَلَيْهِ بِالْوَضْعِ اِلَّا بِاعْتِبَارِ اٰخِرِ مَا ذَكَرَهُ فِي الْحَدِيْثِ وَحَدِيْثُ مَنِ اشْتَرٰى دِيْكًا اَبْيَضَ لَمْ يَقْرَبْهُ الشَّيْطَانُ وَلَا سِحْرٌ قُلْتُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ الدِّيْكُ يُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوةِ مَنِ اتَّخَذَ دِيْكًا اَبْيَضَ حُفِظَ مِنْ ثَلٰثَةٍ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَسَاحِرٍ وَكَاهِنٍ وَحَدِيْثُ اِنَّ لِلّٰهِ دِيْكًا عُنُقُهُ مَطْوِيَّةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ وَرِجْلَاهُ فِي التُّخُوْمِ فَبِالْجُمْلَةِ كُلُّ اَحَادِيْثِ الدِّيْكِ كَذِبٌ اِلَّا حَدِيْثَ اِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ فَاِنَّهَا رَاَتْ مَلَكًا ۔

اور چار پیچھے۔ یہ تمام روایات جامع الصغیر میں ہیں۔ اگرچہ یہ سب روایات ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کی تقویت کے باعث ہیں ان پر وضع کا حکم جاری نہیں کیا جا سکتا۔ مگر آخری روایت جو ذکر کی گئی ہے اور یہ حدیث جو سپید مرغ خریدے تو شیطان اور جادو اس کے پاس نہیں پھٹک سکتے بیہقی نے اس روایت کو ابن عمرؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ مرغ نماز کے لئے اذان دیتا ہے جو سپید مرغ رکھے وہ تین باتوں سے محفوظ رہتا ہے شیطان جادوگر اور کاہن سے۔ اور یہ حدیث کہ اللہ کے لئے ایک مرغ ہے جس کی گردن عرش کے نیچے لپٹی ہوئی ہے اور اس کے پیر تحت الثریٰ میں ہیں۔ تو مرغ کے بارے میں جتنی روایات ہیں سب جھوٹ ہیں سوائے اس حدیث کے کہ جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالے سے اس کے فضل کا سوال کرو۔ کیونکہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے۔

فصل

وَمِنْهَا مُنَاقَضَةُ الْحَدِيثِ
لِمَا جَاءَتْ بِهِ السُّنَّةُ الصَّرِيحَةُ مُنَاقَضَةً
بَيِّنَةً فَكُلُّ حَدِيثٍ يَشْتَمِلُ عَلَى فَسَادٍ
أَوْ ظُلْمٍ أَوْ عَبَثٍ أَوْ مَدْحِ بَاطِلٍ أَوْ
ذَمِّ حَقٍّ أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ فَرَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ بَرِيءٌ وَ
مِنْ هٰذَا الْبَابِ أَحَادِيثُ مَنْ اسْمُهُ
مُحَمَّدٌ أَوْ أَحْمَدُ وَأَنَّ كُلَّ مَنْ يُسَمَّى
بِهٰذَا الِاسْمِ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ فَهٰذَا
يُنَاقِضُ مَا هُوَ مَعْلُومٌ مِنْ دِينِهِ
أَنَّ النَّارَ لَا يُجَارُ مِنْهَا بِالْأَسْمَاءِ وَالْأَلْقَابِ
وَإِنَّمَا النَّجَاةُ مِنْهَا بِالْإِيمَانِ وَالْأَعْمَالِ
الصَّالِحَةِ وَمِنْ هٰذَا الْبَابِ أَحَادِيثُ
كَثِيرَةٌ عُلِّقَتِ النَّجَاةُ مِنَ النَّارِ بِهَا
وَأَنَّهَا لَا تَمَسُّ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مَعَ غَايَتِهَا
أَنْ يَكُونَ مِنْ صِغَارِ الْحَسَنَاتِ وَ
الْمَعْلُومُ مِنْ دِينِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ خِلَافُ

ایک اصول یہ بھی ہے کہ اس قسم کی روایات
سنت صریحہ کے مخالف ہوں، تو جو حدیث
فساد، ظلم، کار عبث، باطل کی تعریف اور
حق کی برائی پر مشتمل ہو یا اسی قسم کے دیگر
مضامین سے تعلق رکھتی ہو، تو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم اس سے بری ہیں، اس قسم کی
روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے
جو میرے نام پر محمد یا احمد نام رکھے گا، تو وہ
دوزخ میں داخل نہ ہوگا، کیونکہ دین کے
ذریعہ یہ بات ثابت ہے کہ کوئی شخص نام و
لقب کے ذریعہ دوزخ سے نجات نہیں پاسکتا
نجات صرف ایمان اور اعمال صالحہ کے ذریعہ
ہوسکتی ہے۔ اسی قسم کی اور بہت سی روایات
ہیں کہ جن میں یہ ذکر ہے کہ فلاں کام کرے گا
وہ دوزخ سے نجات پائے یا آگ اسے نہ
چھوئے گی، یا چھوٹے چھوٹے اعمال پر اتنے بڑے
اجر کے وعدے ہوں تو یہ سب نبی کریم

ذٰلِكَ وَاِنَّمَا اَنَّمَا ضَمِنَ ذٰلِكَ لِمَنْ حَقَّقَ التَّوْحِيْدَ۔

کے دین کے خلاف ہیں۔ اور اس کی ضمانت صرف اس کیلئے ہے جس نے توحید کو محقق کیا۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا مَا يَدَّعِىْ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ فَعَلَ اَمْرًا ظَاهِرًا بِحَضْرَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِتَّفَقُوْا عَلٰى كِتْمَانِهٖ وَلَمْ يَنْقُلُوْهُ كَمَا يَزْعَمُهٗ اَكْذَبُ الطَّوَائِفِ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ بِمَحْضَرِ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ وَهُمْ رَاجِعُوْنَ مِنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَقَامَهٗ بَيْنَهُمْ حَتّٰى عَرَفَهُ الْجَمِيْعُ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَصِيِّيْ وَاَخِيْ وَالْخَلِيْفَةُ مِنْ بَعْدِيْ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا لَهٗ ثُمَّ تَفَقَ الْكُلُّ عَلٰى كِتْمَانِ ذٰلِكَ وَتَغْيِيْرِهٖ وَمُخَالَفَتِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ وَكَذٰلِكَ رِوَايَتُهُمْ اَنَّ الشَّمْسَ رُدَّتْ لَهٗ بَعْدَ الْعَصْرِ وَ

اور اسی قسم کی یہ روایات بھی ہیں جن میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام صحابہ کے سامنے اس امر کا اظہار فرمایا لیکن تمام صحابہ نے اسے چھپایا اور اس پر عمل نہ کیا۔ جیسا کہ سب سے جھوٹا طبقہ (یعنی شیعہ) کا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت تمام صحابہ کے سامنے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر انہیں کھڑا کیا یہاں تک کہ تمام لوگوں نے پہچان لیا پھر آپ نے فرمایا یہ میرا وصی میرا بھائی اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے اس کی بات سننا اور اطاعت کرنا پھر یہ کذاب اس امر کے قائل ہیں کہ تمام صحابہ نے اس بات کو چھپایا اور اسے بدل دیا اور سب کے سب مخالفت پر متفق ہو گئے تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو ایسے ہی ان کی یہ روایت کہ حضرت علیؓ کے لئے عصر کے بعد سورج لوٹا دیا گیا اور تمام لوگ اس کا مشاہدہ کرتے تھے اور آتی

النَّاسُ يُشَاهِدُوْنَهَا وَلَا يَشْتَهِرُ هٰذَا
اَعْظَمُ اِشْتِهَارًا وَلَا يَعْرِفُهُ اِلَّا اُمُّ
سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔

بڑی بات کے باوجود بھی لوگوں میں اس واقعہ کی
شہرت نہ ہو سکی، اور ام سلمہ کے علاوہ کسی کو
معلوم نہ ہوا۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا اَنْ يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ
بَاطِلًا فِيْ نَفْسِهٖ فَيَدُلُّ بُطْلَانُهٗ
عَلٰى اَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ كَلَامِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ كَحَدِيْثِ الْمَجَرَّةِ الَّتِيْ
فِي السَّمَاءِ مِنْ عَرَقِ الْاَفْعٰى الَّتِيْ
تَحْتَ الْعَرْشِ وَحَدِيْثِ اِذَا غَضِبَ
الرَّبُّ اَنْزَلَ الْوَحْيَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَاِذَا
رَضِيَ اَنْزَلَهٗ بِالْعَرَبِيَّةِ وَحَدِيْثُ
سِتُّ خِصَالٍ تُوْرِثُ النِّسْيَانَ
سُؤْرُ الْفَارِ وَاِلْقَاءُ الْقَمْلِ فِي النَّارِ
وَالْبَوْلُ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ وَمَضْغُ
الْعِلْكِ وَاَكْلُ التُّفَّاحِ الْحَامِضِ وَ
حَدِيْثُ الْحِجَامَةِ عَلَى الْقَفَاءِ
تُوْرِثُ النِّسْيَانَ وَحَدِيْثُ يَا حُمَيْرَاءُ

ایک اصول یہ بھی ہے کہ حدیث فی نفسہ
باطل ہو اور اس کے بطلان پر خود دلالت کرتی
ہو اور اسی سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں جیسا کہ یہ روایت کہ وہ
مجرہ (ایک منطقہ کا نام ہے) جو آسمان میں واقعہ
ہے ان شاخوں سے متعلق ہے جو عرش کے نیچے
ہیں اور یہ روایت کہ جب خدا غضب ناک
ہوتا ہے تو فارسی میں وحی نازل فرماتا ہے اور
جب خوش ہوتا ہے تو عربی میں اور یہ روایت
چھ عادات نسیان پیدا کرتی ہے، چوہے کا جھوٹا
جوں کو آگ میں ڈالنا، ٹھہرے ہوئے پانی میں
پیشاب کرنا، مصطگی کا چبانا، خراب سیب
کا کھانا، اور گدی پر پچھنے لگوانا یہ چیزیں
بھول پیدا کرتی ہیں، اور یہ روایت اے حمیرا

لا تغتسلي بالماء المشمس فإنه
يورث البرص وكل حديث فيه
يا حميراء أو ذكر الحميراء فهو
كذب مختلق وكذا يا حميراء
لا تأكلي الطين فإنه يورث كذا
وكذا وحديث خذوا شطر دينكم
عن الحميراء قلت وكذا تعقبه
الشيخ جلال الدين السيوطي بأنه
جاء في حديث صحيح يا حميراء و
هو ما رواه الحاكم ثنا عبد الجبار
بن الورد عن عمار الذهبي عن
سالم بن أبي الجعد عن أم سلمة
قالت ذكر النبي عليه الصلاة
والسلام خروج أمهات المؤمنين
فضحكت عائشة رضي الله عنها
فقال انظري يا حميراء أن لا تكوني
أنت ثم التفت إلى علي فقال
إن وليت من أمرها شيئا فارفق
بها فقال في المستدرك صحيح على

(عائشہ) دھوپ کے گرم پانی سے غسل نہ کیا کر کیونکہ
یہ برص پیدا کرتا ہے اور ہر وہ حدیث جس میں
یا حمیراء کا ذکر وہ جھوٹ ہے۔ اسی طرح یہ روایت
اے حمیراء مٹی نہ کھاؤ فلاں فلاں چیز پیدا کرتی ہے
اور یہ روایت کہ اپنا آدھا دین حمیراء سے حاصل
کرو۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس بات پر جلال الدین
سیوطی نے اعتراض کیا کہ ایک حدیث صحیح میں یا
حمیراء کا لفظ موجود ہے جسے حاکم نے اس سند سے
روایت کیا ہے۔ عبد الجبار بن الورد، عمار الذہبیؒ
سالم بن ابی الجعد ام سلمہؓ فرماتی ہیں حضورؐ کے
سامنے بعض ازواج کے خروج کا تذکرہ کیا گیا حضرت
عائشہ ہنسنے لگیں۔ آپ نے فرمایا اے حمیراء
تم ایسی نہ ہو جانا۔ پھر حضرت علیؓ کی طرف
متوجہ ہو کر فرمایا اے علیؓ اگر تجھے امارت
سونپی جائے تو اس کے ساتھ نرمی کرنا۔
حاکم مستدرک میں فرماتے ہیں یہ بخاری اور
مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے امام ذہبی
فرماتے ہیں۔ عبد الجبار بن الورد سے بخاری اور
مسلم نے کوئی روایت نہیں لی ایسے ہی یہ

شَرْطِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ قَالَ الذَّہَبِیُّ
عَبْدُ الْجَبَّارِ لَمْ یُخْرِجْ لَہٗ وَحَدِیْثُ
مَنْ لَمْ یَکُنْ لَہٗ مَالٌ یَتَصَدَّقُ بِہٖ
فَلْیَلْعَنِ الْیَہُوْدَ وَالنَّصَارٰی فَاِنَّ
اللَّعْنَۃَ لَا تَقُوْمُ مَقَامَ الصَّدَقَۃِ
اَبَدًا وَحَدِیْثُ اٰلَیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ
اَنْ لَّا اُدْخِلَ النَّارَ مَنْ کَانَ اِسْمُہٗ
اَحْمَدَ اَوْ مُحَمَّدًا وَحَدِیْثُ مَنْ
وُلِدَ لَہٗ مَوْلُوْدٌ فَسَمَّاہُ مُحَمَّدًا تَبَرُّکًا
کَانَ ھُوَ وَوَالِدُہٗ فِی الْجَنَّۃِ وَ
حَدِیْثُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ دَنَا مِنْ
زَوْجَتِہٖ وَھُوَ یَنْوِیْ اِنْ حَبِلَتْ
مِنْہُ یُسَمِّیْہِ مُحَمَّدًا اِلَّا رَزَقَہُ اللّٰہُ
وَلَدًا ذَکَرًا وَفِیْ ذٰلِکَ جُزْءٌ کُلُّہٗ
کِذْبٌ مُخْتَلَقٌ وَفِیْ رِوَایَۃِ الطَّبَرَانِیِّ
وَابْنِ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ
اللّٰہُ عَنْہُمَا مَنْ وُلِدَ لَہٗ ثَلٰثَۃُ اَوْلَادٍ
فَلَمْ یُسَمِّ اَحَدَھُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ
جَہِلَ کَذَا فِیْ جَامِعِ الصَّغِیْرِ۔

روایت کہ جس کے پاس صدقہ کرنے کے لئے
مال نہ ہو۔ وہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے
کیونکہ لعنت کبھی صدقہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتی
اور یہ روایت کہ میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں،
کہ جس کا نام احمدؐ یا محمدؐ ہو۔ اسے دوزخ میں
داخل نہ کروں گا۔ اور یہ روایت کہ جس کے کوئی
بچہ پیدا ہو۔ اور وہ تبرکاً اس کا نام محمد رکھے
تو وہ اور اس کے والد جنت میں ہوں گے
اور یہ روایت جو مسلم اپنی بیوی سے صحبت
کرتے وقت یہ ارادہ کرے کہ اس سے کوئی
لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام محمد رکھے گا۔ اللہ
تعالیٰ اسے لڑکا عطا فرمائے گا۔ اس قسم کی
روایات کا ایک جزو ہے جو سب کا سب
جھوٹ ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں طبرانی
اور ابن عدی کی روایت میں ابن عباسؓ
سے روایت ہے جس کے تین لڑکے ہوں
اور ان میں سے کسی کا نام بھی محمد نہ رکھے
تو وہ جاہل ہے۔ یہ روایت جامع الصغیر
میں ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا اَنْ يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ لَا يُشْبِهُ كَلَامَ الْاَنْبِيَاءِ بَلْ لَا يُشْبِهُ كَلَامَ الصَّحَابَةِ كَحَدِيْثِ ثَلٰثَةٌ تَزِيْدُ فِي الْبَصَرِ اَلنَّظْرُ اِلَى الْخُضْرَةِ وَالْمَاءِ الْجَارِيْ وَالْوَجْهِ الْحَسَنِ وَهٰذَا الْكَلَامُ مِمَّا يَجِلُّ عَنْهُ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بَلْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنُ بَلْ اَحْمَدُ وَمَالِكٌ قُلْتُ وَقَدْ سَبَقَ اَنَّهُ ضَعِيْفٌ لَا مَوْضُوْعٌ وَحَدِيْثُ النَّظْرِ اِلَى الْوَجْهِ الْحَسَنِ يَجْلِي الْبَصَرَ وَهٰذَا وَنَحْوُهُ مِنْ وَضْعِ الزَّنَادِقَةِ قُلْتُ وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ اَلنَّظْرَةُ اِلَى الْمَرْاَةِ الْحَسْنَاءِ وَالْخُضْرَةِ تَزِيْدَانِ فِي الْبَصَرِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ جَابِرٍ وَحَدِيْثُ عَلَيْكُمْ بِالْوُجُوْهِ الْمِلَاحِ وَالْحَدَقِ السُّوْدِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَسْتَحْيِيْ اَنْ يُعَذِّبَ مَلِيْحًا بِالنَّارِ

ایک اصول یہ بھی ہے کہ اس قسم کی روایات انبیاء کرام بلکہ صحابہ کرام کے کلام سے بھی مشابہت نہ رکھتی ہو جیسا کہ یہ روایت کہ تین چیزیں نگاہ کو تیز کرتی ہیں، سبزہ، جاری پانی اور حسین چہرہ کی جانب دیکھنا اور یہ کلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوہریرہ رضی اور ابن عباس تو کجا بلکہ سعید بن المسیب حسن بصری، بلکہ مالک اور احمد کا بھی نہیں ہو سکتا، ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے موضوع نہیں، اسی طرح یہ روایت کہ حسین چہرہ کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے، اسی قسم کی روایات ہیں وہ زنادقہ کی وضع کردہ ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں حسین چہرے اور سبزے کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے، اسے ابو نعیم نے حلیہ میں جابر رضی سے روایت کیا ہے، اور یہ روایت کہ تم نمکین چہروں اور سیاہ آنکھوں کو لازم پکڑ لو، کیونکہ اللہ نمکین چہرے والے کو دوزخ کا عذاب دینے سے شرماتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے

فلعنة الله على واضعه الخبيث و
حديث النظر الى الوجه الجميل
عبادة قلت وقد تقدم انه
ضعيف لا موضوع وحديث ان الله
طهر قوما من الذنوب بالصلعة
في رؤوسهم وان عليا لاولهم
وحديث نبات الشعر في الانف
امان من الجذام فقد سئل عنه
الامام احمد فقال ليس ذا بشيء
قلت رواه ابو يعلى والطبراني
في الاوسط بسند ضعيف عن
عائشة رضي الله عنها كما في الجامع
الصغير وحديث من اتاه الله
وجها حسنا واسما حسنا وجعله
في موضع غير شائن فهو من صفوة
الله في خلقه وكل حديث فيه
مدح حسان الوجوه والثناء
عليهم او الامر بالنظر اليهم او
التماس الحوائج اوان النار لا

خبیث واضع پر لعنت فرمائے۔ اور یہ روایت کہ
حسین چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے، ملا علی
قاری فرماتے ہیں یہ پہلے گذر چکا کہ یہ ضعیف ہے
موضوع نہیں اور یہ روایت کہ اللہ تعالیٰ قوم کو گناہوں
سے سر کے بال منڈانے کے ذریعہ پاک کر دیتا ہے
اور علی ان میں سب سے پہلے ہیں اور یہ روایت
کہ ناک میں بال اگنا جذام سے بچاتا ہے امام احمدؒ
سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا
آپ نے فرمایا یہ کچھ نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں اس حدیث کو ابو یعلیٰ اور طبرانیؒ نے حضرت
عائشہؓ سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے
جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ اور یہ روایت کہ
جسے اللہ تعالیٰ حسین چہرہ اور اچھا نام عطا
فرمائے تو ایسی جگہ رکھے گا جو اس کی شان
کے خلاف نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ اللہ کی مخلوق کے
لئے عادت ہے اور ہر وہ حدیث جس میں
حسین چہرے کی تعریف یا ان کی جانب دیکھنے
کا حکم یا ان کی حاجت روائی کرنے کا حکم یا کہ
انہیں آگ نہ چھوئے گی یہ سب جھوٹ ہے اور خدا

مكذب مختلق وأمثاله مفتري
وفي هذا الباب أحاديث كثيرة
فأقرب شيء في الباب حديث
إذا بعثتم إلي بريدا فابعثوه
حسن الوجه حسن الاسم وفيه عمر
بن ثابت قال ابن حبان كان
يضع الحديث وذكر أبو الفرج
هذا الحديث في الموضوعات.
قلت وأما حديث اطلبوا
الخير عند حسان الوجوه فرواه
البخاري في تاريخه وابن أبي الدنيا
في قضاء الحوائج وأبو يعلى والطبراني
عن عائشة والطبراني والبيهقي
عن ابن عباس وابن عدي وابن
عساكر عن أنس والطبراني في
الأوسط عن جابر وتمام والخطيب
ورواه مالك عن أبي هريرة وتمام
عن أبي بكرة والدارقطني في
الأفراد عن أبي هريرة بلفظ ابتغوا

اور رسول پر تہمت ہے، اور اس مضمون
میں بہت سی احادیث ہیں۔ اور اسی
مضمون کے قریب قریب یہ روایت بھی ہے
کہ جب تم قاصد بنا کر بھیجا کرو تو حسین چہرے
والوں کو بھیجا کرو۔ اس کا راوی عمر بن زاہد ہے
ابن حبان کہتے ہیں یہ احادیث وضع کیا کرتا تھا
ابو الفرج نے اس روایت کو موضوعات
میں شمار کیا ہے۔
ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ حدیث کہ بھلائی
اچھے چہرے والوں کے پاس تلاش کرو۔ تو
اسے بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن ابی
الدنیا نے قضاء الحوائج میں ابو یعلی اور طبرانی
نے عائشہؓ سے نیز طبرانی اور بیہقیؒ نے ابن عباسؓ
سے۔ نیز ابن عدیؒ اور ابن عساکرؒ نے انسؓ
سے طبرانی نے اوسط میں جابر سے تمام۔ خطیب
اور مالک نے ابوہریرہ سے۔ نیز تمام نے ابوبکرہ سے
اور دارقطنی نے افراد میں ابوہریرہ سے ان الفاظ
کے ساتھ روایت کیا ہے۔ بھلائی اچھے چہرے
والوں کے پاس تلاش کرو۔ جیسا کہ ان تمام

الخير عند حسان الوجوه كما ذكره السيوطي في جامع الصغير فالحديث أقل مراتبه أن يكون حسنا أو ضعيفا وأما كونه موضوعا فلا وكلا

روایات کو سیوطی نے جامع الصغیر میں ذکر کیا ہے۔ تو بلحاظ مرتبہ یہ حدیث کم از کم حسن یا ضعیف ہوگی۔ رہا اس کا موضوع ہونا تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

فصل

ومنها أن يكون في الحديث تاريخ كذا وكذا مثل قوله إذا كان سنة كذا وكذا وقع كيت وكيت وإذا كان شهر كذا وكذا وقع كيت وكيت كقول الكذاب الأشر إذا انكسف القمر في المحرم كان الغلاء والقتال وشغل السلطان وإذا انكسف في صفر كان كذا وكذا واستمر الكذاب في الشهور كلها وأحاديث هذا الباب كلها كذب مفترى۔

ایک اصول معرفت حدیث کا یہ بھی ہے کہ حدیث میں تاریخ واقع ہو مثلاً فلاں فلاں سال یا فلاں فلاں ماہ میں ایسا ایسا واقعہ پیش آئیگا جیسا کہ ایک بدمعاش کذاب کا قول ہے کہ جب محرم میں چاند گہن ہو تو قتل و قتال زیادہ ہوگا اور بادشاہ فتنوں میں مشغول رہے گا۔ اسی طرح یہ قول کہ جب صفر میں چاند گہن ہو تو ایسا ایسا ہوگا۔ اسی طرح اس کذاب نے تمام مہینوں میں جھوٹ کا طومار باندھ دیا اور یہ تمام کی تمام روایت جھوٹ اور خدا و رسول پر تہمت ہے۔

فصل

ومنها أن يكون الحديث بنعت

ایک اصول یہ بھی ہے کہ حدیث اطبا اور

يوصف الأطباء والطرقية أشبه
والتي كحديث الهريسة تشد
الظهر وحديث أكل السمك
يذهب الجسد وحديث الذي
شكى إلى النبي عليه الصلوة و
السلام قلة الولد فأمره أن يأكل
البيض والبصل وحديث أتاني
جبرئيل بهريسة من الجنة فأكلتها
فأعطيت قوة أربعين رجلا في
الجماع وحديث المؤمن حلو يحب
الحلاوة ورواه الكذاب الأشج
بلفظ المؤمن حلوي والكافر
خمري قلت وقد تقدم الكلام
عليها وكحديث كلوا التمر على الريق
فإنه يقتل الدود قلت أخرجه
أبو بكر في الغيلانيات والديلمي
في مسند الفردوس عن ابن عباس
رضي الله عنهما على ما في الجامع
الصغير وحديث أطعموا نساءكم

حکماء کے اوصاف سے تعلق رکھتی ہو جیسا کہ
حدیث ہریسہ کہ وہ کمر کو مضبوط کرتا ہے۔ یا
یہ روایت کہ مچھلی کھانا گرمی کو ختم کرتا ہے اور
یہ روایت کہ کسی نے حضور سے اولاد کم ہونے
کی شکایت کی آپ نے اسے انڈے اور لہسن
کھانے کا حکم دیا۔ اسی طرح یہ روایت کہ میرے
پاس جبرائیل ہریسہ لے کر آئے میں نے اسے
کھایا۔ تو مجھے جماع میں چالیس آدمیوں کی قوت
عطا کی گئی۔ اور یہ روایت کہ مومن میٹھا ہے
مٹھاس کو پسند کرتا ہے۔ اور ایک کذاب شیطان
نے اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ
مومن حلوہ خور اور کافر شرابی ہے۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں اس پر کلام پہلے گذر چکا۔ اور یہ روایت
کہ کھجور لعاب دہن کے ساتھ کھاؤ کیونکہ وہ کیڑے
کو مارتا ہے۔ اسے ابوبکر نے غیلانیات میں دیلمی
نے مسند فردوس میں ابن عباس سے روایت
کیا ہے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ اور یہ
روایت کہ اپنی عورتوں کو نفاس میں کھجور کھلایا
کرو۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے

فِي نِفَاسِهِنَّ التَّمْرَ قُلْتُ هٰذَا لَا
يَصِحُّ فَقَدْ أَخْرَجَ أَبُو يَعْلَى وَابْنُ أَبِي
حَاتِمٍ وَابْنُ السُّنِّي وَأَبُو نُعَيْمٍ مِمَّا
فِي الطِّبِّ النَّبَوِيِّ وَالْعُقَيْلِيُّ وَ
ابْنُ عَدِيٍّ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ وَابْنُ
عَسَاكِرَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْعِمُوا
نِسَائَكُمُ الْوُلَّدَ الرُّطَبَ فَإِنْ لَمْ
يَكُنْ رُطَبٌ فَتَمْرٌ فَلَيْسَ مِنَ الشَّجَرِ
شَجَرَةٌ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنْ شَجَرَةٍ
نَزَلَتْ تَحْتَهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ
وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ سَلَمَةَ
بِنْتِ قَيْسٍ مَرْفُوعًا أَطْعِمُوا نِسَائَكُمْ
فِي نِفَاسِهِنَّ التَّمْرَ فَإِنَّهُ مَنْ كَانَ
طَعَامُهَا فِي نِفَاسِهَا التَّمْرَ خَرَجَ
وَلَدُهَا وَلَدًا حَلِيمًا فَإِنَّهُ كَانَ طَعَامَ
مَرْيَمَ حِينَ وَلَدَتْ عِيسَى وَلَوْ
عَلِمَ اللهُ أَنَّ شَيْئًا لِلنُّفَسَاءِ خَيْرٌ
مِنَ الرُّطَبِ لَأَمَرَ مَرْيَمَ بِهِ وَأَخْرَجَ

اسے ابو یعلی، ابن ابی حاتم، ابن السنی اور
ابو نعیم نے طب نبوی میں۔ نیز عقیلی، ابن عدی
ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت علیؓ
سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ اپنی بچوں والی
عورتوں کو رطب کھلایا کرو (رطب ایک خاص
قسم کی کھجور ہے) اگر رطب نہ ہو تو تمر، کیونکہ کوئی
درخت اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب
نہیں، کیونکہ مریم بنت عمران اسی کے نیچے ٹھہری
تھیں، ابن عساکر نے سلمۃ بنت قیس سے مرفوعاً
روایت کیا ہے، اپنی عورتوں کو نفاس میں
کھجور کھلایا کرو، کیونکہ جس کا کھانا نفاس میں
کھجور ہو تو اولاد حلیم الطبع ہو گی (یہاں نفاس
سے مراد حالت حمل ہے) کیونکہ مریم نے جب
عیسیٰؑ کو جنا تو ان کا کھانا بھی یہی تھا، اگر اللہ
تعالے ان کے لئے کھجور سے زیادہ بہتر کسی کھانے
کو سمجھتا تو وہ انہیں عطا فرماتا عبد بن حمید نے
شقیق سے روایت کیا ہے کہ اگر اللہ نفاس
والی عورت کے لئے کھجور سے بہتر کسی کھانے
کو سمجھتا۔ تو مریم کو اس کے کھانے کا حکم دیتا

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ لَيْسَ لِلنُّفَسَاءِ شَيْءٌ خَيْرٌ مِّنَ الرُّطَبِ وَ التَّمْرِ وَقَرَأَ الْآيَةَ وَهُزِّيْ إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا كَذَا فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ وَحَدِيْثُ مَنْ لَقَّمَ أَخَاهُ لُقْمَةً حُلْوَةً صَرَفَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرَارَةَ الْمَوْقِفِ وَحَدِيْثُ مَنْ أَخَذَ لُقْمَةً مِّنْ مَجْرَى الْغَائِطِ أَوِ الْبَوْلِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ أَكَلَهَا غُفِرَ لَهُ وَحَدِيْثُ النَّفْخِ فِي الطَّعَامِ يُذْهِبُ الْبَرَكَةَ قُلْتُ رَوَاهُ أَحْمَدُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ ۔

نیز عبد بن حمید نے عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے کہ نفاس والی عورت کیلئے کھجور سے بہتر کوئی شے نہیں پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی وہزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا۔ جیسا کہ در المنثور میں ہے۔ اور یہ روایت جو اپنے بھائی کو حلوے کا ایک لقمہ کھلائے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تلخی دور فرمائے گا۔ اور یہ روایت جو شخص پاخانہ یا پیشاب کی جگہ سے لقمہ اٹھا کر اسے دھو کر کھائے تو اس کی مغفرت کردی جاتی ہے اور یہ روایت کہ کھانے میں پھونک مارنا برکت دور کردیتا ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کو امام احمد نے سند حسن کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے و پینے میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: ابن عباس کی حدیث کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ نیز امام مالک نے موطا میں مسلم نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں ابو سعید خدری سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ حضور نے پینے کی شئے میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ نیز مسلم اور ترمذی نے ابو قتادہ انصاری سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضور نے برتن میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے اور امام ترمذی نے اس

حدیث کو بھی حسن صحیح قرار دیا ہے۔

وَحَدِيثُ إِذَا طَنَّتْ أُذُنُ أَحَدِكُمْ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ وَلْيَقُلْ ذَكَرَ اللّٰهُ مَنْ ذَكَرَنِي بِخَيْرٍ وَكُلُّ حَدِيثٍ فِي طَنِينِ الْأُذُنِ كَذِبٌ قُلْتُ رَوَاهُ الْحَكِيمُ وَابْنُ السُّنِّيِّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْعُقَيْلِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ عَنْ أَبِي رَافِعٍ كَذَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ لِلسُّيُوطِيِّ وَالْتَزَمَ أَنْ لَا يَكُونَ فِيهِ مَوْضُوعًا وَذَكَرَهُ الْجَزَرِيُّ أَيْضًا فِي الْحِصْنِ وَالْتَزَمَ أَنْ لَا يَكُونَ فِيهِ إِلَّا صَحِيحًا

اور یہ روایت جس کے کان بجنے لگیں وہ مجھ پر درود پڑھے اور جو میرا بھلائی سے ذکر کرتا ہے وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے، تو طنین اذن والی روایات سب جھوٹ ہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کو حکیم ابن السنی طبرانی، عقیلی اور ابن عدی نے ابو رافع سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے اور سیوطی نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ جامع الصغیر میں کوئی موضوع روایت نقل نہ کریں گے، اسی طرح جزری نے اسے حصن میں نقل کیا ہے اور انہوں نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ وہ اس میں صرف صحیح روایت نقل کریں گے۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا أَحَادِيثُ الْعَقْلِ كُلُّهَا كَذِبٌ كَقَوْلِهِ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ فَقَالَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَكْرَمَ عَلَيَّ مِنْكَ بِكَ آخُذُ وَبِكَ أُعْطِي قُلْتُ قَدْ سَبَقَ عَنْ

معرفت اصول حدیث میں سے ایک یہ بھی ہے کہ احادیث عقل سب جھوٹ ہیں، جیسا کہ راوی کا یہ قول کہ جب اللہ نے عقل کو پیدا فرمایا تو اس سے کہا آگے آ وہ آگے آئی پھر حکم دیا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی خدا تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھ سے زیادہ عزت دار کوئی شے پیدا نہیں کی میں تیرے ہی ذریعے لیتا

العراقي أنه أخرجه الطبراني في
الكبير والأوسط وأبو نعيم بإسنادين
ضعيفين انتهى ورواه عبد الله
بن الإمام أحمد في زوائد الزهد
عن الحسن مرفوعا بسند جيد
كما ذكره بعض المتأخرين قال
وحديث لكل شيء معدن
ومعدن التقوى قلوب العارفين
قلت رواه الطبراني عن ابن عمر
والبيهقي عن عمر على ما في الجامع
الصغير وحديث ان الرجل
ليكون من أهل الصلوة والجهاد
وما يجزى إلا على قدر عقله
قلت رواه الترمذي الحكيم في
النوادر ما يؤدي معناه من حديث
أنس بن أثنى قوم على رجل عند
النبي عليه السلام حتى بالغوا
في الثناء فقال كيف عقل الرجل
ثم ذكر ابن القيم عن الخطيب

اور تیرے ہی ذریعہ دیتا ہوں۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں یہ عراقی سے پہلے گذر چکا کہ اسے طبرانی نے کبیر و
اوسط میں ابو نعیم نے دو ضعیف سندات کے ساتھ
روایت کیا ہے اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد
میں حسن سے عمدہ سند کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے
جیسا کہ بعض متاخرین نے اس کا ذکر کیا ہے لگے ابن
القیم الجوزی فرماتے ہیں اسی طرح یہ روایت کہ ہر بات
کی ایک کان ہوتی ہے اور تقوے کی کان عارفین کے
دل ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کو طبرانی
نے ابن عمرؓ سے اور بیہقی نے حضرت عمرؓ سے، جیسا کہ
جامع الصغیر میں ہے روایت کیا ہے اور یہ روایت کہ
آدمی نمازی اور مجاہد ہوتا ہے لیکن اسے جزا اس کی
عقل کے مطابق دی جاتی ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں
حکیم ترمذی نے نوادر میں اسی معنی کی ایک روایت انسؓ
سے نقل کی ہے حضورؐ کے سامنے لوگوں نے بہت زیادہ
تعریف کی تو آپ نے فرمایا اس آدمی کی عقل کیسی ہے
پھر ابن القیم جوزی خطیب سے روایت کرتے ہیں
انہوں نے اس سند کے ساتھ۔ ثوری۔ حافظ عبدالغنی
نے دارقطنی کا قول نقل کیا ہے کہ کتاب العقل کو سب سے

حدثنا الثوري قال سمعت الحافظ عبد الغني يقول أخبرنا الدارقطني بأن كتاب العقل وضعه أولهم ميسرة بن عبد ربه ثم سرقه منه داود بن المحبر وركبه بإسناد وسرقه سليمان بن عيسى السجزي بإسناد من آخر قلت يريد كتاب العقل للداودي المختلق الكذاب وهو سفر وقال أبو الفتح الأزدي لا يصح في العقل حديث قاله أبو جعفر العقيلي وأبو حاتم بن حبان انتهى وابن المحبر كما قال السخاوي ليس بكذاب ولا يلزم من عدم الصحة وجود الوضع كما لا يخفى.

اول میسرہ بن عبد ربہ نے وضع کیا تھا پھر اسے داؤد بن المحبر نے چرا کر سند کے ساتھ بیان کیا، اور داؤد سے سلیمان بن عیسی السجزی نے مختلف اسناد کے ساتھ چوری کی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں غالباً ابن القیم کی کتاب العقل سے مراد اودی کی کتاب ہے۔ اور وہ ایک سفر ہے۔ ابو الفتح الازدی فرماتے ہیں عقل کے بارے میں کوئی روایت صحیح نہیں۔ اور یہی قول ابو جعفر العقیلی اور ابو حاتم بن حبان کا ہے۔ ابن المحبر کے بارے میں سخاوی کا قول ہے۔ کہ وہ کذاب نہیں۔ اور کسی شئے کے صحیح نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ موضوع ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ضعیف ہو۔

فصل

ومنها الأحاديث التي يذكر فيها الخضر وحياته كلها كذب ولا يصح في حياته حديث

معرفت حدیث کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ جن احادیث میں خضر اور ان کی زندگی کا تذکرہ ہو وہ سب کی سب جھوٹ ہے اور ان کی زندگی

وَاحِدٌ لِحَدِيْثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَمِعَ كَلَامًا مِنْ وَرَائِهِ فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ فَاِذَا هُوَ الْخَضِرُ وَحَدِيْثُ يَلْتَقِي الْخَضِرُ وَالْاِلْيَاسُ كُلَّ عَامٍ وَحَدِيْثُ يَجْتَمِعُ بِعَرَفَةَ جِبْرَئِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَالْخَضِرُ الْحَدِيْثَ الْمُفْتَرٰى الطَّوِيْلُ قُلْتُ اَمَّا الْحَدِيْثُ الثَّانِيْ فَقَدْ سَبَقَ اَنَّهُ اَخْرَجَهُ الْعُقَيْلِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْاَفْرَادِ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْضُوْعًا وَاَمَّا الْحَدِيْثُ الثَّالِثُ فَكَذَا لَا اَصْلَ ذَكَرْتُهُ فِيْ رِسَالَتِي الْمُسَمَّاةِ بِكَشْفِ الْحَذَرِ عَنْ اَمْرِ الْخَضِرِ مَعَ الرَّدِّ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ هُنَا مِنَ الْاَدِلَّةِ النَّقْلِيَّةِ وَالْعَقْلِيَّةِ عَلٰى عَدَمِ بَقَائِهِ۔

کے بارے میں ایک حدیث بھی صحیح نہیں مثلاً یہ روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے تو اپنے پیچھے سے آواز سنی لوگ دیکھنے کے لئے گئے تو وہ خضرؑ تھے اسی طرح یہ روایت کہ خضر اور الیاس سال بھر میں ایک بار ملتے ہیں اسی طرح یہ روایت کہ عرفہ میں جبرئیلؑ میکائیلؑ اور خضر جمع ہوتے ہیں ایک گھڑی ہوئی لمبی روایت ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں دوسری حدیث یعنی خضرؑ اور الیاسؑ سال میں ایک بار جمع ہوتے ہیں تو پہلے گذر چکا کہ اسے عقیلیؒ، دارقطنیؒ نے افراد میں اور ابن عساکرؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے، جہاں تک تیسری روایت کا تعلق ہے اس کی کوئی اصل نہیں، میں نے اس کا ذکر اپنے ایک رسالہ کشف الحذر عن امر الخضر میں ذکر کیا ہے اور دلائل عقلیہ ونقلیہ کے ساتھ خضر کے عدم وجود کو ثابت کیا ہے۔

فصل

وَمِنْهَا اَنْ يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ

انہی اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ

مِمَّا تَقُوْمُ الشَّوَاهِدُ الصَّحِيْحَةُ عَلٰى
بُطْلَانِهٖ كَحَدِيْثِ عَوْجِ بْنِ عُنُقَ
الطَّوِيْلِ الَّذِيْ قَصَدَ وَاضِعُهُ الطَّعْنَ
فِيْ أَخْبَارِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ
أَنَّ طُوْلَهٗ كَانَ ثَلٰثَةَ آلَافِ ذِرَاعٍ
وَثَلٰثَمِائَةٍ وَثَلٰثَةً وَثَلٰثِيْنَ وَأَنَّ
نُوْحًا لَمَّا خَوَّفَهُ الْغَرَقَ قَالَ احْمِلْنِيْ
فِيْ قَصْعَتِكَ هٰذِهٖ وَأَنَّ الطُّوْفَانَ
لَمْ يَصِلْ إِلٰى كَعْبِهٖ وَأَنَّهٗ خَاضَ الْبَحْرَ
فَوَصَلَ إِلٰى حُجْزَتِهٖ وَأَنَّهٗ كَانَ يَأْخُذُ
الْحُوْتَ مِنْ قَرَارِ الْبَحْرِ فَيَشْوِيْهِ فِيْ
عَيْنِ الشَّمْسِ وَأَنَّهٗ قَلَعَ صَخْرَةً عَظِيْمَةً
عَلٰى قَدْرِ عَسْكَرِ مُوْسٰى وَأَرَادَ أَنْ
يَرْضَخَهُمْ بِهَا فَقَوَّرَهَا اللهُ عَلٰى عُنُقِهٖ
مِثْلَ الطَّوْقِ وَلَيْسَ الْعَجَبُ مِنْ
جُرْأَةِ مِثْلِ هٰذَا الْكَذَّابِ عَلَى اللهِ
إِنَّمَا الْعَجَبُ مِمَّنْ يُدْخِلُ هٰذَا
الْحَدِيْثَ فِيْ كُتُبِ الْعِلْمِ مِنَ التَّفْسِيْرِ
وَغَيْرِهٖ وَلَا يُبَيِّنُ أَمْرَهٗ وَهٰذَا

شواہد صحیحہ حدیث کے بطلان پر دلالت کرتے ہیں
جیسا کہ عوج بن عنق کی طویل روایت کہ اس کے
واضع نے انبیاء کرام کے قصص پر طعن کا ارادہ کیا
ہے کیونکہ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ عوج بن عنق کا قد
تین ہزار تین سو تینتیس گز تھا، اور نوح کو جب غرق
ہو جانے کا خوف لاحق ہوا، تو اس سے کہا اپنے اس
پیالے میں مجھے بھی اٹھا لے اور طوفان اس کے
ٹخنوں تک بھی نہ پہنچا تھا جب دریا نے موجیں
ماریں پھر درع کیں تو وہ پیٹ کی طرف چلا گیا، اور
دریا کے کنارے سے مچھلیاں پکڑ پکڑ کر انہیں
سورج میں بھونتا تھا، اور اس نے ایک بڑا
پتھر جو موسیٰ کے لشکر کے مقدار کے مطابق تھا ان
پر پھینکنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے طوق بنا کر
اس کے گلے میں ڈال دیا، اس کذاب کے جھوٹ
بولنے پر ہمیں تعجب نہیں بلکہ تعجب ان لوگوں سے
ہے جنہوں نے اس واقعہ کو اپنی علمی کتابوں اور
تفسیر وغیرہ میں بیان کیا ہے اور اس روایت کا
کذب ظاہر نہیں کیا، اور عوج بن عنق اس کذاب کے
نزدیک نوح کی اولاد سے نہ تھا حالانکہ اللہ

عنق لأنه ليس من ذرية نوح وقد
قال الله تعالى وجعلنا ذريته
هم الباقين فأخبر أن كل من
بقي على وجه الأرض فهو من ذرية
نوح فلو كان لعوج وجود لم يبق
بعد نوح وأيضا فإن النبي عليه
الصلوة والسلام قال خلق الله
آدم وطوله في السماء ستون ذراعا
فلم يزل الخلق ينقص حتى الآن
وأيضا فإن ما بين السماء والأرض
خمسمائة عام وسمكها كذلك
وإذا كانت الشمس في السماء
الرابعة فبيننا وبين هذه المسافة
العظيمة فكيف يصل إليها طول
ثلاثة آلاف ذراع حتى يشوي
في عينها الحوت ولا ريب أن هذا
وأمثاله من وضع زنادقة أهل
الكتاب الذين قصدوا السخرية
والاستهزاء بالرسل وأتباعهم

تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے نوح ہی کی ذریت کو
باقی رکھا، تو خدا تعالیٰ نے یہ خبر بیان فرمادی
کہ اس زمین کے طبقہ پر نوح کی اولاد کے علاوہ کوئی
باقی نہ رہا اگر عوج بن عنق کا وجود بھی تھا تو نوح
کے بعد وجود بھی ختم ہوگیا اور جب کہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے آسمان میں
جب آدم کو پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ گز تھا پھر
مخلوق کا قد کم ہوتا رہا حتی کہ اب اس مقدار معلوم
کو پہنچ گیا ہے۔ نیز یہ بھی فرمان رسول ہے کہ زمین
و آسمان کے مابین پانچ سو سال کا فاصلہ ہے تو
اس کی مچھلی کس طرح بھنی جبکہ سورج متکلمین کے
نزدیک چوتھے آسمان میں ہے جب ہمارے
اور سورج کے مابین اتنی مسافت ہے تو تین ہزار
سے کچھ زائد کا طول وہاں تک کیسے پہنچ گیا حتی کہ
اس نے سورج میں رکھ کر مچھلی بھی بھون لی اور اس
میں کوئی شک نہیں کہ یہ روایت اور اس قسم کی دیگر
روایات اہل کتاب میں سے زنادقہ کی وضع
کردہ ہیں۔ اور انہوں نے اس قسم کی روایات
سے انبیاء کرام اور ان کے تبعین کا مذاق اڑانا

قلت وفي تفسير المعالم للبغوي
ان اصح الاقاويل باتفاق العلماء
ان عوج بن عنق قتله موسى
عليه السلام ولم يزد على هذا
الكلام فدل على ان لوجوده اصلا
في الجملة عند العلماء الاعلام
غاية ان الكذابين زادوا ونقصوا
ترويجا لغرضهم الفاسد عند
العوام من الانام ثم نقل عن
ابن عباس في قوله تعالى واذ قلنا
ادخلوا هذه القرية هي اريحا و
هي قرية الجبارين كان فيها قوم
من بقية عاد يقال لهم العمالقة
ورأسهم عوج بن عنق وفي الدر
المنثور في تفسير المأثور للسيوطي
اخرج ابن جرير وابن المنذر عن
قتادة في قوله تعالى ان فيها
قوما جبارين قال ذكر لنا انهم
كانت لهم اجسام وخلق ليست

چاہا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں بغوی کی تفسیر معالم
میں ہے کہ سب سے عمدہ قول جس پر علماء متفق ہیں
یہ ہے کہ عوج بن عنق کو حضرت موسیٰ نے قتل کیا اور
اس پر بغوی نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ اس سے معلوم
ہوا کہ علماء کے نزدیک عوج بن عنق کی کوئی نہ کوئی
اصل ضرور تھی لیکن ان کذابین نے اپنی مرضی کے
مطابق اس میں اضافہ کیا اور اپنی غرض فاسد کو
عوام میں پھیلانے کے لئے کچھ کمی بھی کی پھر بغوی نے
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے خدا تعالیٰ کے اس قول واذ قلنا
ادخلوا ہذہ القریہ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ قریہ سے
سے مراد اریحا ہے جو بہت زبردست لوگوں کا
گاؤں تھا اور اس میں قوم عاد کے کچھ بقیہ لوگ
موجود تھے جنہیں عمالقہ کہا جاتا تھا اور ان کا سردار
عوج بن عنق تھا۔ سیوطی کی در المنثور فی تفسیر
الماثور میں ہے کہ ابن جریر اور ابن المنذر نے قتادہؓ
سے خدا تعالیٰ کے اس قول ان فیہا قوماً جبارین کی تفسیر
میں نقل کیا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں ہم سے یہ ذکر کیا گیا ہے
کہ ان کے اجسام اور ان کی خلقت ایسی تھی۔ جو
اوروں کو حاصل نہ تھی عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے

لِغَيْرِهِمْ وَاَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَعَبْدُ
بْنُ حُمَيْدٍ عَنْهُ قَالَ هُمْ اَطْوَلُ مِنَّا
اَجْسَامًا وَاَشَدُّ قُوَّةً وَاَخْرَجَ ابْنُ
عَبْدِ الْحَكَمِ فِيْ فُتُوْحِ مِصْرَ عَنِ ابْنِ
حُجَيْرَةَ قَالَ اسْتَظَلَّ سَبْعُوْنَ رَجُلًا
مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فِيْ قِحْفِ عَظْمِ
رَأْسِ رَجُلٍ مِنَ الْعَمَالِيْقِ وَاَخْرَجَ
الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ زَيْدِ
بْنِ اَسْلَمَ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّهُ رُؤِيَتْ
ضَبُعٌ وَاَوْلَادُهَا رَابِضَةٌ فِيْ حِجَاجِ
عَيْنِ رَجُلٍ مِنَ الْعَمَالِقَةِ وَاَخْرَجَ
ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
اَنَّهُ اَخَذَ عَصًا فَذَرَعَ فِيْهَا بِشَيْءٍ
ثُمَّ قَاسَ فِي الْاَرْضِ خَمْسِيْنَ اَوْ
خَمْسًا وَخَمْسِيْنَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا
طُوْلُ الْعَمَالِيْقِ وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ
وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض
قَالَ اُمِرَ مُوْسٰى اَنْ يَّدْخُلَ مَدِيْنَةَ
الْجَبَّارِيْنَ فَسَارَ مَنْ مَعَهُ حَتّٰى نَزَلَ

قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے اجسام
ہم سے طویل تھے اور قوت بھی زیادہ تھی ابن عبدالحکم
نے فتوح مصر میں ابن حجیرہ سے نقل کیا ہے موسیٰ
کی قوم کے ستر آدمیوں نے عمالیق کے ایک شخص کے
کہ دماغ کی ہڈی میں سایہ حاصل کر لیا تھا (اعوذ با
للہ من ہذہ الافتراء) بیہقی نے شعب الایمان میں
زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی
ہے کہ وہ بجھوں کی طرح دکھائے گئے تھے اور ان
کی اولاد عمالقہ کے ایک انسان کی آنکھ گھیرے میں
پناہ لئے ہوئے تھی۔ ابن ابی حاتم نے انس سے
روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک لاٹھی لی پھر اسے
کسی شئے سے ناپا پھر پچاس یا پچپن لاٹھی کے برابر
زمین پر کھینچا اور اس کے بعد فرمایا یہ عمالیق کا قد
تھا۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس
سے روایت کیا ہے جب حضرت موسیٰ نے
جبارین کے شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا، تو
ان کے ساتھی ان کے ساتھ چلے جب شہر کے
قریب آ گئے اور وہ شہر اریحا تھا۔ تو حضرت
موسیٰ نے بارہ آدمی ہر قبیلے میں سے ان کی خبر

قريبًا من المدينة وهي كأريحا فبعث إليهم اثني عشر عينًا من كل سبط منهم عينًا ليأتوه بخبر القوم فدخلوا المدينة فرأوا أمرًا عظيمًا من هيئتهم وجسمهم وعظمهم فدخلوا حائطًا لبعضهم فجاء صاحب الحائط يجتني الثمار من حائطه فجعل يجتني الثمار فنظر إلى آثارهم فتتبعهم فكلما أصاب واحدًا منهم أخذه فجعله في كمه مع الفاكهة حتى التقط الاثني عشر كلهم فجعلهم في كمه مع الفاكهة وذهب إلى ملكهم فنثرهم بين يديه الحديث قال ومن هذا الحديث أن قاف جبل من زمردة خضراء محيطة بالدنيا كإحاطة الحائط بالبستان والسماء واضعة أكنافها عليه فزرقتها منه قلت فقد ذكره

لانے کے لئے بھیجے. وہ شہر میں داخل ہوئے تو انہوں نے ان کے بہت بڑے جسم اور بہت بڑی ہیئت دیکھی وہ ایک باغ میں داخل ہو گئے اتنے میں باغ والا پھل چننے کے لئے آیا تو وہ پھل چننے لگا. اور ان کے نشان قدم دیکھتا جاتا تھا اور جب ان میں سے کوئی اسے ہاتھ آجاتا تو پھل کے ساتھ اسے بھی اپنی آستین میں ڈال لیتا حتی کہ اس نے ان تمام بارہ آدمیوں کو پھل کے ساتھ آستین میں ڈال لیا، اور انہیں اپنے سامنے پھیلا دیا. اس طرح یہ روایت بہت لمبی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کذابین میں باہم کوئی کذب کا مقابلہ پیش آیا تھا جس کے نتائج ہمارے مفسرین نے نقل کئے ہیں. ابن القیم الجوزی فرماتے ہیں اسی قسم کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ قاف سبز زمرد کا پہاڑ ہے جو دنیا کا ایسے ہی احاطہ کئے ہوئے ہے، جیسے چار دیواری باغ کا احاطہ کرتی ہے یا جیسے آسمان کے کنارے زمین پر رکھے ہوئے ہیں. ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ بغوی نے اپنی معالم میں عکرمہ اور ضحاک سے اور درمنثور میں ہے

البغوي في معالم عن عكرمة و
الضحاك وفي الدر المنثور اخرج
عبد الرزاق عن مجاهد قال
قاف جبل محيط بالارض اخرجه
ابن المنذر وابو الشيخ في العظمة
والحاكم وابن مردويه عن عبد الله
بن بريدة في قوله تعالى ق جبل
من زمرد محيط بالدنيا عليه كنفه
السماء قال ومن هذا احاديث
ان الارض على صخرة والصخرة
على قرن ثور فاذا حرك الثور قرنه
تحركت الصخرة قلت اخرج ابو
الدنيا وابو الشيخ عن ابن عباس رض
رضي الله عنهما قال خلق الله جبلا
يقال له قاف محيط بالعالم وعروقه
الى الصخرة التي عليها الارض فاذا
اراد الله ان يزلزل قرية امر
ذلك الجبل فحرك العرق الذي
يلي تلك القرية فيزلزلها ويحركها

عبد الرزاق نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ قاف ایک
پہاڑ ہے جو زمین کو گھیرے ہوئے ہے ابن المنذر اور
ابو الشیخ نے عظمہ میں حاکم اور ابن مردویہ نے عبد اللہ بن
بریدہؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول قٓ کی تفسیر میں روایت
کیا ہے کہ یہ ایک زمرد کا پہاڑ ہے جو دنیا کو گھیرے ہوئے
ہے اور اس پر آسمان کے کنارے ٹکے ہوئے ہیں ابن تیمیہ
فرماتے ہیں اور اسی قسم کی یہ روایت بھی ہے کہ زمین
ایک پتھر پر ٹکی ہوئی ہے اور پتھر بیل کے سینگ پر
جب بیل اپنا سینگ ہلاتا ہے تو پتھر کو حرکت پیدا ہو
جاتی ہے اور بقول عوام اس میں زلزلہ پیدا ہوتا ہے
ملا علی قاری فرماتے ہیں ابو الدنیا اور ابو الشیخ نے
ابن عباس سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک پہاڑ
پیدا کیا ہے جس کا نام قاف ہے جو عالم کو گھیرے ہوئے
ہے اور اس کی رگیں ایک پتھر پر ختم ہو جاتی ہیں جس
پر زمین قائم ہے جب اللہ تعالیٰ کسی گاؤں میں زلزلہ
پیدا فرمانا چاہتے ہیں تو اس پہاڑ کو حکم دیتے ہیں تو وہ
پہاڑ اس رگ کو حرکت دیتا ہے جو اس گاؤں کے
قریب ہوتی ہے اس باعث اسی گاؤں میں زلزلہ
آتا ہے دوسری جگہ نہیں سو ایسا معلوم ہوتا ہے یہ

قرونٍ ثم تحرك القرية دون القرية
قال ومن هذا حديث كان جنية
تأتي النبي عليه الصلوٰة والسلام
فأبطأت عليه فقال ما أبطأ بك
قالت مات لي ميت بالهند
فكنت في تعزيته فرأيت في
طريقي إبليس يصلي على صخرة
فقلت ما حملك أن أضللت
آدم قال دعني عنك هذا فقلت
تصلي وأنت أنت قال يا فارعة
إني لأرجو من ربي إذا أتمّ قسمه
أن يغفر لي فما رأيت رسول الله
عليه السلام ضحك ذلك اليوم
قال ابن عدي في الكامل حدثنا
عبد المؤمن بن أحمد حدثنا
ابن لهيعة عن أبي الزبير عن
جابر فذكره الله أعلم ممن دس
في كتب ابن لهيعة وإلا فهو أعلم
بالحديث من أن يروج عليه مثل

روایت اس وقت وضع کی گئی جبکہ پہلی روایت پر علماء
یہ اعتراض وارد ہوا کہ سینگ ہلانے کے باعث زلزلہ
سب مقامات پر آنا چاہئے اور ایسا وقوع میں نہیں آتا
تو کذابین نے اس کا جواب بھی تیار کر لیا۔ علامہ ابن
القیم الجوزی فرماتے ہیں کہ اس قسم کی روایات میں سے
ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک جنیہ حضور کی خدمت میں آیا
کرتی تھی ایک بار اسے دیر ہو گئی آپ نے دیر ہونے کی وجہ
دریافت کی اس نے عرض کیا ہندوستان میں ایک میت کا
انتقال ہو گیا تھا میں اس کی تعزیت کے لئے گئی تھی،
میں نے راہ میں ابلیس کو ایک پتھر پر نماز پڑھتے
دیکھا میں نے اس سے کہا تو کیوں آدم کو گمراہ کرتا پھرتا ہے
اس نے کہا اس بات کو چھوڑ میں نے کہا تو نماز کیسے پڑھ
رہا ہے اس نے جواب دیا اے فارعہ مجھے خدا سے یہ امید ہے
کہ اگر میں اپنی قسم پوری کر دوں گا۔ تو وہ میری مغفرت
فرما دے گا اور نماز میں اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آج جیسے ہنستے
نہیں دیکھا۔ ابن عدی نے کامل میں اس سند کے
ساتھ عبد المومن بن احمد، ابن لہیعہ، ابو الزبیر
جابر رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ ابن

هٰذَا وَمِنْ هٰذَا حَدِيْثُ خَاتَمِ بْنِ النَّبِيِّيْنَ الْأَخْنَسِ بْنِ إِبْلِيْسَ الْحَدِيْثُ التَّطْوِيْلُ وَنَحْوَهُ ۔

لہیعہ کی کتابوں میں کیا غلط تھا اور نہ ابن لہیعہ حدیث کو بہت زیادہ جاننے والے تھے کجا کہ ان پر اس قسم کی تہمت لگائی جائے۔

فائدہ ۔ امام ذہبی ابن لہیعہ کے بارے میں فرماتے ہیں ۔ اس سے ابن المبارکؒ ۔ ابن وہبؒ ۔ ابن عجلانؒ اور ابو عبدالرحمان بن المزی نے روایت کی ہے۔ اور آخر میں انہیں وہم ہونے لگا تھا اور ان کی کتابیں جل گئیں تھیں ۔ تو جن لوگوں نے ان سے ان کی کتابیں جلنے سے قبل روایت کی تو ان کی روایت صحیح ہے اور قدماء میں سے اوزاعیؒ شعبہؒ ۔ سفیانؒ ۔ عمرو بن الحارث اور اسحاق بن موسیٰؒ ہیں ۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں ۔ مصر میں ابن لہیعہؒ جیسا کثرت حدیث ۔ ضبط اور اتقان میں کوئی نہ تھا ۔ احمد بن صالح رح کہتے ہیں ۔ کہ وہ صحیح روایت کرنے والے اور علم کے طلبگار تھے ۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں ۔ ابن لہیعہؒ کے پاس اصول ہیں اور ہمارے پاس فروع ۔ عثمان بن صالح کہتے ہیں ان کا گھر اور کتابیں جل گئیں ۔ لیکن ان کے اصول باقی رہے ۔ لیکن ایک جماعت ان کی تضعیف کرتی ہے سعید بن ابی مریم کہتے ہیں ۔ ان کی کوئی کتاب نہیں جلی ۔ بلکہ وہ ضعیف تھے بخاریؒ مسلم رح اور نسائی نے ان کی کوئی روایت نہیں لی ۔ یحییٰ بن سعید رح القطان انہیں ضعیف قرار دیتے ہیں ۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں یہ قوی نہیں ۔ ابو زرعہ ان کی شروع اور متاخر روایات کو برابر قرار دیا کرتے تھے ۔ امام ذہبی رح فرماتے ہیں متابعات میں ان کی حدیث روایت کی جاتی ہے ۔ لیکن ان کی حدیث حجت نہیں ۔

وَحَدِيثُ زُرْنَبَ بْنِ يَعْمَرَ تَمَلَا قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ حَدِيثُ زُرْنَبَ بَاطِلٌ۔

اسی طرح زرنب بن یعمر تملا کی روایت ابن الجوزی رح فرماتے ہیں۔ حدیث زرنب باطل ہے

فَصْلٌ

وَمِنْهَا مُخَالَفَةُ الْحَدِيثِ لِصَرِيحِ الْقُرْآنِ كَحَدِيثِ مِقْدَارِ الدُّنْيَا وَأَنَّهَا سَبْعَةُ آلَافِ سَنَةٍ وَنَحْنُ فِي الْأَلْفِ السَّابِعَةِ وَهٰذَا مِنْ أَبْيَنِ الْكَذِبِ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ صَحِيحًا لَكَانَ كُلُّ أَحَدٍ عَالِمًا أَنَّهُ قَدْ بَقِيَ لِلْقِيَامَةِ مِنْ وَقْتِنَا هٰذَا مِائَتَانِ وَاحِدٌ وَخَمْسُونَ سَنَةً وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَقُولُ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا الْآيَةَ قُلْتُ تَحْقِيقُ هٰذَا الْحَدِيثِ قَدْ تَصَدَّى الْجَلَالُ السُّيُوطِيُّ فِي رِسَالَةٍ سَمَّاهَا الْكَشْفُ عَنْ مُجَاوَزَةِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْأَلْفَ وَحَاصِلُهُ أَنَّهُ يُسْتَفَادُ

ایک اہم اصول یہ بھی ہے کہ حدیث صریح قرآن کے مخالف ہو جیسا کہ وہ حدیث جس میں مقدار دنیا کو بیان کیا گیا ہے کہ اس کی مقدار سات ہزار سال ہے اور ہم ساتویں ہزار میں ہیں یہ نہایت صاف طور پر جھوٹ ہے کیونکہ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو ہر ایک اس بات کو جان لیتا کہ قیامت میں کتنا وقت باقی ہے کیونکہ اس وقت سات ہزار دو سو اکیاون سال گذر چکے یہ علامہ ابن القیم الجوزی اپنا وقت ظاہر فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰها الآیۃ لوگ آپ سے آکر دریافت کرتے ہیں کہ قیامت کا وقوع کب ہوگا آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم تو میرے خدا ہی کے پاس ہے وہ اسے اپنے وقت پر ہی ظاہر فرمائے گا ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کی تحقیق سیوطی رح نے ایک رسالہ میں جس کا نام الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ

مِنَ الْحَدِيثِ إِثْبَاتُ قُرْبِ الْقِيَامَةِ وَمِنَ الْآيَاتِ نَفْيُ تَعْيِينِ تِلْكَ السَّاعَةِ فَلَا مُنَافَاةَ وَزُبْدَتُهُ أَنَّهَا لَا تَتَجَاوَزُ عَنِ الْخَمْسِ مِائَةٍ بَعْدَ الْأَلْفِ ۔

الالف ہے اس میں خوب وضاحت کی ہے وہ فرماتے ہیں قرب قیامت تو احادیث سے ثابت ہے لیکن آیات قرآنیہ تعیین وقت کی نفی کرتی ہیں اور ان میں باہم کوئی منافات نہیں اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پندرہ سو سال سے متجاوز نہ ہوگی ۔

فائدہ: سیوطی کا یہ خیال کہ ۱۵۰۰ھ سے متجاوز نہ ہوگی۔ یہ صریحاً باطل ہے۔ اس لئے کہ جن آیات قرآنیہ اور احادیث سے تعین وقت کی نفی کر رہے ہیں۔ تو یہ پندرہ سو کی تعیین کیسے ثابت ہوئی۔ اور جب ہم قیامت کی ان بڑی علامات پر نظر ڈالتے ہیں جو کہ اکثر احادیث میں آتی ہیں۔ تو سب سے پہلی علامت قسطنطنیہ کا ہاتھ سے نکل جانا اور حرمین تک کفار کا قابض ہو جانا ہے۔ اس کے بعد مہدی کا ظہور، دجال کا ظہور اور حضرت عیسٰی کی آمد اور روئے زمین پر بجز اسلام کے کسی مذہب کا باقی نہ رہنا، یاجوج وماجوج کا ظہور یہ سب قیامت کی اولین علامت ہیں۔ حضرت عیسٰی کے انتقال کے بعد دوبارہ فسق وفجور کا شروع ہونا۔ حتی کہ کفر اور بت پرستی کا عام ہونا یہ دوسری علامات ہیں۔ بالکل آخری علامات ہیں۔ دابۃ الارض کا ظہور۔ روئے زمین پر کسی مسلم کا وجود باقی نہ رہنا۔ اور پھر مغرب سے سورج نکلنا کہ اس کے بعد توبہ قبول نہ ہوگی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے فرمایا۔ اس کے سو سال بعد قیامت قائم ہوگی۔ بقول جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالے علیہ اب زائد سے زائد قیامت میں ۱۲۱ سال

باقی رہ گئے ہیں اور ابھی پہلی علامت بھی ظاہر نہیں ہوئی تو یہ تعلیل عقلاً ونقلاً ہر طرح باطل ہے ۔

قَالَ وَقَدْ جَاهَرَ بِالْكَذِبِ بَعْضُ مَنْ يَدَّعِيْ فِيْ زَمَانِنَا الْعِلْمَ وَهُوَ مُتَشَبِّعٌ بِمَا لَمْ يُعْطَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ قِيْلَ لَهٗ فَقَدْ قَالَ فِيْ حَدِيْثِ جِبْرَئِيْلَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ فَحَرَّفَهٗ عَنْ مَوْضِعِهٖ وَقَالَ مَعْنَاهُ أَنَا وَأَنْتَ نَعْلَمُهَا وَهٰذَا مِنْ أَعْظَمِ الْجَهْلِ وَأَقْبَحِ التَّحْرِيْفِ وَالنَّبِيُّ أَعْلَمُ بِاللّٰهِ مِنْ أَنْ يَقُوْلَ لِمَنْ كَانَ يَظُنُّهٗ أَعْرَابِيًّا أَنَا وَأَنْتَ نَعْلَمُ السَّاعَةَ إِلَّا أَنْ يَقُوْلَ هٰذَا الْجَاهِلُ أَنَّهٗ كَانَ يَعْرِفُ أَنَّهٗ جِبْرَئِيْلُ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ الصَّادِقُ فِيْ قَوْلِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا جَاءَنِيْ فِيْ صُوْرَةٍ إِلَّا عَرَفْتُهٗ غَيْرَ هٰذِهٖ

ابن القیم الجوزی فرماتے ہیں ان لوگوں نے تو جھوٹ پر کمر باندھ لی جنہوں نے یہ دعوی کیا ہے کہ ہمارے زمانہ میں اس کا علم حاصل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ قیامت کب واقع ہوگی جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ کیسے ممکن ہے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جبرئیل میں تو یہ فرمایا ہے جس سے سوال کیا جارہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا انہوں نے اس کے مقصد میں تحریف کی اور بولے اسکے معنی یہ ہیں کہ میں بھی جانتا ہوں اور تو بھی جانتا ہے یہ بہت بڑی جہالت اور بہت بڑی تحریف ہے حالانکہ حضور صلعم نے سائل کو جسے اعرابی تصور کیا جاتا تھا۔ تو آپ کو یہ جواب دینا چاہیے تھا کہ میں بھی جانتا ہوں اور تو بھی جانتا ہے مگر یہ جاہل کہتا ہے کہ حضور یہ جانتے تھے کہ سائل جبرئیل ہے، تو آنحضور اپنے اس سوال میں فی الواقع اچھے ہیں قسم ہے اس ذات کی جبرئیل

الصُّورَةِ وَفِي اللَّفْظِ الآخَرِ مَا شُبِّهَ
عَلَيَّ غَيْرَ هٰذِهِ الْمَرَّةِ وَفِي اللَّفْظِ
الآخَرِ رُدُّوا عَلَيَّ الأَعْرَابِيَّ فَذَهَبُوا
فَالْتَمَسُوا فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا وَإِنَّمَا
عَلِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ جِبْرَئِيلُ بَعْدَ مُدَّةٍ كَمَا قَالَ
عُمَرُ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا فَقَالَ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَا عُمَرُ أَتَدْرِي
مَنِ السَّائِلُ وَالْمُحَرِّفُ يَقُولُ
عَلِمَ وَقْتَ السُّؤَالِ أَنَّهُ جِبْرَئِيلُ
وَلَمْ يُخْبِرِ الصَّحَابَةَ بِذٰلِكَ إِلَّا بَعْدَ
مُدَّةٍ ثُمَّ قَوْلُهُ فِي الْحَدِيثِ مَا
الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ
يَعُمُّ كُلَّ سَائِلٍ وَمَسْئُولٍ فَكُلُّ
سَائِلٍ وَمَسْئُولٍ عَنِ السَّاعَةِ
هٰذَا شَأْنُهُمَا وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ الْغُلَاةُ
عِنْدَهُمْ أَنَّ عِلْمَ رَسُولِ اللهِ
مُنْطَبِقٌ عَلَى عِلْمِ اللهِ سَوَاءً بِسَوَاءٍ
فَكُلُّ مَا يَعْلَمُهُ اللهُ يَعْلَمُهُ رَسُولُهُ

جب بھی میرے پاس کسی صورت میں آئے لیکن
میں نے انہیں ضرور پہچان لیا بجز اس صورت کے
اور دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ سوائے
اس بار کے میں کبھی شبہ میں نہیں پڑا اور ایک
روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ میرے پاس اس اعرابی
کو لوٹا کر لاؤ۔ صحابہ تلاش کرنے کے لئے گئے لیکن
اسے نہ پا سکے اور ایک مدت کے بعد آنحضور
صلعم کو معلوم ہوا کہ یہ جبرائیل تھے جیسا کہ
حضرت عمرؓ فرماتے ہیں حضورؐ کچھ دیر رکے رہے
اور نسائی کی روایت میں ہے کہ اس کا علم آپ
کو تین روز بعد ہوا۔ اور ابن ماجہ کی روایت
میں بھی یہی الفاظ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
سلم نے فرمایا اے عمرؓ تم جانتے ہو سائل
کون تھا۔ اور یہ کذاب یہ کہتا ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کے وقت ہی جان
لیا تھا کہ یہ جبرئیل ہیں اور صحابہ کو آپ نے ایک
مدت تک خبر نہ کی پھر حدیث میں حضورؐ کا
یہ قول ما المسئول عنها باعلم من السائل یہ ہر
سائل و مسئول کو عام ہے تو قیامت کے بارے

وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ
مِنَ الْاَعْرَابِ مُنَافِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ
الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا
تَعْلَمُهُمْ وَهٰذَا فِيْ بَرَاءَةٍ وَهِيَ مِنْ
اٰخِرِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ هٰذَا وَ
الْمُنَافِقُوْنَ جِيْرَانُهٗ فِي الْمَدِيْنَةِ
انْتَهٰى وَمَنِ اعْتَقَدَ تَسْوِيَةَ عِلْمِ
اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ يَكْفُرُ اِجْمَاعًا كَمَا لَا يَخْفٰى
قَالَ وَمِنْ هٰذَا حَدِيْثُ عِقْدِ عَائِشَةَ
لَمَّا اَرْسَلَ فِيْ طَلَبِهٖ فَاَثَارُوا الْجَمَلَ
اَيْ وَمِمَّا يُؤَيِّدُهٗ مَا تَقَدَّمَ مِمَّا
يُبْطِلُ قَوْلَ الْقَائِلِ حَدِيْثُ
عَائِشَةَ رض فَقَدْ ذَكَرَ الْعِمَادُ بْنُ
كَثِيْرٍ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ وَهُوَ مِنْ اَكَابِرِ
الْمُحَدِّثِيْنَ قَالَ الْبُخَارِيُّ حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ
اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں ہر سائل و مسئول اسی صفت سے متصف
ہوں گے یعنی لاعلم ہوں گے، اور ابو ہریرہ رض کی
روایت کا یہ کذاب کیا جواب دے گا جس میں
آپ نے آیت قرآنیہ بھی تلاوت کی ان اللہ عندہ
علم الساعۃ الآیۃ لیکن یہ گمراہ کہتے ہیں کہ حضور کا
علم خداوندی پر منطبق ہے اور برابر سرابر ہے تو
جو بات اللہ جانتا تھا وہ بات اس کا رسول بھی
جانتا تھا، اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کچھ اعرابی لوگ
تمہارے اردگرد منافق بھی ہیں، اور بعض اہل مدینہ
پکے منافق ہیں، اے نبی تم انہیں نہیں جانتے ہم
انہیں جانتے ہیں اور یہ آیت سورت برات کی ہے
اور یہ قرآن کے نزول کے لحاظ سے آخری سورت
ہے، اور منافقین مدینہ میں آپ کے پڑوسی تھے
تو جو شخص اس بات کا اعتقاد رکھے کہ اللہ اور اس
کے رسول کا علم مساوی ہے، وہ تمام علماء کے
نزدیک متفقہ طور پہ کافر قرار دیا جائے گا، جیسا
کہ یہ بات کسی سے مخفی نہیں ابن القیم جن کی وفات کلمہ
اسی بحث میں حدیث عقد عائشہ بھی ہے جب آپ نے اسے
تلاش کرنے کے لئے آدمی بھیجا اور اونٹ اٹھائے، جو

فِی بَعْضِ اَسْفَارِہٖ حَتّٰی اِذَا کُنَّا
بِالْبَیْدَاءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَیْشِ اِنْقَطَعَ
عِقْدٌ لِّیْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی الْتِمَاسِہٖ
وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَہٗ وَلَیْسُوْا عَلٰی
مَاءٍ وَلَیْسَ مَعَہُمْ مَاءٌ فَاَتَی النَّاسُ
اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰی مَا صَنَعَتْ
عَائِشَۃُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ وَ
بِالنَّاسِ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَاءٍ وَلَیْسَ
مَعَہُمْ مَاءٌ فَجَاءَ اَبُوْبَکْرٍ وَّرَسُوْلُ
اللّٰہِ وَاضِعٌ رَأْسَہٗ عَلٰی فَخِذِیْ قَدْ
نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ
النَّاسَ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَاءٍ وَلَیْسَ
مَعَہُمْ مَاءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ
وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقُوْلَ وَ
جَعَلَ یَطْعُنُ بِیَدِہٖ فِیْ خَاصِرَتِیْ
وَلَا یَمْنَعُنِیْ مِنَ التَّحَرُّکِ اِلَّا مَکَانُ
رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلٰی فَخِذِیْ فَنَامَ عَلَیْہِ
السَّلَامُ حِیْنَ اَصْبَحَ عَلٰی غَیْرِ مَاءٍ

کچھ پہلے تحریر ہو چکا ہے اس کی تائید اور قائل کے قول کے بطلان میں حدیث عائشہؓ بھی موجود ہے جو عماد بن کثیر نے اپنی تفسیر میں جو اکابر محدثین سے ہیں ذکر کی ہے بخاری کہتے ہیں ہم سے عبداللہ بن یوسف نے یہ حدیث بیان کی انہوں نے مالک سے انہوں نے عبدالرحمان سے اور عبدالرحمن نے قاسم سے اور قاسم نے عائشہ سے روایت کی ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور کے ساتھ گئے جب ہم بیداء یا ذات الجیش میں پہنچے تو میرا ہار گر گیا۔ آپ اسے تلاش کرنے کے لئے ٹھہر گئے۔ اور لوگ بھی آپ کے ساتھ رک گئے اور وہاں پانی نہ تھا اور نہ صحابہ کے ساتھ پانی تھا ابوبکرؓ میرے پاس آئے اور حضور میری ران پر سر رکھے سوئے تھے ابوبکرؓ نے فرمایا اے عائشہ تو نے لوگوں کو روک لیا یہاں پانی نہیں اور ان کے پاس پانی نہیں۔ اور جو کچھ بھی اللہ نے چاہا انہوں نے مجھے برا بھلا کہا۔ اور ابوبکرؓ نے اپنا ہاتھ میری کوکھ میں مارنا شروع کیا اور میں اس باعث حرکت بھی نہیں کر سکتی کہ آنحضور کا سر میری ران پر رکھا ہوا تھا۔ جب صبح کو حضور اٹھے تو پانی نہ تھا۔ اللہ تعالے نے آیت تیمم نازل فرمائی۔ اسید بن حضیر بولے اے

فَانْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ
اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مَا هِيَ بِاَوَّلِ
بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا
الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا
الْعِقْدَ تَحْتَهٗ قَالَ وَمِنْ هٰذَا اَيْ
وَمِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ حَدِيْثُ تَلْقِيْحِ
التَّمْرِ وَقَالَ مَا اَرٰى لَوْ تَرَكْتُمُوْهُ لَا
يَضُرُّهٗ شَيْئًا فَتَرَكُوْهُ فَجَاءَ شِيْصًا
فَقَالَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِدُنْيَاكُمْ رَوَاهُ
مُسْلِمٌ عَنْ عَائِشَةَ رض وَقَدْ قَالَ
تَعَالٰى قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ
خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَالَ
وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ
مِنَ الْخَيْرِ وَلَمَّا جَرٰى لِاُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ
عَائِشَةَ مَا جَرٰى وَرَمَاهَا اَهْلُ
الْاِفْكِ لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُ حَقِيْقَةَ الْاَمْرِ
حَتّٰى جَاءَهُ الْوَحْيُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى
بِبَرَاءَتِهَا وَعِنْدَ هٰؤُلَاءِ الْغُلَاةِ
اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ

اولاد ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت ہے، حضرت عائشہ
فرماتی ہیں، جب ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں
سوار تھی، تو ہم نے ہار اس کے نیچے پایا، ابن القیم
فرماتے ہیں اسی قبیل سے کھجور کے پیوند والی حدیث
ہے، آپ نے فرمایا تھا میرا خیال ہے اگر تم یہ کام چھوڑ
تو تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچے گا، صحابہ نے اسے ترک
کردیا، اس پر پھل نہ آیا، آپ نے فرمایا تم اپنے دنیوی
کاموں کو زیادہ جانتے ہو، اس حدیث کو مسلم نے عائشہ
سے روایت کیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپ فرما
دیجئے میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے
خزانے ہیں، اور نہ میں غیب جانتا ہوں، اور
فرمایا، اگر میں غیب جانتا ہوتا، تو اپنے لئے
بھلائیاں جمع کر لیتا، اور جب ام المومنین عائشہ
کے ساتھ واقعہ افک پیش آیا، اور لوگوں نے
آپ پر تہمت لگائی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
حقیقۃ الامر سے واقف نہ تھے، حتی کہ اللہ تعالیٰ
کی جانب سے وحی نازل ہوئی، اور یہ گمراہ فرقہ
یہ کہتا ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اصل
حال سے واقف تھے، اور نعوذ باللہ حضور نے

يعلموا الحال وأنه غيرها بلا ريب
واستشار الناس في فراقها
ودعا بريرة فسألها وهو يعلم
الحال وقال لها إن كنت ألممت
بذنب فاستغفري الله وهو
يعلم علما يقينا أنها لم تلم
بذنب ولا ريب أن الحال
لهؤلاء على هذا الغلو اعتقادهم
أنه يكفر عنهم سيئاتهم و
يدخلهم الجنة وكلما غلوا
كانوا أقرب إليه وأخص به
فهم أعصى الناس لأمره وأشدهم
مخالفة لسنته وهؤلاء فيهم
شبه ظاهر من النصارى غلوا
على المسيح أعظم الغلو وخالفوا
شرعه ودينه أعظم المخالفة
والمقصود أن هؤلاء يصدقون
بالاحاديث الكذب وبينة الصريحة
ويحرفون الاحاديث الصحيحة

اس میں تغیر فرمایا، حالانکہ حضور نے لوگوں سے
عائشہ رضؓ کی جدائی کے بارے میں مشورہ کیا اور
اور ریحانہ کو بلا کر اس سے دریافت کیا، اور عائشہؓ
سے فرمایا اگر تو نے کوئی گناہ کیا ہے، تو اللہ سے
استغفار کر، اور بقول ان گمراہوں کے حضورؐ
یقینی طور پر جانتے تھے کہ عائشہؓ نے کوئی
گناہ نہیں کیا، اور اس میں کوئی شک نہیں
کہ ان گمراہوں کا اعتقاد تو یہ ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے گناہوں کو مٹائیں
گے، اور انہیں جنت میں داخل کریں گے،
تو یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فرمان اور سنت کے دنیا میں سب سے زیادہ
مخالف ہیں اور اس عقیدے میں یہ نصاری
کے مشابہ ہیں، جیسے انہوں نے حضرت عیسیٰ کے
بارے میں غلو کیا، اور ان کی شریعت اور دین
کی مخالفت کی، اسی طرح یہ لوگ جھوٹی حدیثوں
کی تصدیق کرتے اور صحیح روایات میں
تحریف کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنے
دین کا والی ہے، وہ ان لوگوں کے لئے

وَاللّٰهُ وَلِيُّ دِيْنِهِ فَمُقِيْمٌ مَنْ يَقُوْمُ لَهُ بِحَقِّ النَّصِيْحَةِ۔

اسے قائم رکھے گا۔ جو حق پر گامزن ہیں۔

فَصْلٌ

وَيُشْبِهُ هٰذَا مَا وَقَعَ فِيْهِ الْغَلَطُ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ الْحَدِيْثَ وَهُوَ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ وَلٰكِنْ وَقَعَ فِيْهِ الْغَلَطُ فِيْ رَفْعِهِ وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ قَوْلِ كَعْبِ الْأَحْبَارِ كَذٰلِكَ قَالَ الْإِمَامُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهِ الْكَبِيْرِ وَقَالَهُ غَيْرُهُ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ أَيْضًا وَهُوَ كَمَا قَالُوْا لِأَنَّ اللّٰهَ أَخْبَرَ أَنَّ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ يَتَضَمَّنُ أَنَّ مُدَّةَ التَّخْلِيْقِ سَبْعَةُ أَيَّامٍ وَمِنْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ يُرْوٰى فِيْ

اور اسی کے مشابہ ابوہریرہ کی وہ روایت بھی ہے۔ جس میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے روز پیدا فرمایا۔ یہ روایت صحیح مسلم میں ہے۔ لیکن اس میں یہ غلطی ہوئی کہ اسے مرفوع قرار دے دیا گیا، حالانکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہ تھا۔ بلکہ کعب الاحبار کا قول تھا۔ جیسا کہ امام الحدیث محمد بن اسمٰعیل البخاری نے تاریخ الکبیر میں فرمایا ہے اور اس بات کی دیگر علماء نے بھی وضاحت کی ہے۔ اور چونکہ روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی خبر دی کہ ہم نے زمین و آسمان اور ان کے درمیان جتنی اشیاء ہیں۔ انہیں چھ روز میں پیدا کیا۔ اور یہ حدیث اس امر کو متضمن ہے کہ مدت تخلیق چھ روز ہے اسی قسم کی روایت میں سے وہ روایت بھی ہے

الصَّخْرَةِ أَنَّهَا عَرْشُ اللّٰهِ الْأَدْنٰى
تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ كَذِبِ الْمُفْتَرِيْنَ
وَلَمَّا سَمِعَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ هٰذَا
قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَعَالَى الَّذِيْ
وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ
وَتَكُوْنُ الصَّخْرَةُ عَرْشَهُ الْأَدْنٰى
وَكُلُّ حَدِيْثٍ فِي الصَّخْرَةِ فَهُوَ
كَذِبٌ مُفْتَرًى وَالْقَدَمُ الَّذِيْ
فِيْهَا كَذِبٌ مَوْضُوْعٌ مِمَّا عَمِلَتْهُ
أَيْدِي الْمُزَوِّرِيْنَ وَأَرْفَعُ شَيْءٍ
فِي الصَّخْرَةِ أَنَّهَا كَانَتْ قِبْلَةَ
الْيَهُوْدِ وَهِيَ فِي الْمَكَانِ كَيَوْمِ
السَّبْتِ فِي الزَّمَانِ أَبْدَلَ اللّٰهُ
بِهَا لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ
الْحَرَامَ وَلَمَّا أَرَادَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
أَنْ يَبْنِيَ الْمَسْجِدَ الْأَقْصٰى اسْتَشَارَ
النَّاسَ هَلْ يَجْعَلُهُ أَمَامَ الصَّخْرَةِ أَوْ
خَلْفَهَا فَقَالَ لَهُ كَعْبٌ يَا أَمِيْرَ

کہ جو یہ کہا جاتا ہے کہ خدا کا عرش ایک
چھوٹے سے پتھر پر تھا۔ یہ بھی ان تہمت بازوں
کا ایک جھوٹ ہے جب عروہ بن الزبیرؓ نے
اس روایت کو سنا تو فرمایا پاک ہے وہ خدا
جس کی کرسی زمین و آسمان کو وسیع ہے، تو
اس کا عرش ایک پتھر کیسے ہو سکتا ہے، تو جتنی
حدیثیں پتھر کے بارے میں آئی ہیں سب جھوٹ
ہیں اور یہ سب زائرین کا کذب ہے اور صخرہ
کے بارے میں سب سے بلند شئے یہ ہے کہ وہ
یہود کا قبلہ تھا۔ اور اس کی مقام کے طور پر وہی
حیثیت ہے جو دنوں میں سنیچر کی۔ اللہ تعالے
نے اسی صخرہ کو امت محمدیہ کے لئے کعبہ سے
بدل دیا ہے جب امیر المومنین حضرت عمرؓ
نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کا ارادہ فرمایا تو لوگوں
سے مشورہ کیا کہ مسجد کو صخرہ سے آگے رکھا
جائے یا پیچھے، کعب الاحبار نے عرض کیا
اے امیر المومنین مسجد کو صخرہ کے پیچھے
بنائے، حضرت عمرؓ نے فرمایا اے یہودیہ
کے بیٹے، تجھ میں اب تک یہودیت باقی ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ اَبْنِيْهِ خَلْفَ الصَّخْرَةِ
فَقَالَ يَا ابْنَ اَبِيْ يَهُوْدِيَّةٍ خَالَطَتْكَ
يَهُوْدِيَّةٌ بَلْ اَبْنِيْهِ اَمَامَ الصَّخْرَةِ
حَتّٰى لَا يَسْتَقْبِلَهَا الْمُصَلُّوْنَ
فَبَنَاهُ حَيْثُ هُوَ الْيَوْمَ وَقَدْ
اَكْثَرَ الْكَذَّابُوْنَ مِنَ الْوَضْعِ فِيْ
فَضَائِلِهَا وَفَضَائِلِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ
وَالَّذِيْ صَحَّ فِيْ فَضْلِهِ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ
اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ
هٰذَا وَهُوَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَقَوْلُهٗ
مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ ذَرٍّ وَقَدْ سَاَلَهٗ
اَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْاَرْضِ اَوَّلُ
فَقَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ ثُمَّ
اَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى الْحَدِيْثُ
وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَحَدِيْثُ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو لَمَّا بَنٰى سُلَيْمَانُ
الْبَيْتَ سَاَلَ رَبَّهٗ ثَلٰثًا سَاَلَهٗ

بلکہ میں مسجد صخرہ کے آگے بناؤں گا۔ تاکہ
کوئی نمازی اس کی جانب منہ نہ کر سکے تو پھر
اسے ویسے بنایا جیسے آج موجود ہے۔ اور اکثر
کذابین نے اس صخرہ اور بیت المقدس کے
فضائل میں احادیث وضع کر ڈالیں اور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اس کی تفضیلت
ثابت ہے وہ صرف اتنی ہے کہ سوائے تین مسجدوں
کے قصد رحال اسفار نہ کیا جائے مسجد حرام،
مسجد اقصٰی۔ اور میری یہ مسجد۔ یہ روایت
صحیحین میں ہے۔ اور ابو ذرؓ کی روایت میں ہے
کہ آپ سے دریافت کیا گیا۔ دنیا میں سب سے
پہلے مسجد کونسی بنائی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا مسجد حرام۔ عرض کیا گیا اس کے
بعد آپ نے فرمایا مسجد اقصٰی۔ یہ بھی متفق
علیہ ہے اور عبداللہ بن عمرو کی حدیث
جب سلیمان نے مسجد اقصٰی بنائی تو تین باتوں
کا خدا سے سوال کیا۔ ایک تو اس امر کا
کہ ان کو ایسا حکم عطا کیا جائے جو دوسرے
کو نہ ہو۔ دوسرے اس حکومت کا سوال کیا

حَكَمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ فَأَعْطَاهُ
إِيَّاهُ وَسَأَلَهُ مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ
مِنْ بَعْدِهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَسَأَلَهُ
أَنْ لَا يَؤُمَّ أَحَدٌ هٰذَا الْبَيْتَ
لَا يُرِيْدُ إِلَّا الصَّلٰوةَ فِيْهِ إِلَّا رَجَعَ
مِنْ خَطِيْئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ
وَأَنَا أَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ أَعْطَاهُ
ذٰلِكَ وَهُوَ فِيْ مُسْنَدِ أَحْمَدَ وَ
صَحِيْحِ الْحَاكِمِ وَفِي الْبَابِ حَدِيْثٌ
تَابِعٌ دُوْنَ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ
رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ فِيْ سُنَنِهِ وَهُوَ
حَدِيْثٌ مُضْطَرِبٌ أَنَّ الصَّلٰوةَ
فِيْهِ تَفْضُلُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ صَلٰوةٍ
وَهٰذَا مُحَالٌ لِأَنَّ مَسْجِدَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ
مِنْهُ وَالصَّلٰوةُ فِيْهِ تَفْضُلُ
عَلٰى غَيْرِهِ بِأَلْفِ صَلٰوةٍ وَقَدْ
رُوِيَ فِيْ مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ
التَّفْضِيْلُ بِخَمْسِمِائَةٍ وَهُوَ أَشْبَهُ

جو ان کے بعد کسی کو حاصل نہ ہو تیسرا سوال
یہ تھا کہ جو اس گھر کی امامت صرف نماز کی
غرض سے کرے تو اسے گناہ سے ایسا پاک کر
دیجیے، جیسا کہ وہ آج ہی جنا گیا ہو حضورؐ
فرماتے ہیں مجھے امید ہے کہ خدا نے انہیں
یہ بات بھی عطا فرمائی۔ یہ حدیث مسند احمدؒ
اور صحیح للحاکم میں ہے۔ اس مضمون میں ایک
اور بھی حدیث ہے، جو ان سے کم درجہ
کی ہے جسے ابن ماجہؒ نے اپنی سنن میں
روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث مضطرب ہے
اس حدیث میں ہے کہ مسجد اقصٰی میں نماز
پچاس ہزار نماز سے زائد کا درجہ رکھتی ہے
اور یہ محال ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کی مسجد اس سے افضل ہے اور اس میں
نماز پڑھنا دیگر مساجد سے ایک ہزار درجہ زیادہ
ہے۔ اور بیت المقدس کے بارے میں جو حدیث
پانچ سو نمازوں کی ہے وہ زیادہ صحیح ہے
اور یہ بات صحیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و
سلم کو معراج میں مسجد اقصیٰ لے جایا گیا۔ اور

وَصَحَّ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
أُسْرِيَ بِهِ إِلَيْهِ وَأَنَّهُ صَلّٰى فِيْهِ
وَأَمَّ الْمُرْسَلِيْنَ فِيْ تِلْكَ الصَّلٰوةِ
وَرَبَطَ الْبُرَاقَ بِحَلْقَةِ الْبَابِ ثُمَّ عَرَجَ
مِنْهُ وَصَحَّ عَنْهُ أَنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ
يَتَحَصَّنُوْنَ بِهِ مِنْ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ
فَهٰذَا الْمَجْمُوْعُ مَا صَحَّ فِيْهِ مِنَ
الْأَحَادِيْثِ قُلْتُ وَكَذَا ثَبَتَ
أَنَّ الْمَهْدِيَّ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ
يَتَحَصَّنُوْنَ بِهِ مِنَ الدَّجَّالِ وَ
أَنَّ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ
مِنْ مَنَارَةِ مَسْجِدِ الشَّامِ فَيَأْتِيْ
فَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَيَدْخُلُ
الْمَسْجِدَ وَقَدْ أُقِيْمَ الصَّلٰوةُ
فَيَقُوْلُ الْمَهْدِيُّ تَقَدَّمْ يَا رُوْحَ
اللّٰهِ فَيَقُوْلُ إِنَّمَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ
أُقِيْمَتْ لَكَ فَيَتَقَدَّمُ الْمَهْدِيُّ
وَيَقْتَدِيْ بِهِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ
إِشْعَارًا بِأَنَّهُ مِنْ جُمْلَةِ الْأَئِمَّةِ

آپ نے اس میں نماز پڑھی اور اس نماز میں
تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔ اور براق کو دروازے
کے ایک حلقہ سے باندھا اور وہیں سے اوپر
تشریف لے گئے۔ اور یہ بات بھی حضور سے
صحیح طور پر ثابت ہے۔ کہ مسلمان یاجوج
وماجوج سے پناہ لیں گے۔ یہ وہ احادیث
ہیں جو اس بارہ میں صحیح طور پر ثابت ہیں ملا علی
قاری فرماتے ہیں۔ اسی طرح یہ بات بھی ثابت
ہے کہ مہدی مسلمانوں کے ساتھ اسی میں
دجال سے پناہ حاصل کریں گے اور حضرت
عیسیٰ مسجد شام کے منارہ پر نازل ہوں گے
اور وہ آکر دجال کو قتل کریں گے پھر مسجد
اقصیٰ میں داخل ہوں گے۔ اور اس وقت نماز
کی تکبیر ہو چکی ہوگی۔ مہدی ان سے آگے بڑھنے
کے لئے عرض کریں گے۔ حضرت عیسیٰ فرمائیں گے
یہ نماز تمہارے لئے قائم کی گئی ہے
مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰؑ
ان کی اقتدار کریں گے۔ یہ بات ثابت
کرنے کے لئے کہ مہدی بھی آئمہ میں داخل

ثُمَّ یُصَلِّیْ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ سَائِرِ الْاَیَّامِ۔ رہیں پھر ہمیشہ عیسی علیہ السلام نماز پڑھاتے رہیں گے۔

فائدہ: جہاں تک ابن ماجہ کی روایت کا تعلق ہے اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ مسجد اقصی مسجد نبوی سے افضل ہے۔ بلکہ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ میری مسجد اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کا درجہ رکھتا ہے۔ ہاں ابو الدرداء کی ایک روایت سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسجد نبوی میں ایک ہزار نمازوں کا اور مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار کا ثواب ملتا ہے۔ یہ روایت ابن ماجہ میں نہیں۔ بلکہ طبرانی اور مسند بزار میں ہے۔ اور بزار نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا اَحَادِیْثُ صَلَوَاتِ الْاَیَّامِ وَاللَّیَالِیْ کَصَلٰوۃِ یَوْمِ الْاَحَدِ وَلَیْلَۃِ الْاَحَدِ وَیَوْمِ الْاِثْنَیْنِ وَلَیْلَۃِ الْاِثْنَیْنِ اِلٰی اٰخِرِ الْاُسْبُوْعِ کُلُّ اَحَادِیْثِهَا کَذِبٌ وَقَدْ تَقَدَّمَ بَعْضُ ذٰلِکَ وَکَذٰلِکَ اَحَادِیْثُ صَلٰوۃِ الرَّغَائِبِ اَوَّلَ جُمُعَۃٍ مِنْ رَجَبٍ کُلُّهَا کَذِبٌ وَ اَمْثَالُهَا مَا رَوَاہُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

معرفت حدیث کا ایک اصول یہ بھی ہے۔ کہ دن رات کی جتنی نمازیں ہیں۔ مثلاً اتوار، پیر، منگل وغیرہ۔ اور ان کی راتوں کی نمازیں حتی کہ پورے ہفتہ کی یہ سب موضوع ہیں۔ ان میں سے بعض پہلے گذر چکیں۔ اسی طرح صلوۃ الرغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کو پڑھی جاتی ہے۔ یہ سب کی سب جھوٹ ہیں۔ اور اسی طرح وہ روایت جو عبد الرحمان بن منده نے اس سند کے ساتھ ابن جہضم علی بن

مُسْنَدَهُ وَهُوَ مَوْضُوْعٌ عَنِ ابْنِ
جَهْضَمٍ وَهُوَ وَاضِعُ الْحَدِيْثِ
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدِ
نِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا
خَلَفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّنْعَانِيُّ
عَنْ حُمَيْدِ بْنِ أَنَسٍ يَرْفَعُهُ
رَجَبُ شَهْرُ اللّٰهِ وَشَعْبَانُ شَهْرِيْ
وَرَمَضَانُ شَهْرُ أُمَّتِيْ الْحَدِيْثَ وَ
فِيْهِ لَا تَغْفُلُوْا عَنْ أَوَّلِ جُمُعَةٍ
مِنْ رَجَبٍ فَإِنَّهَا لَيْلَةٌ تُسَمِّيْهَا
الْمَلَائِكَةُ الرَّغَائِبَ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ
الْمَكْذُوْبَ بِطُوْلِهِ قَالَ ابْنُ
الْجَوْزِيِّ اتَّهَمُوْا بِهِ ابْنَ جَهْضَمٍ
وَنَسَبُوْهُ إِلَى الْكَذِبِ قَالَ وَ
سَمِعْتُ عَبْدَ الْوَهَّابِ الْحَافِظَ
يَقُوْلُ رِجَالُهُ مَجْهُوْلُوْنَ فَتَّشْتُ
عَلَيْهِمْ جَمِيْعَ الْكِتَابِ فَمَا وَجَدْتُّهُمْ
قَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ بَلْ لَعَلَّهُمْ
لَمْ يُخْلَقُوْا قُلْتُ أَمَّا أَصْلُ الْحَدِيْثِ

محمد بن سعید البصری محمد بن سعید خلف
بن عبد اللہ الصنعانی حمید بن انس سے
مرفوعاً روایت کی ہے کہ رجب اللہ کا
مہینہ ہے شعبان میرا مہینہ اور رمضان میری
امت کا مہینہ ہے لمبی حدیث ۔ اور اس
میں یہ بھی ہے کہ رجب کے پہلے جمعہ سے
غفلت نہ برتو کیونکہ یہ ایسی شب ہے کہ جس
کا نام فرشتوں نے رغائب رکھا ہے ۔ اور
ابن مندہ نے ایک لمبی جھوٹی حدیث بیان
کی ۔ اس میں ابن مندہ سچے اور ابن جہضم واضع
الحدیث ہے ۔ ابن الجوزی فرماتے ہیں لوگوں
نے ابن جہضم پر تہمت لگائی ہے ۔ اور اسے
جھوٹ کی جانب منسوب کیا ۔ ابن الجوزی ؒ
فرماتے ہیں میں نے حافظ عبد الوہاب سے
سنا وہ فرماتے ہیں ۔ اس کے تمام راوی
مجہول بجز حمید کے ہیں ۔ میں نے تمام کتب
تلاش کیں لیکن مجھے ان کا حال کہیں نہ ملا ۔
ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کا شروع
کا حصہ کہ رجب اللہ کا مہینہ شعبان میرا

وهو قوله رجب شهر الله و
شعبان شهري ورمضان شهر
امتي فقد ذكره ابو الفتح بن
ابي الفوارس في اماليه عن الحسن
مرسلا كما ذكره السيوطي في
جامع الصغير واما قوله وكل
حديث في ذكر صوم رجب و
صلوة بعض الليالي فيه فهو
كذب مفترى ففيه بحث اذ
قد ورد في صيام رجب احاديث
متعددة ولو كانت ضعيفة
لكنها يتقوى بعضها ببعض و
قد اوردت نبذا منها في رسالتي
الادب في رجب وفي القوام
للصوام ايضا نعم بعض ما
ورد فيه موضوع كما بينه بقوله
كحديث من صلى بعد المغرب
اول ليلة من رجب عشرين
ركعة جاز على الصراط بلا حساب

مہینہ اور رمضان میری امت کا مہینہ
ہے۔ اسے ابوالفتح بن ابی الفوارس نے
اپنی امالی میں حسن سے مرسلاً روایت کیا
ہے۔ جیسا کہ سیوطی جامع الصغیر میں لکھتے
ہیں۔ رہ گیا سیوطی کا یہ قول کہ رجب کے
روزے اور راتوں میں نمازوں کی جتنی
روایات ہیں سب جھوٹ ہیں۔ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر تہمت ہیں۔ تو اس میں بحث ہے اس
لئے کہ رجب کے روزوں کے بارے
میں متعدد احادیث موجود ہیں۔ اگرچہ
سب کی سب ضعیف ہیں۔ لیکن ایک
دوسرے کی تقویت کرتی ہیں۔ اور میں
نے انہیں ایک رسالہ میں جس کا نام رسالہ
الادب فی رجب اور القوام للصوام میں
ذکر کیا ہے۔ اگرچہ بعض روایات اس
میں موضوع بھی ہیں۔ مثلاً یہ روایت کہ جو
رجب کی پہلی رات کو مغرب کے بعد بیس
رکعت نماز پڑھے گا۔ وہ پل صراط پر سے

وحديث من صام يوماً من رجب وصلى ركعتين يقرأ في كل ركعة مائة مرة آية الكرسي وفي الثانية مائة مرة قل هو الله احد لم يمت حتى يرى مقعده من الجنة قال واقرب ما جاء فيه ما رواه ابن ماجة في سننه ان رسول الله عليه السلام نهى عن صيام رجب قلت وهو محمول على اعتقاد وجوبه كما كان في الجاهلية والا فلم يقل احد من العلماء بكراهة صومه

بغیر حساب کے گذر جائے گا۔ اور یہ روایت کہ جس نے رجب کا روزہ رکھا۔ اور دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ہر رکعت میں سو بار سورت اخلاص پڑھی ہے۔ وہ اس وقت تک نہ مریگا جب تک جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لےگے ابن القیم فرماتے ہیں اس میں سب سے بہتر وہ روایت ہے۔ جو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجب کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے یہ وجوب کے اعتقاد پر محمول ہے جیسا کہ جاہلیت میں تھا۔ ورنہ کوئی عالم رجب میں روزے کی کراہت کا قائل نہیں؛

فصل

ومن ذلك احاديث صلوة ليلة النصف من شعبان كحديث يا علي من صلى ليلة النصف من شعبان مائة

ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی شعبان کی پندرھویں شب کی نمازیں ہیں۔ جیسا کہ یہ حدیث اے علی جو شعبان کی پندرھویں شب میں سو رکعت میں ایک ہزار بار قل ہو اللہ پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ

ركعة بالف قل هو الله احد
قضى الله له كل حاجة طلبها
تلك الليلة وساق خرافات
كثيرة واعطى سبعين الف
حوراء لكل حوراء سبعون الف
غلام وسبعون الف ولدان
الى ان قال ويشفع والداه
كل واحد منهما فى سبعين
الفا والعجب ممن شم رائحة
العلم بالسنن ان يغتر بمثل
هذا الهذيان ويصليها وهذه
الصلوة وضعت فى الاسلام
بعد الاربع مائة ونشأت
من بيت المقدس فوضع لها
عدة احاديث منها من قرأ
ليلة النصف الف مرة قل
هو الله احد الحديث بطوله و
فيه يبعث الله عليه مائة الف
ملك يبشرونه وحديث من

اس کی ہر وہ حاجت جو اس رات میں طلب
کریگا پوری فرمائیگا۔ اسی طرح اس روایت میں
راوی نے کافی خرافات بکی ہیں اور اس روایت
میں یہ بھی ہے کہ اسے خدا ستر حوریں عطا کرے گا
ہر حور کے ساتھ ستر غلام اور ہر غلام کے ساتھ
ستر ہزار لڑکے ہوں گے۔ اور اس کے والدین
کو ستر ستر ہزار کی شفاعت کا اختیار دیا جائے گا
اور تعجب تو ان لوگوں سے ہے جنہیں علم حدیث
کی ذرا سی بھی خوشبو پہنچی ہے مگر وہ اس قسم کی کواسات
پر فخر کرتے اور اس نماز کو پڑھتے ہیں اور یہ
نماز اسلام میں چار سو سال بعد وضع کی گئی اور
اس کی ابتدا بیت المقدس سے ہوئی۔ اور
اسی قسم کی کئی روایات شعبان کی پندرہویں
تاریخ کے بارے میں وضع کی گئیں ان میں ایک یہ
بھی ہے کہ جو پندرہویں شعبان کو رات میں ایک
ہزار بار قل ہو اللہ پڑھے بہت لمبی حدیث
ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اللہ اس کے پاس
ایک لاکھ فرشتے بشارت دینے کے لئے بھیجتا ہے
اور یہ روایت کہ جو شعبان کی پندرہویں رات

مَنْ صَلّٰی لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ ثَلَاثَ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً یَقْرَأُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ ثَلَاثِیْنَ مَرَّۃً قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ شُفِّعَ فِیْ عَشَرَۃٍ قَدِ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ وَغَیْرُ ذٰلِکَ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الَّتِیْ لَا یَصِحُّ مِنْھَا شَیْءٌ۔

میں تیرہ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں تیس بار قل ہو اللہ پڑھے تو اسے دس آدمیوں کی شفاعت کی اجازت دی جائے گی، جن کے لئے دوزخ واجب ہو چکی ہو گی۔ اور اسی قسم کی دیگر روایات ہیں کہ ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں۔

فَصْلٌ

وَمِنْھَا رَکَاکَۃُ اَلْفَاظِ الْحَدِیْثِ وَسَمَاجَتُھَا بِحَیْثُ یَمُجُّھَا السَّمْعُ وَیَدْفَعُھَا الطَّبْعُ لِحَدِیْثِ اَرْبَعٌ لَا یَشْبَعْنَ مِنْ اَرْبَعٍ اُنْثٰی مِنْ ذَکَرٍ وَاَرْضٌ مِنْ مَطَرٍ وَعَیْنٌ مِنْ نَظَرٍ وَاُذُنٌ مِنْ خَبَرٍ قُلْتُ رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض وَابْنُ عَدِیٍّ وَالطَّبْرَانِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کَمَا فِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ اِلَّا اَنَّہٗ قَالَ وَعَالِمٌ مِنْ عِلْمٍ بَدَلَ وَاُذُنٌ مِنْ خَبَرٍ

معرفت حدیث کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ حدیث کے الفاظ رکیک اور گرے درجے کے ہوں کہ جنہیں نہ کان قبول کریں نہ طبیعت جیسا کہ یہ روایت کہ چار چیزوں کا چار چیزوں سے پیٹ نہیں بھرتا عورت کا مرد سے، زمین کا بارش سے، آنکھ کا دیکھنے سے اور کانوں کا خبر سے ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ابو نعیم نے حلیہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابن عدیؒ اور طبرانی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے

فالحديث ضعيف لا موضوع
وحديث ارحموا عزيز قوم ذل
وغنى قوم افتقر وعالما
يتلاعب به الصبيان قلت و
حديث الحاكة والاساكفة و
الصواغ غيرها او صنعة من الصنائع
المباحة فكذب على رسول الله
صلى الله عليه وسلم اذ كيف يذم
الله ورسوله الصنائع المباحة
قلت قد يذم لما فيها من
الامور المكروهة والمحرمة
ليجتنب عنها كما بينته في
شرح عين العلم من مراتب
المكاسب قال ومن ذلك حديث
من فارق الدنيا وهو سكران
دخل القبر سكران ويبعث
سكران ويؤمر به الى النار وهو
سكران الى جبل او نهر يقال له
سكران وحديث ان لله ملكا

اور اس میں باخیر الفاظ کی جگہ یہ الفاظ ہیں کہ
عالم کا علم سے، تو یہ حدیث ضعیف ہے
موضوع نہیں۔ اور یہ حدیث کہ قوم کے
عزیز پر رحم کرو اور غنی قوم وہ ہے جو فقیر ہو
اور عالم وہ ہے جس سے بچے کھیلتے ہوں۔ ملا
علی قاری فرماتے ہیں کہ وہ احادیث جن میں
مباح صنعتوں کی برائی آتی ہے وہ بھی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔ اللہ
یا رسول نے کسی مباح صنعت کی برائی
بیان نہیں فرمائی۔ اور جن مکروہ اور محرمات
کی برائی بیان کی گئی ہے اور ان سے احتراز
کا حکم دیا گیا ہے، میں نے انہیں شرح عین
العلم من مراتب المکاسب میں بیان کیا ہے
ابن القیم فرماتے ہیں اسی طرح یہ روایت
کہ جو نشہ کی حالت میں مرے وہ قبر میں بھی حالت
نشہ میں داخل ہوگا۔ اور قیامت کے روز بھی
اسی طرح اٹھے گا اور حالت نشہ میں اسے
دوزخ میں ایک پہاڑ یا نہر کی جانب لے
جانے کا حکم دیا جائے گا جس کا نام سکران

اسمہ عمارۃ علی فرس من یاقوت طولہ مد بصرہ یدور فی البلدان ویقف فی الاسواق ینادی لیغلو کذا وکذا ولیرخص کذا وکذا وحدیث ان للہ ملکا من حجارۃ یقال لہ عمارۃ ینزل علی حمار من حجارۃ کل یوم فیسعر ۔

(شہ) ہوگا۔ اور یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایک فرشتہ ہے جس کا نام عمارہ ہے۔ وہ یاقوت کے ایک گھوڑے پر سوار جس کی لمبائی اس کی نگاہ کے برابر ہے شہروں میں گھومتا رہتا ہے اور بازاروں میں ٹھہر ٹھہر کر یہ آواز دیتا ہے۔ کہ فلاں فلاں شئے مہنگی ہو اور فلاں فلاں شئے سستی۔

فصل

ومنہا احادیث ذم الحبشۃ والسودان کلہا کذب کحدیث دعونی من السودان انما الاسود لبطنہ وفرجہ وحدیث الزنجی اذا شبع زنی واذا جاع سرق قلت رواہ ابن عدی بسند ضعیف عن عائشۃ وزاد فیہ وان فیہم سماحۃ ونجدۃ کما فی الجامع الصغیر وحدیث

اسی طرح حبشہ اور سوڈان کی برائی میں جتنی روایات ہیں سب جھوٹ ہیں جیسا کہ یہ حدیث مجھے سوڈان کے ذکر سے چھوڑ دو۔ ان کا پیٹ بھی اور ان کی فرج بھی سیاہ ہوتی ہے اور زنگی کی روایت کہ جب اس کا پیٹ بھر جاتا ہے۔ تو زنا کرتا ہے اور جب بھوکا ہوتا ہے تو چوری کرتا ہے اور یہ حدیث کہ زنگی سے بچو وہ ایک بگڑی ہوئی مخلوق ہے اور یہ روایت کہ آپ نے کھانا دیکھا

إياكم والزنجي فإنه خلق مشوه
وحلوبة رأى طعامًا فقال لمن
هذا قال العباس للحبشة أطعمهم
قال لا تفعل إن جاعوا سرقوا
وإن شبعوا زنوا۔

تو پوچھا یہ کس کے لئے ہے۔ عباسؓ نے عرض
کیا یہ حبشیوں کے لئے ہے میں انہیں کھلاؤں گا
آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو کیونکہ جب وہ بھوکے
ہوتے ہیں تو چوری کرتے ہیں اور جب پیٹ بھر
جاتا ہے تو زنا کرتے ہیں۔

فصل

ومنها أحاديث ذم الترك
وأحاديث ذم الخصيان وأحاديث
ذم المماليك كحديث لو علم
الله في الخصيان خيرًا لأخرج من
أصلابهم ذرية يعبدون الله
قلت وقد تقدم وحديث
شر المال في آخر الزمان المماليك
قلت رواه أبو يعلى بسند لا بأس
به عن ابن عمر كما في جامع
الصغير وأما حديث اتركوا
الحبشة ما تركوكم فإنه لا يستخرج
كنز الكعبة إلا ذو السويقتين

اسی قسم کی وہ روایات ہیں جو ترکوں کی مذمت
یا خصیوں کی مذمت یا غلاموں کی مذمت میں
ہیں سب جھوٹ ہیں۔ مثلاً یہ روایت اگر اللہ یہ
بات جان لیتا کہ خصیوں میں کیا خوبی ہے تو
تو ان کی اولاد سے ایک ذریت پیدا فرماتا جو اللہ
کی عبادت کرتی (یہ پہلے گذر چکی) اور یہ روایت کہ
آخیر زمانہ میں بدترین مال غلام ہوں گے۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں اسے ابو یعلی نے ابن عمرؓ سے ایسی
سند کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی حرج نہیں ہے
جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے اور یہ روایت کہ
حبشہ کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے
رکھیں کیونکہ کعبہ کا خزانہ سوائے سویقتین کے

مِنَ الْحَبَشَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْحَاكِمُ	جو حبشہ سے ہوگا۔ کوئی نہ نکالیگا۔ اسے ابوداود
فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَكَذَا	اور حاکم نے مستدرک میں ابن عمرؓ سے روایت
حَدِيْثُ اُتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوْكُمْ	کیاہے۔ اسی طرح یہ روایت کہ ترکوں کو اس
فَاِنَّ اَوَّلَ مَنْ يَّسْلُبُ مِنْ اُمَّتِيْ	وقت تک کے لئے چھوڑ دو جب تک وہ تمہیں
مُلْكَهُمْ وَمَا خَوَّلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى	چھوڑے رکھیں کیونکہ یہ سب سے پہلے میری
بَنُوْ قَنْطُوْرَا رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ عَنِ ابْنِ	امت کا ملک چھینیں گے اور اللہ نے بنو قنطورا
مَسْعُوْدٍ كَذَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ	کو چھوڑ رکھاہے اسے طبرانی نے ابن مسعودؓ سے
وَقَنْطُوْرَا جَارِيَةُ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ	روایت کیاہے۔ اور قنطورا ابراہیم علیہ السلام
وَلَدَتْ لَهٗ اَوْلَادًا مِنْهُمُ التُّرْكُ	کی ایک باندی تھی جس کی اولاد میں ترک اور
وَالصِّيْنُ كَذَا فِي النِّهَايَةِ	اہل چین ہیں جیسا کہ نہایہ میں ہے؛

فَصْلٌ

وَمِنْهَا مَا يَقْتَرِنُ بِالْحَدِيْثِ	اور انہی علامات میں سے ایک علامت
مِنَ الْقَرَائِنِ الَّتِيْ يُعْلَمُ بِهَا اَنَّهٗ	یہ بھی کہ قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ
بَاطِلٌ مِثْلُ حَدِيْثِ وَضْعِ الْجِزْيَةِ	حدیث باطل ہے۔ مثلاً اہل خیبر سے جزیہ کا
عَلٰى اَهْلِ خَيْبَرَ فَهٰذَا كَذِبٌ مِنْ	معاف کرنا یہ کئی وجوہات سے جھوٹ ہے
عِدَّةِ وُجُوْهٍ اَحَدُهَا اَنَّ فِيْهِ	اول تو اس بنا پر کہ اس میں سعد بن معاذ کی
شَهَادَةَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَسَعْدٌ	شہادت ہے اور سعد بن معاذ اس کی فتح سے
قَدْ تُوُفِّيَ قَبْلَ ذٰلِكَ فِيْ غَزْوَةِ	قبل غزوۂ خندق (غزوۂ بنی قریظہ میں)

الخندق وثانيها ان فيه وكتب معاوية بن ابي سفيان هكذا و معاوية انما اسلم زمن الفتح وكان من الطلقاء وثالثها ان الجزية لم تكن نزلت حينئذ ولا يعرفها الصحابة ولا العرب وانما نزلت بعد عام تبوك وحينئذ وضعها النبي عليه الصلوة والسلام على نصارى نجران ويهود اليمن ولم تؤخذ من يهود المدينة لانهم وادعوه قبل نزولها ثم قتل من قتل منهم واجلى بقيتهم الى خيبر والى الشام وصالحه عليه الصلوة والسلام اهل خيبر قبل فرض الجزية فلما نزلت اية الجزية استقر الامر على ما كان عليه وابتدأ اخذها على من لم يتقدم له معه عليه السلام صلح ثمن

میں شہادت پا چکے تھے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ جزیہ کی معافی کا حکم نامہ امیر معاویہ نے لکھا۔ حالانکہ امیر معاویہؓ فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں معاف کر دیا گیا تھا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس وقت تک جزیہ کا نزول نہ ہوا تھا صحابہ اور عرب اسے پہچانتے بھی نہ تھے جزیہ کا نزول تبوک کے بعد ہوا۔ اور اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے نصاریٰ نجران اور یہود یمن پر جزیہ متعین فرمایا۔ کیونکہ انہوں نے نزول جزیہ سے قبل بغاوت کی تھی ان میں سے کچھ تو قتل کیے گئے۔ اور کچھ کو شام اور خیبر کی جانب جلاوطن کر دیا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے نزول جزیہ سے قبل صلح فرما لی تھی۔ لہذا اس صلح کو اپنے مقام پر باقی رہنے دیا گیا۔ اور جن لوگوں نے ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح

هٰهُنَا وَنَعَتَ الشُّبْهَةَ فِي أَهْلِ خَيْبَرَ
وَرَابِعُهَا أَنَّ فِيهِ أَنَّهُ وَضَعَ عَنْهُمُ
الْكُلَفَ وَالسُّخَرَ وَلَمْ يَكُنْ فِي زَمَانِهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا كُلَفٌ وَلَا سُخَرٌ وَلَا
مُكُوسٌ خَامِسُهَا أَنَّهُ لَمْ يَجْعَلْ
لَهُمْ عَهْدًا لَازِمًا بَلْ قَالَ نُقِرُّكُمْ
مَا شِئْنَا فَكَيْفَ يَضَعُ عَنْهُمُ الْجِزْيَةَ
الَّتِي يَصِيرُ لِأَهْلِ الذِّمَّةِ بِهَا عَهْدٌ
لَازِمٌ مُؤَبَّدٌ ثُمَّ لَا يَثْبُتُ لَهُمْ
أَمَانًا لَازِمًا مُؤَبَّدًا سَادِسُهَا أَنَّ
مِثْلَ هٰذَا مِمَّا تَتَوَفَّرُ الْهِمَمُ
وَالدَّوَاعِي عَلَى نَقْلِهِ فَكَيْفَ يَكُونُ
قَدْ وَقَعَ وَلَا يَكُونُ عِلْمُهُ عِنْدَ
حَمَلَةِ السُّنَّةِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَ
التَّابِعِينَ وَأَئِمَّةِ الْحَدِيثِ وَيَنْفَرِدُ
بِعِلْمِهِ وَنَقْلِهِ الْيَهُودُ سَابِعُهَا أَنَّ
أَهْلَ خَيْبَرَ لَمْ يَتَقَدَّمْ لَهُمْ مِنَ
الْإِحْسَانِ مَا يُوجِبُ وَضْعَ الْجِزْيَةِ
فَإِنَّهُمْ حَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَقَاتَلُوهُ

نہ کی تھی۔ ان پر جزیہ لگا دیا گیا۔ اس طرح
اہل خیبر کے واقع میں شبہ واقع ہو گیا۔
چوتھی بات یہ بھی ہے۔ کہ اس روایت
میں یہ بھی ہے کہ ان سے تکلیف اور ماتحت
رہنا اٹھا دیا گیا۔ حالانکہ یہ اضافے
حضور کے زمانہ میں نہ تھے۔ پانچویں بات
یہ ہے۔ کہ ان کے لئے کوئی عہد معینہ
نہ تھا۔ بلکہ آپ نے فرمایا تھا ہم جو چاہے
تم سے اقرار کر لیں گے۔ تو آپ ان سے
جزیہ کیسے ہٹا سکتے تھے۔ جو تمام اہل ذمہ
کے لئے تھا۔ اور جب جزیہ نہ ہوا۔ تو ان
کے لئے لازمی امان بھی ثابت نہ ہوئی۔
چھٹی بات یہ ہے کہ اس کے نقل کرنے کے
جو دواعی ہونے چاہئیں تھے، وہ نہیں
پائے جاتے۔ کیونکہ اگر ایسا وقوع میں
آیا تھا تو سنت کے ناقلین یعنی صحابہ
تابعین اور ائمہ حدیث کو اس کا علم
ہونا چاہیے تھا۔ حالانکہ اس بات سے
صرف ایک ہی شخص واقف تھا اور اس

وَقَاتَلُوا اَصْحَابَهٗ وَسَلُّوا السُّيُوْفَ
فِىْ وُجُوْهِهِمْ وَسَعَوْا النَّبِىَّ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَالصَّلٰوةُ ط وَوَاعَدُوْا اَعْدَاءَهٗ
الْمُحَارِبِيْنَ لَهٗ الْمُحَرِّضِيْنَ عَلٰى قِتَالِهٖ
فَمِنْ اَيْنَ يَقَعُ هٰذَا الْاِعْتِنَاتُ وَ
هُمْ وَاِسْقَاطُ هٰذَا الْفَرْضِ جَعَلَهٗ
اللّٰهُ عُقُوْبَةً لِّمَنْ لَمْ يَدِنْ مِنْهُمْ بِدِيْنِ
الْاِسْلَامِ ثَامِنُهَا اَنَّ النَّبِىَّ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يُسْقِطْهَا عَنِ
الْاَبْعَدِيْنَ عَنْهُ مَعَ عَدَمِ مُعَادَاتِهِمْ
لَهٗ كَاَهْلِ الْيَمَنِ وَاَهْلِ نَجْرَانَ
فَكَيْفَ يَضَعُ عَنِ الْخَيْبَرِيْنَ
الْاَدْنَيْنَ مَعَ شِدَّةِ مُعَادَاتِهِمْ لَهٗ
وَكُفْرِهِمْ وَعِنَادِهِمْ وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ
اَنَّهٗ كُلَّمَا اشْتَدَّ كُفْرُ الطَّائِفَةِ وَ
تَغَلَّظَتْ عَدَاوَتُهُمْ كَانُوْا اَحَقَّ
بِالْعُقُوْبَةِ لَا بِاِسْقَاطِ الْجِزْيَةِ
تَاسِعُهَا اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
لَوْ اَسْقَطَ عَنْهُمُ الْجِزْيَةَ كَمَا ذَكَرُوْا

واقعہ کو یہود نے نقل کیا۔ ساتویں بات یہ
ہے کہ اہل خیبر نے کوئی بھلائی نہ کی تھی جو ان
سے جزیہ معاف کیا جاتا۔ بلکہ انہوں نے
اللہ اس کے رسول اور صحابہ سے قتال کیا اور
تلوار میان سے باہر کی، اللہ کے دشمنوں کو پناہ
دی اور انہیں جنگ پر ابھارا تو ان سے یہ
سلوک کیسے روا رکھا جا سکتا تھا اور یہ فرض کیسے
ساقط ہو جاتا۔ اور جب کہ اللہ نے انہیں یہ سزا
دی کہ ان میں سے کوئی بھی اسلام نہ لایا۔ آٹھویں
بات یہ ہے کہ حضورؐ نے جب اتنے دور کے لوگوں
پر جو کہ دشمن بھی نہ تھے جزیہ قائم کیا جیسے اہل
یمن اور اہل نجران، تو قریب کے یہ لوگ
جو سخت مخالف اور دشمن تھے ان پر سے جزیہ
کیسے معاف کیا جا سکتا تھا اور جب کہ یہ معلوم
ہے کہ وہ کفر میں بھی سخت تھے اور عداوت
میں بھی سب سے آگے تھے، تو وہ سزا کے مستحق ہیں
یا کہ معافی جزیہ کے۔ نویں بات یہ ہے
کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ان سے جزیہ ساقط فرما دیا تھا۔ جیسا کہ ان

لکانوا من احسن الکفار حالا
ولو یحسن بعد ذلك ان یشترط
لهم اخراجهم من ارضهم وبلادهم
متی شاء فلزمهم اهل الذمة
الذین یقرون بالجزیة لا یجوز
اخراجهم من ارضهم ودیارهم
ما داموا ملتزمین لاحکام الذمة
فکیف اذا ادعی جانبهم باسقاط
الجزیة واعفوا من الصغار الذی
یلحقهم باداءها فای صغار بعد
ذلك اعظم من نفیهم من بلادهم
وتشتیتهم فی ارض الغربة فکیف
یجتمع هذا وهذا عاشرها ان هذا
لو کان حقا لما اجمع الصحابة
والتابعون والفقهاء کلهم علی
خلافهم ولیس فی الصحابة رجل
واحد قال لا یجب الجزیة علی
الخیابرة ولا فی التابعین ولا فی
الفقهاء بل قالوا اهل خیبر وغیرهم

کا ذکر ہوتا ہے۔ تو ان کا حال اور کفار
سے بہتر ہونا چاہیئے تھا۔ تو یہ اقرار نہ
فرماتے کہ ہم جب چاہیں گے تمہارے
شہروں اور زمین سے نکال دیں گے۔ کیونکہ
اہل ذمہ جب جزیہ کا اقرار کر لیتے ہیں۔ تو
انہیں شہروں سے نہیں نکالا جاتا جب تک
وہ اس ذمہ داری کو ادا کرتے ہیں۔ تو صحابہ
کے اطراف میں جزیہ کیسے معاف کیا جا
سکتا ہے۔ اور انہیں شہر بدر کرنے سے
زیادہ بڑی بات کیا ہوگی۔ تو یہ دونوں
باتیں کیسے جمع ہو سکتی ہیں۔ دسویں بات
یہ ہے کہ اگر یہ بات حق تھی۔ تو تمام صحابہ
کرام۔ تابعین اور فقہاء اس
کے خلاف فتوی دینے پر کیسے متفق
ہو گئے۔ انہیں تو یہ کہنا چاہیئے
تھا۔ کہ اہل خیبر پر جزیہ نہیں
حالانکہ انہوں نے یہ تصریح
کی ہے۔ کہ وہ کتاب جس میں
جزیہ کی معافی کا حکم ہے۔ وہ

فِي الْجُزْئِيَّةِ سَوَاءٌ وَقَدْ تَحَذَّرُوا بِأَنَّ هٰذَا الْكِتَابَ كَذِبٌ مَكْذُوبٌ كَالشَّيْخِ أَبِي حَامِدٍ وَالْقَاضِي أَبِي الطَّيِّبِ وَالْقَاضِي أَبِي يَعْلٰى وَغَيْرِهِمْ وَذَكَرَ الْخَطِيبُ الْبَغْدَادِيُّ هٰذَا الْكِتَابَ وَبَيَّنَ أَنَّهُ كَذِبٌ مِنْ عِدَّةِ وُجُوهٍ.

جھوٹ ہے۔ جیسا کہ ابو حامد رحمہ قاضی ابو الطیب رحمہ اللہ تعالےٰ اور قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ خطیب نے اس کتاب کا ذکر کر کے اسے مختلف وجوہ سے جھوٹ ثابت کیا ہے۔

فَصْلٌ

فِي ذِكْرِ جَوَامِعَ وَضَوَابِطَ كُلِّيَّةٍ فِي هٰذَا الْبَابِ فَمِنْهَا أَحَادِيثُ الْحَمَامِ بِالتَّخْوِيفِ لَا يَصِحُّ مِنْهَا شَيْءٌ كَحَدِيثِ كَانَ يُعْجِبُهُ النَّظَرُ إِلَى الْحَمَامِ وَحَدِيثِ كَانَ يُعْجِبُ النَّظَرُ إِلَى الْخُضْرَةِ وَالْأُتْرُجِّ وَالْحَمَامِ الْأَحْمَرِ قُلْتُ أَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ السُّنِّيِّ وَأَبُو نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ وَابْنُ السُّنِّيِّ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ عَائِشَةَ

معرفت حدیث کے اصول کلیہ

اس قسم کی روایات میں سے کبوتر کی روایات ہیں جن میں سے کوئی بھی صحیح نہیں، جیسے یہ حدیث کہ آپ کبوتر کو دیکھنا پسند فرماتے تھے یا یہ روایت کہ آپ سبزہ، سنگترہ اور کبوتر کی جانب دیکھنا پسند فرماتے تھے، ملا علی قاری فرماتے ہیں، اسے طبرانی، ابن السنی اور ابو نعیم نے طب میں ابو کبشہ سے ابن السنی اور ابو نعیم نے علیؓ سے اور ابو نعیمؓ نے عائشہؓ سے بھی روایت کیا ہے کہ آپ سنگترہ اور سرخ کبوتر کی جانب دیکھنا

أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُعْجِبُهُ النَّظَرُ
إِلَى الْأُتْرُجِّ وَكَانَ يُعْجِبُهُ النَّظَرُ إِلَى
الْحَمَامِ الْأَحْمَرِ وَرَوَى ابْنُ السُّنِّيِّ
وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض كَانَ
يُعْجِبُهُ النَّظَرُ إِلَى الْخُضْرَةِ وَالْمَاءِ
الْجَارِي كَذَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ
وَحَدِيثُ شَكَى رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْدَةَ
فَقَالَ لَهُ لَوِ اتَّخَذْتَ زَوْجًا مِنْ
حَمَامٍ فَآنَسَكَ وَأَصَبْتَ عَنْ
فِرَاخِهِ وَحَدِيثُ اتَّخِذُوا الْحَمَامَ
الْمَقَاصِيصَ فَإِنَّهَا تُلْهِي الْجِنَّ
عَنْ صِبْيَانِكُمْ قُلْتُ رَوَاهُ الشِّيرَازِيُّ
فِي الْأَلْقَابِ وَالْخَطِيبُ وَالدَّيْلَمِيُّ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنُ عَدِيٍّ عَنْ
أَنَسٍ بِلَفْظِ اتَّخِذُوا هٰذِهِ الْحَمَامَ
الْمَقَاصِيصَ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّهَا تُلْهِي
الْجِنَّ عَنْ صِبْيَانِكُمْ كَذَا فِي الْجَامِعِ
الصَّغِيرِ وَقَالَ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى

پسند فرماتے تھے۔ ابن السنی اور ابو نعیم نے ابن عباسؓ
سے روایت کیا ہے کہ سبزہ اور جاری پانی کیطرف
دیکھنا پسند فرماتے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ ابن
القیم فرماتے ہیں اور یہ حدیث کہ ایک شخص نے آپ سے
تنہائی کی شکایت کی، آپ نے فرمایا تو ایک جوڑا کبوتر
کا پال لے اور اس کے چوزوں سے کھیل۔ ایسے ہی یہ
روایت کہ مقاصیص کبوتر پالا کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے
بچوں سے جنات کو روکتے ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں
اس حدیث کو شیرازی نے القاب میں خطیب اور
دیلمیؒ نے ابن عباسؓ سے اور ابن عدی نے انسؓ
سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ان
مقاصیص کبوتروں کو اپنے گھروں میں رکھا
کرو، کیونکہ یہ بچوں سے جنات کو روکتے ہیں۔
جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ ابن القیم فرماتے
ہیں زکریا بن یحیی الساجی کہتے ہیں کہ ابو البختری
ایک روز رشید کے پاس گیا اور وہ کبوتر اڑا
رہا تھا۔ ہارون نے دریافت کیا۔ کیا تمہیں
کبوتروں کے بارے میں کوئی شئے یاد ہے
وہ بولا مجھ سے ہشام نے اپنے والد کے

الساجی بلغنی ان ابا البختری
دخل علی الرشید وھو یطیر الحمام
فقال ھل تحفظ فی ھذا شیئا
فقال حدثنی ھشام عن ابیہ
عن عائشۃ ان النبی علیہ السلام
کان یطیر الحمام فقال الرشید
اخرجوہ عنی ثم قال لولا انہ من
قریش لعزلتہ من القضاء قلت
ھذا عذر بارد فانہ اذا ثبت
عندہ کذبہ لا سیما علی رسول
اللہ علیہ السلام سقط عن لا
فاستحق عزلہ قال وھو الذی
دخل المھدی فوجدہ یلعب
بالحمام فروی لہ حدیث لا سبق
الا فی خف او نصل او حافر او
جناح فلما خرج قال اشھد ان
قفاک قفا کذاب ثم امر بذبح
الحمام وقال السبب کذبت علی
رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام

واسطے عائشہ رض سے یہ روایت بیان کی
ہے۔ کہ حضور صلعم کبوتر اڑایا کرتے تھے۔ رشید
بولا میرے پاس سے دفع ہو جا۔ پھر بولا اگر
یہ قریش سے نہ ہوتا۔ تو میں اسے قضا سے
معزول کر دیتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔
یہ ایک فضول عذر ہے جب ہارون کے
سامنے اس کا جھوٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر ثابت ہو چکا تھا۔ تو وہ عدالت سے
ساقط ہو گیا۔ اور معزولی کے قابل تھا۔ زکریا
بن یحیی الساجی کہتے ہیں یہ ابو البختری مہدی
کے پاس گیا۔ اور اسے کبوتروں سے کھیلتے
دیکھا۔ تو بولا۔ دوڑ صرف خف، نصل اور
حافر اور پرندے میں ہے خف سے مراد
اونٹ ہے حافر سے مراد گھوڑا۔ اور نصل تیر کو
بولتے ہیں، جب وہ باہر نکلا۔ تو مہدی بولا
میں گواہی دیتا ہوں اس نے جھوٹ بولا۔
پوری حدیث سوائے لفظ جناح کے صحیح تھی) پھر
کبوتروں کے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اور بولا یہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کا

قَالَ وَأَرْفَعُ شَيْءٍ جَاءَ فِيهِ الْحَدِيثُ
أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ
شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً قُلْتُ هٰذَا
لَيْسَ بِمَوْضُوعٍ كَمَا قَالَ الْحَافِظُ
الْعَسْقَلَانِيُّ بَلْ يَرْتَقِي إِلَى الْحَسَنِ
وَلَهُ شَوَاهِدُ ۔

سبب ہیں ابن القیم فرماتے ہیں اس میں سب سے بہتر یہ
روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو کبوتر پر نگاہ لگائے
دیکھا تو فرمایا ایک شیطان ہے جو شیطانہ پر نگاہ
لگائے ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ موضوع نہیں
بلکہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہ درجہ حسن تک پہنچی ہے
اور اس کے شواہد موجود ہیں۔

فصل

وَمِنْهَا أَحَادِيثُ اِتِّخَاذِ
الدَّجَاجِ لَيْسَ فِيهَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ
كَحَدِيثِ الدَّجَاجُ غَنَمُ فُقَرَاءِ
أُمَّتِي وَحَدِيثُ أَمَرَ الْفُقَرَاءَ بِاتِّخَاذِ
الدَّجَاجِ وَالْأَغْنِيَاءَ بِاتِّخَاذِ الْغَنَمِ
قُلْتُ رَوَى ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
أَمَرَ الْأَغْنِيَاءَ بِاتِّخَاذِ الْغَنَمِ وَأَمَرَ
الْفُقَرَاءَ بِاتِّخَاذِ الدَّجَاجِ وَقَالَ
عِنْدَ اتِّخَاذِ الْأَغْنِيَاءِ الدَّجَاجَ
يَأْذَنُ اللّٰهُ بِهَلَاكِ الْقُرَى قَالَ

اسی قسم کی روایات میں سے مرغی پالنے
کی روایات بھی ہیں جن میں سے کوئی روایت
بھی صحیح نہیں مثلاً یہ روایت کہ مرغی میری
امت کے فقراء کی بکری ہے۔ اور یہ روایت کہ
میں فقراء کو مرغی پالنے اور امراء کو بکری پالنے
کا حکم دیتا ہوں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ابن
ماجہ نے اسے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء کو بکری پالنے
اور فقراء کو مرغی پالنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا جب
امراء مرغی پالتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ گاؤں کی تباہی
کی اجازت فرما دیتے ہیں دمیری کہتے ہیں اس کی

الدِّمَشْقِيُّ وَفِي إِسْنَادِهِ عَلِيُّ بْنُ عُرْوَةَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ كَانَ يَضَعُ الْحَدِيثَ أَقُولُ وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْحَدِيثَ ضَعِيفٌ لَا مَوْضُوعٌ وَقَدْ شَرَحْتُ مَعْنَاهُ فِي بَهْجَةِ الْإِنْسَانِ فِي مَهْجَةِ الْحَيَوَانِ ۔

سند میں علی بن عروۃ الدمشقی ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ حدیث وضع کیا کرتا تھا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے۔ کہ یہ موضوع نہیں، ضعیف ہے۔ میں نے اس کی تشریح بہجۃ الانسان فی بہجۃ الحیوان میں کی ہے۔

فائدہ :۔ ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ زوائد السنن میں ہے کہ علی بن عروہ متروک ہے۔ اس کے علاوہ اس روایت میں ایک اور راوی عثمان بن عبدالرحمن جو مجہول ہے۔ تو یہ روایت اگر موضوع نہیں تو کم از کم متروک و مجہول ضرور ہے۔ ہر طرح روایت ناقابل قبول ہوئی۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا أَحَادِيثُ ذَمِّ الْأَوْلَادِ كُلُّهَا كَذِبٌ مِنْ أَوَّلِهَا إِلَى آخِرِهَا كَحَدِيثِ لَوْ يُرَبِّي أَحَدُكُمْ بَعْدَ السِّتِّينَ وَمِائَةٍ جَرْوَ كَلْبٍ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يُرَبِّيَ وَلَدًا وَحَدِيثِ إِذَا كَانَ الْوَلَدُ غَيْظًا وَالْمَطَرُ قَيْظًا وَحَدِيثِ لَا يُولَدُ بَعْدَ سِتِّمِائَةٍ

اسی طرح اولاد کی مذمت کی کل روایات از اول تا آخر جھوٹ ہیں مثلاً یہ روایت اگر آدمی ساٹھ یا سو سال کے بعد کتے کا پلا پالے۔ تو وہ اولاد کی پرورش سے بہتر ہے۔ یا یہ روایت کہ جب لڑکا غصہ ہو اور بارش بند ہو جائے۔ ایسے ہی یہ روایت کہ چھ سو لوگوں کے بعد اللہ کو کسی لڑکے

مولود لله فيه حاجة ۔ کی حاجت نہیں رہتی ۔

فصل

ومنها أحاديث التواريخ المستقبلة وقد تقدمت الإشارة إليها وهو كل حديث فيه إذا كانت سنة كذا وكذا أحل كذا وكذا كحديث يكون في رمضان هدة توقظ النائم وتقعد القائم وتخرج العواتق من خدورها وفي شوال همهمة وفي ذي القعدة تميز القبائل بعضها من بعض وفي ذي الحجة تراق الدماء وحديث يكون صوت في رمضان إذا كانت ليلة النصف منه ليلة الجمعة يصعق له سبعون ألفا ويصم سبعون ألفا قلت رواه أبو نعيم عن شهر بن حوشب مرسلا أنه عليه السلام قال

اسی قسم کی روایات میں سے وہ روایات بھی ہیں جن میں آئندہ کی تاریخ بیان کی گئی ہو ہم اس کی طرف پہلے بھی کچھ اشارہ کر چکے ہیں، ہر وہ حدیث جس میں یہ ہو کہ فلاں فلاں سنہ میں ایسا ہو گا جیسا کہ یہ روایت کہ رمضان میں ہدایت کرنے والے ہوں گے، جو سوتوں کو جگائیں گے بیٹھوں کو اٹھائیں گے، اور پردہ دار عورتوں کو پردہ سے باہر نکالیں گے، اور شوال میں کوشش کرنے والے ہوں گے، اور ذی القعدہ میں ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو ممتاز کیا جائے گا، اور ذی الحجہ میں خون بہایا جائیگا، اور یہ روایت کہ رمضان میں ایک آواز ہوتی ہے جب اس کی آدھی رات ہوتی ہے اور جمعہ کی رات ہوتی ہے تو اس کے لئے ستر ہزار اچھلتے اور ستر ہزار شامل ہوتے ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے ابو نعیم نے شہر بن حوشب سے مرسلا روایت کیا ہے کہ

يكون في رمضان صوت وفي
شوال ثم همهمة وفي ذي القعدة
تحارب القبائل وفي ذي الحجة
ينتهب الحاج وفي المحرم ينادي
مناد من السماء الا ان صفوة الله
من خلقه فلان يعني المهدي
فاسمعوا له واطيعوا ورواه الحاكم
وغيره عن عمرو بن شعيب عن
ابيه عن جده مرفوعا وفي ذي
القعدة تجاذب القبائل و
عامئذ ينهب الحاج فيكون
ملحمة بمنى حتى يهرب صاحبهم
فيبايع بين الركن والمقام وهو
كاره يبايعه مثل عدة اهل
بدر يرضى عنه ساكن السماء
وساكن الارض يعني المهدي
وحديث عند راس مائة يبعث
الله ريحا باردة يقبض الله فيها
روح كل مؤمن وحديث اذا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں
ایک آواز ہوتی ہے شوال میں کوشش اور ذی القعد
میں قبائل کا محاربہ، ذالحجہ میں حاجی دوڑتے ہیں
اور محرم میں آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز
دیتا ہے کہ اللہ کا برگزیدہ اس کی مخلوق سے فلاں
ہے یعنی مہدی اس کی سنو اور اطاعت کرو۔
یعنی حاکم وغیرہ نے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ کے واسطے سے مرفوعاً روایت کیا ہے
ذی القعدہ میں قبائل ایک دوسرے کی جانب
کھینچتے ہیں، اور اسی وقت حاجی دوڑتے ہیں
حتی کہ منیٰ میں ایک جنگ کا رسا میدان ہوتا تھا
حتی کہ ایک دوسرے کا ساتھی دوڑ جائے اور وہ
رکن اور مقام کے درمیان بیعت کے لئے دوڑ لگا
اور وہ مجبوراً بیعت کر رہا ہوگا۔ ان کی تعداد
اہل بدر کے برابر ہوگی۔ اس سے آسمان و زمین کا
ٹھہرنے والا راضی ہوگا۔ مہدی۔ اور روایت
کہ ہر سو سال کے شروع پر اللہ تعالیٰ ٹھنڈی
ہوا بھیجے گا اور اس میں ہر مومن کی روح قبض
کرلے گا۔ اور یہ روایت کہ جب سنہ ۱۲۰ ہوگا تو

كانت سنة ثلاثين ومائة كان الغرباء قرآن في جوف ظالم ومصحف في بيت قوم لا يقرؤن فيه ورجل صالح بين قوم سوء وحديث إذا كانت سنة خمس وثلاثين ومائة خرجت شياطين حبسهم سليمان بن داود في جزائر البحر فذهب منهم تسعة أعشارهم إلى العراق يجادلونهم بالقرآن وعشر بالشام وحديث إذا كانت سنة خمسين ومائة فخير أولادكم البنات وحديث إذا كانت سنة ستين ومائة كان كذا وكذا وحديث أصحابي أهل إيمان وعمل إلى أربعين وأهل بر وتقوى إلى الثمانين وأهل تواصل وتراحم إلى العشرين ومائة وأهل تدابر وتقاطع إلى الستين ومائة ثم الهرج

قرآن ظالم کے پیٹ میں ایک مسافر کی طرح ہوگا، اور مصحف لوگوں کے گھروں میں رکھا ہوگا، اور اسے وہ پڑھیں گے نہیں اور نیک آدمی لوگوں کے درمیان برا ہوگا (۱۳۰ھ میں ایسا ہوا یا نہ ہوا لیکن اس وقت کا ماحول بھی بے (ترجمہ) حدیث صحیح نہیں) اور یہ روایت کہ جب ۱۳۵ھ ہوگا تو وہ شیاطین جنہیں سلیمان بن داؤد نے قید کیا تھا نکل آئیں گے۔ ان میں سے نو حصے عراق کی جانب چلے جائیں گے۔ اور قرآن کے ذریعہ جنگ کریں گے اور دسواں حصہ شام چلا جائے گا۔ اور یہ روایت کہ جب ۱۵۰ھ ہوگا تو تمہاری بہترین اولاد لڑکیاں ہوں گی۔ اور یہ روایت کہ ۱۶۰ھ ہوگا تو ایسا ایسا ہوگا اور یہ روایت میرے صحابہ چالیس تک اہل ایمان اور اہل عمل ہوں گے اسی تک نیکی اور تقوے والے ہوں گے۔ ایک سو بیس تک صلہ رحمی کرنے والے ہوں گے۔ ایک سو ساٹھ تک سرکش اور قطع رحمی کرنے والے ہونگے پھر فتنہ ہی فتنہ ہوگا۔ اور یہ روایت کہ

الهرج وحديث الآيات بعد المائتين وحديث إذا أتت على أمتي ثلاثمائة وستون سنة فقد حلت لهم العزبة والترهب على رؤس الجبال۔

دو سو سال بعد آفتیں ہوں گی اور یہ روایت جب میری امت پر ۳۶۰ سنہ آئے گا، تو ان کے لیے سفر اور پہاڑوں پر بھاگ جانا حلال ہو جائے گا۔

فصل

ومنها الاكتحال يوم عاشوراء والتزين والتوسعة والصلوة فيه وغير ذلك من فضائله لا يصح منها شيء ولا حديث واحد غير أحاديث صيامه وما عداها فباطل وأمثل ما فيها حديث من وسع على عياله يوم عاشوراء وسع الله عليه سائر سنته قال الإمام أحمد لا يصح هذا الحديث قلت لا يلزم من عدم صحته ثبوت وضعه وغايته أنه ضعيف فقد رواه الطبراني

اسی قسم کی روایات میں سے عاشوراء کے دن سرمہ لگانا، زینت کرنا، خوب خرچ کرنا، نماز پڑھنا، اور دیگر وہ فضائل جو اس کے بیان کئے جاتے ہیں۔ اس میں سے سوائے روزے والی حدیث کے کوئی بھی صحیح نہیں اور روزے والی کے علاوہ سب کی سب باطل ہیں۔ اور اس کے فضائل میں سب سے بہتر وہ روایت ہے کہ جو عاشوراء کے روز اپنے گھر والوں پر خوب خرچ کرے گا۔ اللہ تعالے اس پر سارے سال وسعت رکھے گا۔ امام احمد فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں عدم

فی الاوسط والبیہقی عن ابی
سعید کما فی الجامع الصغیر و
فیہ ایضا من اکتحل بالاثمد
یوم عاشوراء لم ترمد ابدا
رواہ البیہقی عن ابن عباس
انتہی وقال واما احادیث الاکتحال
والادھان والتطیب فمن وضع
الکذابین وقابلہم آخرون
فاتخذوہ یوم تالم وحزن
والطائفتان مبتدعتان
خارجتان عن السنۃ واھل
السنۃ یفعلون ما امر بہ النبی
علیہ السلام فی الصوم و
یجتنبون ما امر بہ الشیطان
من البدع تلک فینبغی لمن
یکتحل فی یوم عاشوراء ان یکون
تبعا للحدیث لا اظہار الفرح و
الحزن کما ھو طریق الخوارج
المضادۃ للروافض وقد اشتہر

صحت سے کسی روایت کا موضوع ہونا ثابت
نہیں ہوتا۔ زائد از زائد یہ ضعیف ہوگی اس لئے
کہ طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے ابوسعید سے
روایت کیا ہے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے
نیز بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے
جو عاشوراء کے روز سرمہ لگائیگا اسکی آنکھیں
کبھی دکھنے نہ آئیں گی ابن القیم فرماتے ہیں سر پر
تیل، اور خوشبو لگانے کی جتنی روایات ہیں
سب کذابین کی وضع کردہ ہیں دوسرے کذابین
نے ان کے مقابلہ پر اسے رنج وغم کا دن منایا
دونوں جماعتیں بدعتی اور سنت سے خارج ہیں
اہل سنت تو وہ فعل کرتے ہیں جس کا حضور نے
حکم دیا یعنی روزہ رکھنے کا اور بدعات سے
احتراز کرتے ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ
عاشوراء کے دن اس غرض سے سرمہ لگانے میں کوئی
حرج نہیں کہ وہ اتباع حدیث کر رہا ہے۔ لیکن
اظہار خوشی اور غم کے لئے لگانا جیسا کہ خارجی
جو روافض کے مخالف ہیں ان کا قاعدہ ہے یہ
جائز نہیں اسی طرح روافض سے علاوہ عجم خراسان

عمّا الرَّوَافِضُ فِي بِلَادِ الْعَجَمِ
مِنْ خُرَاسَانَ وَعِرَاقَ بَلْ فِي
بِلَادِ مَا وَرَاءِ النَّهْرِ مُنْكَرَاتٌ عَظِيمَةٌ
مِنْ لُبْسِ السَّوَادِ وَالدَّوَرَانِ
فِي بِلَادٍ وَجَرْحِ رُؤُوسِهِمْ وَ
أَبْدَانِهِمْ بِأَنْوَاعٍ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَ
يَدَّعُونَ أَنَّهُمْ مُحِبُّوا أَهْلِ الْبَيْتِ
وَهُمْ بَرِيئُونَ مِنْهُمْ۔

عراق اور ماوراء النہر کے علاقوں میں
جو منکرات مشہور ہیں۔ مثلاً سیاہ کپڑے
پہننا شہروں میں پھرنا، اور اپنے
سر اور بدن کو زخمی کرنا، اور
پھر یہ دعوے کرنا کہ محب اہل
بیت ہیں۔ تو وہ اہل بیت
ان سے بری الذمہ
ہیں۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا ذِكْرُ فَضَائِلِ السُّوَرِ
وَثَوَابُ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ كَذَا فَلَهُ
أَجْرُ كَذَا مِنْ أَوَّلِ الْقُرْآنِ إِلَى
آخِرِهِ كَمَا ذَكَرَ ذَلِكَ الثَّعْلَبِيُّ وَ
الْوَاحِدِيُّ فِي أَوَّلِ كُلِّ سُورَةٍ
وَالزَّمَخْشَرِيُّ فِي آخِرِهَا وَكَذَا
تَبِعَهُ الْبَيْضَاوِيُّ وَأَبُو السُّعُودِ
الْمُفْتِي قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ
أَظُنُّ الزَّنَادِقَةَ وَضَعُوهَا انْتَهَى

اسی قسم کی روایات میں سے سورتوں کے
فضائل اور ثواب کا بیان ہے۔ کہ فلاں فلاں سورت
پڑھے گا، اس کے لئے یہ اجر ہے، اسی طرح
اول قرآن سے اخیر تک جیسا کہ ثعلبی اور واحدی
نے اپنی تفسیروں میں ہر سورت کے شروع میں اور
زمخشری نے بعد میں بیان کیا ہے اور انہی کی
متابعت بیضاوی اور ابو سعود المفتی نے
کی ہے اکثر تفاسیر کا یہی حال ہے عبد اللہ بن
المبارک فرماتے ہیں زنادقہ نے اسے وضع کیا ہے

وَقَدِ اعْتَرَفَ بِوَضْعِهَا وَاضِعُهَا	اور بعض کی وضع کا تو واضع نے خود اعتراف
وَقَالَ قَصَدْتُ اَنْ اَشْغَلَ النَّاسَ	کیا اور وہ یہ کہتے ہیں ہماری غرض لوگوں کو
بِالْقُرْاٰنِ مِنْ غَيْرِهِ وَقَالَ بَعْضُ	قرآن کی جانب توجہ دلانا تھی بعض جاہل
جُهَلَاءِ الْوَضَّاعِيْنَ فِيْ هٰذَا النَّوْعِ	وضاعین کا قول ہے، ہم رسول اللہ پر جھوٹ
نَحْنُ نَكْذِبُ لِرَسُوْلِ اللهِ عَلَيْهِ	نہیں بولتے بلکہ رسول اللہ کی خاطر جھوٹ
السَّلَامُ وَلَا نَكْذِبُ عَلَيْهِ وَلَمْ	بولتے ہیں، اگر یہ جاہل یہ جان لیتا کہ جو بات
يَعْلَمْ هٰذَا الْجَاهِلُ اَنَّ مَنْ قَالَ	کہنا جو حضور نے نہیں فرمائی یہ رسول اللہ صلی
عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ فَقَدْ كَذَبَ	اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے اور وہ سخت عذاب
عَلَيْهِ وَاسْتَحَقَّ الْوَعِيْدَ الشَّدِيْدَ	کا مستحق ہے۔

فائدہ۔ ان میں وہ روایات داخل نہیں جو بخاریؒ مسلمؒ۔ امام مالکؒ اور ترمذیؒ وغیرہ نے روایت کی ہیں بخاریؒ مسلمؒ اور امام مالکؒ کی کل روایات صحیح۔ ترمذیؒ کا جہاں تک تعلق ہے، وہ خود اس کی ضعف و صحت کی وضاحت کر دیتے ہیں۔ بقیہ دیگر کتب حدیث میں جو روایات ہیں انہیں بغیر سند دیکھے قبول نہیں کیا جا سکتا۔

فَصْلٌ

وَمِمَّا وَضَعَهُ جَهَلَةُ	اور اسی قسم کی روایات میں سے وہ روایات
الْمُنْتَسِبِيْنَ اِلَى السُّنَّةِ فِيْ فَضْلِ	بھی ہیں جو جہلا نے ابوبکر صدیق کی فضیلت
الصِّدِّيْقِ حَدِيْثُ اِنَّ اللهَ	میں وضع کی ہیں مثلاً یہ روایت کہ اللہ تعالیٰ

يَتَجَلّٰى لِلنَّاسِ عَامَّةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِاَبِيْ بَكْرٍ خَاصَّةً وَحَدِيْثُ مَا صَبَّ اللّٰهُ فِيْ صَدْرِيْ شَيْئًا اِلَّا صَبَبْتُهٗ فِيْ صَدْرِ اَبِيْ بَكْرٍ وَحَدِيْثُ كَانَ اِذَا اشْتَاقَ اِلَى الْجَنَّةِ قَبَّلَ شَيْبَةَ اَبِيْ بَكْرٍ وَحَدِيْثُ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ كَفَرَسَيْ رِهَانٍ وَحَدِيْثُ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا اخْتَارَ الْاَرْوَاحَ اخْتَارَ رُوْحَ اَبِيْ بَكْرٍ وَحَدِيْثُ عُمَرَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَبُوْ بَكْرٍ يَتَحَدَّثَانِ وَكُنْتُ كَالزِّنْجِيِّ بَيْنَهُمَا وَحَدِيْثُ لَوْ حَدَّثْتُكُمْ بِفَضَائِلِ عُمَرَ عُمُرَ نُوْحٍ فِيْ قَوْمِهٖ مَا فَنِيَتْ وَاِنَّ عُمَرَ حَسَنَةٌ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ۔

قیامت کے روز سب کے لئے عام طور پر تجلی فرمائینگے لیکن ابوبکر کے لئے خاص طور پر ہوگی، اور یہ روایت کہ اللہ نے میرے سینہ میں بھی وہ بات نہیں ڈالی جو ابوبکرؓ کے سینے میں ڈالی ہے اور یہ روایت کہ جب آپ جنت کے مشتاق ہوتے تو ابوبکرؓ کے سپید بالوں کو چوم لیتے، اور یہ روایت کہ میں اور ابوبکرؓ سبقت میں برابر ہیں، اور یہ روایت کہ جب اللہ نے ارواح کو پسند کرنا شروع کیا تو ابوبکر کی روح کو پسند فرمایا۔ اور عمر کی وہ روایت کہ حضور اور ابوبکرؓ باہم باتیں فرماتے رہتے اور میری مثال ایک حبشی کی ہوتی۔ اور یہ روایت کہ اگر میں تم سے عمر کے فضائل عمر نوحؑ کے برابر بیان کروں تو وہ ختم نہ ہوں گے حالانکہ عمرؓ کی نیکیاں ابوبکرؓ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔

فائدہ ۔ صاحب مشکوٰۃ نے رزین کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضہ سے روایت کیا ہے کہ ایک چاندنی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری گود میں تھا، میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر بھی ہو سکتی ہیں، آپ نے فرمایا ہاں وہ عمر رضہ کی نیکیاں

ہیں میں نے عرض کیا، ابوبکرؓ کی نیکیاں کہاں گئیں۔ آپ نے فرمایا عمرؓ کی تمام نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔

وَحَدِيْثُ مَا سَبَقَكُمْ أَبُوْ بَكْرٍ بِكَثْرَةِ صَوْمٍ وَلَا صَلٰوةٍ وَإِنَّمَا سَبَقَكُمْ بِشَيْءٍ وُقِرَ فِيْ صَدْرِهٖ وَهٰذَا مِنْ كَلَامِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ قُلْتُ وَقَدْ سَبَقَ بِلَفْظِ مَا فَضَلَكُمْ وَالْكَلَامُ عَلَيْهِ وَأَمَّا مَا وَضَعَهُ الرَّافِضَةُ فِيْ فَضَائِلِ عَلِيٍّ فَأَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُعَدَّ قَالَ الْحَافِظُ أَبُوْ يَعْلٰى قَالَ الْخَلِيْلِيُّ فِيْ كِتَابِ الْإِرْشَادِ وَضَعَتِ الرَّافِضَةُ فِيْ فَضَائِلِ عَلِيٍّ وَأَهْلِ الْبَيْتِ نَحْوَ ثَلٰثِمِائَةِ أَلْفِ حَدِيْثٍ وَلَا يُسْتَبْعَدُ هٰذَا فَإِنَّكَ لَوْ تَتَبَّعْتَ مَا عِنْدَهُمْ مِنْ ذٰلِكَ وَجَدْتَ الْأَمْرَ كَمَا قَالَ وَمِنْ ذٰلِكَ مَا وَضَعَهُ بَعْضُ جَهَلَةِ أَهْلِ السُّنَّةِ فِيْ فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ قَالَ إِسْحٰقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ لَا يَصِحُّ

اور یہ روایت کہ ابوبکرؓ کی تم لوگوں پر سبقت نماز اور روزے کی بنا پر نہیں ہے، بلکہ وہ اس شئے کی بنا پر سبقت رکھتا ہے، جو اس کے سینے میں رکھی گئی ہے، یہ ابوبکر بن عیاش کا قول ہے اور اس پر کلام پہلے گذر چکا۔ ابن القیم فرماتے ہیں روافض نے جو حضرت علیؓ کے فضائل میں احادیث وضع کی ہیں، تو وہ شمار سے باہر ہیں، حافظ ابویعلی فرماتے ہیں خلیلی نے کتاب الارشاد میں تحریر کیا ہے روافض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے فضائل میں تین لاکھ احادیث وضع کی ہیں اور یہ بات کچھ بعید بھی نہیں اگر تم ان موضوع روایات کی تلاش کرو گے، تو ایسا ہی پاؤ گے، اسی طرح اہل سنت میں سے بعض جہلا نے معاویہؓ کے فضائل میں احادیث وضع کیں، اسحق

فِی فَضْلِ مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ شَیْئٌ ۔

بن راہویہ کہتے ہیں معاویہ کی فضیلت میں حضور سے کوئی روایت ثابت نہیں۔

فائدہ۔ ترمذیؒ نے عبدالرحمانؓ بن ابی عمیرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہؓ کے لئے فرمایا اے اللہ اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت پانے والا فرما اور اسے ہدایت عطا فرما۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ دوسری روایت ترمذی نے ابوادریس خولانی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے عمیرؓ بن سعد کو حمص کی حکومت سے معزول کر کے امیر معاویہؓ کو وہاں کا والی بنایا۔ تو لوگوں نے کہا عمرؓ نے عمیرؓ کو تو معزول کر دیا اور معاویہؓ کو امیر بنا دیا۔ عمیرؓ نے کہا نہیں جواب دیا کہ تم معاویہؓ کا صرف بھلائی سے ذکر کرو۔ کیونکہ میں نے حضور سے سنا تھا آپ فرماتے تھے اے اللہ اسے ہدایت عطا فرما اس روایت پر ترمذی نے سکوت کیا ہے اور یہ آخری جملہ دو معنی کو محتمل ہے اول یہ کہ اسے اللہ اسے ہدایت عطا فرما۔ ثانیاً اے اللہ اس کے ذریعے (یعنی دوسروں کو) ہدایت عطا فرما۔ اور یہ زیادہ مناسب ہے۔

وَمِنْ ذٰلِکَ مَا وَضَعَہُ الْکَذَّابُوْنَ فِیْ مَنَاقِبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیِّ عَلَی التَّنْصِیْصِ عَلٰی اِسْمَیْہِمَا وَکَذٰ مَا وَضَعَہُ الْکَذَّابُوْنَ اَیْضًا فِیْ ذَمِّہِمَا وَمِنْ ذٰلِکَ الْاَحَادِیْثُ فِیْ ذَمِّ مُعَاوِیَۃَ وَذَمِّ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَذَمِّ بَنِیْ اُمَیَّۃَ وَمَدْحِ الْمَنْصُوْرِ،

اور اسی قسم کی وہ روایت ہیں جو کذابین نے ابوحنیفہ اور شافعی کا نام لے لیکر وضع کی ہیں ایسے ہی ان کے مخالفین نے ان کی مذمت میں روایات وضع کی ہیں اس طرح وہ احادیث ہیں جو معاویہؓ عمرو بن العاص۔ اور بنو امیہ کی برائی میں اور منصور اور سفاح کی تعریف میں وضع کی گئیں۔ اسی طرح یزید ولید اور مروان بن

والمستفرح وكذا ذم يزيد والوليد
ومروان بن محمد وكذا
كل حديث في بغداد وذمها و
البصرة والكوفة ومرو وقزوين
وعسقلان والاسكندرية
ونصيبين وانطاكية فهو كذب
وكذا كل حديث في تحريم ولد
العباس على النار وكل حديث
في ذكر الخلافة في ولد العباس و
كذا كل حديث في ملاحم اهل
خراسان الخارجين مع عبد الله
بن علي وولد العباس وكذا احاديث
عدد الخلفاء من اولاد العباس
وكذا احاديث ان مدينة كذا و
كذا من مدن الجنة او من مدن
النار وحديث ذم ابي موسى
من اقبح الكذب وحديث نظر
رسول الله عليه السلام الى معاوية
وعمرو بن العاص وقال اركسهما

الحکم کی برائی میں اسی طرح بغداد کی تعریف اور
برائی میں اسی طرح بصرہ، کوفہ، مرو، قزوین
عسقلان، اسکندریہ، نصیبین اور انطاکیہ
کے بارے میں یہ سب جھوٹ ہیں اسی طرح
ہر وہ روایت جس میں یہ ہے کہ اولاد عباسؓ
کے لئے آگ حرام ہے یا وہ روایت جس میں یہ
ہے کہ خلافت عباسؓ کی اولاد میں ہوگی اسی
طرح وہ حدیث جو اہل خراسان کی مدح میں
وضع کی گئی جنہوں نے عبد اللہ بن علی بن
محمد بن عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت عباسؓ
کی اولاد کا ساتھ دیا تھا۔ اسی طرح عباسؓ کی
اولاد میں خلفاء کی تعداد کا بیان اور یہ روایات
کہ فلاں شہر جنت کا شہر اور فلاں دوزخ کا
شہر ہے۔ اسی طرح ابو موسیٰؓ اشعری کی برائی
میں جو حدیث وضع کی گئی اور یہ ایک بدترین
جھوٹ ہے اور یہ روایت کہ حضورؐ نے معاویہؓ
اور عمرو بن العاص کی طرف دیکھ کر فرمایا یعنی
دعا کی! انہیں فتنے میں الٹے منہ ڈال اور انہیں
دوزخ کی طرف کھینچ اور اسی طرح ہر وہ حدیث

في الفتنة وكساد عمها الى النار
دغل كذب ولكن اكثر حديث فيه
ان الايمان لا يزيد ولا ينقص
فكذب وقابل من وضعها
طائفة اخرى فوضعوا احاديث
الايمان يزيد وينقص وقال و
هذا كلام صحيح وهو اجماع السلف
حكاه الشافعي وغيره ولكن هذا
اللفظ كذب ثم معنى اللفظ
الاول ايضا صحيح عند المحققين
في المتاخرين وانما الكلام في
ثبوت سندها في الحديث
الاول ما رواه احمد وابو داود
الحاكم والبيهقي عن معاذ بسند
صحيح قال وهذا مثل اجماع
الصحابة والتابعين وجميع اهل
السنة على ان القرآن كلام الله
منزل غير مخلوق وليس هذا
اللفظ حديثه عليه الصلوة والسلام

جس میں یہ ہے کہ ایمان نہ کم ہوتا ہے نہ زیادہ یہ جھوٹ ہے (یا امام ابو حنیفہ کا قول ہے) اور دوسری جماعت نے اس کے مقابلہ پر حدیث وضع کی کہ ایمان کم بھی ہوتا ہے اور زیادہ بھی یہ کلام بلحاظ معنی صحیح ہے اور اس پر سلف کا اجماع ہے جیسا کہ امام شافعی نے روایت کیا ہے اور حنفی علماء اس سے متفق نہیں لیکن یہ روایت لفظاً یعنی حضور سے جھوٹ ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں پہلے لفظ کے معنی بھی محققین متاخرین کے نزدیک صحیح ہیں کلام اس کی سند کے ثبوت میں ہے تو پہلی روایت کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو احمدؒ، ابو داؤدؒ، حاکمؒ اور بیہقیؒ نے معاذؓ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے (آج تک یہ روایت جس کا حوالہ ملا علی قاری دے رہے ہیں میری نظر سے نہیں گذری واللہ اعلم) ابن القیم فرماتے ہیں، اسی طرح تمام صحابہ، تابعین اور تمام اہل سنت کا اس امر پر اجماع ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو اس کی جانب سے نازل ہوا، اور یہ مخلوق نہیں ہے، لیکن یہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہیں۔

فَصْلٌ

وَكُلُّ حَدِيْثٍ فِي التَّنْشِيْفِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ فَإِنَّهُ لَا يَصِحُّ وَكَذَا حَدِيْثُ مَسْحِ الرَّقَبَةِ فِي الْوُضُوْءِ بَاطِلٌ قُلْتُ وَقَدْ ثَبَتَ فِي حَدِيْثِ وَائِلٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَسَحَ ظَاهِرَ رَقَبَتِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَبِهَا اسْتَحَبَّهُ عُلَمَاؤُنَا قَالَ وَأَحَادِيْثُ الذِّكْرِ عَلَى أَعْضَاءِ الْوُضُوْءِ كُلُّهَا بَاطِلَةٌ وَأَقْرَبُ مَا رُوِيَ فِيْهَا أَحَادِيْثُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوْءِ وَقَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ لَا يَثْبُتُ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوْءِ حَدِيْثٌ انْتَهٰى لٰكِنَّهَا أَحَادِيْثُ حِسَانٌ قُلْتُ إِذَا كَانَتِ الْأَحَادِيْثُ حِسَانًا فَكَيْفَ يُقَالُ إِنَّهَا لَا يَثْبُتُ.

ہر وہ روایت جو وضو کے بعد پانی جھاڑنے کے بارے میں آتی ہے وہ بھی صحیح نہیں اسیطرح وضو میں گردن کے مسح کی روایت بھی باطل ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اور وائل بن حجر کی روایت میں ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر رقبہ کا مسح فرمایا اور اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اسی باعث ہمارے علماء اسے مستحب قرار دیتے ہیں اس کی تفصیل پہلے حرف میم میں گذر چکی ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں اور اعضاء وضو پر ذکر کی سب احادیث باطل ہیں اور اس میں سب سے بہتر وہ روایت ہے جو وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی کوئی روایت صحیح نہیں لیکن بسم اللہ کی احادیث حسن ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جب احادیث حسن ہوں تو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ثابت نہیں۔

فائدہ: وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی احادیث ابن ماجہؒ نے ابو ہریرہؓ، سعید بن زیدؓ، سہل بن سعد الساعدیؓ اور ابو سعید خدریؓ سے مختلف سندات کے ساتھ روایت کی ہیں۔

ثُمَّ التَّسْمِيَةُ عَلَى الْوُضُوْءِ
لَعَلَّهُ اَرَادَ بِهَا عَلَى اَعْضَائِهِ وَ
اِلَّا فَفِي اِبْتِدَائِهِ ثَابِتٌ اِجْمَاعًا
فَاِنَّهُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ
وَوَاجِبَةٌ عِنْدَ الْاِمَامِ اَحْمَدَ وَ
فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ لَا صَلٰوةَ
لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهُ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ
يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ
ابْنِ مَاجَةَ اقْتَصَرَ عَلَى الْجُمْلَةِ
الثَّانِيَةِ ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّهُ لَا يَلْزَمُ
مِنْ كَوْنِ اَرْكَانِ الْوُضُوْءِ غَيْرَ ثَابِتَةٍ
عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَنْ
يَكُوْنَ مَكْرُوْهَةً اَوْ بِدْعَةً مَذْمُوْمَةً
بَلْ اِنَّهَا مُسْتَحَبَّةٌ اِسْتَحَبَّهُ الْعُلَمَاءُ
الْاَعْلَامُ وَالْمَشَائِخُ الْكِرَامُ لِمُنَاسَبَةِ
كُلِّ عُضْوٍ بِدُعَاءٍ يَلِيْقُ فِي الْمَقَامِ
وَقَالَ وَحَدِيْثُ التَّشَهُّدِ بَعْدَ
الْفَرَاغِ مِنَ الْوُضُوْءِ وَقَوْلُ الْمُتَوَضِّئِ
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ

ابن القیم فرماتے ہیں وضو کے وقت بسم اللہ
پڑھنا شاید امام احمدؒ نے ہر عضو مراد لیا ہو۔ ورنہ
ابتدا میں تو اجماعاً ثابت ہے اور جمہور کے
نزدیک سنت موکدہ اور امام احمد بن حنبل کے
نزدیک واجب ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں
یہ الفاظ ہیں کہ جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں
اور جس نے وضو کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی
اس کا وضو نہیں۔ ابن ماجہ کی روایت میں
صرف اخیر کے الفاظ ہیں (صرف اخیر کے الفاظ
ابوسعید کی روایت میں ہیں اور رہا سہل رض
ابوہریرہ رض۔ اور سعید بن زید کی روایت میں
پورے الفاظ ہیں پھر یہ بات بھی جان لو
کہ ارکان وضو پر بسم اللہ پڑھنا۔ اگرچہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ تو
یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مکروہ ہو یا بدعت ہو
بلکہ علماء اور مشائخ کرام نے ہر عضو کے ساتھ
جو دعا مناسب مقام ہو پڑھنا مستحب قرار دیا
ہے (یعنی بلا دلیل) ابن القیم فرماتے ہیں وضو سے
فراغت کے بعد یہ دعا پڑھنا اشہد ان لا الہ الا

لا شریک لہ واشھد ان محمدا	اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدً
عبدہ ورسولہ اللھم اجعلنی	عبدہ ورسولہ اللہم اجعلنی من التوابین
من التوابین واجعلنی من	واجعلنی من المتطہرین، یا دوسری روایت
المتطھرین وفی حدیث اخر	ہیں جیسے تقی بن مخلد نے اپنی مسند میں
رواہ تقی بن مخلد فی مسندہ	روایت کیا ہے، سبحانک اللہم ربنا
سبحانک اللہ ربنا وبحمدک	وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت
اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک	استغفرک واتوب الیک، تو وضو
واتوب الیک فھذا الذکر بعدہ	کے بعد یہ ذکر کرنا اور وضو سے قبل
والتسمیۃ قبلہ ھو الذی رواہ	بسم اللہ پڑھنا ہے اہل سنن اور اہل مسانید
اھل السنن والمسانید وقد	نے روایت کیا ہے، ملا علی قاری فرماتے
بینت طرقہ فی شرح	ہیں ہیں نے اس کی سندات شرح حصن
حصن الحصین ۔	الحصین میں بیان کی ہیں ۔

فصل

وکذا التقدیر اقل الحیض	اسی طرح اقل حیض کی مدت تین دن اور اکثر
بثلثۃ ایام واکثرہ بعشرۃ باطل	حیض کی مدت دس دن ہے، یہ روایت بھی باطل
قلت ولہ طرق متعددۃ رواہ	ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی مختلف سندات
الدارقطنی وابن عدی فی	ہیں جنہیں دارقطنی، ابن عدیؒ نے کامل میں عقیلی
الکامل والعقیلی وابن الجوزی	اور ابن الجوزی نے مختلف طرق بیان کئے ہیں

وَتَعَدُّدُ الطُّرُقِ وَلَوْ ضَعُفَتْ يُرَقِّي الْحَدِيثَ إِلَى الْحَسَنِ فَالْحُكْمُ عَلَيْهِ بِالْوَضْعِ لَا يَسْتَحْسِنُ قَالَ وَكَذٰلِكَ حَدِيثُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ عَلَيْهِ صَلٰوةٌ قَالَ إِبْرَاهِيمُ الْحَرْبِيُّ سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ لَا أَعْرِفُهُ قَالَ الْحَرْبِيُّ وَلَا سَمِعْتُ أَنَا بِهٰذَا فِي حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَلِأَئِمَّتِنَا فِي وُجُوبِ التَّرْتِيبِ بَيْنَ الْقَضَاءِ وَالْأَدَاءِ أَحَادِيثُ ثَابِتَةٌ غَيْرُ ذٰلِكَ

اگرچہ ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کی تقویت کے باعث حدیث درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے تو اس پر وضع کا حکم لگانا بہتر نہیں۔ ابن القیم فرماتے ہیں اسی طرح یہ حدیث کہ جس پر نماز ہو (یعنی قضا) اس کی نماز نہیں۔ ابراہیم حربی کہتے ہیں میں نے امام احمدؒ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا اسے میں نہیں پہچانتا حربی کہتے ہیں میں نے بھی یہ حدیث نہیں سنی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں قضا اور ادا میں ترتیب کے وجوب کے بارے میں اس کے علاوہ دیگر احادیث ثابت ہیں۔

فَصْلٌ

وَمِنَ الْأَحَادِيثِ الْبَاطِلَةِ حَدِيثُ مَنْ بَشَّرَنِي بِخُرُوجِ نَيْسَانَ ضَمِنْتُ لَهُ عَلَى اللّٰهِ الْجَنَّةَ وَحَدِيثُ مَنْ آذَى ذِمِّيًّا فَقَدْ آذَانِي قُلْتُ وَفِي رِوَايَةِ الْخَطِيبِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مَنْ آذَى ذِمِّيًّا فَأَنَا خَصْمُهُ وَمَنْ

اور باطل روایات میں سے یہ بھی کہ جو مجھے نیسان (ایک شمسی مہینہ کا نام ہے) ختم ہو جانے کی خوشخبری سنائے گا میں اللہ کے ہاں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ اسی طرح یہ روایت کہ جس نے ذمی کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا پہنچائی۔ ملا علی قاری

كُنْتُ خَصْمَهُ فَقَدْ خَصَمْتُهُ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ قَالَ وَحَدِيْثُ يَوْمُ صَوْمِكُمْ
يَوْمُ نَحْرِكُمْ قُلْتُ وَقَدْ سَبَقَ
الْكَلَامُ عَلَيْهِ وَحَدِيْثُ لِلسَّائِلِ
حَقٌّ وَإِنْ جَاءَ عَلٰى فَرَسٍ قُلْتُ وَقَدْ
تَقَدَّمَ الْكَلَامُ عَلَيْهِ مُسْتَوْفًى قَالَ
وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ لَوْلَا كَذِبُ
السَّائِلِ مَا أَفْلَحَ مَنْ رَدَّهُ قَالَ
الْعُقَيْلِيُّ لَيْسَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ
شَيْءٌ يَثْبُتُ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قُلْتُ سَبَقَ
الْكَلَامُ عَلَيْهِ أَيْضًا وَمِنْ ذٰلِكَ
التَّحْذِيْرُ مِنَ الشُّبْرُمِ فِيْ طَلَبِ
الْخَيْرِ مِنَ الرُّحَمَاءِ وَمِنْ حِسَانِ
الْوُجُوْهِ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَيْسَ فِيْ هٰذَا
الْبَابِ شَيْءٌ يَثْبُتُ عَنِ النَّبِيِّ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَمِنْ ذٰلِكَ
أَحَادِيْثُ التَّحْذِيْرِ مِنَ التَّبَرُّمِ
بِحَوَائِجِ النَّاسِ لَيْسَ فِيْ هٰذَا ۲۰

فرماتے ہیں خطیب کی روایت میں ابو مسعود سے
مروی ہے جس نے ذمی کو ایذا پہنچائی میں اس کا
دشمن ہوں اور جس کا میں دشمن ہوں میں اس سے
قیامت کے روز جھگڑوں گا۔ ابن القیم فرماتے
ہیں اور یہ روایت کہ تمہارے روزے تمہاری قربانی
کا دن ہے (اس پر کلام پہلے گزر چکا) اسی طرح
یہ روایت کہ سائل کا حق ہے۔ اگرچہ وہ
گھوڑے پر سوار ہو کر آئے (اس پر بھی پہلے
کلام گزر چکا) اسی طرح یہ روایت کہ اگر
جھوٹ نہ بولے تو کبھی کامیاب نہ ہو عقیلی
کہتے ہیں اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سے کوئی شئے ثابت نہیں (اس پر
بھی پہلے کلام گزر چکا) اسی طرح طلب خیر میں
رحم کرنے والوں اور اچھے چہرے والوں سے
ڈرانے کے بارے میں کوئی روایت صحیح نہیں
عقیلی کہتے ہیں اس بارے میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شئے ثابت نہیں
اسی طرح لوگوں کی حاجات پوری کرنے سے
ڈرانا۔ اس میں بھی کوئی حدیث صحیح نہیں

شَيْءٌ صَحِيحٌ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ قَدْ رُوِيَ
فِي هٰذَا الْبَابِ أَحَادِيثُ لَيْسَ
فِيهَا شَيْءٌ يَثْبُتُ وَكَذٰلِكَ حَدِيثُ
السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِنَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِنَ
النَّاسِ قَرِيبٌ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبَخِيلُ
عَكْسُهُ قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ لَا يَثْبُتُ
فِيهَا حَدِيثٌ بِوَجْهٍ قُلْتُ رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ جَابِرٍ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي
الْأَوْسَطِ عَنْ عَائِشَةَ كَمَا فِي
الْجَامِعِ الصَّغِيرِ وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيثُ
اتَّخِذُوا السَّرَارِيَّ فَإِنَّهُنَّ مُبَارَكَاتُ
الْأَرْحَامِ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَصِحُّ
فِي السَّرَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ
السَّلَامُ شَيْءٌ ۔

عقیلی کہتے ہیں اس مضمون پر کئی روایات
ہیں لیکن کوئی بھی ثابت نہیں اسی طرح
یہ حدیث کہ سخی اللہ کے قریب، لوگوں
کے قریب اور جنت کے قریب ہے اور
بخیل اس کے برعکس ہے، دارقطنی کہتے ہیں کسی
طرح بھی ثابت نہیں، ملا علی قاری فرماتے
ہیں اسے ترمذی نے ابوہریرہ سے بیہقیؒ نے
جابرؓ سے اور طبرانیؒ نے اوسط میں عائشہؓ سے
روایت کیا ہے، جیسا کہ جامع الصغیر میں
ہے، ترمذی کہتے ہیں۔ یہ حدیث غریب
ہے۔ اور دراصل اسے عائشہ رضہ سے یحییٰ بن
سعید رح نے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اور
اسی طرح یہ روایت کہ باندیاں رکھا
کرو کیونکہ وہ مبارک رحموں والی ہوتی
ہیں۔ عقیلی کہتے ہیں اس بارے میں حضور
سے کوئی شے ثابت نہیں ؏

فصل

وَمِنْ هٰذَا أَحَادِيثُ مَدْحِ

اسی طرح کنوارین مدح میں تمام روایات

الْعُزُوبَةِ كُلُّهَا بَاطِلَةٌ قُلْتُ حَدِيثُ
خَيْرُكُمْ فِي الْمِائَتَيْنِ كُلُّ خَفِيفُ
الْحَاذِ الَّذِي لَا أَهْلَ لَهُ وَلَا وَلَدَ
رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى عَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوعًا
بِهِ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَفِي مَعْنَاهُ أَحَادِيثُ
كَثِيرَةٌ مِنْهَا مَا رَوَاهُ الْحَارِثُ بْنُ
أَبِي أُمَامَةَ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ
مَرْفُوعًا سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ
تَحِلُّ فِيهِ الْعُزُوبَةُ الْحَدِيثَ وَمِنْهَا
مَا رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ
الْيَمَانِ مَرْفُوعًا خَيْرُ نِسَائِكُمْ
بَعْدَ سِتِّينَ وَمِائَةٍ الْعَوَاقِرُ
وَخَيْرُ أَوْلَادِكُمْ بَعْدَ أَرْبَعٍ وَخَمْسِينَ
الْبَنَاتُ وَمِنْهَا مَا فِي التِّرْمِذِيِّ عَنْ
أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعًا إِنَّ أَغْبَطَ أَوْلِيَائِي
عِنْدِي لَمُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ الْحَدِيثَ
وَقَدْ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي
الزُّهْدِ وَالْحَاكِمُ فِي مُسْتَدْرَكِهِ وَ
قَالَ هَذَا إِسْنَادٌ لِلشَّامِيِّينَ صَحِيحٌ

باطل ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ دو
سو آدمیوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو ہلکا
ہو جس کے نہ کوئی اہل ہو نہ لڑکا۔ اسے
ابو یعلی نے حذیفہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے
سخاویؒ کہتے ہیں اس معنی میں بہت سی
احادیث وارد ہیں۔ جن میں سے ایک وہ
ہے جو حارثؒ بن ابی امامہ نے ابن مسعودؓ
سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ لوگوں پر
عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جس میں کنوارپن
حلال ہو جائے گا۔ اور اسی طرح دیلمیؒ
نے حذیفہؓ بن الیمان سے مرفوعاً
روایت کی ہے۔ ساٹھ اور سو سال کے
بعد تمہاری بہترین عورتیں بانجھ ہیں اور
چون سال بعد بہترین اولاد لڑکیاں ہیں
اور ترمذی نے ابو امامہ سے مرفوعاً روایت
کیا ہے۔ کہ میرے دوستوں میں زیادہ رشک
کے قابل ہلکا مومن ہے۔ اسے احمدؒ اور
بیہقیؒ نے زہد میں اور حاکم نے مستدرک
میں۔ حاکم کہتے ہیں۔ یہ شامیین کی سند

عندهم ولم يخرجاه انتهى ورواه
ابن ماجه أيضا في طريق أخرى عن
أبي أمامة ومن شواهده ما
للخطيب وغيره من حديث ابن
مسعود رفعه إذا أحب الله العبد
اقتناه لنفسه ولم يشغله
بزوجة ولا ولد وللديلمي عن
أنس مرفوعا يأتي على الناس
زمان لأن يربي أحدكم جرو
كلب خير له من أن يربي ولدا
من صلبه ومن ذلك أحاديث
للبيهقي عن قطع السدر وقال
العقيلي لا يصح في قطع السدر
شيء وقال أحمد ليس فيه
حديث صحيح قلت وقد رواه
أبو داود بسند صحيح والضياء
عن عبد الله بن حبشي من قطع
سدرة صوب الله رأسه في النار
وفي رواية الديلمي عن علي مرفوعا

بخاری و مسلم کے نزدیک صحیح تھی، لیکن
انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی ابن ماجہ نے
بھی اسے ابوامامہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے
خطیب وغیرہ نے ابن مسعودؓ سے مرفوعاً
روایت کیا ہے، جب اللہ کسی بندے
کو محبوب بناتا ہے تو اسے اپنے نفس کے
لئے خاص کر لیتا ہے، اور پھر نہ وہ زوجہ
کے ساتھ مشغول رہتا ہے اور نہ اولاد
کے ساتھ دیلمیؒ نے انسؓ سے مرفوعاً روایت
کیا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا، کہ
وہ اپنی اولاد سے کتے کے پلے کی تربیت
کو پسند کریں گے، ابن القیمؒ فرماتے ہیں اسی
قسم کی روایات میں سے بیہقیؒ کی بیری کاٹنے
کی روایات بھی ہیں، عقیلیؒ کہتے ہیں بیری
کاٹنے کی کوئی روایت بھی صحیح نہیں امام
احمدؒ فرماتے ہیں اس میں کوئی حدیث صحیح
نہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں ابوداؤد نے
سند صحیح کے ساتھ اور ضیاء نے عبداللہ بن
حبشی سے روایت کیا جو بیری کاٹے اللہ تعالیٰ

سيد الشجر السدرة قال ومن ذلك ما تقدمت الإشارة إلى بعضه من أحاديث مدح العدس والأرز والباقلاء والباذنجان والرمان والزبيب والهندباء والكراث والبطيخ والجوز والجبن والهريسة وفيه جزء كله كذب من أوله إلى آخره وأقرب ما جاء فيها حديث أفضل طعام الدنيا والآخرة اللحم وقال العقيلي لا يصح في هذا المتن عن النبي عليه السلام شيء قلت قد تقدم سيد طعام الدنيا والكلام عليه مبسوطا وقال ومن هذا حديث النهي عن قطع اللحم بالسكين فإنه من صنع الأعاجم قال الإمام أحمد ليس بصحيح وكان رسول الله عليه الصلوة والسلام يحز

اس کے سر کو دوزخ میں ڈالے گا۔ اور دیلمیؒ کی روایت میں حضرت علیؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔ درختوں کا سردار بیری ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں اور ان میں سے وہ روایات بھی ہیں جن کی جانب ہم اشارہ کر چکے ہیں۔ یعنی مسور، چاول، لوبھیا، باذنجان، انار، کشمش، ہندبا، کراث، تربوز، اخروٹ، پنیر، ہریسہ وغیرہ اور ان روایات کا ایک جزو ہے اور یہ سب اول تا آخر تک جھوٹی ہیں اور ان میں سب سے بہتر وہ روایت ہے جس میں آتا ہے کہ دنیا و آخرت کا سب سے عمدہ کھانا گوشت ہے۔ عقیلیؒ کہتے ہیں اس مضمون میں حضور سے کوئی شئے ثابت نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ حدیث اور اس پر تفصیلی کلام پہلے گذر چکا ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں اسی قبیل سے یہ حدیث بھی ہے کہ گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کیونکہ یہ عجمیوں کا قاعدہ ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کا گوشت چھری سے کاٹتے

من لحم الشاة ويأكل. قلت و
في الترمذي أنه عليه الصلاة
والسلام قطع اللحم بالسكين
وبسطنا الكلام عليه في شرح
شمائله. قال ومن ذلك أحاديث
النهي عن الأكل في السوق كلها
باطلة. قال العقيلي لا يثبت
في هذا الباب شيء عن النبي
عليه الصلاة والسلام. ومن
ذلك أحاديث البطيخ وفضله
وفيه جزء. قال الإمام أحمد
لا يصح في فضل البطيخ شيء
إلا أن رسول الله صلى الله عليه
وسلم كان يأكله. قلت وفي
الجامع الصغير البطيخ قبل
الطعام يغسل البطن غسلا
ويذهب بالداء أصلا رواه
ابن عساكر عن بعض عمات
النبي عليه الصلاة والسلام

اور کھاتے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ
ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
وسلم نے گوشت چھری سے کاٹا اور ہم نے
اس کی تشریح شرح شمائل میں کی ہے
ابن القیم فرماتے ہیں اسی طرح بازار میں
کھانے کی ممانعت کی تمام روایات باطل
ہیں عقیلی کہتے ہیں اس بارے میں کوئی حدیث
ثابت نہیں ہے اسی طرح تربوز اور اس کی فضیلت
کے بارے میں جو روایات ہیں اس کا ایک
جزو ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں
اس بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں سوائے
اس کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تربوز کھایا کرتے تھے۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں
ہے۔ تربوز کھانے سے پہلے کھانا
پیٹ کو صاف کرتا ہے اور بیماری
کو دور کرتا ہے۔ اسے ابن عساکرؒ نے
بعض عمات النبی سے روایت کیا ہے
ابن عساکرؒ فرماتے ہیں یہ روایت شاذ

وَقَالَ شَاگِرٌ لَا یَصِحُّ اِنْتَھٰی وَھُوَ یُفِیْدُ اَنَّہٗ غَیْرُ مَوْضُوْعٍ کَمَا لَا یَخْفٰی۔

ہے، صحیح نہیں، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ موضوع نہیں، جیسا کہ یہ بات مخفی نہیں ہے۔

فصل

وَمِنْ ذٰلِکَ اَحَادِیْثُ فَضَائِلِ الْاَزْھَارِ کَحَدِیْثِ فَضْلِ النَّرْجِسِ وَالْوَرْدِ وَالْمَرْزَنْجُوْشِ وَالْبَنَفْسَجِ وَالْبَانِ کُلُّھَا کَذِبٌ وَمِنْ ذٰلِکَ اَحَادِیْثُ فَضَائِلِ الدِّیْکِ وَقَدْ تَقَدَّمَ۔

اسی طرح پھولوں کے فضائل ہیں جو روایات مروی ہیں مثلاً نرگس، گلاب، زعفران، بنفشہ اور بان وغیرہ سب جھوٹ ہیں، اسی طرح مرغ کے فضائل کی کی روایات سب جھوٹ ہیں، اور یہ گذر چکا ہے۔

فصل

وَمِنْ ذٰلِکَ اَحَادِیْثُ الْحِنَّاءِ وَفَضْلِھَا وَالثَّنَاءِ عَلَیْھَا وَفِیْہِ جُزْءٌ لَا یَصِحُّ مِنْہُ شَیْءٌ وَاَجْوَدُ مَا فِیْہِ حَدِیْثُ التِّرْمِذِیِّ اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ السِّوَاکُ وَالتَّطَیُّبُ وَالْحِنَّاءُ فَسَمِعْتُ

اسی قسم کی روایات میں سے مہندی اور اس کی فضیلت کی روایات میں، اس کا بھی ایک اچھا خاصہ جزء ہے جس میں ایک بھی روایت صحیح نہیں، اور ان روایات میں سب سے بہتر وہ حدیث ہے جو جامع الترمذی میں ہے کہ چار چیزیں انبیاء کی سنن میں داخل ہیں۔

شيخنا ان الحجاج المزي يقول
هذا غلط من بعض الرواة وانما
هو الختان بالنون لكن ذلك
رواه العلامي عن شيخ الترمذي
قال والظاهر ان اللفظة وقعت
في آخر السطر فسقط منها النون
فرواه بعضهم الحناء وبعضهم
الختان وانما هو الختان قلت
وهذا بعيد لان مدار الدراية
على تحقق الرواية ومدار الرواية
على الفاظ المشائخ لا على كتابة
ما في الكتاب والله الملهم
بالصواب قال ومن حديث
الخضاب بالحناء والكتم قلت
كما في الشمائل للترمذي وغيره
وفي رواية الطبراني والخطيب
عن ابن عمر مرفوعا سيد ريحان
اهل الجنة الحناء قال ومن
ذلك التختم بالعقيق

مسواک خوشبو اور حنا۔ ابن القیم فرماتے
ہیں میں نے اپنے شیخ سے سنا رفا لہا امام ابن
تیمیہ مراد ہیں الحجاج المزی کہا کرتے تھے
اس میں بعض راویوں کی جانب سے غلطی واقع
ہوئی ہے اور یہ لفظ بجائے حنا کے ختان تھا جیسا
کہ علامی نے شیخ ترمذی سے روایت کیا ہے
ابن القیم فرماتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ
کے آخر سے نون گر گیا یعنی تحریر میں تو بعضوں
نے اسے حنا اور بعضوں نے ختان روایت کیا ہے
ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ عقلاً بعید ہے اس
لئے کہ درایت کا دارومدار روایت کے
تحقق پر ہے اور روایت کا دارومدار مشائخ
کے الفاظ پر ہے نہ کہ کتابت پر۔ ابن القیم
فرماتے ہیں حنا اور کتم کے خضاب کی حدیث
صحیح ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جیسا کہ
شمائل ترمذی وغیرہ میں واقع ہے۔ طبرانی
اور خطیب کی روایت میں ابن عمر سے مرفوعاً
مروی ہے۔ اہل جنت کی خوشبوؤں کی سردار
حنا ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں۔ عقیق کی

قَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَثْبُتُ فِي هٰذَا
شَيْءٌ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ قُلْتُ تَقَدَّمَ حَدِيْثُ
تَخَتَّمُوْا بِالْعَقِيْقِ وَالْكَلَامُ عَلَيْهِ
وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ النَّهْيِ اَنْ
تَقُصَّ الرُّؤْيَا عَلَى النِّسَاءِ قَالَ
الْعُقَيْلِيُّ لَا يُحْفَظُ مِنْ وَجْهٍ
يَثْبُتُ وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ اَنَّ
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَدُ زِنًى قَالَ
اَبُو الْفَرَجِ ابْنُ الْجَوْزِيِّ قَدْ وَرَدَ
فِي ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ لَيْسَ فِيْهَا
شَيْءٌ يَصِحُّ وَهِيَ مُعَارِضَةٌ لِقَوْلِهٖ
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى
قُلْتُ لَيْسَتْ مُعَارِضَةً لَهَا اِنْ
صَحَّتْ فَاِنَّهُ لَمْ يُحْرَمِ الْجَنَّةَ بِفِعْلِ
اَبَوَيْهِ بَلْ لِاَنَّ النُّطْفَةَ الْخَبِيْثَةَ
لَا تَخْلُقُ مِنْهَا طَيِّبًا فِي الْغَالِبِ وَ
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ طَيِّبَةٌ
فَاِنْ كَانَ فِي هٰذَا الْجِنْسِ طَيِّبَةٌ

انگوٹھی پہننے کی روایت بھی اسی قبیل میں
داخل ہے عقیلی رح کہتے ہیں اس بارے میں
حضور سے کوئی حدیث ثابت نہیں ملا علی
قاری فرماتے ہیں، یہ حدیث عقیق کی انگوٹھی
پہنا کرو یہ پہلے گذر چکی اور اس پر کلام بھی گذر
چکا ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات
میں سے عورت سے خواب بیان کرنے کی ممانعت
بھی ہے عقیلی کہتے ہیں یہ کسی طریقے سے بھی
ثابت نہیں اس قسم کی روایات میں سے
یہ بھی ہے کہ ولد الزنا جنت میں داخل نہ ہوگا
ابو الفرج بن الجوزی کہتے ہیں اس مضمون میں
بہت سی احادیث وارد ہیں لیکن ان میں سے
ایک بھی صحیح نہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے اس
قول کا (اور ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھا سکتا)
بھی مخالف ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں، اگر
صحت ثابت ہو جائے تو قرآن کی کوئی ممانعت
واقع نہیں ہوتی اس لئے کہ اس پر جنت ماں
باپ کے فعل کے باعث حرام نہ ہوگی بلکہ
اس لئے کہ نطفہ خبیثہ پاک طور پر پیدا ہوتا

دَخَلَتِ الْجَنَّةَ وَكَانَ الْحَدِيثُ
مِنَ الْعَامِّ الْمَخْصُوصِ وَقَدْ وَرَدَ
فِي ذَمِّهِ أَنَّهُ شَرُّ الثَّلَاثَةِ وَهُوَ
حَدِيثٌ حَسَنٌ وَمَعْنَاهُ صَحِيحٌ
فَهٰذَا الْاِعْتِبَارُ فَلِأَنَّ شَرَّ الْأَبَوَيْنِ
عَارِضٌ وَهٰذَا نُطْفَةٌ خَبِيثَةٌ
فَشَرُّهُ مِنْ أَصْلِهِ وَشَرُّ الْأَبَوَيْنِ
مِنْ فِعْلِهِمَا ارْتَكَبَا وَتَقَدَّمَ
الْكَلَامُ عَلَيْهِ فِي لَفْظِ وَلَدِ الزِّنَا
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَأَمَّا حَدِيثُ
وَلَدِ الزِّنَا شَرُّ الثَّلَاثَةِ فَرَوَاهُ
أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ
وَالْحَاكِمُ فِي مُسْتَدْرَكِهِ وَالْبَيْهَقِيُّ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَادَ الطَّبَرَانِيُّ
وَالْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ
اللهُ عَنْهُمَا إِذَا عَمِلَ بِعَمَلِ
أَبَوَيْهِ وَفِي النِّهَايَةِ قِيلَ هٰذَا
جَاءَ فِي رَجُلٍ بِعَيْنِهِ كَانَ
مَوْسُومًا بِالشَّرِّ وَقِيلَ هُوَ عَامٌّ

نہیں اور جنت میں سوائے پاک کے کوئی داخل
نہ ہوگا۔ تو اگر اس جنس میں پاکیزگی ہوتی تو جنت
میں داخل ہو جاتا۔ اور حدیث عام مخصوص ہوگی
اور اس کی مذمت میں یہ تو موجود ہے کہ وہ تین
شریروں میں ایک شرارت ہے یہ حدیث حسن
ہے اور اس کے معنی صحیح ہیں اس پر کوئی
غبار نہیں کیونکہ ماں باپ کی شرارت ایک
عارض ہے اور یہ خبیث لطفہ ہے تو اس کی
اصل بھی شر ہوئی اور ماں باپ کی شرارت
ان کا فعل ہے اور اس پر کلام پہلے اس حدیث
کے تحت گزر چکا کہ ولد الزنا جنت میں داخل
نہ ہوگا۔ اور یہ حدیث کہ ولد الزنا تین شریروں میں
سے ایک شرارت ہے تو اسے احمدؒ ابو داودؒ
نے سند صحیح کے ساتھ حاکم نے اپنی مستدرک
میں بیہقی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے
طبرانی اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے یہ زیادتی
روایت کی ہے کہ جب وہ اپنے ماں باپ جیسا
عمل کرے نہایہ میں ہے یہ اس شخص ہے کہ اسے
موسوم بالشر کیا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ

وَاِنَّمَا صَارَ وَلَدُ الزِّنٰی شَرًّا مِنْ وَالِدَیْہِ لِاَنَّہٗ شَرُّھُمْ لَا اَصْلًا وَلَا نَسَبًا وَوِلَادَۃً لِاَنَّہٗ خُلِقَ مِنْ مَاءِ الزَّانِیْ وَالزَّانِیَۃِ فَھُوَ مَاءٌ خَبِیْثٌ وَقِیْلَ لِاَنَّ الْحَدَّ یُقَامُ عَلَیْھِمَا فَیَکُوْنُ تَمْحِیْصًا لَّھُمَا وَھٰذَا لَا یُدْرٰی مَا یُفْعَلُ بِہٖ فِیْ ذُنُوْبِہٖ ۔

یہ عام ہے، کیونکہ ولد الزنیٰ ماں باپ کی شرارت کا نتیجہ ہے، کیونکہ وہ اصلاً نسباً اور ولادۃً زانی اور زانیہ کے پانی سے پیدا ہوا ہے۔ اسی لئے وہ خبیث ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے، کہ حد کا قیام ان پر انہیں سزا کے طور پر ہے اور یہ نہیں معلوم ان کے گنٗ کا نتیجہ کیا ہوگا۔

ملا علی قاری نے غلط مبحث کردیا ہے کیونکہ اصل میں تین چیزیں ہیں اول یہ کہ ولد الزنیٰ اصلاً پاک ہے یا ناپاک۔ اور ہمیں یہاں اس سے کوئی غرض نہیں ثانیاً وہ تین شرارتوں میں سے ایک شرارت ہے یا نہیں ہمیں اس مقام پر اس سے بھی بحث مقصود نہیں باقی ہماری رائے ابن عباس کی رائے کے ساتھ ہے اور ہمارے نزدیک وہ نتیجہ شرارت ہے نہ کہ بذاتہ شرارت۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوگا یا نہیں۔ تو ابن عباس کی روایت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ اپنے ماں باپ جیسا عمل کرے تو جنت میں داخل نہ ہوگا۔ لیکن اگر اس نے ساری زندگی نیک عمل کئے تو بقول ملا علی قاری تب بھی وہ خبیث النسب ہونے کی بنا پر جنت میں داخل نہ ہوگا۔ تو جنت کا داخلہ ایمان اور اعمال صالحہ پر موقوف ہے نہ کہ نسب وخاندان پر اور اسلاف میں سے آج تک کوئی بھی اس امر کا قائل نہیں۔ ثانیاً یہ تو نتیجہ شرارت ہے

اور اصل شر یہاں باپ ہیں اور اگر زانی پر شرعی حد کا دنیا میں اجرا ہو جائے تو وہ زانی ضرور بالضرور جنتی ہے تو جو گناہ میں شامل نہ تھا اسے دوزخی کیسے تصور کیا جا سکتا ہے ثالثاً ابوذر کی ایمان کے بارے میں جو روایت ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مومن جنت میں ضرور جائے گا۔ چاہے وہ چوری کرے یا زنا کرے رابعاً قرآن کہتا ہے "وہ ان کے لئے ان کے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال" ان کے اعمال کے بدلے میں اولاد کو کیسے سزا دی جا سکتی ہے۔ خامساً جس وقت یہ فعل عمل میں آیا۔ اس وقت تو وہ وجود میں بھی نہ آیا تھا اور جنت و جہنم کا سوال مکلف ہو جانے کے بعد واقع ہوتا ہے۔ نہ کہ وجود میں آنے سے قبل پر اس صورت میں انسان کو کوئی اختیار باقی نہ رہے گا۔ تو پھر وہ سزا کا مستحق کیسے ہوگا۔ اگر خدا سے قیامت کے روز اس نے یہ سوال کیا۔ کہ جب دخول جنت صحیح النسب ہونے پر موقوف تھا تو تو نے مجھے حلال طریقے سے کیوں نہ پیدا کیا۔ تو ملا علی قاری اس کا کیا جواب دیں گے۔ دراصل بات یہ ہے کہ ملا علی قاری کے نزدیک ہر ضعیف روایت قابل قبول ہے۔ اس حد تک تو خیر ہمیں زیادہ اختلاف نہ ہوتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ملا علی قاری کی یہ سعی ہوتی ہے کہ موضوع کو درجہ ضعف تک پہنچا دیا جائے اور ضعیف کو درجہ حسن تک تاکہ اس کے انکار کی کوئی شکل باقی نہ رہے چاہے تمام محدثین اس کے موضوع ہونے پر متفق ہوں۔ میں نے اپنے والد مرحوم مفتی اشفاق الرحمان صاحب سے بارہا سنا کہ ملا علی قاری اور جلال الدین سیوطی ضعف پرست ہیں۔ اور میں نے ان کے اس قول کو ہر دو محدثین کے بارے میں بالکل صحیح پایا۔

فصل

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ لَيْسَ
لِفَاسِقٍ غِيْبَةٌ قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ
وَالْخَطِيْبُ قَدْ وَرَدَ مِنْ طُرُقٍ وَ
هُوَ بَاطِلٌ قُلْتُ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ
بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ
حَيْدَةَ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَيُؤَيِّدُهُ
حَدِيْثُ اَتَرْعَوْنَ عَنْ ذِكْرِ
الْفَاجِرِ اَنْ تَذْكُرُوْهُ فَاذْكُرُوْهُ
يَعْرِفْهُ النَّاسُ رَوَاهُ الْخَطِيْبُ
فِيْ رِوَايَةِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
وَفِيْ لَفْظٍ اَتَرْعَوْنَ عَنْ ذِكْرِ
الْفَاجِرِ مَتٰى يَعْرِفُهُ النَّاسُ
اُذْكُرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِيْهِ يَحْذَرْهُ
النَّاسُ رَوَاهُ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا فِيْ
ذَمِّ الْغِيْبَةِ وَالْحَكِيْمُ فِيْ نَوَادِرِ
الْاُصُوْلِ وَالْحَاكِمُ فِي الْكُنٰى
وَالشِّيْرَازِيُّ فِي الْاَلْقَابِ وَابْنُ
عَدِيٍّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ

اور اسی قسم کی روایات میں سے روایت
بھی ہے کہ فاسق کے لئے غیبت نہیں ہے دار قطنی رح
اور خطیب کہتے ہیں یہ مختلف طریقوں سے
مروی ہے اور سب باطل ہیں ملا علی قاری
فرماتے ہیں اسے طبرانی نے معاویہ بن حیدہ
سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔
اور اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے۔
کیا تم فاجر کا ذکر کرنے سے ڈرتے ہو۔ اس
کا ذکر کیا کرو تاکہ لوگ اسے پہچان لیں اسے
خطیب نے روایت کیا ہے (اور خطیب سب
کو باطل قرار دیتے رہے ہیں) مالک رح کی
روایت میں ابوہریرہ کے یہ الفاظ ہیں
کہ تم فاجر کا اس لئے ذکر کرنے سے ڈرتے
ہو کہ لوگ اسے پہچان نہ لیں۔ تم فاجر کا ذکر
کیا کرو تاکہ لوگ اس سے احتراز کریں اسے
ابن ابی الدنیا نے ذم غیبت میں اور حکیم
ترمذی نے نوادر الاصول میں۔ حاکم رح نے
کنی میں شیرازی نے القاب میں ابن عدی

الخطيب عن بهز بن حكيم عن
ابيه عن جده كذا في الجامع
الصغير وقد يستفاد هذا
المعنى من قوله تعالى لا يحب
الله الجهر بالسوء من القول
الا من ظلم قال ومن ذلك
احاديث النهي عن سب
البراغيث قال العقيلي لا
يصح في البراغيث عن النبي
عليه الصلوة والسلام شئ
قلت وهذا غريب منه فقد
روى احمد والبزار والبخاري
في الادب والطبراني في
الدعوات عن انس ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم
سمع رجلا يسب برغوثا
فقال لا تسبه فانه ايقظ
نبيا لصلوة الفجر ومن ذلك
احاديث اللعب بالشطرنج

طبرانی رح بیہقی رح اور خطیب نے بہز بن حکیم
عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے جیسا
کہ جامع الصغیر میں ہے اور یہ معنی اللہ تعالی
کے قول سے بھی مستفاد ہے (اللہ تعالے
کسی کی برائی زبان سے بیان کرنے کو پسند
نہیں فرماتا مگر مظلوم یعنی مظلوم بیان کر
سکتا ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں اس قسم
کی روایات میں سے براغیث کے برا کہنے
کی ممانعت کی روایات بھی ہیں (براغیث
برغوث کی جمع ہے اور برغوث ایک چھوٹی قسم
کی مچھلی ہے) عقیلی کہتے ہیں اس بارے میں
حضور سے کوئی شے صحیح طور پر ثابت نہیں
ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ ان کا قول غریب ہے
اس لئے کہ امام احمد رح بزار رح بخاری رح نے ادب
المفرد میں، اور طبرانی نے دعوات میں انس رض
سے روایت کیا ہے کہ حضور صلعم نے ایک شخص
کو برا کہتے سنا۔ آپ نے فرمایا برغوث کو برا نہ کہو
اس نے ایک نبی کو صبح کی نماز کے لئے جگایا
تھا ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات

اِبَاحَتُہٗ وَتَحْرِیْمُہٗ کُلُّہَا کَذِبٌ عَلٰی	میں سے شطرنج کی حلت وحرمت کی
رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ	جتنی روایات ہیں سب رسول اللہ صلی اللہ
السَّلَامُ وَاِنَّمَا یَثْبُتُ فِیْہِ	علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ ہیں، اور صحابہ
الْمَنْعُ عَنِ الصَّحَابَۃِ قُلْتُ قَدْ	سے اس کی ممانعت ثابت ہے۔ یہ
تَقَدَّمَ حَدِیْثُ مَنْ لَعِبَ	حدیث اور اس پر کلام پہلے گذر چکا)
بِالشِّطْرَنْجِ وَالْکَلَامُ عَلَیْہِ وَمِنْ	ابن القیم رح فرماتے ہیں اسی طرح یہ
ذٰلِکَ حَدِیْثُ لَا تُقْتَلِ الْمَرْأَۃُ	روایت کہ اگر عورت مرتد ہوجائے
اِذَا ارْتَدَّتْ قَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ	تو اسے قتل نہ کیا جائے۔ عقیلی رح کہتے
لَا یَصِحُّ ھٰذَا الْحَدِیْثُ عَنْ	ہیں یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ	وآلہ وسلم سے ثابت نہیں۔ ملا علی
السَّلَامُ قُلْتُ مَعَ نَھْیِہٖ عَلَیْہِ	قاری فرماتے ہیں رسول اللہ صلی
الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَنْ قَتْلِ	اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے قتل سے
النِّسَاءِ ۔	منع فرمایا ہے۔

ف ملا علی قاری نے وہ حدیث پیش کی ہے، جو احکام جہاد سے تعلق رکھتی ہے۔ نہ کہ اس شکل خاص سے۔ اور ارتداد کی صورت میں اسے قتل نہ کرنے کی کوئی روایت ثابت نہیں۔ یہی مقصد ہے امام ابن القیم اور عقیلی کا۔ اور عقلاً بھی ممانعت صحیح نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ جب زنا میں عورت کو حداً رجم کیا جاسکتا ہے۔ تو ارتداد میں حداً قتل بھی کیا جاسکتا ہے۔ اور قتل میں مقتول کو کوئی تکلیف نہیں۔ بخلاف رجم کے ثانیاً

زنا ایک گناہ کبیرہ ہے۔ جب اس کی سزا اتنی سخت ہے۔ تو کفر کی سزا قتل کیسے نہ ہوگی۔ اور آج تک سوائے ملا علی قاری کے کسی مذہب کے کے عالم نے بھی یہ فتویٰ نہ دیا۔

قَالَ وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ مَنْ اُهْدِيَ اِلَيْهِ هَدِيَّةٌ وَعِنْدَهٗ جَمَاعَةٌ فَهُمْ شُرَكَاؤُهٗ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ بَابُ مَنْ اُهْدِيَتْ لَهٗ هَدِيَّةٌ وَعِنْدَهٗ جُلَسَاؤُهٗ فَهُوَ اَحَقُّ قَالَ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ جُلَسَاءَهٗ شُرَكَاؤُهٗ وَلَمْ يَصِحَّ قُلْتُ وَقَدْ تَقَدَّمَ الْكَلَامُ عَلَيْهِ فِيْ حَرْفِ الْمِيْمِ وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ حَبْوًا قَالَ شَيْخُنَا لَا يَصِحُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قُلْتُ اَرَادَ شَيْخَهُ ابْنَ تَيْمِيَّةَ وَمِنْ

ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات میں سے یہ بھی روایت ہے کہ جب کسی کے پاس ہدیہ بھیجا جائے اور اس کے پاس جماعت بیٹھی ہو تو وہ جماعت بھی ہدیہ میں شریک ہے۔ عقیلی کہتے ہیں اس بارے میں کوئی حدیث صحیح طور پر ثابت نہیں۔ بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب باندھا ہے۔ کہ اگر کسی کے پاس ہدیہ بھیجا جائے اور اس کے پاس دیگر لوگ بیٹھے ہوں۔ تو وہ خود اس ہدیہ کا زیادہ حقدار ہے۔ ابن القیم کہتے ہیں۔ ابن عباس سے یہ روایت کیا جاتا ہے کہ پاس بیٹھنے والے اس ہدیہ میں شریک ہیں لیکن یہ صحیح نہیں مگر اس حدیث پر کلام حرف میم میں گزر چکا۔ ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات میں سے یہ بھی ہے کہ عبد الرحمن بن عوف جنت میں گھٹنوں کے بل داخل ہوں گے ہمارے شیخ (ابن تیمیہ) فرماتے ہیں یہ حضور صلعم سے صحیح طور پر ثابت

أَحَادِيثُ الْأَبْدَالِ وَالْأَقْطَابِ وَالْأَغْوَاثِ وَالنُّقَبَاءِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْأَوْتَادِ كُلُّهَا بَاطِلَةٌ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَأَقْرَبُ مَا فِيهَا حَدِيثُ لَا تَسُبُّوا أَهْلَ الشَّامِ فَإِنَّ فِيهِمُ الْأَبْدَالَ كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلًا آخَرَ ذَكَرَهُ أَحْمَدُ وَلَا يَصِحُّ أَيْضًا فَإِنَّهُ مُنْقَطِعٌ قُلْتُ قَدْ وَرَدَتِ الْأَحَادِيثُ وَالْآثَارُ مَرْفُوعًا وَمَوْقُوفًا عَلَى الصَّحَابَةِ الْأَبْرَارِ وَالتَّابِعِينَ الْأَخْيَارِ جَمَعَهَا الْحَافِظُ السُّيُوطِيُّ فِي رِسَالَةٍ مُسْتَقِلَّةٍ سَمَّاهَا الْخَبَرُ الدَّالُّ عَلَى وُجُودِ الْقُطْبِ وَالْأَوْتَادِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْأَبْدَالِ

نہیں۔ اسی قسم کی روایات میں سے ابدال قطب، نقباء، نجباء، غوث اور اوتاد وغیرہ کی روایات ہیں یہ سب کی سب باطل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور اس میں سب سے بہتر وہ روایت ہے جس میں آتا ہے کہ اہل شام کو برا نہ کہو کیونکہ اس میں ابدال ہیں۔ جب ان میں سے ایک مرجاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کی جگہ دوسرا تبدیل فرماتے ہیں۔ اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔ لیکن یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ منقطع ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں اس بارے میں احادیث اور آثار صحابہ و تابعین مروی ہیں جنہیں حافظ سیوطی رح نے ایک مستقل رسالہ میں جس کا نام الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال ہے اس پر کلام پہلے گذر چکا)

فصل

وَمِنْ ذٰلِكَ أَحَادِيثُ الْمَنْعِ

ابن القیم فرماتے ہیں اسی طرح رفع یدین

مِنْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ
عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ كُلُّهَا
بَاطِلَةٌ لَا يَصِحُّ مِنْهَا شَيْءٌ كَحَدِيْثِ
ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَلَا أُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ
إِلَّا فِيْ أَوَّلِ مَرَّةٍ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ
قَدْ ثَبَتَ حَدِيْثُ سَالِمٍ عَنْ
أَبِيْهِ يَعْنِيْ فِي الرَّفْعِ وَلَمْ يَثْبُتْ
حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ كَحَدِيْثِهِ
الْآخَرِ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَأَبِيْ
بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوْا إِلَّا
عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ
لَا يَصِحُّ قُلْتُ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ
رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ قَالَ
التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَ
أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ
بِسَنَدَيْهِمَا فَمَا نُقِلَ عَنِ ابْنِ

کی رکوع میں جاتے وقت اور اٹھتے
وقت ممانعت کی روایات سب باطل
ہیں ان میں سے کوئی بھی حدیث صحیح
نہیں، جیسا کہ ابن مسعودؓ کی روایات
کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جیسی نماز نہ پڑھاؤں، آپ نے
نماز پڑھائی اور رفع یدین نہ فرمایا
ابن المبارکؒ کہتے ہیں رسول اللہ علیہ و
سلم سے رفع یدین کے بارے میں ابن
عمر کی روایت ثابت ہے، اور ابن مسعود
کی نہیں جیسا کہ دوسری روایت ہے میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ و عمرؓ
کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے بھی رفع یدین
نہ کیا۔ یہ منقطع ہے، صحیح نہیں، ملا علی قاری
فرماتے ہیں، ابن مسعود کی روایت ابوداؤد
اور ترمذی نے روایت کی ہے اور ترمذی
نے اسے حسن قرار دیا ہے، اور نسائی نے
خود ابن المبارک سے اسے دو سندات
کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابن المبارکؒ

الْمُبَارَكِ غَيْرُ ضَائِرٍ بَعْدَ مَا ثَبَتَ
بِالطُّرُقِ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا وَمُنَاظَرَةُ
الْأَوْزَاعِي مَعَ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ
رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى مَشْهُورَةٌ وَ
رَوَى الطَّحَاوِيُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ
بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ
رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رض رَفَعَ
يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا
يَعُودُ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ أَنَّ عَلِيًّا
رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ التَّكْبِيرِ
ثُمَّ لَمْ يَعُدْ قَالَ وَحَدِيثُ
يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى
عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ
الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبِ
أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ قَالَ
الشَّافِعِيُّ ذَهَبَ بَعْضُ النَّاسِ
إِلَى تَغْلِيطِ يَزِيدَ وَقَالَ الْإِمَامُ
أَحْمَدُ هٰذَا حَدِيثٌ وَاهٍ قُلْتُ

اسی وقت روایت کر سکتے تھے. جب کہ
وہ ان کے نزدیک ثابت ہو چکی ہو. اور
اوزاعی کا امام ابوحنیفہ کے ساتھ مناظرہ
تو مشہور ہے. طحاوی اور بیہقی رح نے
سند صحیح کے ساتھ اسود رح سے
روایت کیا ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ
تعالے عنہ کو پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ
اٹھاتے دیکھا. اور اس کے بعد وہ ہاتھ
نہ اٹھاتے طحاوی رح نے حضرت علی رضی
اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے
امام محمد نے بھی علی کی روایت کو دو سندوں میں
نقل کیا ہے) اور یزید بن ابی زیاد کی براء
بن عازب سے روایت ہے. کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت
رفع یدین فرماتے. پھر نہ فرماتے. شافعی
کہتے ہیں بعض لوگوں نے یزید کو غلط
قرار دیا ہے. امام احمد رحمہ اللہ تعالی
فرماتے ہیں یہ حدیث واہی ہے ملا علی
قاری فرماتے ہیں جب دوسرے طریقہ

اِذَا ثَبَتَ مِنْ طُرُقٍ اُخْرٰی لَا	سے ثابت ہو گی۔ تو یہ ضعف اسے
یَضُرُّ ضُعْفُ هٰذَا بَلْ یَصْلُحُ	نقصان نہ پہنچائے گا بلکہ یہ تو تقویت
لِلتَّقْوِیْ بِهٖ ۝	کا باعث ہو گا۔

فائدہ ۔ طحاوی رح میں براء رضی اللہ تعالےٰ عنہ والی روایت کی کئی سندات ہیں۔ سند اول یہ ہے۔ جس پر امام شافعی کو اعتراض ہے ابو بکرہ۔ مؤمل۔ سفیان۔ یزید بن ابی لیلیٰ ابی ابی لیلیٰ۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ۔ دوسری سند یہ ہے۔ ابی ابی داؤد۔ عمرو بن عون۔ خالد۔ ابن ابی لیلیٰ۔ عیسیٰ بن عبد الرحمٰن۔ عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ براء رضی اللہ عنہ تیسری سند یہ ہے۔ محمد بن نعمان۔ یحییٰ بن یحییٰ۔ وکیع۔ ابن ابی لیلےٰ۔ اخما ابو لیلےٰ اور حکم۔ ابن ابی لیلےٰ۔ براء رضی اللہ عنہ۔

قَالَ وَحَدِیْثُ وَکِیْعٍ عَنْ	ابن القیم فرماتے ہیں یہ روایت وکیع
ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْحَکَمِ عَنْ	ابن ابی لیلیٰ۔ حکم۔ مقسم۔ ابن عباس
الْحَکَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ	رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مقسم۔ نافع۔
عَبَّاسٍ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ	ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ نبی کریم صلی اللہ
قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْهِ	علیہ وسلم سات مقام پر ہاتھ اٹھاتے
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ یُرْفَعُ	تھے۔ نماز شروع کرتے وقت۔
الْاَیْدِیْ عِنْدَ سَبْعِ مَوَاطِنَ	صفا۔ مروہ۔ موقفین اور جمرتین پر
عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَ	یہ روایت مرفوعاً صحیح نہیں۔ بلکہ یہ ابن
اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالصَّفَا وَ	عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رض

المروة والموقفين والجمرتين
لا يصح رفعه والصحيح رفعه
عن ابن عمر رضـ وابن عباس رضـ
قلت وعلى تقدير عدم صحة
رفعه يكفينا صحة وقفه لا سيما
وهو في حكم المرفوع إذ لا يقال
مثل هذا من قبل الرأي
كيف وقد روى الطبراني
بسنده عن ابي ليلى عن الحكم
عن المقسم عن ابن عباس رضـ
عنه عليه السلام لا ترفع
الأيدي إلا في سبع مواطن
حين يفتتح الصلوة وحين
يدخل المسجد الحرام فينظر
إلى البيت وحين يقوم على
الصفا والمروة وحين يقف مع
الناس عشية عرفة وبجمع
والمقامين حين يرمي الجمرة
وذكره البخاري معلقا في كتابه

کا عمل ہے۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں۔ اگر یہ مرفوعاً ثابت نہ ہو اور
اسے موقوف ہی ماننا چاہئے۔
تو یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔ کیونکہ
اس جیسی بات اپنی جانب سے نہیں
کہی جاسکتی۔ اور اسے طبرانیؒ نے
اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے
ابو لیلی۔ حکم۔ مقسم۔ ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صرف سات جگہوں میں ہاتھ اٹھاتے
جب نماز شروع فرماتے
جب مسجد حرام میں داخل ہوتے
اور بیت اللہ کو دیکھتے۔ جب
صفا اور مروہ پر ٹھہرتے۔ اور
عرفہ کی شام کو اور جمع میں اور
رمی جمرہ کے وقت دونوں مقامات
(اتفاق سے یہی سند طحاوی
کی ہے) البخاری نے ادب المفرد

المُفرد في رفع اليدين وقال
وقال وكيع عن ابن ابي
ليلى عن الحكم عن مقسم عن
ابن عباس عنه عليه السلام
لا يرفع الايدي الا في سبع
مواطن في افتتاح الصلوة
واستقبال الكعبة وعلى الصفا
والمروة وبعرفات وبجمع و
في المقامين عند الجمرتين
قال وحديث آورده البيهقي في
الخلافيات من رواية عبد الله
بن عوف الخزار حدثنا مالك
عن الزهري عن سالم عن ابيه
ان النبي عليه الصلوة والسلام
كان يرفع يديه ثم لا يعود
قلت وقد صح عنه خلاف
ذلك فيحمل على نسخ الاول
فتأمل وقول ابن القيم
من شم رواية الحديث

میں معلقاً اس سند کے ساتھ
روایت کیا ہے۔ وکیع۔ ابن
ابی لیلےٰ۔ حکم۔ مقسم۔ ابن عباس رضؓ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف
سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے
نماز شروع کرتے وقت۔ کعبہ کے
سامنے۔ صفا۔ مروہ۔ عرفات
جمع۔ اور جمرتین پر۔ ابن القیم فرماتے
ہیں۔ بیہقی رح نے خلافیات میں اس
سند کے ساتھ عبد اللہ بن عوف
الجزار۔ مالک۔ زہری۔ سالم
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
صرف تکبیر افتتاح کے وقت
رفع یدین کرتے پھر نہ کرتے۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں۔ ابن عمر رض سے اس
کے خلاف منقول ہو چکا۔ تو اب یہ
اس بات پر محمول کیا جائیگا۔ کہ پہلی حدیث
منسوخ ہے اور ابن القیم کا اس حدیث کے

عَلٰى بَعْضٍ شَهِدَ بِاللّٰهِ اَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ مَنْسُوْخٌ ؛ بارے میں یہ قول کہ جس نے ذرا سی بھی حدیث کی خوشبو سونگھی ہوگی وہ خدا کی قسم کھا کر اسے موضوع کہے گا۔ تو یہ قول صحیح نہیں۔

فائدہ - ابن عباس کی روایت ترمذی نسائی اور طحاوی رح میں مرفوعاً موجود ہے۔ اسی طرح ابن عمرؓ کی روایت طحاوی میں مرفوعاً موجود ہے۔ اگر یہ موقوف بھی ہو تو فعل صحابی حجت اور پھر ابن عمر تو وہ شخص ہیں جن کی روایت کی بنا پر تم نے ابن مسعودؓ کی روایت کا انکار کیا تھا۔ اور یہاں خود وہ منکر ہیں۔

اور جب ابن عمرؓ سے صحیح طور پر ترک رفع یدین ثابت ہے۔ تو بلا علت موضوع ہونے کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے۔ امام محمد رح نے ابن عمرؓ سے اس سند کے ساتھ۔ محمد بن ابان بن صالح، عبدالعزیز بن حکیم کہتے ہیں۔ میں نے ابن عمر کو دیکھا۔ کہ وہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرماتے پھر نہ فرماتے۔ طحاوی نے اس سند کے ساتھ ابن ابی داؤد۔ احمد بن یونس۔ ابو بکر بن عیاش حصین رمجاہد ابن عمرؓ سے ایسا ہی روایت کیا ہے مجاہد جو ابن عمر سے ترک رفع یدین روایت کر رہے ہیں وہ ابن عمر کی خدمت میں دس سال رہے۔

قَالَ وَحَدِيْثُ ابْنِ الزُّبَيْرِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا ابن القیم فرماتے ہیں اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر افتتاح کے وقت رفع یدین فرماتے پھر نہ فرماتے

هُوَ مَوْضُوْعٌ قُلْتُ هٰذَا اَمْرٌ فُوِّعَ بِاَنَّهٗ يُوَافِقُ مَا ثَبَتَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض وَغَيْرِهٖ فَالْحُكْمُ الْمُطْلَقُ بِوَضْعِهٖ مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ فِيْ سَنَدِهٖ غَيْرُ مَشْرُوْعٍ ۔

یہ بھی موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں، بلکہ یہ تو ابن مسعود والی روایت کی تائید کرتی ہے تو مطلقاً سند میں بلا کسی علت کے وضع کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے۔

فائدہ۔ امام ابن القیم رح نے رفع یدین کے معاملہ میں بہت ہی تعصب سے کام لیا ہے ورنہ عباد ابن الزبیر رض کی یہ روایت بیہقی نے خلافیات میں نقل کی ہے۔

قَالَ وَحَدِيْثٌ وَضَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عُكَاشَةَ الْكِرْمَانِيُّ عَنْ اَنَسٍ مَوْقُوْفًا مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوْعِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ قَبَّحَ اللّٰهُ وَاضِعَهٗ قُلْتُ وَلَوْ صَحَّ يُحْمَلُ عَلٰى اَنَّهٗ لَا صَلٰوةَ كَامِلَةً لَهٗ ؛

ابن القیم رح فرماتے ہیں، محمد بن عکاشہ الکرمانی نے انس رضی اللہ عنہ سے ایک موقوف روایت وضع کی ہے جو رکوع میں ہاتھ اٹھائے اس کی نماز نہ ہوا اللہ تعالیٰ اس کے واضع کی صورت بگاڑے۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ مقصود یہ ہو کہ اس کی نماز کامل نہیں ہوتی۔

فائدہ۔ اب ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ترک رفع یدین کی روایات کن کن اصحاب سے ثابت ہیں۔

(۱) عبداللہ بن مسعود رض۔ ترمذی نے ان کی روایت کو حسن قرار دیا ہے اس کے علاوہ۔ محمدؒ نے موطا میں طحاوی رح۔ ابوداؤد رح۔ نسائی دارقطنی

اور ابن ابی شیبہ نے روایت کرکے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اسی طرح
ابن حزم نے محلی میں۔ ابن القطان اور دارقطنی رح نے بھی صحیح قرار دیا ہے
ثانیاً ابن مسعود رض کی یہ روایت کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابو بکر رض اور عمر کے پیچھے نماز پڑھی ان میں سے کسی نے رفع یدین نہیں
کیا۔ اسے ابن عدی رح۔ دارقطنی رح اور بیہقی رح نے اس سند کے ساتھ روایت
کیا ہے۔ حماد۔ ابراہیم۔ علقمہ۔ ابن مسعود رض۔

براء بن عازب رض کی مرفوع روایت ابوداؤد نے روایت کی ہے
اور اس پر کلام کیا ہے۔ لیکن طحاوی نے مختلف سندات اور ابن ابی شیبہ
نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

حضرت علی رض سے مرفوع روایت۔ اسے دارقطنی رح نے روایت کیا ہے
اور موقوف روایت کو طحاوی اور محمد رح اور دارقطنی نے روایت کیا ہے۔
اور دارقطنی رح کہتے ہیں۔ اسے موقوفاً روایت کرنے والے عبدالرحمٰن بن
مہدی۔ موسیٰ بن داؤد۔ احمد بن یونس وغیرہ ہیں اور اسے عثمان بن سعید
الدارمی نے بھی روایت کیا ہے۔

ابن عمر رض والی روایت اسے محمد رح طحاوی رح نے موقوفاً اور بیہقی رح
نے خلافیات میں مرفوعاً روایت کیا ہے۔

ابن عباس رض اور ابن عمر رض کی وہ روایت جس میں سات مقامات
پر رفع یدین کا ذکر ہے۔ اسے بخاری نے ادب المفرد میں طحاوی رح
طبرانی رح بیہقی رح اور حاکم نے مرفوعاً۔ بزار نے موقوفاً و مرفوعاً اور ابن

ابی شیبہ رح نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ کی ترک رفع یدین کی روایت اسے ابوداؤد رح نے روایت کیا ہے۔

عمر رض کی روایت اسے طحاوی رح نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

ابوہریرہ رض سے ترک رفع یدین۔ اسے ابوداؤد رح ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور منذری رح نے اس پر سکوت کیا ہے۔

عباد بن الزبیر کی روایت کو بیہقی نے خلافیات میں نقل کیا ہے۔

صاحب بدائع نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ عشرہ مبشرہ میں سے کوئی بھی رفع یدین نہ کرتا تھا۔

جابر بن سمرہ کی روایت اسے مسلم رح، نسائی۔ ابوداؤد رح۔ ابن ماجہ رح اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

امام عینی رح فرماتے ہیں جن لوگوں سے ترک رفع یدین ثابت ہے ان میں عبد اللہ بن عمر رض۔ ابوسعید خدری رض۔ جابر بن سمرہ رض۔ براء رض۔ عبد اللہ بن مسعود رض وعلی رض عمر رض۔ ابن الزبیر رض۔ ابن عباس رض۔ ابوہریرہ رض) سفیان ثوری۔ ابوحنیفہ رح۔ ابویوسف رح۔ محمد رح علقمہ رح اسود رح۔ عامر الشعبی۔ ابواسحق السبیعی۔ خیثمہ رح۔ مغیرہ رح وکیع رح۔ عاصم رح بن کلیب رح۔ زفر رح۔ ابن ابی لیلے رح ابراہیم رح نخعی حماد رح اور تمام اہل کوفہ داخل ہیں بلکہ امام مالک کا بھی یہی مسلک ہے۔ ابن القاسم نے مدونہ میں امام مالک رح سے روایت کیا ہے۔ کہ میں سوائے افتتاح کے رفع یدین نہیں پہچانتا۔ حالانکہ رفع یدین کی روایت وہی نقل

کر رہے ہیں. نووی نے امام مالک کا مذہب ترک رفع یدین نقل کیا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ ابن القیم نے ان تمام روایات کو کیسے موضوع قرار دیا. ہم اسے سوائے تعصب کے کیا کہہ سکتے ہیں۔

فصل

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ اَنَّ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُدْعَوْنَ بِاُمَّهَاتِهِمْ لَا بِآبَائِهِمْ وَهُوَ بَاطِلٌ قُلْتُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ بِاِمَامِهِمْ بَدَلَ بِاُمَّهَاتِهِمْ قِيْلَ وَفِيْهِ ثَلٰثَةُ اَوْجُهٍ مِنَ الْحِكَمِ اَحَدُهَا لِاَجْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ الثَّانِيْ لِشَرَفِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ الثَّالِثُ لِئَلَّا يَفْتَضِحَ اَوْلَادُ الزِّنٰى ذَكَرَهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِهِ مَعَالِمِ التَّنْزِيْلِ قَالَ وَالْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ بِخِلَافِهِ قَالَ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهِ بَابُ يُدْعَى النَّاسُ

اور اسی قسم کی روایات میں سے یہ روایت بھی ہے کہ لوگ قیامت کے روز اپنی ماؤں کا نام لے کر پکارے جائیں گے اور یہ باطل ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں. محمد بن کعبؒ نے امہات کی بجائے امام کا لفظ روایت کیا ہے اور اس کی تین وجوہات ہیں اول تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وجہ سے ثانیاً حضرت حسن وحسین کے شرف کی بنا پر تیسرے یہ کہ اولادِ زنی رسوا نہ ہو جیسا کہ البغوی نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں روایت کیا ہے. لیکن احادیث صحیحہ اس کے خلاف ہیں بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب باندھا ہے کہ لوگ قیامت کے روز اپنے باپوں کا نام لے کر پکارے جائیں گے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِآبَائِهِمْ ثُمَّ
ذَكَرَ حَدِيْثَ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ
لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ
الْجَمْعِ يُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ
فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَفِي الْبَابِ
أَحَادِيْثُ غَيْرُ ذٰلِكَ قُلْتُ وَ
يُمْكِنُ الْجَمْعُ بِاخْتِلَافِ الْمَوَاقِفِ
وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ أَعْلَمُ

پھر حدیث ذکر کی جس کا مقصد یہ ہے کہ ہر غدار کے لئے قیامت کے روز اس کے غدر کے مطابق جھنڈا گاڑا جائے گا۔ اور کہا جائے گا۔ یہ فلاں بن فلاں کے غدر کی بنا پر ہے اور اس مضمون میں دیگر احادیث بھی موجود ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ حالات مختلف ہوں۔

فصل

وَمِنْ ذٰلِكَ حَضَرَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ سَمَاعًا وَرَقْصًا حَتّٰى
شَقَّ قَمِيْصَهٗ فَلَعَنَ اللّٰهُ
وَاضِعَهٗ مَا أَجْرَأَهٗ عَلَى الْكَذِبِ
وَحَدِيْثُ لَوْ أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ
ظَنَّهٗ بِحَجَرٍ لَنَفَعَهٗ هُوَ مِنْ وَضْعِ
الْمُشْرِكِيْنَ عُبَّادِ الْأَوْثَانِ انْتَهٰى
وَقَدْ تَقَدَّمَ وَحَدِيْثُ لُحْمَةٌ

اسی قسم کی روایت یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سماع و رقص میں حاضر ہوئے حتی کہ آپ نے اپنا کرتہ پھاڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے وضع کرنے والے پر لعنت کرے کہ وہ جھوٹ بولنے پر کتنا جری ہے۔ اسی طرح یہ روایت کہ اگر تم میں سے کوئی اپنا خیال پتھر کے ساتھ بھی اچھا پیدا کرلے گا۔ تو وہ بھی اسے نفع پہنچائیگا یہ مشرکین اور بت پرستوں کا طریقہ ہے

مَعَ الْفُقَرَاءِ أَيَادِي فَإِنَّ لَهُمْ
دَوْلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَوْضُوعٌ
قُلْتُ لَيْسَ كَذٰلِكَ كَمَا تَقَدَّمَ
وَحَدِيثُ مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ
وَكَتَمَ وَمَاتَ فَهُوَ شَهِيدٌ
مَوْضُوعٌ قُلْتُ لَيْسَ كَذٰلِكَ كَمَا
سَبَقَ وَحَدِيثُ مَنْ أَكَلَ مَعَ
مَغْفُورٍ لَهُ غُفِرَ لَهُ مَوْضُوعٌ قُلْتُ
وَهُوَ كَذٰلِكَ كَمَا تَقَدَّمَ قَالَ
وَغَايَةُ مَا رُوِيَ فِيهِ أَنَّهُ مَنَامٌ
رَآهُ بَعْضُ النَّاسِ قُلْتُ رُؤْيَا
الْمَنَامِ لَا عِبْرَةَ بِهَا فِي إِثْبَاتِ
الْحَدِيثِ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ وَحَدِيثُ مَنْ قَصَّ
أَظْفَارَهُ مُخَالِفًا لَمْ يَرَ فِي عَيْنَيْهِ
رَمَدًا مِنْ أَقْبَحِ الْمَوْضُوعَاتِ
قُلْتُ قَدْ تَقَدَّمَ وَحَدِيثُ
إِذَا دَعَتْ أَحَدَكُمْ أُمُّهُ وَهُوَ
فِي الصَّلٰوةِ فَلْيُجِبْ وَإِذَا دَعَاهُ

اور یہ پہلے گذر چکی۔ اور یہ روایت فقراء
کے ساتھ دوستی پیدا کرو۔ کیونکہ وہ
قیامت کے روز مالدار ہوں گے یہ موضوع
ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں ایسا نہیں
ہے۔ جیسا کہ گذر چکا۔ اور یہ روایت
جس نے عشق کیا پاکدامن رہا۔ عشق کو
چھپایا۔ اور اسی حالت میں مر گیا۔ تو وہ
شہید ہے۔ یہ بھی موضوع ہے ملا علی قاری
فرماتے ہیں یہ موضوع نہیں جیسا کہ پہلے گزر
چکا۔ اور یہ روایت کہ جو مغفور کے ساتھ
کھائے اس کی بھی مغفرت کر دی جائیگی
یہ بھی موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں
ایسا نہیں ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ابن القیم
فرماتے ہیں اور اس بارے میں انتہا یہ ہے
کہ لوگ خواب بیان کرتے ہیں۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں خواب میں دیکھنا حدیث ثابت
کرنے کے لیے دلیل نہیں بن سکتا اور یہ
روایت کہ جس نے ناخن مخالف طور پر
کاٹے تو اس کی کبھی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔

أَبُوهُ فَلَا يُجِبْ يُؤَدِّيهِ
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبَانٍ الْقُرَشِيُّ
الْأُمَوِيُّ قَالَ الْبُخَارِيُّ تَرَكُوهُ
وَقَالَ ابْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ
كَذَّابٌ رَوَى أَحَادِيثَ مَوْضُوعَةً
وَحَدِيثُ جَابِرٍ فِي التَّشَهُّدِ
وَفِي أَوَّلِهِ بِسْمِ اللهِ التَّحِيَّاتُ
لِلّٰهِ يَرْوِيهِ حُمَيْدُ بْنُ الرَّبِيعِ
عَنْ أَبِي عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ
عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْهُ قَالَ
ابْنُ مَعِينٍ حُمَيْدٌ هٰذَا كَذَّابٌ
وَقَالَ النَّسَائِيُّ لَيْسَ بِشَيْءٍ قُلْتُ
هٰذَا يَقْتَضِي ضَعْفَهُ لَا وَضْعَهُ
كَيْفَ وَقَدْ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ
فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ عَنِ ابْنِ
الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ
مَرْفُوعًا بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ
خَيْرِ الْأَسْمَاءِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ
الْحَدِيثَ ذَكَرَهُ الْعَلَّامَةُ

یہ بھی موضوع ہے (یہ بھی پہلے گذر چکی)
اور یہ روایت جب تم میں سے کسی کو نماز
پڑھتے ہوئے اس کی ماں بلائے تو اسے
جواب دے اور جب باپ بلائے تو جواب
نہ دے اسے عبدالعزیز بن ابان القرشی
الاموی نے روایت کیا ہے۔ بخاری کہتے
ہیں اسے چھوڑ دو۔ ابن معین وغیرہ کہتے
ہیں کذاب ہے موضوع احادیث وغیرہ کہتا
اور جابر کی التحیات کے بارے میں وہ
روایت جس کے شروع میں بسم اللہ
التحیات للہ۔ جسے حمید بن ربیع نے عن
ابی عاصم عن ابی جریج عن ابی الزبیر کی
سند سے روایت کیا ہے۔ تو اس حمید کے
بارے میں ابن معین فرماتے ہیں یہ کذاب
ہے۔ نسائی کہتے ہیں کچھ نہیں۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں اس سے ضعف ثابت ہوا نہ کہ
وضع کیونکہ طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ابن
الزبیرؓ سے مرفوعاً روایت کیا بسم اللہ التحیات
للہ۔ علامہ جزری نے اسے حصن میں نقل کیا ہے

الْجَزَرِیُّ فِی الْحِصْنِ مَعَ الْتِزَامِ اَنْ یَکُوْنَ جَمِیْعُ مَا فِیْہِ صَحِیْحًا۔ | اور انہوں نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ اس میں صرف صحیح روایات نقل کریں گے۔

فائدہ۔ ملا علی قاری کا یہ قول کہ اس سے ضعف ثابت ہوا نہ کہ وضع۔ تو راوی کے کذاب ہونے سے روایت کا وضع ثابت ہوتا ہے، نہ کہ ضعف لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث موضوع ضعیف تو کجا بلکہ صحیح ہے۔ ایک شواہد تو ابن الزبیر کی روایت ہے۔ دوسرے امام مالک نے موطا میں نافع کے ذریعہ ابن عمر رض سے التحیات کے شروع میں بسم اللہ کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ اور جابر کی روایت جس میں بسم اللہ کے الفاظ ہیں۔ ابن ماجہ نے دو سندوں سے روایت کی ہے۔ اور اس میں یہ حمید کذاب موجود نہیں۔ ابن ماجہ کی سندات یہ ہیں محمد بن زیاد معتمر بن سلیمان۔ ایمن بن نابل۔ ابو الزبیر جابر رض۔ دوسری سند یحیی بن حکیم محمد بن بکر۔ ایمن بن نابل۔ ابو الزبیر رض۔

[illegible] * 911 دلو

[illegible] خطوط [illegible]

[illegible] 222 * علم غیب پر بحث 525-533

[illegible] 236 * عاشورہ پر [illegible] 561

[illegible] آدم [illegible] 297 * روایات موضوع [illegible] 565

[illegible]

[illegible] 330

[illegible] 466

[illegible] 467

[illegible]

[illegible] 426

[illegible] 447

[illegible] 447

[illegible] 462 * بلال [illegible] کی اذان اور [illegible] 473

[illegible] اور سورج کا طلوع 477 [illegible] 224

ابلیس کی نماز 523 [illegible] 505

نبی کے والدین کا [illegible] 18 * [illegible] 525 - 527

علی علم کا دروازہ 134 خیبر کا دروازہ اور علی 203

مسئلہ [illegible]